

شفیع محشر (قصائد)

تصنیف

مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی

ناشر

نور ہدایت فاؤنڈیشن

حسینیہ حضرت غفران مآب، مولانا کلب حسین روڈ، چوک،

لکھنؤ-۲۲۶۰۰۳ (یو۔ پی)۔ انڈیا

Noor-e-Hidayat Foundation

Imambara Ghufuranmaab, Maulana Kalbe Husain Road,

Chowk, Lucknow-3 INDIA

Website: www.noorehidayatfoundation.org

www.naqeeblucknow.com

E-mail: noorehidayat@gmail.com, noorehidayat@yahoo.com

Ph:0522-2252230 Mob :08736009814,09335996808

مَرْكَزُ الشَّيْخَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ



یعنی

قصائد

مناقب چارہ معصومین علیہم السلام
مصنفہ مداح آل محمد ولسان المکاجبات اکاظم حسین صاحب محبت وکلمہ نوی

بیروت (ایہ تمام احسن العباد وعبادہ) (الک مطبع)

نظامی پبلیشرز کراچی
۱۹۲۲

جناب قیامہ کے تفسیر اعلیٰ مولانا سید حسین صاحب مدظلہ العالی کا جواب

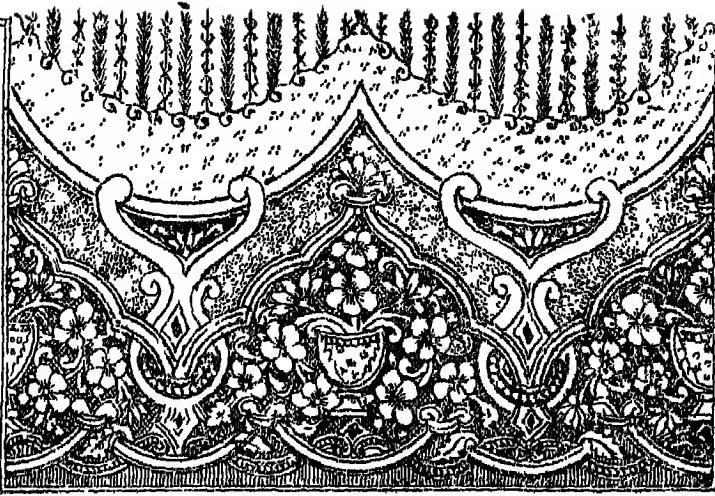
سہ ماہیہ

ایک شب عالم رویا میں نے دیکھا کہ میں ایک شہر میں وارد ہوا ہوں اور وہاں ایک بڑی بڑی محفل مرتب ہے جس میں بہشتی اشخاص شریک ہیں اور نہایت عظیم الشان مجمع ہر شرکاء کے سب مومن ہیں جس کے چاروں سے اتنا مسرت نمایاں ہیں کہ فریبہ جانیہ معلوم ہوا کہ قصیدہ خوانی ہو رہی ہے اور تدریج آواز علیہم السلام جناب اکاظم حسین صاحب بخشہ زاد کا اہم اپنا قصیدہ کہ جس پر پڑھ رہے ہیں۔ حضرات محفل سے آوازیں تھیلنے آفرین کی بلند ہیں جو وقت میں اس محفل مسرت میں ہر پنجہ تو میں نے سنا کہ جناب مرزا صاحب صوفی اقولہ کہ اصنام کے متعلق اپنے اشعار کہ بہادر حاضرین کو سنا ہے ہیں اس مقام کے شعراء سے ایک شعر نکال محفوظ ہو گیا تھا جس کا مصرع ثانی تو اس وقت تک بالتمام یاد ہو اور مصرع اول کے بعض الفاظ میں تردد ہو ممکن ہو کہ کچھ اور ہوں گے اصل مضمون میں اس کے کچھ شک نہیں ہے وہ شعر حالت مذکورہ یہ ہے

علیٰ میں دشن حمد پر بتا کہ جبہ ساجدین تو الی اللہ عجیبان جلال کبریا ہے
جناب مرزا صاحب صوفیہ جب پیشہ پڑھا تو تمام مجمع کی حالت افراط مسرت عجیب غریب نظر آتی تھی گویا جلایا حاضرین کے چہرے مطلع افوارہ بن گئے تھے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ منظر کہ اصنام کی نظروں کے سامنے موجود ہو میں انہیں کہہ دلیں قبول ماحی جناب صوفی سرکار ملہبت علیہم السلام میں سمجھتا ہوں
ناصر حسین عفی عنہ بقلمہ

بریں مشرودہ گرجان فشاخم رواست

روز بازار میں میرا کوئی عمل قابل قبول نہوا تو ملاحق خاندان رسول کے تصدیق میں مندرجہ بالا شریعتی انشاء اللہ منزل مقصود کا خضر رہ ہو جاگی جناب مدظلہ دام القارہ نے خوب خاکسار سے ماہ ربیع الاول میں بیان فرمایا تھا اسلئے قصیدہ نعتیہ عرض کیا گیا غالباً خوش فہمی نے مجھ ایسے سراپا گناہ کو مقل فیضانہ
وجہت لہ الجند کا مصداق کرنا آخری عمر میں ہر وقت کیا کیا کہ نہ کھرتے توجہ لہ باہر ہو جاتا شاعری کا یہی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

رباعی در سمد

یہ سب تھا فقط ظہور قدرت کے لئے
پیدا کئے وہ بندے عبادت کے لئے

دوزخ کے لئے نزع جنت کے لئے
سمجھا نہ کوئی رموز ہستی جن کے

قتیل عشر

كَرُمَتْ جَنَّتُكَ رَبِّهِمْ لِحَدِّ الْحَمْدِ فَإِنَّكَ أَكْفَرُ صَلَواتُ اللَّهِ عَلَيْكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

بس اتنے اوج درخت پر غرور کبریائی ہے
اسی حد تک میں دعویٰ کے شانِ خدائی ہے
نئے انداز کی یہ شورشِ قدرت نائی ہے
قیامت یہ کہ اک عالم کو حکم جبہ مائی ہے
نہاں شمشیر بھی زیرِ لباسِ پار مائی ہے

تو نے خل بیت اللہ سے معراج پائی ہے
دلِ مرغِ برہن پہونچا دیا عشرِ مئی ہے
کیا کہیے پتہ بغیر گئے قیدِ مکانی میں
سرا پا صفتِ آذر کے خود ہیں بندہ احسان
محافظ بنکے بیٹھے ہیں حیاتِ اہل عالم کے
جوابِ شوروںِ ناقوسِ خاموشی سے نہ اندیشہ

نظر میں سنتے تھے پنہان ہے اعجازِ میحانی
 لئے بیٹھے ہیں بند آنکھوں میں کیا سرمایہ دیکھیں تو
 جبین پر شفقِ صندل سے بوسے غیر کیا منے
 غورِ سخن بے پردا ہر اک کے مرنے جینے سے
 مرصیانِ محبت جی رہے ہیں اپنی قسمت سے
 بہت خوش ہو الہا پہ جائے اگر اناتوں اگل پنا
 بنایا لوگوں نے محبوبِ تخیلاتِ شعری سے
 حقیقی بات کہتا ہوں کہ مجیدِ درہی کچھ ہے
 گرا دی یاوہ کارِ عشق بجلی کوہِ سینا پر
 حقیقت دانی محبوبِ روح انسان سے ناممکن
 سلجھنی تھی نہ سلجھی گنگو منی پرستوں کی
 چھڑیں کیا کیا نہ بخشیں اہل حل و عقد کی کثر
 کسی نے اعتقادِ روح کو محبوبِ دل مانا
 کوئی ادراکِ رمزِ روح میں حیرانِ سرگردان
 کسی نے کہہ دیا اوسکو بجا راتِ لطیفہ سے
 مراد کوئی نفسِ طاقہ کا روح کو سمجھا
 کہیں فنکوونہ تنکوے روح کی ناآشنائی سے
 کسی کے روح سے رگِ گین دورہ خونِ تازہ کا
 قیامتِ عالمِ صغریٰ میں ڈھالے بیرخی اوسکی
 اُسے فطرت نے شاہی دی اگر اقلیمِ پیکر کی
 وہاں نازش میں پنہان ہوں نگاہِ اہلِ عالم سے
 ابتک بنگیا مرکز جو اُسکا قلبِ انسانی

ذرا ہم بھی تو دیکھیں کونسی قدرت دکھائی ہو
 جوانی کی ہو مستی یا سرورِ بیوفائی ہو
 لیکن کعبہ ہو کر شکل یہ کیسی بنائی ہو
 ذرا کہہ دو خدا لگتی کہ یہ کیسی خدائی ہو
 جسے دیکھو اوسکو شکوہ بے اعتنائی ہو
 نہ پوچھا کھینچ کہ جانِ ارکون ہو تو نہ آئی ہو
 اور اسپر نازِ بیجا یہ کہ اکٹلم فدائی ہو
 ذرا گہری نظر ڈالو تو کہہ اٹھو دُعا پائی ہو
 ذرا سی مسکراہٹ بھی جو شتا تو نہ آئی ہو
 یہی وہ مسئلہ ہے دم بخود جبین خدائی ہو
 اسی منطق سے زورِ عقل نے معراج پائی ہو
 مگر یہ فلسفہ وہ ہے کہ دنیا عاجز آئی ہو
 کسی کا قول یہ محبوب کیا روحِ فدائی ہو
 کوئی محبوب کی چمکٹ پہ محبتہ سائی ہو
 کہیں پر اکی زلفین یا گھٹا گردِ نہ چھائی ہو
 کہیں وقتِ اہلِ محبوب سے وقتِ جدائی ہو
 کہیں محبوب کی مشہور عالمِ بیوفائی ہو
 کہیں محبوب کی فرقت میں زردیِ خیمہ چھائی ہو
 یہ مردوں کو جلا دے ایسا حُن کج ادا ئی ہو
 تو اسکے در پہ عالمِ فخر سے نحو گدا ئی ہو
 نظر کیا یاں مصور کو بھی عذرِ نارسائی ہو
 ازل سے چھاؤنیِ نزدیکِ جاننے چھائی ہو

اگر آنکھوں سے وہ نکلے تو ہوا نہ ہیر نظر دن میں
 طلسم زلیست کے نیرنگ پر دان قدرت کامل
 اگر انجام کار اُسکا ہے مامن جنت دنیا
 وہاں ریشہ دوانی جملہ مخلوقات عالم سے
 عروج روح کی بس حد ہے تا دیلات معنی تک
 پیئے روح امر ربی صرف اک تعریف اجمالی
 مریض عشق کی آنکھیں ہیں اُسکا عرشہ رفعت
 وہاں ہمراہ نام الفاظ تعظیمی سے کیا حاصل
 سنجو جب نام محبوب خدا ملے کسے کمد و
 مرے محبوب قربان ادا سے جلوہ آرائی
 جسے روح بناتی کہتے ہیں بتان عالم میں
 سر دوش اللہ اللہ کیا کہوں مہر نبوت کو
 ادھر بھی اک تجلوا اے سراج محفل وحدت
 نثار اس جلوہ وحدت نما کے دیکھنے والے
 مہار کا منہ خاتون کو سرمایہ نظرت
 خوش طالع کہ قرآن غیب کے جزو ان سے نکلا
 ہوا روشن جہان میں صاحب شوق استمرا یا
 مہ و خورشید آنکھیں مل ہے ہیں اُسکے قد پر
 صفی اللہ سے روح اللہ تک جو انبیا گزشتہ
 ابجد کے حشر میں اسلام نے لی ایسی نگرانی
 اکھینچے اپنے خود بخود ارمان تمہ جتنے علم فطرت میں
 زمین کہ سے ہر ذرہ یہ کہتا ہوا اٹھا
 وہی دیر میثم اس حبیب عبد اللہ سے نکلا

یہاں شوق نظارہ سرمہ چشم فدائی ہو
 یہاں ایک لک کرشمہ منظر مجسم نہائی ہو
 فضا اسکی گلی نے روضہ رضوان کی پائی ہو
 یہاں ایک اکشاے کے تصرف میں خلائی ہو
 ملک کے پر جلیں محبوب کی دانتک رسانی ہو
 پئے محبوب تفصیلات جنت میں خدائی ہو
 یہاں تو سین تار لکی گاؤں کھینچ لائی ہو
 درود اس نام پر پڑھ دو حکم کبسر پائی ہو
 جلا روحانیت نے یونین م بھرنی پائی ہو
 تری آمد سے روح تازہ عالم بھرنے پائی ہو
 وہ تیرے ہی نہال فیض کی قدرت نہائی ہو
 نشان دست قدرت یا کہ نقش در پائی ہو
 بہت بہت ہنس کے کوہ طور پر چلی گرائی ہو
 بتان کعبہ گر گر کے پکار اٹھے دہائی ہو
 لے ہیں گو دین بچہ کہ قبضہ میں خدائی ہو
 محمد گو دین یا شرج علم کبریائی ہو
 ہنسی بے ساختہ افلاکیوں کے منہ پر آئی ہو
 کہ جسکا نقش پامرات حسن رہنمائی ہو
 اسی کے در پر سب کو انخار جہہ سائی ہو
 کہ جان زار کھنجر کفر کے ہو ٹوٹی ہو
 یہ جذب حسن ہے اور یہ ادا سے زلربائی ہو
 چلو اس الہی دل وقت محبت آزمائی ہو
 برکھنے کی نگہ جسکو الوطال نے پائی ہو

امامت کی خبر لیکر نہوت گھر میں آئی ہو
 بہ آسانی خدا تک پہنچاؤں کی رسائی ہو
 کہ دین اسلام کا اب مرکزِ معجز نمائی ہو
 یہ باعث ہے میان پیکر و سایہ جدائی ہو
 کتاب اللہ میں ظہر گواہ پار سائی ہو
 کہ جنگی آمد آمد شرح اسرارِ خدائی ہو
 حقیقت یہ کہ جبریل میں کی کیا بن آئی ہو
 نہ در دربان کا دلین نہ بیم نار سائی ہو
 کہ قسمت رحمتہ للعالمین کے در پہ لائی ہو
 کہ جس سے لفظ و صلت صورت معنی میں آئی ہو
 جسے سنتے ہی حسن و عشق نے معراج پائی ہو
 ہزاروں دلوں میں اور دم شوق آزمائی ہو
 انیشلی آنکھوں نے قوسین کی صورت دکھائی ہو
 پڑھو محشر کوئی مطلع دم رنگین نوائی ہو

جناب فاطمہ بنت الاسد کا دل بڑھا ہاتھوں
 دماغِ مستحرمہ پہنچاؤں عظیم پر
 محالِ عقل کو ممکن بنانا کچھ نہیں مشکل
 محبت میں کبھی اپنے بھی وجہ بدگمانی ہیں
 سوا اس کے ہو کیا توفیق حسن ظاہر و باطن
 رسول اللہ محمد افتخارِ حضرت آدم
 دلوں پر کر لیا قبضہ بنے محبوب کے قاصد
 پیام دوست کے بل پر اٹھ پڑے تکلف کے
 بڑھا کچھ اور زور جذبہ شوق اس تصور میں
 زبان سے دل تک اس پیغامِ روح افزا کو لاتے ہیں
 پیام ایسا کہ علمِ فیض پہنان چکے باطن میں
 کہا چلیے تمنا سے محب کو جانچ کر دل میں
 اودھا سرست صبا سے رسالت اپنے بستر سے
 اشارے ابرار نے صدر بزمِ نعت کے سمجھو

بظاہر عاشق و معشوق میں اتنی جدائی ہو
 کہ جیسے فصلِ قوسین ایک نازِ دلربائی ہو

ہوا سے باغِ رحمت جنبشِ دامن سے آئی ہو
 نگاہِ شوق کے آگے تمنا سے رسائی ہو
 پکارا دل یہی کیا حقِ قسمت آزمائی ہو
 کہا دل نے کہ ننگِ عشق اب ہم جدائی ہو
 مگر تسکینِ باطن کو صدامِ اوس آئی ہو
 پکارا دھڑلے یقین یہ نفس کی محبتِ نوائی ہو
 وہی شامِ شبِ ہجرت کا یہ خالص اندائی ہو

گیا نورِ مجسم اپنے مرکز کی طرف کھینچ کر
 معارضِ شہِ دل میں ہر قدم پر راہِ الفت میں
 ہوا سے دامنِ نظارہ سے جھپکیں جہاں کھین
 کہا میلانِ فطری نے ذرا سا اور بھی بڑھے
 دمِ وصلِ خطرِ لب بھی شرحِ شوق ہو گیا
 ابھی ٹوٹا تھا تازہ طایرِ رسمِ افراطِ حیرت کا
 نفیرِ خواب جس کی روج اسرارِ سودت تھی

<p>تصور جس طرف جانے خدائی ہی خدائی ہم ہوئے جو وقت و دول بیکار منت غشوائی ہی پلٹ کر دے کہ آئین نگاہین یہ تو بھائی ہی اشارے میں تبوں کے اوج پر بجلی گرائی ہی کہ جسک ہاتھ پر موقوف کعبے کی صفائی ہی تو کنی شکل بیت اللہ سے جس نے مٹائی ہی زمانہ گونج اٹھایوں غیب سے آواز آئی ہی تعالیٰ اللہ عجب شانِ جلالِ کبریائی ہی قصائد ہو گئے مقبول یہ تعبیریائی ہی ائمہ حشر میں کہہ دیں یہ ہم سب کافرائی ہی جہان لیجائے رحمت آگے قسمت کی رسائی ہی</p>	<p>یہ اللہ پشت پر ار رسانی آنکھوں کے دچھا فدا رو حین دو عالم کی نیا تو نازِ خلوت پر تامل سے جو دیکھا آئین کو بزمِ قدرت کے وہ بھائی جس نے اپنے زورِ اعجازِ امامت سے وہ بھائی جو وزیرِ عظم و حیدرِ دلائی اللہ خدائی بھر کے بندے کا سرا حنام کہتے ہیں پیے کارِ خدا کعبہ رسول اللہ پہ جب آئے علی ہیں دوش احمد پر بتان کعبہ ساجدین جناب ناصر دین نے جو دیکھا خوابے محشر خداوند مری توفیقِ رحمت روز افزون ہو زبان پر ہوں مناقب جبکہ نکلون گنجِ مدفن سے</p>
--	--

رابعی

<p>جو گھر ہے مسرت سے وہ آباد ہے آج محبوب خدا کا روزِ میلاد ہے آج</p>	<p>عالم میں جسے دیکھیے کیا شاد ہے آج کانون میں اذان دے حقِ نطرت آکر</p>
---	--

رباعی

<p>جو نورِ خدا وہ مقتدا اپنا ہے محبوب خدا کا رہنا اپنا ہے</p>	<p>دعویٰ سے یہ کہتے ہیں خدا اپنا ہے کیا دور ہے اب منزلِ حنِ ایمان</p>
--	--

رباعی

<p>جی بھر کے نکالیں گے تمنا ساقی خنخائے وحدت کا ہے پہلا ساقی</p>	<p>عالم میں یہ آیا ہے ہمارا ساقی مالک کوثر کا اور محمدؐ مشہور</p>
---	--

۱۔ یہی شہزادِ نابصر المللہ بظلمہ نے عنایت فرمایا جو خواب میں اکثرین سے سنا۔

دلعیت حبیب اجماعی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ

میدان المعانی

ادلے محبوب کے کرشمے بتاؤ بیرو حرم سے پوچھو
 لبونہ دلریش مسکراہٹ پر سگی ضربِ سخن کی مٹا
 فنا سے ہستی کا دوست دشمن کو علم کیا ہی پہنچے دیکھا
 قتیل شمشیر ناز ہو کر کیسی نیند رانی کب اٹھو گے
 دل شکستہ کی لاش چپکے سے کیوں ٹھانی تھی تمام فرقت
 بنائی تصویب صبر کو نیکر بڑھائی روحانیت کہاں تک
 غریب لکی ملال فرقت میں خیریت ہو بھی یا نہیں ہے
 میان محفل تھا اک قیامت تھا جاناں کا لٹنے اٹھنا
 کب آیا ملکر کسی سے کوئی یہ راز سربستہ وقا ہے
 بنائی روح اثر کہاں سے کہانی غم کے نقرہ دردن
 خطاے جذبات شوق تھی یہ کیشم نظارہ کا گنہ تھا
 وصال کیا ہو اگر نہ جھپٹے نگاہ لب سے پوچھے کوئی
 نہ پوچھو جسے کہ شام وعدہ میں بقیار کی شکل کیا تھی
 بوقتِ اظہار حال نظریں نگاہ جانان کیوں نہ تھیں
 زمین کا پیوند جو ہے تھے کسی گلی میں وہ کیونکر اٹھے
 محبت محبوب کے تعلق کی راہ کتنی ہے چادر کیونکر
 نبی وہ محبوب کیرا کمال جکا کمال حسالت
 جمال محبوب کے کرشموں میں عقل آوازی نہیں مکن
 جمال محبت وہ دلکش کہ تہنہ سحر ہے مگر گرتے دکھیا

انھیں بتانے میں ہو تکلف بلالِ دل و دم سے پوچھو
 اگر بتائے تو مہربانی فرجِ حسینِ کرم سے پوچھو
 خود اپنی روح روان سے پوچھو بانِ دلِ مستم سے پوچھو
 اگر ہو مکان میں جگنا تو محوِ خوابِ عیدم سے پوچھو
 بتائے خاک پہنچنے والے یہ راز اراہ عجبم سے پوچھو
 کیسے جہاں بہتال سے پوچھو کسی کے زورِ تم سے پوچھو
 کہاں ہے اکون میں آئی سرخی یہ چشمِ چشم سے پوچھو
 ہیں نہ دیکھے ہوں یہ کرشمے جو پوچھنا ہوں تو تم سے پوچھو
 گیا تھا اخلاوت میں کوئی نیکو کردار انشائے دم سے پوچھو
 بھرا تھا قفسے میں درد کو نکار یہ بات ابراہام سے پوچھو
 پڑا لایزال دل کو کیونکر کسی کا زلفونیکم سے پوچھو
 فراق کیا ہے بسن سکوت تم تو اس فسانے کو تم سے پوچھو
 زبان دیگر نالائک کرنا کسب کے ذیل و قسم سے پوچھو
 دل اپنی آواز سے پوچھو اذیتا میا لطیف و کرم سے پوچھو
 اگر کٹھن بھی تراب کہاں ہیں نضائے باغ ارم سے پوچھو
 طین نذر روح الامیں سے پوچھو نبی کے نقش قدم سے پوچھو
 کہ جسکے حسین اہل کا قہر حسین بزمِ تدم سے پوچھو
 اگر یہ تھیں کی ضرورت خدائے لوح و قلم سے پوچھو
 اے مفریہ نہ ہو یہ دعویٰ اہوم کے اکال گم سے پوچھو

جمال محبوب پر کسی کی نظر جمی تھی کہ غش ہی آیا دو نیم ہو کر قمر کا ملنا نشانہ اشارے یہ ہر دو عالم یہ کس کا حسن مجسم آخر ہوا تھا شوریدگی کا باعث پڑھو گے محشر جو مطلع نو جواب ماہ ربیع الاول	جواب لیکنا گوش دل تک بان عین عدم سے پوچھو فراق وصلت کے اصل معنی اولے لطف کرم سے پوچھو بنایا خانہ بدش کسے بتان یر و حسیم سے پوچھو فروع بزم ادب ہو کیونکر زبان کلاب رم سے پوچھو
---	--

جہان عرفان میں مصطفیٰ کو خدائے حل حرم سے پوچھو اگر یہ مکان سے ہو باہر تو انکے خود ابن عم سے پوچھو
--

خوشا مقدر محمد آئے ہوا ہے کیا پلٹ زمانہ ملا یہ وہ جو ہر سانسہ کو پرکھتا جسکا ہو خود ہی مشکل حلیہ انعام مانگتی ہے جناب جبریل چپکڑے ہیں نگاہ ادیان سابقہ پر ابھی سے بجلی گرا رہی ہے جہان اسلام میں وہ دن ہو کہ عید نوروز جس سے پیدا طواف کوئے مدینہ میں لین مونی تھی مشغول پھر نہ ملتی ہی نہی ہو شفیع عالم ہی نہی ہے ظہیر امت کیسے کہہ کرے کیونکہ رونق اڑے کیوں نگار کسی کا تمام آسماں برق تابی میں طور سینا بنے ہوئے ہیں بہت ہی آسان سیلہ ہو کہ باتوں باتوں میں حل کیے پلٹ کے معراج سے جب آئے نظر کی وسعت تبار ہی تھی مشیر اسرار جناب باطن رہا ہے اول سے انتہا تاک پلے بیان رموز الفت ہوا لہجہ مانوس درود لکھش ہمارے بستر پر سوئے دلا ہوا شیدا ہمارا بھائی عبثت ہوا پس کی بحث و جھگڑا امی کے پیروں میں نبی امی لقب کی جرح کا طرز قبول یہ ہو محشر دعا یں مانگو مر دین آئین دراجات کھلے ہو ہر	چراغ در عنایت بجھا کیوں بجوم اہل حشم سے پوچھو کوئی یہ کہہ دے کہ قدر قیمت کون شاہ ملک دم سے پوچھو ادائیں کہتی ہیں جو لیکار وہ بڑھ کے باب کرم سے پوچھو لبوں کی جنبش کا صاف لیا جو پوچھنا ہو دم سے پوچھو نشاط باطن کا آج عالم عرب سے پوچھو عجم سے پوچھو ہماری جانب سے اکا باعث ہوا باغ ارم سے پوچھو جناب آدم سے تاب عیسیٰ ہر اک کی خیم الم سے پوچھو امان پائے ہو دوس سے پوچھو جفا سے اہل ستم سے پوچھو حقیقت اس نور حق نامی ضیاء صبح ارم سے پوچھو جو ار رحمت میں ہو بچپن کیونکر شفیع حال م سے پوچھو حریم قدرت کے جزو کل کو جو پوچھنا ہو تو ہم سے پوچھو اگر ہو جو یاے نفس مطلب ہمارے فرزند عم سے پوچھو جلس بزم قدم سے پوچھو شریک لطف ہم سے پوچھو ہر اک لڑائی کا مرد میدان زبان تیغ و دم سے پوچھو خدا کی قدرت کے فلسفے کو در علوم و حکم سے پوچھو کہ عجز تحریر کے طریقے سواد لوح و قلم سے پوچھو عظا غیبی میں جو ہر نیماں ہو جزا ہر کرم سے پوچھو
--	--

سورۃ کاتھر باب مصلیٰ علیہ السلام

بہار آئی جگر ٹھنڈا ہوا خاک گلستان کا
چلی ہی آئی ہیں کالی گٹھائیں چار جانب
شیم گل نے اڑ کر دور عالم کو خبر کر دی
صنم زینت پہ آمادہ ہوئے یہ مژدہ سنتے ہی
چلے اُنکان دخیزان وحشیان عشق گلشن کو
خلاف آرزو باو سحر یوں سلایا ہے
غلام ٹھہرا دیا سر سبز یوں نے قول سعدی کو
نوکے فیض سے رشک نہال بار آور ہے
عردمان چمن نے شوخی دست خانی سے
صفائیں آگینہ نہر کا قدرست نما ہوگا
فراج باد صصر کی روش میں اعتدال یا
قیامت ہو کہ بھوے دلفریبی اپنے قامت کی
بجا ہو رشک پھولوں کو جو ہوسری کی شربت
بکھی جاتی ہیں نظریں عاشقوں کی ٹنبل تریر
رطوبت نے کیا ہے موم سے بھی نرم آہن کو
مشادی فرط شادابی نے سوزِ حجب کی ایندا
خضر نے بہر طاعت اپنا سجادہ بچھایا ہے
حسین جو شے ہو پورا عالم جس کا نہیں جاتا
دکھایا مہر کی تابش سے حُسن اعتدال یا
ملایا عشرت موم نے اُن کو اپنے دس سر
گل و ٹبل میں ربط باطنی دیکھا نہیں جاتا

بزرگ مہم کا فور سے ہر قطرہ باران کا
کہ شرمندہ ہے کاجل جنبہ چشم نہ جبینان کا
کہ غنچوں کے چٹکتے ہی کھلاؤ ازہ بتان کا
پکارا ناز۔ اُسی خون ہوگا کس مسلمان کا
بتاتے راہ آوازہ بڑھا جا کہ گریبان کا
محال اب جاگن ہو کو چہ لب کے دربان کا
بنی ہے ہر زمین شور و خروشے گلبستان کا
بگولہ سرو قد اٹھتا ہے جو خاک پیا بان کا
چراغ رنگ ٹھنڈا کر دیا لعل بستان کا
نمایان ہے ابھی راز دلی غور شید تابان کا
اُڑا عالم سے شکوہ برہمتی زلف جاناں کا
نظارہ کرنے آئے تھے یہاں اشجار بستان کا
نوشتہ بنگیا پیشانی ارض گلستان کا
دماغ اب کس کو ہے نظارہ زلف پریشان کا
بہت مشکل ہے کٹنا تیغ قاتل ہے رگ جان کا
نہ کیوں پروانہ بوسہ لے گل شمع فودان کا
یہ عالم صبر دم ہے سبز اوج گلستان کا
دھواں خیل ہوا جاتا ہے شمع بزم جاناں کا
رنگ ٹھاطرائی رنگ رخسار حسینان کا
سراچکا دایہ سینہ اُن کا بتلا تھا اران کا
سوال تیرا دھروان چھیرے کو نام بھران کا

اولے غیض پر امانوں کا پان خون ہو جانا
 ادھر سے بیل تیغ بستم ہو سکے یہ کہنا
 وہ محبوب حقیقت دان شب معراج میں جسپر
 جناب مصطفیٰ ختم اکمل شاہنشاہ عالم
 تمام اعراض نے جس سے قیام سرمدی پایا
 قدم رکھیں جہان فرسے ہاں کے یون چک لکھیں
 رہا گوارہ جنبانی میں اس نور حقیقت کی
 ضیا باری تھی ایسے آفتاب نور حضرت کی
 ہوا جلوہ فلک وہ نور آخر آج عالم میں
 بھیرن عالم میں آدازین مبارک باد کی ایسی
 شفیع المذنبین کے جبکہ دنیا میں قدم لگے
 شفیع روز محشر رحمۃ اللعالمین آئے
 جہاں تہ میں باران رحمت کی ہوئی بارش
 خدائی ہو گئی باطل بتان دیر و کعبہ کی
 کلیم اللہ آنکھیں ملتے نکلیں کنج مدفن سے
 ملا یسے کو گوشہ امن کا کسے تصدق میں
 لکھ اے محشر وہ مطلع بادشاہ دین کی حد میں

وہاں رنگ جفا کو شوخ کرنا زباناں کا
 ذرا پھر مسکرا دے واسطہ محبوب زوان کا
 بچھاو رہو گیا سارا خزانہ راز سبحان کا
 دو بالا جنکی خلعت سے ہو رہیں دین ایمان کا
 زہے قسمت ہوا پیدا وہ جو ہر صانع زوان کا
 کہ جبکہ رو برو ہو گرد عارض ماہ کنگان کا
 اسی سے نور افشان ہو گیا دل ماہ تابان کا
 یقین ہوتا تھا ظلمات عدم پر شرفستان کا
 تجلی بخش ازل سے جو کہ تھا خوشدخشان کا
 کہ شوق ہونا بہت آسان ہوا کٹر کوایوان کا
 ہنسنا زہنم پر ہر اک گل باغ رضوان کا
 رکا ہر ایک آنسو عاصی کوئی حتم گریان کا
 لکھا سب ہو گیا فرد گناہ اہل عصیان کا
 خدا نے رہنا بھیجا طریق دین ایمان کا
 اگر منظور ہو نظر رہ ایسے ماہ تابان کا
 ہوا ہے کون باعث خلقت دن گردان کا
 کہ چوٹ عسل کے غل سے عالم عشرستان کا

جہان میں دور دورہ ہے یہ سلطان واران کا
 گروہ انبیا بھی منتظر ہے جس کے احسان کا

لیا تارے نے بوسہ آکے چشم طاق دیان کا
 ملایا اپنے شوق کر کے گروہ ماہ تابان کا
 وگرنہ بڑھ کے سوداگر سے تھا ہر کہ قرآن کا
 پلایا جس سے اپنے ابن عم کو جام عرفان کا

یہ شان منزلت ہے آپ کے قصر عسل کی
 خوشا اجمار دست حق ماضی عسل کیے
 کیا اسرار حق ہے آپ نے واقف زمانے کو
 یہ پانہ وہ شہر عسل حقیقت ہے

تغییرش موجودات عالم جس کی قدرت ہو
 نزول وحی سے جبریل نے یہ مرتبہ پایا
 جو ہے انکا محب اسکو خدا بھی دوست لکھا ہے
 موصد جو کہ ہو بلویں تجرید اسکو زیبا ہے
 اگر اس صاحب معراج سے اظہار قدرت ہو
 اگر بر تو فگن ہو عکس برقی عارض مولا
 نگاہ لطف ہو جائے جو صبر آموز بتیابی
 علوم انبیاء میں ایک نکتہ عیسیٰ احمد کے
 اگر یہ خسرو کون و مکان ذرے کو عزت دے
 طریق معرفت جسکو سکھا دین آپ اشارے سے
 خدا ہی جانے بس اسکا ستارے کی جلالت کو
 بچائیں کشتی ہستی اگر کمزور و لاعلمی کی
 بلاغت سے تکلم میں جو لین کار میسجانی
 دم معجز نائی روح اگر بخشیں ہیولا کو
 جلال و رعین پیدا تھی ایسی شانِ بطانی
 مبارکباد و محشر میں بھی ہوں حضرت کی امت میں
 چلو تم کو کسی ساتی نے کوثر پر بلایا ہے
 ڈرے جاتے ہونا حق یاد کر کے قصہ موسیٰ
 تمہیں واجب ہے ہر ہر قدم پر شکر کے سجدہ
 بقدر عقل و امکان مدح محبوب خدا لکھی
 قصورِ خلد کا پایا قبالہ دست قدرت سے
 خدا حافظ بس اہل بزم جسکو دیر ہوتی ہے
 وہ ساتی نے بھرا ساغر شراب ارغوانی سے

بیان کیونکر ہو اسکی قوت اعجاز و ہکان کا
 دودھ قرب محمد اسطوف تھا قربِ یزدان کا
 نہیں پوشیدہ رتبہ بوز و مقداد و سلمان کا
 نہ تھا سایہ اسی باعث سے جسم نور افشان کا
 ملے تو مرتبہ شوق ہو کے سینہ چرخ گردان کا
 بزرگ طور حل جائے جگر لعل بختان کا
 نہ تر پے درد دل سے تیر خورہ چشم جانان کا
 بھلا ہر تیر کب ہوتا ہے قطرہ بحر عمان کا
 ہوا سے اڑے وہ گوہر بنے تاج سلیمان کا
 نظر اسکی بنے جاوہرہ تصدیق و ایقان کا
 جہان بارادب کے خم ہے سر ہر ایک سلطان کا
 نہو کچھ خوفِ حق کو موجہ دریاے عمان کا
 نہو دشوار پیکر میں پھر آنا روح سبحان کا
 عدم میں منہ سے بولے مادہ تصویر انسان کا
 کہ جس سے قبضہ قدرت میں آیا شیرِ یزدان کا
 گنہ ہے اسکا گردلو کبھی ہو خوف عصیان کا
 اٹھو دیکھو وہ دروازہ کھلاستانِ خندان کا
 نظر بھر کر ذرا دیکھو اشارہ حور و غلمان کا
 کیا وہ کام جو باعث ہو خوشنودیِ یزدان کا
 ہوا ہر ایک شیدا دل سے نظم گوہر افشان کا
 ملا کلابِ رقم کو آج رتبہ کلابِ سبحان کا
 ملوں معشوق سے جا کر کہ موسم ہے بہار ان کا
 وہ چمکا نیر اقبال شامِ وصلِ جانان کا

نَحْبُكَ يَا نَبِيَّ الْحَبِيبِ مُحَمَّدًا صَلَّيْكَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جذباتِ روحانی

عشق کامل ہو تو پھر دیکھو اثرِ محبوب کا
لے معاذا اللہ اندازِ نظرِ محبوب کا
مرتبہ دیکھے ہوئے ادبے خبرِ محبوب کا
بے تکلف جو کہ دیکھ آیا ہو گھرِ محبوب کا
جکے زانو پر شبِ وصلت ہو سرِ محبوب کا
تذکرہ ہوتا رہے شام و سحرِ محبوب کا
اہلِ دل پڑھتے ہیں کلمہ عمرِ بھرِ محبوب کا
جھڑپ سے ہونیوالا ہو گذرِ محبوب کا
مرتے دم تک زبان سے نامِ اگرِ محبوب کا
پاؤں پڑتا ہے جبینِ عرش پر محبوب کا
یہ نہ پوچھو کون ہے آئینہ گرِ محبوب کا
ہے فرشتوں کے بھی دلیرِ اثرِ محبوب کا
قدرِ تازہ دیکھ ہو جاتا ہے گھرِ محبوب کا
بزمِ اہلِ دل میں نام آئے اگرِ محبوب کا
حُسن کی دنیا میں جو محبوب ہرِ محبوب کا
سینے میں رکھتا ہو دل اک بانجھِ محبوب کا
کیون نہ کھلا دو موقع کھینچ کرِ محبوب کا

جان بھی محبوب کی دل درجہِ محبوب کا
آنکھ ملتے ہی جانیں ہم کہاں ہیں لکھاں
دلے کتا ہوں ذرا سمجھے ہوئے دعوے عشق
اوسکی چشمِ عرشِ پیما پر فدا برقی جمال
اُسکے معراجِ مقدر پر تصدیق دو جہاں
شوقِ اُبھالے ہر نفس میں قوتِ تفسیر کو
قدرتِ وجدان کو دو جلون میں ہم کر زینِ بیان
صورتِ نقیض قدمِ جھمے مگر مٹ جائیے
ایک جان کیسی اگر سوہون تو کیجیے خیرِ یاد
جذبہ شوقِ دلی میں اُٹ سے پایاںِ عروج
دیکھتے ہی دیکھتے حسنِ مجسم بن گیا
یون ہوئے یخود اسیرِ چاہِ بابل ہو گئے
شہرگ و دلیر کوئی ڈاٹے نگاہِ جستجو
کہہ اٹھے صلِ علی لبِ بسکے تصویرِ ادب
کون وہ محبوبِ روحانی محمد مصطفیٰ
جسکا نازِ حسنِ اندازِ تفاضل سے بری
مطلعِ نو پڑے دواے عشرِ زبانِ مع سے

عشق میں کامل تصور ہو اگرِ محبوب کا
ہاتھ بانٹے آتا ہے پیغامِ سیرِ محبوب کا

ختم تھا بستر سے اُٹھتے ہی سفرِ محبوب کا

جذبِ باہم نے مٹادی دوریِ ارض و سما

ہو مبارک تجکو اسے محبوب گھر محبوب کا
 اور وہ اظہار حق محبوب پر محبوب کا
 دیکھ لینا شوق کے وقت اکل نظر محبوب کا
 اب نہ پوچھو شاد ہے دل کس قدر محبوب کا
 کیسی گزرے دفعۂ جب ہو گداز محبوب کا
 ہے خدائی بھر میں سا اچھو قد محبوب کا
 مہر بھی محبوب کا قرین مست محبوب کا
 شام بھی محبوب کی وقت سحر محبوب کا
 کلمہ پڑھتے ہیں بتان سیمبر محبوب کا
 راہیں بستی ہیں جد سے ہو گداز محبوب کا
 خلوت فطرت سے آج آنا اور محبوب کا
 سامنا ہے لیکن اب آٹھون پہر محبوب کا
 جلوہ دکھلایا بانڈاڑ دگر محبوب کا
 صدق دل سے نام لیلو پیشتر محبوب کا
 کرتے ہیں دیدار یوں اہل نظر محبوب کا
 لے محمدؐ تو ہے بس مقصود ہر محبوب کا
 اختتام وصف تیری ذات پر محبوب کا
 ہو گیا روح الامین شوریدہ سر محبوب کا
 اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا اثر محبوب کا
 کس قدر وسعت یہ ہے علم نظر محبوب کا
 کیون نہ ہو جانے حجاب قدس گھر محبوب کا

ہمت افزائی کو یہ لکھ کر بڑھے آداب عشق
 اس طرف شوقِ دلی اُس سمت تمکین نیاز
 پوچھئے اُسکے دماغِ دل سے جو ہو کامیاب
 چھڑ گئے غیبی فسانے لہجہ مانوس میں
 وقت خلوت ہو اگر کوئی سراپا منتظر
 کم ہوا احسن طلب جب تک نہ یہ کہوا لیا
 پھیلے کمر فریب اُسے یا اسکے دو ٹکڑے کرے
 خلوت معراج میں جب چاہے آئے یا کہ جائے
 دیکھ لو کبے میں لے اہل نظر اعجاز حسن
 نکست پیغمبری دیتا ہے جسمِ عطر بار بہر
 راز قدرت تھا جو پھٹتے پھٹتے آخر کھل گیا
 عالمِ تخلیل میں پہلے تھا اک نقش وجود
 پردہ قدرت میں تھا کچھ اور عالم میں کچھ اور
 حکم فطرت یہ اگر چاہو کہ سب بن جائیں کام
 امت مرحومہ کا موسیٰ محل دیکھ لین
 روح یوسف دیتی ہے مصر حقیقت سے صلہ
 ہے وہاں جو ہر آئینہ قدرت کا قول
 عشق شور انگیز میں دیکھ عبادت کے جرات
 بے تکلف والہ و شیدا ہوا اخلاق حسن
 جماعہ مخلوقات ہیں ممنون چشم التفات
 اسطر سے ناز جن اُس سمت سے جوش عطا

چاہتے ہو تم اگر تخلیل ایمان سخن
 ذکر اسے محشر کرد آٹھون پہر محبوب کا

تصویر محبوب

معجزہ عشق کا ہے وصل ترا ہو جانا
 بہتر تاثیر زبان تزکیہ نفس بھی ہو
 اہل دل کو نہیں تاثیر حوادث کا خطر
 ستم قاتل ہے مرے واسطے پند نا صحیح
 حسن کہتے ہیں کسے رابطہ پیکر و جان
 صبر کی شرح شب غم کوئی ہنسے پوچھے
 مختصر جذبہ دل کی ہے حقیقت اتنی
 شرح لفظ ارنی کیا کہوں لے جلوہ دوست
 وصل اک راز سی پھر بھی ہے اتنا معلوم
 وقت ناراضگی دوست یہ بہتر ہے جواب
 مرمیوں کے لئے کافی ہوا اتنا ہی عروج
 غم ہی کیا جان کا ٹھہرا جو مزاج فطری
 دلکی دنیا کا درق کشر اٹھتے دیکھا
 وصل کہتے ہیں کسے شوق کی اتنی کاوش
 ناکہ ظلم کلیجے سے نکالے گا وہی
 لطف درد اُنسے کوئی پوچھے جو یہ کہتے ہیں
 ضبط کی تاب تو ہو صبر کی طاقت تو رہے
 کیا مبارک ہے یہ تدبیر دم فکر وصال
 بیشتر ہے رگ دل کو دم عرض احوال
 برہن سوز ہو کیونکر نہ مری یہ آواز
 راز سربستہ ہو گیسو کی محبت ورنہ

مرضِ حجب مُبدل بہ شفا ہو جانا
 بہت آسان ہے مقبول دُعا ہو جانا
 ہاں یہ لازم ہے کہ پابند وفا ہو جانا
 زہر ممکن ہی نہیں آبِ بقا ہو جانا
 عشق کیا چیز ہے ہستی سے جدا ہو جانا
 سالک مسلک تسلیم و رخصا ہو جانا
 ملتے ہی آنکھ کے شیدائے ادا ہو جانا
 اپنے ہی شوق کا خود ہو شرابا ہو جانا
 وقت سے پہلے محبت میں فدا ہو جانا
 آپ بھی اپنے مقدر سے خفا ہو جانا
 خاک کا زینت دامن صبا ہو جانا
 چلتی پھرتی ہوئی دنیا کی ہوا ہو جانا
 کیا کوئی کھیل ہے نالوں کا ریا ہو جانا
 دل کے خونِ ناب کا ہر نگہ حنا ہو جانا
 جو کہ سیکھے ہوئے ہو مل کے جدا ہو جانا
 موت سے بڑھ کے ہی محروم جفا ہو جانا
 طبیب دلا بھی ممکن ہے دوا ہو جانا
 دفعۂ عالم ہستی سے جدا ہو جانا
 تیوری پر ڈال کے بل اسکا خفا ہو جانا
 کہیں تپھر کا بھی ممکن ہو خدا ہو جانا
 کسکو بھاتا ہے گرفتارِ بلا ہو جانا

<p>درو باطن کا محبت میں رسوا ہو جانا کہ شباب آتے ہی مصروف جفا ہو جانا آنکھوں سے دیکھا ہو محبوب خدا ہو جانا زیست ہو جسکی محبت میں فنا ہو جانا مقتضا شوق کا ہے سپہ فدا ہو جانا جسکی خلقت ہے حبیب دوسرا ہو جانا جہاں امت محبوب خدا ہو جانا شکل ہستی بتان نقش فنا ہو جانا مقتداے دو جہان رہنا ہو جانا طاق کسریٰ میں قیامت کا بپا ہو جانا بلبل طبع ذرا نصیب ہوا ہو جانا</p>	<p>چاہنے والوں کو ہے وجہ حیات ابری انقلابات قیامت ہیں جیلوں میں یہی جلوہ حُسن کی قدرت کے کرشمے پہ نشا صدقے اس نام کے اور صدقے ہوں ہم کیونکر مصطفیٰ نورِ خدا حسن مجتسم کیے گودین آسمن خالقوں کی آیادہ سپر تم کو توحید پرستویہ مبارک ہو خبر آیا وہ روز کہ خود ہمنے حرم میں دیکھا وہ نبی آگیا جس کے لئے کچھ بات نہیں آج ظاہر ہوا یہ خارق عادت منظر کاشن نعت میں ہو مطلع نو کی حاجت</p>
--	---

	<p>والہ حسن حبیب دوسرا ہو جانا عشق کی حد یہ ہے قیمت کا رسا ہو جانا</p>	
--	---	--

<p>آنکھوں سے دیکھ لیا وصلِ خدا ہو جانا ہرکے بلنا تب فرقت کی دوا ہو جانا عشق میں فرض ہو قیمت کا رسا ہو جانا قرصِ متاب برابر سے جدا ہو جانا نور ایمان ہے ترا جلوہ نما ہو جانا کفر کا سہل ہوا نقش فنا ہو جانا ہے تری ذات سے عرفانِ خدا ہو جانا بلکہ بڑھنا تو کچھ اس سے بھی سوا ہو جانا شبِ محراج میں بے پردہ رسا ہو جانا خلوتِ غیب میں ہمارا خدا ہو جانا</p>	<p>یہ ملا کیا کہ دو عالم پہ تصرف پایا سحرِ خلد بھی چمکے کی دیک پر صفت اہل باطن کے لئے شوق میں اسکا ملنا یہ اشارہ تھا کہ اک معجزہ عدل نما لے رسولِ عربی ہاشمی و مطلبی ! پھونکری بیکرِ اسلام میں رُوحِ تازہ لے مرنے ختم رسلِ ناسخِ ادیانِ قدیم قدمِ پاک کا توسلِ مقامِ ادنیٰ قدرتِ حسنِ ارادات کی تکمیل یہ ہے اہل باطن میں یہ ہے تصفیہ دل کی دلیل</p>
--	--

تصویر محبوب

معجزہ عشق کا ہے وصل ترا ہو جانا
 بہتر از شیر زبان تزکیہ نفس بھی ہو
 اہل دل کو نہیں تاثیرِ حوادث کا خطر
 ستم قاتل ہے مرے واسطے پسند ناہج
 حسن کہتے ہیں کسے رابطہ پیکر و جان
 صبر کی شرح شبِ غم کوئی ہمسے پوچھے
 مختصر جذبہ دل کی ہے حقیقت اتنی
 شرح لفظِ ارنی کیا کہوں لے جلوہ دست
 وصل اک راز سی پھر بھی ہے اتنا معلوم
 وقت ناراضگی دوست یہ بہتر ہے جواب
 مریٹوں کے لئے کافی ہوا اتنا ہی عروج
 غم ہی کیا جان کا ٹھہرا جو مزاجِ فطری
 دلکی دنیا کا ورق کھشرا لٹے دیکھا
 وصل کہتے ہیں کسے شوق کی اتنی کاوش
 نادکِ ظلم کیجے سے نکالے گا وہی
 لطف درد اُنسے کوئی پوچھے جو یہ کہتے ہیں
 ضبط کی تاب تو ہو صبر کی طاقت تو رہے
 کیا مبارک ہے یہ تدبیرِ دم فکر وصال
 نیست رہے رگِ دل کو دمِ عرضِ احوال
 برہن سوز ہو کیونکر نہ مری یہ آواز
 رازِ سرِ جہت ہو گیسو کی محبت ورنہ

مرضِ عجب مُبَدَل بہ شفا ہو جانا
 بہت آسان ہے مقبول دُعا ہو جانا
 ہاں یہ لازم ہے کہ پابندِ وفا ہو جانا
 زمہرِ ممکن ہی نہیں آپ بقا ہو جانا
 عشق کیا چیز ہے ہستی سے جدا ہو جانا
 سالکِ سلاکِ تسلیم و رضا ہو جانا
 ملتے ہی آگے کے شیدائے ادا ہو جانا
 اپنے ہی شوق کا خود ہو شرابا ہو جانا
 وقت سے پہلے محبت میں فدا ہو جانا
 آپ بھی اپنے مقدر سے تھا ہو جانا
 خاک کا زینتِ دامن صبا ہو جانا
 چلتی پھرتی ہوئی دنیا کی ہوا ہو جانا
 کیا کوئی کھیل ہے نالوں کا ریا ہو جانا
 دل کے خونِ ناب کا ہر نابِ حنا ہو جانا
 جو کہ سکھے ہوئے ہو مل کے جدا ہو جانا
 موت سے بڑھ کے ہو محرومِ جفا ہو جانا
 طبعِ دلکا بھی ممکن ہے دوا ہو جانا
 دفعۃً عالمِ ہستی سے جدا ہو جانا
 تیوری پر ڈال کے بل اسکا خفا ہو جانا
 کہیں تپھر کا بھی ممکن ہو خدا ہو جانا
 کسکو بھاتا ہے گرفتارِ بلا ہو جانا

<p>در و باطن کا ثبوت میں رسوا ہو جانا کہ شباب آتے ہی مصروف جفا ہو جانا آنکھوں سے دیکھا ہو محبوب خدا ہو جانا زلیست ہو جسکی محبت میں فنا ہو جانا مقتضا شوق کا ہے جیسے فدا ہو جانا جسکی خلقت ہے حبیب دوسرا ہو جانا دامنِ اُمتِ محبوبِ خدا ہو جانا شکلِ ہستی بتانِ نقشِ فنا ہو جانا مقتدا سے دو جہان راہنما ہو جانا طاقِ کسریٰ میں قیامت کا سا ہو جانا بلبَلِ طبع ذرا فہمِ سیرا ہو جانا</p>	<p>چاہنے والوں کو ہے وجہ حیاتِ ابری انقلاباتِ قیامت ہیں حیثیتوں میں یہی جلوہٴ حُسن کی قدرت کے کرشمے پہ نثار صدقے اس نام کے اور صدقے نہوں ہم کیونکر مصطفیٰ نورِ خدا حسنِ مجسم کیئے گو دینِ آسمن خاتون کی آیا وہ سپر تم کو توحید پرستو یہ مبارک ہو خبر آیا وہ روزِ کہ خود ہے حرمِ میں دیکھا وہ بنی آگیا جس کے لئے کچھ بات نہیں آج ظاہر ہوا یہ خارقِ عادتِ منظر گلشنِ نعت میں ہو مطلعِ نو کی حاجت</p>
---	--

والہ حسنِ حبیب دوسرا ہو جانا
 عشق کی حد یہ ہے قیمت کا رسا ہو جانا

<p>آنکھوں سے دیکھ لیا وصلِ خدا ہو جانا اہلِ باطن کی تپِ فرقت کی دوا ہو جانا عشق میں فرض ہو قیمت کا رسا ہو جانا قرصِ مہتاب برابر سے جدا ہو جانا نورِ ایان ہے ترا جلوہٴ فنا ہو جانا کفر کا سہل ہوا نقشِ فنا ہو جانا ہے تری ذات سے عرفانِ خدا ہو جانا بلکہ بڑھنا تو کچھ اس سے بھی سوا ہو جانا شبِ معراج میں بے پردہ رسا ہو جانا خلوتِ غیب میں ہمارا خدا ہو جانا</p>	<p>یہ ملا کیا کہ دو عالم پہ تصرف پایا سحرِ خلد بھی چمکے کی دیک پر صفت اہلِ باطن کے لئے شوق میں اسکا ملنا یہ اشارہ تھا کہ اک معجزہٴ عدلِ نفا لے رسولِ عربی ہاشمی و مطلبی ! پھونکدی پیکرِ اسلام میں رُوحِ تازہ لے مرے ختمِ رسلِ ناسخِ ادیانِ قدیم قدمِ پاک کا تو سینِ مقامِ ادنیٰ قدرتِ حسنِ ارادات کی تکمیل یہ ہے اہلِ باطن میں یہ ہے تصفیہٴ دل کی دلیل</p>
---	---

<p>صل کہتے ہیں جے قوت روحانی ہو خلوت دوست میں تکلیف بھی ہو نہ نفس راز دارانِ محبت میں ہے غیبی تائید پی کے مخفائے معراج کے متوالے چلے شب کی جاگی ہوئی آنکھیں ہیں کہ جامِ صحت خواب دستی میں ہم صل کی شبِ آخر ہو کہدے مست سے وحدت سے یہ محشر کا پیام غیر کے در پہ گیا اور نہ جائے گا گھسی اپنے نائب کے توسط سے خدا تک پہنچا</p>	<p>آنا پیغام کہ بستر سے جدا ہو جانا طیشِ قلب کا مانوس صدا ہو جانا کسکے اسرارِ دلی عفتہ کشا ہو جانا دیکھنے والو نہ مدہوش ذرا ہو جانا دیکھنا اور مرضِ غم سے شفا ہو جانا شلِ جبریل ادھر او بادِ صبا ہو جانا مجھ پہ بھی چاہئے احشیم عطا ہو جانا ناوکِ موت ہے انگشتِ نسا ہو جانا کفر سمجھا جو نصیری کا خدا ہو جانا</p>
--	---

معراجِ شوق

<p>چلے جو نرم حبیب ہیں ہم بڑھایہ جذبِ بلِ حزن کا میری یہ حسرتِ غبار کو بھی قریب میں ہی کاش آئے آفتا عالم کو کھلی شب میں شوقِ مجاہدین کیا طے نیر سے وہ بحر کی شکر چکی اوکری تھی سانسِ غم سے مثالِ امان ماہِ کفانِ فلک پہ سبے ننگاتِ دہ بیاضِ حالات کوہِ سینا کی اوکری سرجِ جدید نکلی فروغِ عالم میں کمیادی ہو جزوِ سوزِ نہاںِ عاشق نظارہ بازوں کی قدر توں سے ظلمِ شکلِ محال ٹوٹا جالِ روحانیت کے طرے ہر اک سے صیانتِ بڑھو کچھ بھی مانا فضلِ عالم ہو اجڑا شوقِ غیبی ایک ہے خورشیدِ روزِ محشر پر پتوں کا نہ پہنا زبانِ عشاق میں ہے مضمرِ عجیبِ تفسیرِ معنویت</p>	<p>پلٹ کے سایہ کو یوں نہ دیکھا کہ تھا بھی کل آتشا کہیں کا کہ ذرہ ذرہ بنا تھا غمازہِ جمالِ رخسارہِ زمین کا جھپٹ کے کھٹنے میں جتنا عرصہ کسی کی جوشیمِ مگرین کا چلا جو لگا سا کوئی جھوٹکا ہوائے دامنِ آتشین کا بڑھا جو ہنگامِ شوقِ وحشت کمالِ جذباتِ آتشین کا بجھا بجھا بھی کوئی شرارہ اڑا ہے جب کو آتشین کا چراغِ دامنِ فلکِ روشن چراغِ جس سے مہربین کا جھاب نہ جھاب بھی ہو عدد اگر چشمِ دہن کا فروغِ آنکھوں سے ہم نے دیکھا یہ کوئے جاہا کی سرین کا ہمانِ والوں میں توں سے یہ قصہ شوہرے ہمیں کا بجھا تھا جو تھے فلک پہ جا کر شرارِ آتشین کا میانِ خلوت جو باتیں چھیریں تو صاف اچھے ہنسنے کا</p>
---	---

<p>مذاق عشاق میں دہی ن ہزار عین سے ہے زیادہ فراق جانا نین بھر کے آئین بھر کے آنکھیں نہ تھکے فروغ درگاہ حسن یہ ہو رکھا چوکٹ پہ سر کسی نے روش سے گردوں کی کب مٹا ہوا نشان اہل فانیہ چین ہی وصال نکھا کہ روح صرف خیال کر دی ہو اسے صلت میں عاشقوں کو خیال نہ دیکھ کر سیا وصال مطلوب کی ستر شراب معراج کی وہ مستی وہ رات شل شباب لبروہ رات مانند چشم بمان وہ رات چین کہ لفظ و صلت فروغ سیاے مہر تھا چڑھا کے جام شراب مست براتی پہونچا اسل داسے چلا وہ حسن مجسم آخر شراب صلت سے مست ہو کے نگاہیں ایسی اٹھ کے جنہیں چھٹے تھے روح الامیں بھی پہنچے پہونچ کے مرکزیم لیا جب بھی نگاہوں میں روت صدائیں حسن کرم کی آئیں اور بڑھ آجیب میرے نور محبوب پروری محب کی تفسیر شوق بن کر خوشی نے قربت کی جینا یا البومین توسیع کا نقشہ یہ رات وصل حبیب کی ہر سنا و محشر خوشی میں مطلع</p>	<p>لے جیل ک بل کے واسطے داغ غریب بچھڑا سو کہیں کا تھپٹھکھا کر ہوا کی جیسے فسر وہ ہو پھول یا سین کا شعلہ خورشید کی طرح سے سواد چمکا خط چین کا زمین کے دوسے پکارتے ہیں یہی ہو مرنے کی حزن کا نظام سستی کے کارفرمانے شور اٹھایا ہوا فرین کا چلے جو روح روان کی صورت لپٹ کے دیکھا نغہ زمین کا کہ شمشیر جہاں قدرت تھا رنگ لٹخ فخر ملیں کا وہ رات لہر لہا ہو حسین سواد گیسوے عجبین کا وہ رات چین کہ صداوت پڑھ لو اگر تو ام جی ہو گیا کہ اپنے حشر شاہ پہ پر خود دل لے جیسے کسی حیدن کا دماغ و دل میں پڑھا جو نقشہ حجاب ٹھاکہ دم و دین کا وہ مست آنکھیں تابین رستہ فرشتوں کے چرخ ہفتین کا وہ موج بالفس نے الٹا جو پردہ تھا غلوت یقین کا بھکیل بھی نہیں ہے ارادہ جذبات و نشین کا یہ بولا سرست جام وحدت کہ دل بھی شاق و دین کا دو پارہ ہونا بھی یاد آ یا فلک پہ قرص سہ سین کا کہ افق عرش برین پہ جا کرتا رہ تابان ہواسن میں کا</p>
<p>میان خلوت یہ زمان نکھا فروغ ساطعان ملیں کا تلاش اس دل کی نفیس تھی کہ جو تھا بچھڑا سو کہیں کا</p>	
<p>حقیقت اور دل اہل وطن کی آواز میں آج کی ہو یہ روز معراج کوئی شے ہو کہ ملنے دے جدا ہی کہیں فرز عرش برین تاکہ یا جہاں قدرت کھانے والا صفاسے دیوار و بام و در پر لکھا تھا طغری جلی قلم سے</p>	<p>ہما نیہ جی چاہا صاف لہجہ سنا ہے آواز انہیں کی غرض یہی تھی کہ اہل حق میں اک در در جی بڑھتے ہیں کا رسول برحق نبی امی صراط اسلام درواہ دین کا سنے گا بیت بھیب کہن کان معبود عالمین کا</p>

ہو لے شوق کلام سخی اُسے تکلش کے پرے آخر
 اور سے اظہارِ عین نیاز ایسا کہ ناز کیے
 اور خدائی سپرد کر کے وہی ہے عین عطا کا عالم
 وہاں یہ پیغام روحِ اسنہ کہ شرحِ معراج جس کو کئے
 ریاضِ جنت کی جو رین لڑیں نقدِ عرفان جو ہو بچھا
 ہوا یہ ارشادِ غیبی کہ نہ تیرے تجاویز کے دیکھ چکنا
 نگاہِ شاہِ شمسِ زکریا جو یہ دینے لپٹ کے آئی
 وسطین انندِ نجم دیکھا خدائی جس کو کئے گی یہی

پھر مٹی ہستی طبعِ باقی اثر بھی جنین نہ تھا نہیں کا
 برائے تسلیم نفسِ مطلب اور سے جھکنا سرِ جبین کا
 اور سمجھنا کہ امتحان ہو یہ قلب پر شوق و ناز میں کا
 نکاح ہو جائے سیدہ سے میر سلطانِ مومنین کا
 کہ سر پہ وٹھا دھن کے سہرا نہ رہا ہو گلا گانِ دین کا
 وہ بارہ جلوسے بھی دیکھ لینا جو نورِ جبین چشمِ دین کا
 ہر ایک انمین سے مہرِ ایمان مرا ہو کمالِ نشا کسین کا
 بقا زمانے کو جسکے دم سے قیام جس سے کہ ہوزین کا

جذبہٴ وصل

جاتا ہوں سکو دوست زہے شوقِ ملاقات
 عالم میں ہر اک لے رہا ہوں نیکے جھونکے
 خلوتِ کندہٴ دوست میں ساتی بھی ہے کو بھی
 انسان تو کیا ہے نہ فرشتوں کو خبر ہو
 بیتابی دلِ حیدرِ ادب سے نہ گزرتا
 وہاں مائے آئینہٴ اسرارِ محبت
 فصلِ دوکمان پر ہے یہاں خوفِ ادب کا
 آخر کو پہونچ ہی گیا تا عرشِ محبت
 کیونکر نہو خادم ہوں رسولِ عربی کا
 وہ دلو کہ شوقِ دلی اور وہ خلوت
 وہ رات وہ سناٹا وہ محبوب کی آمد
 عالم میں جو ہر دیکھے قدرت کی تسلی
 وہ رات جو سرنامہٴ بنیٰ فہرستِ کن کا

اب دل سے بہشت ہنرِ نیا کے خیا لا ست
 شاہد ہے مرے جاگنے کی تازین بھری رات
 اللہ سے مرے بخت رسا تیرے کرامات
 مقصود ہے اس شکل سے خلوت کی ملاقات
 مانا کہ وہاں لہجہٴ مانوس میں ہو بات
 یان اک دل پر شوق ہے اور لاکھون خیالات
 ابرو سے وہاں سیکڑوں تسکین کے اشارات
 بس جذبہٴ دل دیکھ لئے تیرے کرامات
 کی جس نے کہ معراج میں خالق سے ملاقات
 بس جس سے کہ آگاہ تھی اللہ تھی اک ذات
 وہ عرش کی تزین وہ سامانِ مدارات
 وہ خازنہٴ خورشید دستِ نورِ فشان رات
 جس راستے روشن ہوئے قرآن کے آیات

وہ رات ملا مرتبہ پیٹیا میری کا وہ رات کہ جس رات میں محبوب خدا سے محبوب خدا صاحب اعجاز وہ مولا جاتا تھا جدھر راہ میں وہ صاحب اعجاز	جبریل امین کو سبب فخر و مہابت ظاہر ہونے عالم پہ ہزاروں ہی کرامات مہتاب کو دو ٹکڑے کر کے چمکے اشارات تسلیم کو جھکتے تھے نباتات و جمادات
--	---

قصیدہ ذیل ۱۹ ربیع الاول ۱۲۳۳ھ ہجری کو پڑھا گیا

ترک عجزات

نہو قابو میں جو ایسے دل مضطرب سے باز آئے نہ رو کا ایک پل بھی مضطرب درد باطن کو شبِ فرقت میں ایک اک گوشہ ہر زندان تنہائی گھٹا جاتا ہے دم شہرگ سے ملکر رکے چلنے میں کئی گزری جوانی اب نہ ہم اچھ سے اچھیں گے نفاق عاشقی میں صبر کی لذت کا کیا کہنا نشانِ منزلِ روحانیت ہرگز نہیں ملتا قیامت کی ضد میں ہیں امتزاج کفر و ایمان دبائے عرشِ عظیم کو بھی جس کا بار جسمانی سین کیا واعظ بیگانہ کو کی اور اثر کیا ہو جانِ حق کی شاہی پہ اجماع اہل دنیا کا سودا بے محل جسکا کہ اک خواب پریشان ہو خدا کے ملک میں رہ کر خدائی سے بغاوت ڈوبیا کشتیِ امید کو سیلابِ گریہ نے زبان پر کلمہ اور احسان پہنان آستین جگایا ساکنانِ شہر خاموشان کو تڑپا کر	جفا پرور وفا نآشنا دلبر سے باز آئے کسی بیداد گر کی چشمِ افروز سے باز آئے آہی آگ لگ جائے ہم ایسے گھر سے باز آئے دم شوق شہادت یار سے خنجر سے باز آئے شکست تو پیشِ دل دورہ ساغر سے باز آئے ہجوم دردِ بیابانی میں شور و شر سے باز آئے حقیقت تو یہ ہے دنیا طلب رہبر سے باز آئے الحے ہم اس طرح کی عقلِ فتنہ گر سے باز آئے کو تو صاف کہیں اُس جہاں پر در سے باز آئے کسی مسجد سے باز آئے کسی منبر سے باز آئے قسم اللہ کی محشوقِ فتنہ گر سے باز آئے تو بس ایسے نہایت افسر و لشکر سے باز آئے مزاجِ فتنہ پرور طبعِ اہلِ شہر سے باز آئے کہاں تک روئے طوفانِ چشمِ تر سے باز آئے خدا محفوظ رکھے ایسے خیر دشمن سے باز آئے فغانِ صورت سے اور شورشِ محشر سے باز آئے
---	---

<p>امید لطف کا آئینہ دکھلا کر جو دل توڑے مواد قدرت تحریر لایعنی سے درگزر سے لگائیں اہل امت چہ الزام خطا کا ری ملا ہم کو وہ پیغمبر کہ جسکی آمد پر وہ پیغمبر کہ جسکا طالع اقبال جب چمکا وہ پیغمبر کہ جسکے دور حق میں کہتے تھے اکثر وہ پیغمبر کہ جسکے قوت بازو کی قدرت سے وہ پیغمبر کہ جسکے نشہ بغض و عداوت میں رہے جو عشق محبوب خدا سے اک نفس خالی جمال مصطفیٰ نے خط نسخ اس شکل کا کھینچا فروغ مطلع نو ہونچن بخون میں لے محشر</p>	<p>اے تو بہتے تو بہ اس کرم گستر سے باز آئے فروغ قوت تقریر افسونگر سے باز آئے معاف لے بندہ پر در ایسے پیغمبر سے باز آئے بتان آوری گر کر خدا کے گھر سے باز آئے تو بندے بندگی خسرو خاور سے باز آئے بس اب حلقہ گبوشی مہ انور سے باز آئے یہودی جب قدر تھے قلعہ خیبر سے باز آئے ہزار دن اہل امت ساغر کو ثرت باز آئے وہ دل ویرانہ ہے ایسے دل مضطر سے باز آئے کہ ارباب نظر ہر ایک پیغمبر سے باز آئے وگرنہ ہم تری طبع سخن گستر سے باز آئے</p>
---	--

ملا محبوب خالق کا خدائی بھر سے باز آئے
 خدا ملجا یگانا بس اب ہر اک رہبر سے باز آئے

<p>وہ محبوب خدا جو دوست کا پیغام سنتے ہی ہوا ہے صاحب لولاک کا نظارہ آنکھوں کو صدائیں دیتے ہیں ناقوس یون دست برہن میں پھلے پھولے گا عالم گلشن اسلام و ایمان یہ کہکمر گر رہے ہیں کسگرے ایوان کسریٰ کے جو دیکھے نقش پا اس بادشاہ دین و دنیا کا فیضان عربیے معجزہ قرآن کا جب دیکھا خوشا تقدیر پایا میر کوثر شافع محشر سخی ایسا کہ فضل ایندوی سے جسکا نائب بھی</p>	<p>شب معراج میں آرائش بستر سے باز آئے بس اب دیدار جن خسرو خاور سے باز آئے کہ اب تصویر خاموشی ہیں شور و شر سے باز آئے ریاض سامری کے موج صحرے باز آئے مکان کفر کے دیوار دہام ددر سے باز آئے سکندر آئینے سے آئینہ جو ہر سے باز آئے تو اپنے دعوئے طبع سخن گستر سے باز آئے وہ استغنا ہوئی عالم کے خشاک تر سے باز آئے دم جوش سخاوت اشتر و قنبر سے باز آئے</p>
---	---

وہ نائب جگے بائے میں کلام اللہ کہتا ہے وہ نائب جگے جوش عشق میں دیوانے بن چکے وہ نائب تنگی شمشیر دودم میں اتنی برش تھی وہ نائب جو کہ مرضی خدا کا ہم نفس ہو کر خدا و نذا مناب و نائب حق بن کے حدیث میں ہمیشہ خامہ رحمت رہے تخیل کا سہر	جہنم میں جلے جو الفت حیدر سے باز آئے نہیری بندگی خالق اکبر سے باز آئے کہ جبریل امین خیر کے دن شہر سے باز آئے شب ہجرت میں اپنے بالش دبتر سے باز آئے ہجوم نامرادی مقصد محشر سے باز آئے دل مضطر بجز محبوب دنیا بھر سے باز آئے
---	---

مرحوم مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب

یہ تصنیف امام باڑہ جواہر علی خان فیض آباد میں، ارباب سید الاولیاء سید محمد رفیع الرحمن صاحب نے
مولوی سید فقیر حسین صاحب مولوی سید گدا حسین صاحب سے

الفت محبوب جب آکر مکیں ہو جائے گی لایینکے ایمان دیرانی بھی جذب عشق میں حکم سجدے کا جو دے گا جذبہ کوئے حبیب آمد آمد مہم گل کی ہے یا تشریف دوست زخم دل بھرتا رہے گا ہر اداسے ناز پر دستبر و عشق شور نگیسر کا مذکور کیا جوش استغنا بناوے گا جو دل کا بادشاہ مگساران وفا کی بات بن جائے گی جب جانتے ہیں اہل دل معنی حسنہ حق التیام قدرت شوق فقر دکھلائے اشارہ دوست کا اہل باطن واعظ و ناصح کی پروا کیا کریں شدت غم عشق میں ہے کامیابی کا نشان جاگے گی ذروں کی قیمت آمد و مدار سے	لوح محفوظ اپنے دل کی سرزمین ہو جائیگی سب پہ ظاہر قدرت حسن آفرین ہو جائیگی آفتاب عالم امکان جبین ہو جائے گی بزم عالم محفل عشرت قرین ہو جائے گی چارہ گر کوئی نگاہ شمشین ہو جائے گی بمثل دامن ٹکڑے ٹکڑے آستین ہو جائیگی وسعت دنیا سے دون زیر نگین ہو جائیگی زہرین تاثیر مہر شل نگین ہو جائے گی آسمان کے پار آہ آتشین ہو جائے گی دور دلیں صورت ماہ مبین ہو جائے گی عشق میں خود زندگی عشرت قرین ہو جائے گی آہ جو نکلے گی تیسرے دشتین ہو جائیگی منزلوں مانند آئینہ زمیں ہو جائے گی
--	--

روح عالم کی نگاہیں اولین ہو جائے گی
 شرح برق طور چشم سرگین ہو جائے گی
 ختم شرح قدرت حسن آفرین ہو جائے گی
 نغمہ داود آواز حسین ہو جائے گی
 میرے دعویٰ پر دلیل دشمن ہو جائے گی
 حسن سے بھی آئینہ راہ یقین ہو جائے گی
 حسن سے یہ دوری منزل قرین ہو جائے گی
 حسن کی شرکت میان ما و طین ہو جائے گی
 حسن سے روشن خدائی کی زمین ہو جائے گی
 حسن کی برق تجلی ہم نشین ہو جائے گی
 حسن سے تزیین زلف عنبرین ہو جائے گی
 حسن کی صورت خط لورج جبین ہو جائے گی
 حسن کی ضو زینت عرش برین ہو جائے گی
 حسن کی روحانیت روح الامین ہو جائے گی
 حسن سے بجلی نگاہ نازنین ہو جائے گی
 حسن کے منہ سے جو سہوا بھی ہنسی جائے گی
 حسن کی جوبات ہوگی وہ حین ہو جائے گی
 حسن کی تصویر جب دل میں کین ہو جائے گی
 حسن سے آباد عالم کی زمین ہو جائے گی
 چشم دل کو دید ختم المرسلین ہو جائیگی
 ہر گلی شرب کی فردوس برین ہو جائے گی
 دفعہ اک عید ارباب یقین ہو جائے گی
 آج اس مولود سے تفسیر دین ہو جائے گی

اہل آئے توحجاب آفرینش سے کوئی
 کیا تعجب پیکر موسیٰ میں پھر ڈرائے رُح
 جلوہ گر ہو روئے عالماں اسی کی دیر ہے
 ہم سخن محبوب سے ہوتا یہ دیتا ہے صد ا
 ارتباط معنوی فطری ہے حسن و عشق میں
 عشق نفس ناطقہ کا ہے اگر خضر طریق
 عشق اگر ہے مشہد اہل وفا کا رہنما
 عشق اگر صورت گر آدم ہوا صبح ازل
 عرش پیا عشق اگر ہو گا اندھیری رات میں
 عشق اگر موسیٰ کو دوڑائے گا کوہ طور تک
 عشق میں ہے بد فطرت سے جو شوریدہ سری
 حکم سجدہ عشق اگر دے گا در دلدار پر
 عشق کے جلوے پایا کعبہ دل نے فروغ
 عشق کے وجدان سے انسان اگر ہو گا ملک
 عشق اگر پیدا کرے گا قدرت نظارہ سوز
 عشق میں ہرگز نہ کام آئے گی سب انقلاب
 عشق ہو یا عشق کا ہر حال میں رنگ فرج
 عشق کا اندیش ابھرے گا مانند برق کوہ طور
 عشق کو رفعت اگر ہوگی حجاب اندر حجاب
 عشق میں حسن عمل پہونچا جو تا حد کمال
 اس گل باغ نبوت کے قدم آئینے کے جب
 آ رہا ہے غریب سے وہ صاحب عشق افسانہ
 آئے گا قرآن خدائی میں کسیدن آئے گا

<p>صاحب معراج سے عرش برین ہو جائے گی زیب افزا بزم رب العالمین ہو جائے گی آسمان بیت المقدس کی زمین ہو جائے گی آتش نمرود فردوس برین ہو جائے گی جبکی اُلفت جہل دنیا و دین ہو جائے گی سرد طبع شعلہ ہائے آتشین ہو جائے گی جو اداسہ رحمتہ للعالمین ہو جائے گی کفر کی بنیاد پیوند زمین ہو جائے گی پھٹتی اقلیم سخن زیر نگین ہو جائے گی</p>	<p>آمنہ خاتون کی آغوش کا کیا پوچھنا آگیا وہ جو ہر آئینہ وحدت نما باہِ کامل لیستہ الاسری کا تا بندہ ہوا فخسر ابراہیم آیا سوے بتانِ شہود آگیا ددر خدائی میں وہ محبوب خدا گل ہوئے آتشکدے فارس کے مثل شمع قبر دیکھ کر بچے کو دنیائے کرم میں شور اٹھا قصر کسرے کے جو کنگوے گرے آئی صدا مطلع نو پڑھ دو شاہِ دو جہان کی نعمتین</p>
--	---

اُلفت محبوبِ نردان جب کلین ہو جائیگی
قوتِ جذبِ دلی روح الایمن ہو جائے گی

<p>ہمنوے طاہرِ سدرہ نشین ہو جائے گی اسقدر اب وسعتِ دامنِ بن ہو جائے گی آفتابِ معرفت لوحِ جنین ہو جائے گی منتقل سوے امیر المومنین ہو جائے گی قدرتِ ماحدِ سرانانِ جوین ہو جائے گی استانِ ہوس در سلطانِ دین ہو جائے گی عالمِ انوارِ چشمِ مومنین ہو جائے گی آئینہ فرد گناہِ مذہبین ہو جائے گی عدل سے ملو خدائی کی زمین ہو جائے گی جزو طبعِ رحمتہ للعالمین ہو جائے گی مالِ سجدہ زمانے کی زمین ہو جائے گی خلقتِ محبوبِ نقشِ اولین ہو جائے گی</p>	<p>عقدہ تفسیرِ نعت لے عقل کھولا چاہئے دور ہی کیا ہو خدائی بھر سا جائے اگر استنانِ شاہ پر ہو سجدہ تعظیم اگر بازوؤں میں فاقون سے طاقت بٹھے گی ہقدر کوئی حالت چھ تو زہدِ رسولِ شہد کی جذبہِ باطن کی قدرت سے جبینِ سلام کی کائناتِ خلوتِ قدرت کا نظارہ ہوا - اللہ اللہ رحمتہ للعالمین کا دور ہے خیریت اہلِ ستم کی ہو گئی خوابِ خیال ہر نفس میں اُمتِ مرحومہ کی سعیِ نجات کہہ رہا ہے منظرِ اسرارِ وحدت کا ورود بدِ نظرت میں یہ روحِ ابیا کا قول تھا</p>
---	---

<p>ان کی خاموشی ہے کیا کیفیت و جہان کی پیکو بے سایہ کا نقشہ اگر کھینچیں گے ہم مکاب و جہان سے اگر کھینچے کوئی تصویر نفس اب خدا چاہے تو برق طور کا یہ ہوگا کام جائے گے جب اٹھ کے فرش خوابے معراجین جذبہ باطن میں غلوں کا محبوب و حبیب اللہ اللہ لہجہ مانوس کا حسن قبول اہل باطن میں یہ تاریخ وصال حق و عشق آ رہی ہے غیب کے نازین جو آواز دوت ہاتھ پر دے سے جو نکلا دو جہان میں غلج و نہ فطرت میں لکھا تھا ازل کے روز سے ختم معراج سخن کی رات ہے محنت و نموش ہر نفس با لب جابت میں ہے شوق التیام یہ صلہ ہے رحمتہ للعالمین کی نعمت کا</p>	<p>گفتگو تفسیر قرآن میں ہو جائے گی سانے تصویر صورت آفرین ہو جائے گی ہو ہو شکل ایسے المؤمنین ہو جائے گی شیخ بزم رحمتہ للعالمین ہو جائے گی اور ہی کچھ رونق عرش برین ہو جائے گی دو مکان کے فاصلے یہ ہیں قرین ہو جائے گی گفتگو سے باہمی خاطر نشین ہو جائے گی باعث معراج قرآن میں ہو جائے گی مثل آواز میں المؤمنین ہو جائے گی لویداللی بس اب حق یقین ہو جائے گی اہل ایمان کو نبوت رکن دین ہو جائے گی فکر تیری زیور عرش برین ہو جائے گی اب عام قبول رب العالمین ہو جائے گی خود مصیبت عسی قلب حزین ہو جائے گی</p>
---	--

جلوہ نعمت

<p>جسے جلوہ حسن نبوت ہو گیا صدق دل سے جب نکلی نصرت جیب کبریا آپ کے معراج میں جلنے کا روشن ہو عروج عشق محبوب خدا میں کام یوں آیا جنوں جب لٹا رون میں ہوا شوق القمر کا معجزہ عالم ایجاد کے ہر جزو کل پر اک نظر فطرۃ یہ قوت باطن عدم سے لائے تھے</p>	<p>دل مرا آئینہ اسرار قدرت ہو گیا خامہ تحریر گو یا خضر ملت ہو گیا نقش پاگوا چراغ بزم وحدت ہو گیا خلد سے بڑھ کر مرصع اوی حشت ہو گیا جسے دیکھا دیکھتے ہی محو حیرت ہو گیا زنتہ رفتہ جو تھا محکم رالت ہو گیا آپ کے سینے میں دل تصویر رحمت ہو گیا</p>
---	--

<p>جنے دیکھا اک نظر محبت ہو گیا زندگی کا ہر نفس طول قیامت ہو گیا آمنہ خاتون کا گھر نرم و حرّت ہو گیا آسمانوں کیلئے ہجو و جہ حلقّت ہو گیا جو نثار جلوہ شمع نبوت ہو گیا جو تھا عالم میں وہ ممنون غایت ہو گیا دو کمان کا فاصلہ طول قیامت ہو گیا نکتہ نکتہ جبر کی معیار فصاحت ہو گیا جب ہوا میں ملکیا جنت کی نکت ہو گیا دل سے جو چاہا دعائیں حقیقت ہو گیا صبر کرنا فاقون میں جزو طبیعت ہو گیا میرا ایک اک شعر خضر راہ طاعت ہو گیا</p>	<p>جد حبیب ظاہر و باطن کا اللہ کے اثر حشر جلد آئے کہ ہو دیدار محبوب خدا جب ہوئے پیدا خدائی دور نے کلمہ پڑھا عقل انسان سمجھے کیا اسکے مراتب کا عروج ہمنوائے بلبل سدرہ وہ پروانہ ہوا مختصر لفظوں میں یہ ہے شرح پتہ حضور دینی معراج میں تھا جذب محبوب حبیب آپ کے اوصاف قرآن میں سے پس چھپے جسم اطہر کا پسینہ عطر بنی و عطر بار قدرت اعجاز میں روحانیت کا تھا یہ نور دو جہان کی بادشاہی پر یہ ذوق فقر تھا مرتبہ نعت محمد کا ہو بخشش کیا بیان</p>
--	---

اظہار حقیقت

<p>ذراے اہل دل جذب محبت دیکھتے جاؤ یہ قدرت ناظران بزم و حرّت دیکھتے جاؤ رسالت دیکھتے جاؤ۔ امانت دیکھتے جاؤ نظر بازو یہ سب اسرار قدرت دیکھتے جاؤ جمال زلف یلداے حقیقت دیکھتے جاؤ نگاہ و دل کی ہشیاری و غفلت دیکھتے جاؤ جنّا عشق کا زور کرامت دیکھتے جاؤ ہوائے شوق کی تیزی و سرعت دیکھتے جاؤ کہ پہنان جنبش ابرو میں قدرت دیکھتے جاؤ</p>	<p>شب معراج میں شان حقیقت دیکھتے جاؤ کیا رخ اپنے مرکز کی طرف حُسن مجتہم نے صدّا مانوس آئی پردہ اسرار سے کس کی کہان انسان کہا تکمیل شوق عرش پیمائی دصال دست کو نکلا اندھیری رات میں کئی شرع عشق کا متوالا گھسے جھوٹا نکلا یہ خرق و استیاء آسمان ادنیٰ کرتہ ہے حریم قدس کے پردوں میں جنبش ہو گئی پیدا فیصل دو کمان کیا چیز ہے اکنا نہ مجبوی</p>
---	---

کوئی بستر سے اٹھ کر منزل مقصود تک پہنچا خدائی بھر کا سرمایہ نثار حسن محبوبی دل انسان ہوا ہے راز دارِ خلوت قدرت شب و صلت کی گھڑیاں مختصر ہو ہو کے کشتی میں فروغ چشم ہے دیدارِ اہل حق لے محشر	مجازی و حقیقی جذب الفت دیکھتے جاؤ نگاہ بندہ پرور کی عنایت دیکھتے جاؤ حقیقی عشق کی شانِ کرامت دیکھتے جاؤ کہ باتین ہوتی جائیں اور صورت دیکھتے جاؤ حریم ناز سے ایک اک کی رخصت دیکھتے جاؤ
---	---

درِ نصرت

خلوتِ تجرید کے عالم سے آ کر مل گیا بسکہ جذبِ شوق نے توڑے طلسماتِ تجا ایک تو کیا اب موافق ہو گئے ساتوں فلک کعبے سے اصنام نکلے اور اٹھا شورِ اذان ایک ہی جلوہ نظر آتا ہے سر سے پاؤں تک جذبِ روحانی سے ممکن ہو گیا کارِ محال انبیاء کے دور میں اک نقطہ آخر جو ہے کیون خدائی میں نہ وہ وحدتِ ہستی کو عروج اپنی خلقت کا سببِ خلاق کو روشن ہوا سُرخِ چشمِ کلیدِ اللہ جب تک جلوہ ہے گنجِ قدرت جس کا مدت سے امانت رکھا اہلِ باطن کی خدا تک اب بے مائی کیا محال دل میں اسرارِ علومِ اولین و آخرین اُس کے ذوقِ جذبِ روحانی کی کیا تفسیر ہو لیسۃ المعراج میں اللہ سے اعجازِ شوق جب تک سایہ ہو گیا خوشبو سے گلزارِ وجوب	مل گئی مجھ کو خدائی یا پیمبرِ مل گیا عشق کی دنیا میں اک نکل ہو کہ دہرِ مل گیا اٹھ گئی رسمِ ستم محبوبِ دادِ مل گیا کفر کا دشمن ملا ایمان کا رہبرِ مل گیا حسنِ حدیث کا مضوّر اور مضوّرِ مل گیا ذبیحِ محبوب کیا محبوبِ داورِ مل گیا مرکزِ ایمان جسے کہیے وہ رہبرِ مل گیا اہلِ حق کو صاحبِ محراب و منبرِ مل گیا اُمتِ شاہنشاہِ خاور کا افسرِ مل گیا ہم کو تاریکیِ شب میں ماہِ نورِ مل گیا لیجیے اسلامِ دایمان کو وہ گوہرِ مل گیا آرزو میں ہو گئیں زندہ پیمبرِ مل گیا بندہ اُمتی کو اک دستِ کارِ دفترِ مل گیا دل سے جس کے خود بخود قرآن آ کر مل گیا لامکان جس کا مکان تھا اُسے جا کر مل گیا اُس کا پیکرِ عالم امکان کو کیونکر مل گیا
--	--

<p>واپس آیا وہ سرلیج السیرین معراج سے اور کیا پاتا پرستش گاہ حسن و عشق سے آج قرص ماہ کل شق ہو گا ثقبان کا دہن بعض بندے جکے ناب کو خدا کہنے لگے ناز محبوبی کی اک تصویر تھی یا تھی دعا آج کا دن وصل ساقی کے لئے تمہید ہے معجزہ بھی تھا مسیحائی بھی تھی بہر شہر نالہ صو را ب بہن اک نغمہ دل آدیز ہے</p>	<p>جس قدر چھوڑا تھا اُتنا گرم بہر مل گیا مردہ باد اسے دل تجھے محبوب اور مل گیا لو مبارک ہم کو ابن عم حیدر مل گیا آج ہم کو وہ نبی بندہ برادر مل گیا جوش میں جو مانگ ٹھٹھے اس غزوئے مل گیا مل رہے گا وہ بھی پہلے میر کوثر مل گیا ورنہ کس عاشق کا دل بڑھ کر مل گیا اُٹھو اس تھنہ شفیق روز محشر مل گیا</p>
رباعی	
<p>خدمت کا صلہ موافق طبع ملا اپنی تو زبان ذائقہ سے سے کھلی</p>	<p>باقی نہ رہا کوئی بھی ارمان دل کا پڑھ پڑھ کے درود جام ساقی سے لیا</p>
قطعہ	
<p>ادب کا وقت ہو لے ساکنان بزم سرور وہ نور چمکا وہ آئی شمیم گلشن دین</p>	<p>کہ رہنا ہے طریقت ثواب آتے ہیں درود پڑھئے رسالہ تائب آتے ہیں</p>
قطعہ	
<p>پردہ غیب اُٹھا راہنما آیا ہے دفتر عشق میں جذبات نگاہ عرفان</p>	<p>لیکے بیماری فرقت کی دوا آیا ہے عالم سن میں محبوب خدا آیا ہے</p>
قطعہ	
<p>معراج کی شب آئینہ دین کی جلا ہے یک رنگی آواز کا عقدہ نہیں کھلتا</p>	<p>محبوب سے اپنے کوئی محبوب ملا ہے ہاں ہاں کوئی دیکھو یہ علی ہر کہ خدا ہے</p>
رباعی	
<p>طالب تھا جہان جہان کا وہ مظلوم یا کس جوش میں کہ ہے ہر جہیران</p>	<p>بخشش کائے ہاتھ میں مکتوب آیا ایک لہجہ عیسیٰ خدا کا محبوب آیا</p>

	رباعی
جو عرش کے ساکن ہیں گلچین بہن اس باغ میں جبریل میں گلچین ہیں	عشاق کا کیا ذکر حسین گلچین ہیں عرفان عین نعت کا حشر کیا ہو
	میر تقی میر کا شعر ہے
<p>جسکو خلاقِ جہان نے کہہ دیا اپنا حبیب گو ہر مقصد سے دامنِ زندگی کے بھر دئے ایک دم میں حضرت عیسیٰ کو عیسا کر دیا رات دن پاتے ہیں صحت اوصیا و انبیا اعتقادِ شہرِ حکمت جن کو کہنا ہے بجا قدرِ نامہا مل فنِ طب میں جسے طبعِ سلیم آخر کی وجہ کیا اسے عارفِ سرارِ غیب زندگی اس ارضِ اقدس میں بسر کی صیغہ شام صحتِ اُم ہے اور آزار ہوتا ہی نہیں آرزو ہے کوئی مانگے جامِ صہبائے علاج کچھ تجھے معلوم بھی ہے یہ حقیقی ماجرا میری پند سود مند ایک ایک کو تسلیم ہے اشتبہا باقی رہے کچھ کردیں ترکِ غذا پاس آجائے اگر آزار ممکن ہی نہیں ٹھیک ہو معده طبیعت کا ہی ہے فلسفہ جو ہر صلی ہے معده اور کل اعضا عرض</p>	<p>وقتِ بیماری صحتِ ہ ہے روحانی طبیب جنش لبِ ہزاروں مردے زندہ کر دیئے جسکی قدرت نے سیحا کو مسیحا کر دیا آستان جس کا خدائی کے لئے دار الشفا چارہ سازِ اُمت عاصی محمد مصطفیٰ اُن کی خدمت میں ہوا اگر وہ حاضرِ حکیم دست بستہ عرض کی اسے واقفِ سرِ غیب آپ کے دارالامارہ میں ہے دستِ قیام سخت حیران ہوں کوئی بیمار ہوتا ہی نہیں وہ کی دلیں لیکے جاؤنگا تمناے علاج وہ طبیب نفس اتنا شے کیون گویا ہوا اپنے بیگانوں سے بس یہ مختصر تعلیم ہے کہہ دیا میں نے کہ کھانا کھاؤ جب ہو اشتہا اس عمل سے کوئی ہو یا نہ ممکن ہی نہیں مختصر انسان کی صحت کا یہی ہے فلسفہ بیکرِ خاکی میں معده ہے تو ہی اُم المرض</p>
	<p>یہ سبق مختصر بڑھایا ہے رسولِ شہر نے پانی صحت جس کے صدقے میں گداؤ شاہ نے</p>

مِنَّا قَبْلُ

باب مناجات

کافی ہے یہ لبیک پے قطع مسافات
 اللہ بھی ہے اور برہمن کے خدا بھی
 ایمان کا بھی نور ہے دنیا کا بھی جلوہ
 آئینہ اسرار حقیقی و محبازی
 اک عمر سے شیخ و برہمن کے فوادے
 نیند اڑتی تھی آوازہ ناقوس اذان سے
 الجھا کیا دم اور سمجھ ہی میں نہ آئے
 ہے میکش و اعظا سے بھی محرومی سکین
 تصویر صفت خوف و رجا سے ہوئی حیرت
 کین منتیں ان کی جو نہ تھے بات کے قابل
 خلوت میں بھی بیٹھا میں پے ذوق تصور
 پوچھی نہ مری بات بھی ناکارہ سمجھ کر
 محرومی تقدیر نے رکھا نہ کہیں کا
 نشتر کا اثر کرتے تھے پیہم رگ دلیر
 وہ چھیڑ عبث نکمت گیسوے بتان کی
 آہوں پہ مری باد بہاری کا سنکنا
 زخم جگری پر مہ کاہل کی وہ چشمک
 وہ ہاتھ مراد امن و حسم جگری پر
 وہ شکوہ قسمت پہ مرے دوست کا کہنا
 دنیا میں نہ پایا کہیں امن مرے دل نے

دل سوئے حرم لیس کے جلا بہر مناجات
 دیکھوں کہ بدل کون نے اب محالات
 کیا جانے کس سے ہو مجھے کسب افادات
 دونوں ہیں پے زینت گیسوے خیالات
 اب نہیں ہے اور ہمت تنقید تھالات
 مانند فغانِ دلین نہاں ہیں وہ شکایات
 وہ سب جو دوزخ کے پیچیدہ کرامات
 اگلے ہی لئے ٹھکڑے سوالوں کے جوابات
 دکھا ہی کیا میں نگہ پیرِ خرابات
 اس لگی بڑلت ہوئی کس کس کی اراست
 کچھ اور پریشان ہے گیسوے خیالات
 چاہا تھا کہ ساتی سے کروں کسب افادات
 پٹا رہا دامن سے مرے مجمع آفات
 وہ مجھ کی بزم میں غمِ غم کے اشارات
 طولِ شب ہجر اور وہ آجھن وہ خیالات
 وہ رات اندھیری وہ گھٹا اوڑھ بسات
 وہ اشک فغانی مری و تارِ بھری رات
 تیر نگہ یار کے دلکش وہ اشارات
 مدت سے نہ کرتے ہیں چروٹ حکایات
 اس پے پھیلا رہا یا ہوں کچھ کہنے کو حالات

دعوائے خدائی پہ یہ بت بھی نہیں سُننے
حاضر نہ یہ گستاخ کر مہارے فرادان
ہوتے ہیں بڑے جوصلے کے بخشنے والے
دل نے مجھے ناعاقبت اندیش بنایا
آئین محبت کو میں سمجھا کیا ایسا
عالم کو بھلا بیٹھا تھا شوریدہ سری میں
جب صبح نمودار ہوئی لے چلے مجھ کو
ادراک و خرد کی ہوئی آخر میں خرابی
ہر چند صبا پیک نما ز سحری تھی
اسد رجبہ رہا نام حبیبِ بے زبان پر
سرفرازِ بہانشہ و صلت میں کچھ اُسیا
ساتی سے رہا مشغلہ مساعی و طلبی کا
جب میں نے کہا تجکو بھی اک جام پر از سے
جب میں نے کہا دیتا ہوں تل قیمت ساغر
جب میں نے کہا میری خوشامد پہ نظر کر
جب میں نے کہا جانِ فدا تیرے کرم پر
جب میں نے کہا پی کے تجھے دو گداہین
جب میں نے کہا بوسے ساغر کا ہوں نائن
جب میں نے کہا نشہ مذاق عرفا ہے
جب میں نے کہا نشہ میں ہو ذوقِ حقیقت
جب میں نے کہا مٹو سے ہے تولیدِ لہو کی
میں نے کہا تصویرِ مسرت کی ہے مستی
ساتی کو جو کچھ دلگی در چھیل کر تھی منظور

سُننے مری فریاد کو یا سامع الہودات
اب جو ترا ارشاد ہوئے قاصدی حاجات
ہر چند کہ انسان سراپا ہے خطیبات
واقف ہے تو لے عالم اسرارِ خفیات
تھا کو چہ معشوق مرا قبلہ حاجات
ممنون کسی کا نہ زبانِ صفتِ شکایات
وہ جذبہ شوق اور وہ دلبر کی ملاقات
کی اتنے دنوں خدمتِ اربابِ خرابات
یاں شامتِ اعمال سے میں محو خیالات
پائی نہ قسم کھانے کو بھی فرصتِ طاعات
کچھ ہوش نہ تھا آئیکہ کبلاقا عبادات
وہ میرے سوالاں کسے سو گئے ہی جو اب بات
بولا کہ ذرا ہوش کی لے کیا ہیں خیالات
بولا طمع خام کے اچھے نہیں عادات
بولا کہ خوشامد تو ہوئی مجھ کو سادات
بولا کہ بس اب ہنہ ہی دیجئے یغایات
بولا کہ بہت دیکھے ہیں نشہ کے کرامات
بولا کہ کہیں منہ کی نہ کھلو این عادات
بولا کہ ارے تو بہ کر۔ او موجب دعاست
بولا کہ یہ ہے یہ۔ گوئی و خرافات
بولا کہ یہ ہے علتِ سرسامِ خیالات
بولا کہ یہ ہو نقشِ ہوا لے بخارا است
واعظ کی طرح تجکو دسپہ لے جو پار است

ہر چند نہان پر دہ ساغر طلبی میں
 اب دل ہے نہ وہ شورش تو بے لکھی ہے
 ساقی ازل جامِ تمنا مرا بھروسے
 وہ سر پہ اب تیرے ہی سجے ہیں ہمیشہ
 ان آنکھوں کو ہوشا ہر عرفان کا نظارہ
 ان ہونٹوں کو اشک کی توفیق سطا کر
 ان ہاتھوں کو اب ساغر بخشش ہو عنایت
 کہے کی طرح اب وہ بنے ماسن ارمان
 فرسودہ ہوں وہ پاؤں تری راہ طلب میں
 ایام جوانی نہ وہ شوریدہ سری ہے
 وہ دن گئے جب قیس سے صحرائے جنون میں
 وہ ہمت دل جہل جوانی کے سبب تھی
 بولے کے رخصت کرنے پہ جو کرتا تھا مجبور
 دل جو تھا حقیقت کے عناصر سے غمر
 حیرت زدہ آئینہ خوف و رجا ہوں
 تیری ہی عنایت سے ہوا فاعل مختار
 کفارہ اعمال زبون کی ہے تمنا
 دیا جسم شق ہوئی اُمید بر آئی
 لبیک کی آواز نے پھڑکا دیا دل کو
 محشر یہ ترا غدر ہے اس شرط سے مقبول
 دے واسطہ اسکل کہ جو مولود حرم ہے
 سلطانِ عسکریہ میرِ عجب شافعِ محشر
 خیبر ننگ و صائب شمشیر دو پیکر

منظور یہ تھا دیکھے قیمت کرامات
 جہن سے ہوں لا عقل جہبہ شاعر است
 ہم مشرکوں کے سامنے بچا مری با ست
 جہن کہ کسی زلف کے تھے جمع خیالات
 جنہ کہ پڑھے مصحف بخمار کے آیات
 تھے جن پہ کبھی شومی قیمت کے نکایات
 جو گردن مینا میں حامل رہے و زرات
 جو دل کہ شب بھر میں تھا مورد آفات
 جنہ نہوا ترک کبھی طوط خرابات
 وہ شوق نہ وہ گرمی بازار کرامات
 تھا سیکڑوں کوس آگے مرا زخیالات
 کی جس سے نواہی ادا مری منافات
 وہ نفس تھا تعلیم کن و فتر دعا ست
 جا کر میں چڑھا آیا سرقا خرابات
 اور شرم گند وہ کہ نکلتی ہی نہیں بات
 اب تو ہی بتا دے مجھے ترکیب مکافات
 سو جان سے حاضر ہوں پے مرگ مفاجات
 جب حد سے بڑھی کاوشِ امیرِ ناجات
 لو کھل گئے بابِ کریم قاضی حاجات
 کہنے لگا دربان در سامع الاصوات
 جبریل نے بھی جس سے کیا کسب افادات
 حامی ام واقف اسرار خفیات
 اذ در در و مر کبش و حلال مہمات

کہیے کو شرفِ چکی ولادت سے ہوا ہے
 لئے بنتِ اسد تم کو یہ مولودِ مبارک
 تو تم کو وہ دولت ملی اللہ کے گھر سے
 اس طفل کی ہو پرورش اب تم کو مبارک
 وہ طفل کہ جو بازو سے پیغمبرِ عادل
 وہ طفل کہ پو سیدہ خاتون کا ہے شوہر
 وہ طفل یہ اللہ جسے کہتی ہے خدائی
 وہ طفل نصیری کا خدا شیعون کا مولا
 وہ طفل کہ جو بذلِ کن حلقہ خاتم
 وہ طفل کہ جو باعثِ آبادی کعبہ
 وہ طفل چہ سترابہ قدمِ حسنِ خدا داد
 وہ طفل کہ جو متحد ذاتِ نبوت
 وہ طفل کہ جو قلبِ جہان روحِ نصیری
 وہ طفل کہ جو زیبِ وہ دامنِ فطرت
 وہ طفل چمکے اگر آغوشِ مینِ رودے
 وہ تو بچکن کالی گھٹا تہ بتہ اُسٹھی
 کھلے دہنِ شیشہ یہ محشر کو پکارا
 لے ساغرِ لب و ز کو اب منہ سے لگا لے
 لے تجھ کو مبارک ہو بہارِ آئیِ وجب کی
 شکر یہ صد اسے دہنِ شیشہ صُہبا
 ساقی سے کہا میں نے اسے چاندِ جب کے
 کھلوادے مرے روزہ مسنون کوئے سے
 نعماتِ آہی کا اگر ہو مستِ سنی

تھے دوشِ نبی جکے لئے عرشِ کرامات
 جو مادرِ گیتی کے لئے وجہِ مہابت
 دامنِ مین تھالے ہو ترقی جسے دنرات
 عالم کے یتیموں کا جو ہے قاضیِ حاجات
 وہ طفل کہ جو بیشکن دماحی بدعات
 وہ طفل کہ جو بواحسنِ سیدِ سادات
 عالمِ مین جو آیا ہے بے حلِ مہمات
 وہ طفل کہ جو جلوہ اسرارِ خیالات
 جو زیبِ وہ بارگہِ سامعِ الاصوات
 وہ طفل جو یرباد کن دیر و خرابات
 جس سے کہ ملاحظت نے کیا کسبِ فلاوات
 وہ طفل جو اعجازِ نما منظرِ آیات
 وہ طفل بہمِ جہینِ خدائی کے کمالات
 وہ طفل کہ جو رونقِ ارضینِ مساوات
 اس سیکدہ دہرین کوثر کی ہو برسات
 ساقی سے ہوے بادہ پرستون کے اشارات
 چل تیری مراد آئی اے زندِ خرابات
 لے تجھ کو مبارک غمِ دنیا کی مکافات
 عالمِ مین ہوئی رحمتِ مہود کی برسات
 کچھ منہ پہ ہنسی آگئی اور بے خیالات
 لازمِ نہیں اسوقت میں تردیدِ سوالات
 ہو تجھ پہ ہمیشہ کرمِ قاضیِ حاجات
 محتاجوں کو دے سیکدہ شوق کی خیرات

<p>مین بادہ نہیں چاہتا دے دُرہی ساقی کھلنا دہن شیشہ کا دیکھوں تو ہو بادور مہوش کیا ہے طلب جام نے ایسا لا عقلی شوق کی یہ حد ہوئی احسب ایتائے جلی سے ہے قصیدہ مرا مملو ارنجی ہر تجھ پر بھی کہ یوں مجھ کو چھکا دے اس نظم میں ہیں جمع کے جتنے بھی قوافی نخاعہ فن میں ہے شاخانی حیدر ہو شور درود اب صفت قلقل مینا</p>	<p>بنجائے کہین خاکہ تصویر خیالات بے اصل ہیں ورنہ قصص فتح خیالات دیوانوں کی صورت سے ہیں انداز سوالات باقی نہ رہی دہشت ارباب کمالات کیونکر دم تعریض ہو تاویل خیالات بیچ جاؤں میں اور نشہ کے سر جاہر کلمات دے اتنے ہی جام لے سبب یہ خرابات ہر عیب سخن جانتا ہوں حسن کمالات ہنگامہ سنرا مطلع نو کے ہیں خیالات</p>
--	---

کھلا آفت کعبہ سے وہ ماہ کمالات
دل جک سے آئینہ اسرار خفیات

<p>روشن گری بطن جہان جسکے سبب ہے آغوش تمنا میں ہے یوں بنت اسد کی یوں لیکے جلی ہیں طرف احمد مرسل یوں آگیا آغوش نبی میں وہ ہما کے یوں آنکھیں کھلیں یہ جمال نبوی کو یوں سینے سے لپٹا لیا محبوب خدا نے لو دیدی زبان اپنی محمد نے دہن میں محشر کوئی پھر مطلع نوزیب زبان ہو</p>	<p>سرتا بقدم کیجئے سبب نور کے آیات جیسے کہ نہان قلب محمد میں مناجات جس شکل سے نازل ہوئے قرآن کے آیات مقبول دعا جیسے سوسے قاضی حاجات جس طرح کرے ہر کسب کی انا دات شق ہو کے تیر جیسے کہ ہو جائے پھر کائنات لو بند ہوا کوڑے میں دریا سے ہدایت لو داد سخن جمع ہیں ارباب کمالات</p>
--	---

اس طرح وہ مخدوم ملائک بڑھا دن رات
جیسے دل عشاق میں صلیت کے خیالات

<p>سایہ سراقدیں پہ تھا دامان نبی م کا لو آگیا گوارے میں وہ گود سے مانگی</p>	<p>تائید خدائے دو جہان شامل حالات جبریل امین ہو گئے آمادہ خدمات</p>
--	--

لوشق ہوئی زور کی اثر در کے دہن پر
 لو والدہ نے نام رکھا پیار سے حیدر
 پیدا ہوا اس عالم امکان میں وہ بندہ
 مامور کیا جسکو امامت پہ خدا نے
 ہنگام سخا تھا نظر لطف سے ظاہر
 معراج میں کیوں پہلے نبی کے نہ پہنچتا
 وہ ضربِ عمل بیٹھ گیا امن کا جس سے
 آباد کیا خانہ اسلام کو جس نے
 کیا چشمِ حقیقت میں تھا اندازِ ترجمہ
 کہتے ہیں ید اللہ تجھے سب سے مرے مولا
 جو عکسِ مسیح آئینہ مہر میں جیسے
 یہ عقدہ کشا ذخیرے کھلا ہے
 سائل کو عبادت میں دیا حلقہ خاتم
 مغرب نے اسی شوق میں کی ہر گز محبت
 محراب میں تھی مار گزیدہ کی سی حالت
 بول اٹھے گی دین تری تصویرِ محبت
 شہر کے قرین جیسے کہ محبوبِ حقیقی
 جلوہ ہے ترا جو ہر آئینہ نقطہ
 معبود کی جانب سے تو نائبِ منذر
 تو خلقتِ ارواح کا ہے علتِ غائی
 صدقے میں ترے مہر امامت کی ضیا پر
 کھنپتی تھی روحِ سوے مرکزِ صلی
 شکسہ جسکو ہو وہ پوچھ لے پیکان کی بانے

لو ہو گئی بسم اللہ عجاز و کرامات
 لو خوش ہو علی کہنے لگے اہل سموات
 جو آدم و آدم کے لئے وجہِ مہمات
 بندوں نے کے جسپہ خدائی کے خیالات
 دیکھی ہی نہ تھی صورتِ تردیدِ سوالات
 دیکھے پڑے تھے عرشِ آسمانی کے مقامات
 تلوار وہ تلوار کہ کاٹی رہ بدعات
 برباد کئے کفر کے آباد مکانات
 نظروں پہ چڑھے تھے دل سائل کے خیالات
 موقوف ترے ہاتھ پہ فسحِ درجہجات
 اس طرح عیان تجھ پہ ہیں اسرارِ خفیات
 بھیجا تجھے خالق نے پے اجلِ ہمت
 مشہور ہے دورِ دو جہان میں تری خیرات
 نظارہ طاعت سے کرے کس کرامات
 اللہ سے ترا خوفِ رجا و تر عبادات
 شیعوں سے نکیرین کے جب ہو گئے سوالات
 یونِ متصل اللہ و نبی سے ہے تری ذات
 پر نور ترے نور سے ہیں ارض و سماوات
 عالم میں ہر اک قوم کو تو وجہِ ہدایات
 معروم تھا عالم نہ اگر ہوتی تری ذات
 سیار فلکِ سطحِ زمین پر دلِ ذرات
 اللہ سے وجدانِ حقیقی دم طاعات
 ہم کچھ نہیں کہتے ترے اسرارِ عبادات

<p>لمکن نہیں در پر ترے غم سر دم ہو کوئی ہو مصلحت وقت اگرے مرے مولا نضر کج بحث ہے دم اظہار مطالب آواز نکلتی ہی نہیں فرط حیا سے لب خشک ہوے خام بخشش کی طلب میں محشر پہ ذرا اک نگہ لطف دین سے دکھلا دے ذرا خضر رحمت کا اشارا</p>	<p>لبیک ملک کہتے ہیں ہنگام سوالات منقح پئے باب اجابت ہونا جات کافی عقلا کو ہیں غریبوں کے اشارات اب دل میں ہے شوق کرم سامع الاصوات اس بندہ درگاہ کی لازم ہے مراعات ہر چند کہ تو پیش خدا ہے دم خیرت بھلے مرا کام اور ترے مقبول ہوں طاعات</p>
---	--

قطعہ

<p>یہ صلائے عام ہے عشر گداؤ شاہ کہ آگے آگے قوت ایمان ہو استقبال میں</p>	<p>اور نوید تازہ ایک اک قلب حق آگاہ کہ پہلوئے کعبہ لائیں چلے جنب اللہ کو</p>
---	--

نقش ہمیشال

<p>نظر شتاق جلوہ دل میں تصویر خیالی ہے سوا نیزہ پہ کھنجر آگیا خورشید نظارہ کیا دیوانہ تحقیقات اسرار محبت نے چلا جاتا ہوں بند آنکھیں کے جوش محبت ابھارا شوق نے تنقید دعویٰ برہمن پر پہنچ جائیگی نظریں مرکز شان حقیقت تک یہ پوچھو نگا کہ عشق چشم میگوں کیوں راس آیا خیال زلف کے سودے میں کی زنا بندی بھی بگاڑا کیا قیامت شورش ناقوس بے ڈھاکر سوا منزل مقصود کن آنکھوں سے وہ دیکھے یہ مانا شیور غم تیر جان درد باطن ہو</p>	<p>چلا ہوں تنکے ایمان کا اللہ والی سے نگاہ شوق کے ہاتھوں قیامت ہونوالی ہے دلیل معرفت میرا مزاج لا ابالی ہے طریق جستجو میں رہنا آشفقت بحالی ہے کہا شفقت ہی تھکوں میں حسن بیثالی ہے مری آنکھ تک یہ دنیا ازل سے دیکھی تھالی ہے جس میں ہے ہر کسوڑے قفس کی لالی ہے مگر اہر تک وہی بیماری آشفقت حالی ہے سے کون اسکا شیون درد جسے دل خالی ہے کہ جسکی نظروں میں تصویر شام ہجر کالی ہے مگر صبر آزمائی میں دلیل بے کمالی ہے</p>
---	---

<p>طبیعتِ باطن کی زمانے سے زلالی ہے یہ فردِ حسن کے عنوان میں اسمِ جمالی ہے لو ایک ایک گ کا خشک ہے کمرِ جمالی ہے جانِ ہندی بھسے تلوے دنگی پائی ہے کہ جو جسم تہِ محرابِ شمشیرِ ہلالی ہے فنا ہو کر حیاتِ خضر کی بنیاد ڈالی ہے کہ شمشیرِ جفا کے دلربا پھولوں کی ڈالی ہے بشکلِ آئینہ حالِ ضمائرِ متپہ عالی ہے کہ جس کا رتبہ اعلیٰ خدائی بھرے عالی ہے مے حُبِ عسل سے جامِ جن میکش کا خالی ہے خدا والی ہے اُس بندے کا جگہ جگوالی ہے درخیر اوکھاڑا اور پنا ایمان کی ڈالی ہے زمانہ کہہ اُسٹھے یہ روکش رنگِ زلالی ہے</p>	<p>شکستہ لے نازِ دوست نہیں ہنسکر اٹھاتے ہیں حقیقتِ سلولے اہل نظرِ جذبِ محبت کی فنائے شوقِ جہلت میں یکسر لذتیں دیکھیں بھارنگے فالیا کہ پھر چھپتے نہیں دیکھا عبادت ہو گیا وقتِ فنا ایک لکھنؤ کی خدا آباد رکھے جانِ نثارانِ محبت کو پہارِ زندگانی خونِ نشانِ زخون کو کہتے ہیں شکستہ دلپہ نصیرِ مدد کو یا عسلِ آد علیٰ قومِ نصیری کا خدا ناسب محمد کا سفینہ اوسکی توبہ کالپ کو تر نہ پہنچے گا خدا دشمن ہے اسکا دشمنی رکھے جو حیدر سے لے ہیں نورِ روحانی سے دو کام اکیسا عتین پڑھو تفسیر وہ مطلعِ رحمتِ ساتی کو تر میں</p>
--	---

وہ مولودِ جسم کیا ہوگا عالم بھر پہ حالی ہو
کہ جس کا کھیل بچپن میں تون کی پائالی ہو

<p>خلیل اللہ تم نے کیا بنائے نیکے الی ہو وہ بچہ کل مخلوقاتِ عالم کا جو والی ہے یہ بچہ صفحہ ہستی پہ نقشِ بے مثالی ہے اداسے قدم تک رسمِ بیتِ عینوالی ہے کہ جبکی زوجہ آغوشِ رسولِ شہ کی پالی ہے یہ الہی میں کیا کیا قدرتِ ملکی و مالی ہے جہانِ مہرِ نبوت کو بھی شوقِ پائالی ہے نخف کے میکدے کا جو کہ رندِ اُبالی ہے</p>	<p>حرم میں راکبِ وش رسولِ اللہ ہوا پیدا چلیں بنتِ الاسد کھسے سے بچہ گود میں لیکر صدائے فطرتِ آئی اتفاقاً جب ردِ سر کی محمد گود میں لینے کو پھیلائے ہیں ہاتھ اپنے خدا کے بعد اسی محصوم کو کیئے تو کیا کیئے قطارِ آدمیوں کی دی سائل کو گلزارِ جہان بکھر خدائی صدقے اس جو لانگہِ حسنِ اہامت پر بتاتا ہے اُسے کو تر کا رستہ نشہِ باطن</p>
--	---

اشکائے مین آگٹھی اڑکے پہنچی دستِ ملک
شبِ ہجرت کا خواب ناز بھولا ہے نہ بھولے گا
ہوئی جب میان سے باہر مسلمانوں میں عید آئی
عجائبِ علی کی موت صبحِ عید کے گویا
حقیقی معنی شیرِ خدا ہم سے کوئی پوچھے
دکھایا کلمہٴ ثجان میں نقشِ فتحِ خیر کا
یہ بیضیِ کلیم اللہ نے پایا ان کے صدقے میں
وہ سیرت جو کہ سرتاپا محسنِ نورِ خالق سے
لباسِ غصہ نے یوں بھپایا روح کا جو ہر
تسک چاہئے قرآن سے چشمِ بصیرت کو
یہ نصِ آیہٴ بکلیغہ یہ ثابت ہو گیا ہم کو
سنائی با بسم اللہ کی تفسیر اور شبِ بھر
اثر نامِ ہمد کا اس طرح میراث میں پہنچا
جالِ حق و جہاں اللہ ہے آئینہٴ قدرت
عذابِ قبر اور دوزخ کی وہ صورت نہ دیکھے گا
فضائے مشرق و مغرب پہ قبضہٴ ہر کی صورت
شجرے بے بار ہو جاتے ہیں انکارِ ولایت سے
بلایا مہر کو مغرب کے اپنے ایک نشانے میں
دلِ سائل سے قلبِ باہیت کا معجزہ پوچھو
لباسِ کہن سے خیاطِ شرمایا تو شرمائے
محمدؐ کی وزارت شاہی ایمان یونہی ہوگی
مٹائیں گے نشانِ محراب بابِ حسنِ خیر کا
قریب کوچہٴ شہرگ بلایا عرشِ دلاؤں کو

دلی ہمت کو اتنی سرعتِ اشارِ مالی سے
فضائے دہریں جس روز تکاں در لیا لی ہے
یہ ادنیٰ قدرتِ اعجازِ شمشیرِ بلالی ہے
سہنسی ہو ٹوٹو سپہٴ وقتِ نزعِ چہرے پر بجالی ہے
کہ تفسیرِ شجاعت میں یہ اک اسمِ جلالی ہے
یہ تمہیدِ جوانی ہے کہ زورِ خورد سالی ہے
وہمِ حرمِ عطایہٴ قدرتِ روشن خیالی ہے
وہ طورتِ علمِ حق میں جو مثالِ بیثالی ہے
کہ جیسے لفظوں میں مفہومِ وحی لایا لی ہے
یہ اللہ فوقِ ایک ہیسم دلیلِ شانِ عالی ہے
نہوں حیدر تو نعمتِ ہائے دین کی بے کالی ہے
یہ اذنا و سعتِ آزادی نازکِ خیالی ہے
عدد پر حکم سے پتے کے غالبِ شرفِ عالی ہے
عیان جو ہر کے بدلے جنہیں عکسِ بیثالی ہے
مجانِ عکس کی شکل ہی جسے بنالی ہے
شہادت کیسے قطبِ جنوبی و شمالی ہے
نہو جوش و لا تو فصل میں بے اعتدالی ہے
یہ شانِ معجزہ ہے اور یہ روشن خیالی ہے
کہ پیدا سنگِ یزدون میں تجھے لالی ہے
ہر اک پیوندِ حیا و فتنہٴ ملکی و مالی ہے
قمیصِ کہنہٴ یزدینِ رکشِ بلدیں شالی ہے
بوقتِ جنگ یہ ایماے شمشیرِ بلالی ہے
مجانِ علی کا جذبِ الفت کیا ہی علی ہے

سجی کا ہاتھ ہے جب کبھی دنیا خالی ہے
نہیں پروا اگر محشر کو کہدے کوئی خالی ہے
زمانہ دیکھ ہی لیگا قیامت ہونیوالی ہے
علیٰ بعد خدا و مصطفیٰ عالم کا والی ہے
فقیہ بے نوا ہوں میں مرا کا سہ سفالی ہے
ترے علم لدنی پر ہو جو کچھ بھی وہ حالی ہے
کہ چشم شوق اب ادی المین ہونیوالی ہے
وہ یوں آئے کہ جیسے سامنے شکل خیالی ہے
کہ نرم باب حکمت کا یہ نقش بے مثالی ہے

بے بسطین ہم بلوغ کی قیمت سے کیا بچتا
بجوش نقبت مدہوشان بھی عین ملت ہیں
عقل کو کام آئے گا یا دشمنی آل محمد سے
کہا ہے اور کہے جائینگے ہم جب تک کہ زندہ ہیں
نفس کے ٹکڑے سے کر دیے لبریز اتواے بولا
تمنا صورت فریاد کھنجر منہ پہ کیوں آئے
نصیر ملت بضی کے نکالے سے بسمل ہوں
خدا کے واسطے اعجاز طی الارض دکھلا دے
جدا کعبہ قبل سے برابر آئین آوازمین

کہ تھیں یہ لایعنی و لا حشر سارہ کوثر و زمزم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب

دیکھ کر آئینہ خود اپنی ادا سے پوچھئے
گوش دل سے سنئے اور اہل وفا سے پوچھئے
پوچھئے کا جب مرزا ہے ابتدا سے پوچھئے
یہ فناء اپنے ناز دلربا سے پوچھئے
پوچھ لے میری جان مبتلا سے پوچھئے
بندہ پرور اپنے حسن خود نما سے پوچھئے
یہ معاطور کی آب و ہوا سے پوچھئے
پوچھئے میرے دل درد آشنائے پوچھئے
نقش پاسے پوچھئے بانگ داسے پوچھئے
وقت زینت حلقہ زلف رسائے پوچھئے
وقت تاثیر لہاس دھاسے پوچھئے
درو کی اذا مریض سبے داسے پوچھئے

ظلم کیا ہے کیوں کسی درد آشنائے پوچھئے
ختم ہے دو مختصر جلون میں تشریف ستم
داستان عشق سنئے انتہا تک میری جان
عالم آرا حسن کیونکر ہو گیا سچ ازل
ہجر کی شب فرقت پیکر میں جو تھیں مشکین
عالم ایجاد کس کی جلوہ گاہ ناز تھی
دید کے مشتاق کیوں بخود ہوئے انجام کار
قدر دران جب تک نہو افسانہ غم ناز ہے
کاہ دان اہل الفت کا پتہ شاید ملے
آپ کے نزدیک اگر دل نقطہ موبہوم ہے
ہجر میں آہن کہاں پہنچیں کہاں رگین
گتہ تنہائی میں اک اک سانس تھی سواں بزم

<p>پوچھے اور قوتِ صبر آزما سے پوچھے آپ عیسیٰ ہین لبِ جامِ شفا سے پوچھے یا خدا سے پوچھے یا نا خدا سے پوچھے آپ اپنے خندہ دندانِ نما سے پوچھے پوچھنے کی بات ہے دردِ جفا سے پوچھے خیر جو گزری ہو اہلِ التجا سے پوچھے صبحِ دم شوخیِ رفتارِ صبا سے پوچھے بات اگر ضائع ہو اہلِ فنا سے پوچھے چلکے کعبے میں نصیری کے خدا سے پوچھے کعبہ کی دیوارِ یوسف کی قبا سے پوچھے جوشِ عشرت کا سبب اہلِ دلا سے پوچھے کون یہ سیکھ ہے خود چلکر زچا سے پوچھے پھر ذرا بڑھ کر خدا و مصطفیٰ سے پوچھے بے زبان اس بچہ معجزِ نما سے پوچھے پوچھے غیبی رموز اس حقِ نما سے پوچھے محشر اپنے خامہِ مدحت سراسر سے پوچھے</p>	<p>انقلابِ عشق کے افسانے ہم کیا کہہ سکیں عشق کے بیمار پر ایک اک نفس میں کیا بنی کس طرح ساحلِ تکِ سہی کشتی بیمارِ عشق زخمِ ہائے دل کے ٹانگے کیونکہ اُدھر کر رہ گئے خون شدہ دل کون پہلو سے اُڑا کر لے گیا آپ کی وہ بیرخی وہ منتون پر منتین خواب میں کس نے بگاڑی زینتِ ترتیب صبر کی قوت بڑھی کس طرح اہلِ عشق میں سرفروشانِ حجام ناز کا کیا ہو گا حشر چاکِ دل طفرائے نہرست مقاصد کیوں ہوا تصویرِ یوسف شنیدہ واقعہ دیدہ یہ ہے اپنی مانگی گود میں آیا ہے مولوِ حرم شرمِ ناکامیِ عرفان ہو اگر وجہِ سکوت ہو اگر منظورِ عرفانِ خدا و مصطفیٰ بے زبانی میں بھی یہ بچہ لسانِ اللہ ہے مطلعِ تازہ میں کیونکر کامیابی ہو نصیب</p>
--	---

حبِ حیدر کے مزے اہلِ فنا سے پوچھے
حشر کے دن کیون نہ کچھ پوچھا خدا سے پوچھے

<p>چلکے بیتِ اللہ میں کتبِ مصطفیٰ سے پوچھے کھو لکر تفسیرِ شرحِ اتنا سے پوچھے عصمتِ مولا علی خیر النساء سے پوچھے راز اسکا قدرتِ خبر کشا سے پوچھے کون کہتا تھا اسے غیبی صدا سے پوچھے</p>	<p>رفعتِ پائے علی پر کس لئے سطحی نظرس دستِ عیسیٰ بھی ہوا ممنون ہنگامِ سخا شاہِ مقصود ہو گا جو اپنا مثل ہو بابِ آہن ہاتھ میں کیوں اک گلِ افروز تھا لافتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار</p>
--	--

حالت ایثار پیہم کس لئے مخفی رہے
 کھلگیا اہل یقین پر کو شفتِ صاحبِ نیت
 جو گیا سوئے بخت پلٹا وہ ہنستا ہی ہوا
 دیکھے مولودِ کعبہ کو پتا چل جیسے گنا
 کثرتِ اسرار وحدت میں ہر گنجِ کجیِ عبث
 کون تھا معراج میں آگاہ اسرارِ نہان
 ہو جو شرم رازداری مانعِ اخفائے حال
 منقبت دان علی سب میں بقدرِ عقل و فہم
 جن دانسان ملائک ہوں کہ جسِ وکیلِ ہوان
 جنت و طبعی و حوض کوثر و نہر لبس
 قوتِ قطع منازل کس کے صدقے میں ہئی
 گونج اُٹھے گی فضا میں بانگِ مولا اعلیٰ
 اہلِ باطن کی مدد کا مرکزِ صلی ہے کون
 پیچھون کو گل کر کے کسے دی شمیمِ عطر بار
 کسلے دم سے زندہ جاوید اعجازِ سیج
 کسے صدقے میں عناصر کا ہے باہم متزاج
 بزمِ یار و ثابت کو دیا کس نے فروغ
 بیچکر جان کس کو نیند آئی سرفرشِ ہول
 کس کو وجہ اللہ ٹھہرا یا کلام اللہ نے
 ہمزبان ہو کر غیرِ خم کی موجیں دینِ جواب
 کبکی رفعتِ عرش تاک پہنچی دم کسہرِ صنم
 کون ہے قرآن میں نفلہ بائے بسم اللہ کا
 عالمِ نظرت میں پہنکا سب کے پسے کس کا نور

قدرتِ عرفان سائلِ ہل اتا سے پوچھئے
 معنی وحدتِ نصیری کے خدا سے پوچھئے
 ملکئی کیا شے کسی محوِ دعا سے پوچھئے
 سمتِ سجدہ کس لئے قبلہ نما سے پوچھئے
 پوچھنا جو کچھ ہو وہ عقدہ کشا سے پوچھئے
 ہو اگر باور نہ میرا مددِ لفا سے پوچھئے
 مرکزِ اسرارِ جزدکل خدا سے پوچھئے
 میرے کہنے میں جو شک ہو ماسوا سے پوچھئے
 آشنا سے پوچھئے نا آشنا سے پوچھئے
 لوح و کرسی و قلمِ عرشِ علا سے پوچھئے
 مہر و مہ سے پوچھئے صلح و مسامحہ سے پوچھئے
 ساکنان و سعتِ ارش و مہار سے پوچھئے
 دل جگر سے پوچھئے ذہن رسالت سے پوچھئے
 باغِ عینِ چلتی ہوئی باوصیاء سے پوچھئے
 یا مریض بے دوا سے یا قضا سے پوچھئے
 زندہ دل لوگوں کی امیدِ شفا سے پوچھئے
 پوچھئے بدرالہجی شمسِ الضحا سے پوچھئے
 واقف اسرارِ تسلیم و رضا سے پوچھئے
 دے کے قرآن کی قسم لفظِ بقا سے پوچھئے
 کون ہے مولا اگر جوشِ دلا سے پوچھئے
 یا خدا سے یا کہ دوشِ مصطفیٰ سے پوچھئے
 ہو اگر تحقیق کی حاجتِ خدا سے پوچھئے
 انجمنِ دماہ و کواکب کی ضیا سے پوچھئے

<p>ظاہر و باطن مدد کی کنے جب دقت آپڑا کون ہے اسلام میں مخصوص امام اولین کون تھا بنیان مروض آتے ہی جنگاہ میں چشم دل کی روشنی میں کچھ کمی رہ جاے اگر خیر کے جب ہو ریاحت عالم معنی کی ختم منقبت خوال جن کا دل ہر دقت سے جگے بائے بسم اللہ کے نقطے میں نہان ہیں جو نکات اوستا و طائر سدرہ نشین کا طرزِ منج مصحف رُخ اوج منبر پر ہے ناطق طرح علم ان کے خاندان میں زندہ جاوید ہے حشر تک یونہی رہے یا رب یہ نلکا بعدل</p>	<p>اصفیاء اولیا و انبیاء سے پوچھئے خبر صادق چسب کبریا سے پوچھئے نقش بردوار کیوں بنے خدائے پوچھئے طور پر برق تجلی کی ادا سے پوچھئے سید ناصر حسین رہنا سے پوچھئے پوچھئے آئینہ صدق و صفائے پوچھئے حرفِ حرف اس واعظِ رحمت سے پوچھئے عندِ حیاتِ زبکین نوا سے پوچھئے نفسِ معنی اس حقیقتِ آشنا سے پوچھئے حجۃ اللہ قائم آل عباس سے پوچھئے مسئلے ہر صاحب صدق و صفائے پوچھئے</p>
--	--

قطعہ

<p>عیہ کا دن ہے پلا دے مجھے ساغر ساقی شق ہوئی کبے کی دیوار جما ہی آئی</p>	<p>طبع کو جوش ہے پیدا ہوے حیدر ساقی پھوٹ نکلی ہے شمیم سے احمر ساقی</p>
--	---

پور بیت اللہ

وَرَفَعْنَا رُوحَكَ فِي الْمَقَابِلِ وَأَتَيْنَاكَ الْوَدَّاعَةَ الْكَافَّةَ لَوْ أَنَّا فُتِنَّا لَبَدَّلْنَا قَوْلَهُ لَوْلَا بَرَاءَةُ اللَّهِ فَلَا تَسْمَعُ لِحُكْمِهِمْ فَذُكِّرْ بِنُورِهِ

<p>شکستہ خاطر کا نالغہ سمجھے کوئی رسانین ہے جدا رکعبہ کی کیا حقیقت بنائے ہیں نقشِ عرش پر بھی کہیں یہ مانندِ شمع سوزان زبانِ محوِ اداسے نہیں ہلایں زنجیرِ عرش برسوں جانا صبح تو فائدہ کیا جمالِ حورانِ باغِ جنت کی معنویت بتائیں گے کیا</p>	<p>جدا رکعبہ کو دیکھ لیجئے شکافِ زمین یا نہیں ہے کلیدِ بابِ قبول کئے زبانِ محوِ دہانین ہے کہیں یہ زخمِ کھن کی صورتِ دہن ہے لیکن صدائیں ہے وقتِ جوشِ شبابِ گردِ فلے زلفِ رسانین ہے سلامتی سے نگاہِ عرفان جو آشنائے ادائیں ہے</p>
--	---

حیات پائی تو کس نے پچھا دفات پائی تو کون دیا
 بھائے دلبر شور نالہ اور اسپہ دعو عاشقی بھی
 شہید ناز حبیب بنے نا حیات جاوید کا ہے عیش
 تصرفات نظام غیبی یہ اختیار جزو گل بہن
 مشاہدات دفا شاری پکاراٹھے زبان بکر
 فرج آنکھیں اور ہی کچھ جو طور الفت چاکے ٹھہرے
 دم تصور فراق دیدہ کو جو کہ دیکھے صہات کدے
 وفا پرستوں کی خوش نصیبی کہ عشق حہ جوں تک لے
 ملا جو محبوبین پہنے ہیں کہ حد سے گزرتی نہیں تھی
 امید وصل سے مرکز دل کبھی نہ چھوٹے گا اور نہ چھوٹا
 فغان ارباب لے کھنکھرتان طاق حرم گئے ہیں
 لبون کا ہلنا خلوص لے خدائی میں انقلابا
 دل خزین کو جلانے رکھنا یہ مکمل وعدہ کی تسبیح تک
 وفا پرستوں نے بنی دنیا بنائی ہو ایسے مادے سے
 کہان کا اظہار رنج فرقت فظ یہ کہنے کے منظر تھے
 کسی کو دکھلایا طور سینا کسی کو عیش برین پلائے
 تثار آرام کوے جانان نہ فکر دنیا نہ خوف عقبی
 نہ جانین مومے یہ کیا بنی تھی کہ طور کی شکل چھ نہ دیکھی
 جناب یوسف چاک دہن ہنسا تو دل کو ہوئی ستر
 حیات ظاہر تیار کر کے حیات جاوید پاگئے ہیں
 اسیر ہوتا ہے جب کبھی دل میان سرا حسن فطرت
 جہان کے پیکر میں صورت بے شکل حریم قدر کا پہلا ہما
 حدیث قرآن چہ نیم دلی نظر جو ڈالی تو صاف دکھا

نہو جو بیمار در دفرت کسی مرض کی دوا نہیں ہو
 ہم اسکو انسان سمجھیں کیونکر جو پابند وفا نہیں ہو
 گلے پہ تیغ ادا کا چلنا کرم ہے طرز جہا نہیں ہو
 لٹائی جس نے متاع ہستی نصیب کیا اسے کیا نہیں ہو
 ہو اسے اجماع اہل طعن کہ عاشقوں کو فنا نہیں ہو
 جناب ہی شخص کو بھی موافق آب و ہوا نہیں ہو
 نگاہ ظاہر میں یہ جدا ہے گریبا طعن جدا نہیں ہو
 ستم ظلمت کا نہیں ہے ہرگز یہ ناگمانی بلا نہیں ہو
 پھٹا جو دلبر تو روئے اتنا کہ رنے کی انتہا نہیں ہو
 کوئی یہ رنج روان نہیں ہو کیونکہ الی قضا نہیں ہو
 یہ شور مرغ سحر نہیں ہو یہ بلبلو کی صدا نہیں ہو
 قیامت اسکو کہو قیامت زبان محو دعا نہیں ہو
 کسی کا ہوگا وہ آشنا کیا جو خود ہی در آشنا نہیں ہو
 کظا ہر اس بات قیامت جسے امید فنا نہیں ہو
 کہ منہ سے کہے گئے کئے والوں کی کھٹی ٹکڑ بجا نہیں ہو
 برائے عاشق ہو جان تازہ کی کسی لکڑ صدا نہیں ہو
 مثال اہل جان کسی کو کسی سے کچھ واسطہ نہیں ہو
 بزانہ مانے کوئی تو کہدین شان شوق لقا نہیں ہو
 ارے زلیخا ذرا خبر لے مقصداے وفا نہیں ہو
 گناہگار ان عاشقی کی بجز جزا کے سزا نہیں ہو
 بغیر مولود طین کعبہ کوئی بھی مشکاٹا نہیں ہو
 جواب کوئی مکان میں جکا کوئی بفضل خدا نہیں ہو
 علی ساعدہ کشا نہیں ہو علی سا بھڑا نہیں ہو

امیر دنیا و دین علی ہے وزیر محبوب کبریا کا
اٹھایا خیمہ کا آہنی در بنایا پل تختہ فوج اُتری
اگر ہو تفسیر معنویت علی خدا ہے قسم خدا کی
نہ بوسہ گیر دہان ساتی نہ ظن کو شہی بن سکیگا
شرابِ خم غدیر بیکر حیات جاوید پاگئے ہیں
ہمارا کوثر ہماری جنت رسول ایسا خدا ہمارا
دکھادے جنت کا جوش محشر نہ دے محفل کو مطلع نو

رسول و قرآن ہیں اس کے شاہرہ و ذکر خدا نہیں ہے
زبانِ بد دل سے شریک ہیں ملی حق کی ولا نہیں ہے

ولی حق وہ کہ جس کا مولد حرمِ کعبہ ہوا جب میں
جنابِ مریم کو حکم غیبی نے اپنی حداد پہ روکا
لبتِ عالی طرح سے کھل کے جدارِ کعبہ نے یہ صدوق
اُدھر سے آیا جو حکم حکم جگہ دی کہ نے اپنے دین
خدا کے گھر میں نصیر ہوئے خدا کا جلوہ نظر جو آیا
جانبِ الاسدی گودی میں آج آیا ہو طفل ایسا
بتوں میں بنا ٹاچھا گیا ہو خود اپنی ہستی ہے خدا میں
چلین ہیں بنتِ الاسد حرم سے وہ رشکِ یوسفِ زین
ابوالائمہ کی والدہ کا کلیجہ ہاتھوں بڑھا خوشی سے
ابھی سے بچے کی گہری نظریں بتا رہی ہیں بیان کرتے
ہر ایک شاہد ہے کل بیان ہر اک کنا یہ تمام عرفان
میان دار النبوت اس کے امانت اپنی سپرد کر دی
لے ہیں آغوش میں محمد ولی سرست خدا ہی جلے
جمالِ محمد کو دیکھتے ہی کھلی ہیں خیر فنک کی آنکھیں

شرف یہ حاصلِ زل کے دے کیو کہ جسے سوا نہیں ہے
جنابِ بنتِ الاسد کو ٹوکے کوئی یہ خطرہ ذرا نہیں ہے
حضور داخل ہوں بے تکلف مقامِ ہوس کا نہیں ہے
شگافِ مکر پکار اٹھا یہ میمان ہے زجاہین ہے
تو اپنے ہوشِ حواس ہی میں برہنہ ہو کا خدا نہیں ہے
کہ جسکی خلقت کو سمجھے دنیا کسی میں یادِ انہیں ہے
یہ اعتقاد اچھ چکے اب کہ عارضی بھی بقا نہیں ہے
کہ صر الفتن جکا گاہک بجز رسول خدا نہیں ہے
کبھی جو مانگی تھی گو دین ہے زبان پر وہ عا نہیں ہے
سمجھے تصویرِ باغِ جنت زمین پر نقشِ باہنیں ہے
چل چل کے کنارِ مادیں بھولی بھولی ادا نہیں ہے
امانت ایسی کہ دو جہان میں جواب جسکا ہو انہیں ہے
نفسِ کتنا ہو اس سے بڑھ کر کوئی بھی غیبی عطا نہیں ہے
یہ جذبِ میلان جنسیت ہے طلسمِ شوقِ لقا نہیں ہے

<p>لگا کے سینے سے اہل باطن پر صاف ہر کئے ہیں معنی اسی کی ترکیب کیا دی سے کام معراج کا مکمل علی کے قد و نیمہ ہم تصدیق کہ خیمین شکل ثبات پیدا چھپائیں کیونکر عقیدہ اپنا کہیں کہ جتنا ہے روح جاتی غدیہ غم نے تصرفات جہا کی وسعت دکھادی ہم کو پھر جو مغرب مہر تابان صدف زین باز فدا ہے کہ بہت میں نے محبت کے پینے والو یہ اہل غفلت سے بڑھکے کہو جنون الفت میں پند مہج کو نقش بر آب بننے دکھا بشر بھی ایسا کہ نام جنکا ثبوت لفظ قدم کا باعث بشر بھی ایسا کہ جنکا عرفان بشر کو ہو جائے غیر ممکن علی کی مدح دشنام میں تمسخر پڑھے ہو کس جوش سے قصیدہ جنانا بے حسرت خوش ہیں ہمیشہ خوش کہنا اکمل واپس سید و سید نصیر کو جو جہان علم و عمل کی شاہی</p>	<p>کہ بیقراری دلی اس سے کوئی بھی بہتر دہ نہیں ہو اسی میں تاثیر اس طرح کی بجز شفا کے قصا نہیں ہو جہاں ایمان کی زینت زینت میں کی ہم فنا نہیں ہو وحی و امام مصطفیٰ کا سواے شیر خدا نہیں ہو بیان ہو شان ید اللہ سے کہ قدرت میں کیا نہیں ہو علی ساقدرت نما نہیں ہے علی ساجد نما نہیں ہے قسم خدا کی وہ دوزخی ہے جو ست جام و لا نہیں ہے یہ کون کہتا کہ اے نصیری علی بشر ہے خدا نہیں ہو بشر بھی ایسا کہ جسکو خلقت کے مادے کو فنا نہیں ہو یہ تاب ذہن دکھا نہیں ہو مجال عقل رسا نہیں ہو وہ کون بل ہو جو مست بخود میان نرم و لا نہیں ہو دعا سے خدام ہے تو یہ ہے بس اور کوئی دعا نہیں ہو درو در پڑھ کر کہیں سبک میں کہ اور کچھ مدعا نہیں ہو</p>
---	---

گوہر کیا

اَلَمْ يَلِدْ اَلَمْ يُولَدْ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ كُفُوًا مِّمَّنْ خَلَقَ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ سَكَنًا مِّمَّنْ خَلَقَ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ اَعْلٰی عَلٰی عِلْمِہٖ اَلَمْ يَلِدْ اَلَمْ يُولَدْ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ كُفُوًا مِّمَّنْ خَلَقَ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ سَكَنًا مِّمَّنْ خَلَقَ اَلَمْ يَكُنْ لَہٗ اَعْلٰی عَلٰی عِلْمِہٖ

<p>اُبھارین جوش بیباکی میں نشا ہمدرد ہم بھی بتوں کو تو سہی تو بہ نہ بلوادی ہو دم بھر میں سمجھنے والے اس فرق حقیقی پر نظر ڈالیں مجازات محبت کا نہ جائے نہ حشر کیا ہو گا یہ جوہ نار و اصراف اسلئے ہیں دار دنیا میں نمود حسن کی سوچی گئیں تھیں جبکہ تدبیرین گری جب کر کر کے اس کے برق سوزان کو سینا پر</p>	<p>فقیرت میں باب حرم پردین صدا ہم بھی غور جن وہ رکھتے ہیں تو آہ رسا ہم بھی وہ جتنے بیوفا ہیں اتنے ہی ہیں باوفا ہم بھی ستم برائے کوننازش ہے تو خواہاں قصا ہم بھی معاذ اللہ ڈر کے کہہ اٹھیں آخر خدا ہم بھی لئے تھے حفل فطرت میں دلکا اٹینا ہم بھی لئے دل میں کھڑے تھے حسرت صہرت ناہم بھی</p>
---	--

مہ کفان کے پہلے سے ہیں تہمت آشنا ہم بھی
 لگا ہوں سے سمجھ لیتے ہیں دل کا مدعا ہم بھی
 تلے بیٹھے ہوئے ہیں بہر تو صیغہ جفا ہم بھی
 کہ سنس پڑتے ہیں سنکر کوئی حرف نامہ ہم بھی
 النسا جلتے ہیں پردہ خلوت سرا ہم بھی
 بنا نا جلتے ہیں محفل خلوت منا ہم بھی
 کہ پھر سب گئے ہیں وقت عرض مدعا ہم بھی
 کوئی چھیڑے تو چھیڑیں اپنے دلکا اجر ہم بھی
 کہ رکھتے ہیں خدا کے فضل سے مشکلا ہم بھی
 جہاز شرع کا کہتے ہیں جس کو نا خدا ہم بھی
 لے رہیں مثل ایمان قلب میں جوش دلا ہم بھی
 چلو سہ آئین کل دیدہ حق آشنا ہم بھی
 چلین صل سے کہتے ہوئے دیکھیں فرا ہم بھی
 یہ کہ کرت گرسے سرمہ بنالین خاک پا ہم بھی
 نبی کی گود میں دیکھ آئے بندہ حق نا ہم بھی
 دہین سے لائے بیماری عصیان کی دوا ہم بھی
 بعینہ دیکھتے ہیں آنکھ سے نور خدا ہم بھی
 ہیں مدح دوست میں آمادہ صل علام ہم بھی

جہان عشق میں نیرنگ بنامی کا خطرہ کیا
 بڑے جتنی محبت باطنی احساس بڑھتے ہیں
 اداسے امتحانگہ میں اٹھے تو ہاتھ قاتل کا
 جراحات زبان کی چاشنی درد کیا کہئے
 شکستہ خاطری میں آہوں کا دم کس قیامت ہو
 جنوں عشق میں دنیا ہے پاس دور پھر نہیں کوئی
 خموشی معنی دارد کہ در گفتن لئے آید
 رہی پردے میں برقی طور بھی تحریک کی خواہ
 طلسم عشق میں مشکل پر مشکل ہو مگر ڈر کیا
 امیر المومنین مشکلا کشا مولود بیت اللہ
 لگائے ہیں اگر بنت الاسد بچہ کیلجے سے
 جگہ پھر دی جدار کعبہ نے بنت الاسد نکلیں
 رسول اللہ کا نائب خدا کے گھر سے آتا ہے
 جمال حسن کے جذبات زوال سے کا اثر دیکھو
 نگاہیں اپنی اب جبریل کی نظروں کے آگے ہیں
 پھرین محروم جس دار الشفا سے مادر عیسیٰ
 کلیم اللہ کو اس وادی میں کیتا کہ سکیں کیونکر
 ہوئی جب فکر مطلع غیب سے محشر صدا آئی

چلے باب حرم سے لیکے نفس مدعا ہم بھی
 علی کو پاس کے سمجھے رکھتے ہیں کوئی خدا ہم بھی

تصدق تجھ پہ اسے قائم مقام مصطفیٰ ہم بھی
 کوئی پوچھے تو بتلا دین جنان کا راستا ہم بھی
 صدا ہر مونس تن دیگا کہ ہم بھی ہیں شہا ہم بھی

غیر خم کا افسانہ قیامت تک نہ بھولیں گے
 علی کی پیروی سے اتنی قدرت ہو گئی حاصل
 قیامت میں جو چشم لطف چھانٹے گی غلاموں کو

ترے جوش سخاوت کا یقین تفسیر ایمان ہے
 ملائک کے مقابل عرش پر ہے اب باغ اپنا
 حرم میں آنکھوں سے دوش رسول اللہ رکھا
 ترے دعوے الفت میں اگر کاٹے زبان کوئی
 ملائک پر نہیں موقوف اسے نفس رسول اللہ
 دوعالم گونج اٹھے تعریف سے شمشیر ضربت کی
 امید لطف مولا خود ہی بڑھ کے بخشو اے گی
 سے محبت علی کافی ہے عیسیٰ کی ضرورت کیا
 خدا چاہے تو مرتے دم زبان سے یا علی نکلتے
 نصیری پر نظر کرتے ہیں اور اپنی محبت پر
 دیا جب واسطہ جلالتین کا بس مراد آئی
 لڑائی میں حواسے کردی تلوار اپنے دشمن کو
 ہمیں پر کچھ نہیں موقوف قول انبیاء یہ ہے
 تمنا میں یہ کہتی ہیں کہ برپا حشر جلدی ہو
 کوئی روح الامیں سے پوچھے تو بازو پہ کیا گزری
 نجف کی خاک کے دوز ترے آنکھوں میں سر ہو
 وہ استغنائے باطن ہے نظر سے گرئی دنیا
 ارے صوفی علی کا نام لے لے اور فنا ہو جا
 فقیرانہ لگائی جب صدا باب الحوائج پر
 زیارت کر کے دجہ اللہ کی چشم دور بین پائی
 خدا سے اعلیٰ تجکو جدا کہنا قیامت ہے
 ملائک ہم زبان کیونکر نہوں امر حقیقی ہے
 نصیری صرف ہم ذات سے قطع نظر کر لے

کتاب اللہ میں دیکھے ہوئے ہیں اتنا ہم بھی
 غرور اسکا کہ رکھتے ہیں تجھ ایسا پیشوا ہم بھی
 سمجھتے ہیں ترے قدموں کی چائے ارتقا ہم بھی
 کرینگے اُفت نہ منہ سے ہیں اگر کچھ بادشاہم بھی
 ترانہ آتے ہی کہہ اُٹھتے ہیں صل علی ہم بھی
 ملائک کی زبانی سن چکے ہیں لافنا ہم بھی
 جب آئینگے قیامت میں سردار القضاہم بھی
 کہ رکھتے ہیں یہ بیماری عیسیٰ کی دوا ہم بھی
 کبھی جو کچھ کہا کر دینگے اسکی انتہا ہم بھی
 اُسی خیر بخود ہیں دم جوش دلا ہم بھی
 ہلا دیتے ہیں یوں زنجیر عرش کبریا ہم بھی
 تصدیق اس کرم پر اسے علی مرتضیٰ ہم بھی
 لگائے ہیں ترے باب کرم سے اسرا ہم بھی
 تجھے آنکھوں سے دیکھیں صائب تاج لوام بھی
 تمنا تھی کہ دیکھیں توت خیر کشا ہم بھی
 سمجھ لین یا گئے بس جلال رض و سہا ہم بھی
 گدائی سے نجف کی ہو گئے ہیں بادشاہم بھی
 تو سچے دل سے پھر ماین ترا عشق خدا ہم بھی
 پیکار سے انبیاء اس آستان کے ہیں گداہم بھی
 اشاروں میں بتا سکتے ہیں معنی بقا ہم بھی
 سنے بیٹھے ہیں افسانہ شب معراج کا ہم بھی
 سمجھتے ہیں تجھے سردار جہلہ ادھیلا ہم بھی
 تو پھر دیکھے علی کہ کہتے ہیں معش خدا ہم بھی

<p>ڈرین کیون دار دنیا میں اگر وہ چٹا ہم بھی بنالیتے ہیں یوں فضل خدا سے کیا ہم بھی اگر شمس لضحیٰ وہ ہے تو ہمن بڑا دعا ہم بھی یہ ڈر تھا اگر کے سجدے میں نہ لکھیں خدا ہم بھی کئے دیتے ہیں محشر ختم اب مرح و فتا ہم بھی زبان تکبے تحلف لاتے ہیں حرف ما ہم بھی حضور نامہ ملت میں ہوں محنت سرا ہم بھی کھڑے ہوں کعبہ طاعت میں ہر قدم ہم بھی</p>	<p>علی حامی ہوئے جنت اپنی اور خدا اپنا جلاول سوز عشق حیدری سے اور ہوا یارس نظریا سے روشن پر جو کی آنکھیں بکارا عین جگر جوش و صف حیدری کو روکے بہتے تھے زبان کلاک سے شان غلو پیدا نہ ہو جائے ملائک کی صفوں میں شور اگر رہا ہے آئین کا رہے قائم یہ محفل تا ظہور حضرت حجت ظہیر شیعہ کلمائین نصیر ملت پیضا</p>
<p>دکھا دے جلوہ صہبا دما بین لے ساقی پئے خدا مجھے چھلکا کے جام دے ساقی</p>	<p>رجب کی تیرہویں تاریخ آئی اسے ساقی عروج سے مہر کابل کے آنکھ جھپٹ جائے</p>
<p>ہادی دامام رہت سہا آتا ہے کعبے سے نصیری کا خدا آتا ہے</p>	<p>اسلامیوں کا عقدہ کشا آتا ہے کیونکر نہ کریں شکر کے سجدے</p>
<p>گوہر مراد</p>	
<p>ذِیْلَ الدِّیْنِ غَزَا زَیْلاً بَطْلًا اسَدُ اللّٰہِ اَلْحَاجُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ</p>	
<p>محشر شوریدہ سر جاتا ہے سوئے حرم سننے کو اسرار عشق چھیڑ رہے ہیں سب ہم بھرتا ہے ہر سانس میں شدت و حشر کا دم چاک گریبان کا شکر شکل عبدِ ارحم ناصح دوا عطا سے یوں کہہ رہا ہے دہم آج وہ ہے سر زمین اور یہ نشان تدبیر</p>	<p>اہل نظر دیکھ لیں جند بے عشق صنم اہل تماشا کی بھیڑ ساتھ میں ہے دور دور جوش میں جذب کو سوچتا کچھ بھی نہیں عالم باطن کی شرح دیت جنوں سے ہوئی عشق مجازی کی قدر دیکھئے اب تو ہوئی کرتے ہیں جس سمت سب سجدے بعد احترام</p>

فشقہ اصدل پہ تھا کفسر کا قوی حضور
 رشتہ زنا سے راہ تمنا ملی
 آہ دل مضطرب نقش جا ہی گئی
 ترکیہ نفس ہے خضر طلسمات حسیہ
 نقش خیال وفا دیکھ کے آئے ہنسی
 اُن کے دہن پر فدا اُن کی زبان کشار
 دل کی خوشی ناخوشی راحت و اید کا فرق
 شور قیامت اٹھے یا ہو جان منقلب
 خون رگ جان میں ہوتا تو رنگ سواد
 ضبط سرشک فراق اتنا ہو فرحت فزا
 دیدہ دل سے ہو یوں سیر طلسم حیات
 تکبر رشوق میں ظاہر و باطن ہو یوں
 شبنم و غور شید کا پیش نظر ہو سمان
 مرکز اعمال تک نیت خالص رہے
 درو کی تکلیف میں بہر تلاش دوا
 نفس اگر پاک ہو باب تمنا تو کیا
 بنت اسد کی دعا کر گئی کا عجیب
 ایسے تو مہمان ہوں کوئی تکلف نہیں
 کیجے میں بنت اسد آئی ہیں اس شان سے
 مرکز اسلام کے دل کی مراد آ گئی
 کیجے سے تاعرش پاک ہو گئی فصل بہار
 طیب طاہر چہ گھر سے خدا کے چلی
 پیش حبیب خدا بندہ پڑھانی جو ہے

دیکھے اب سر پہ ہے کس کے خدا کا کرم
 ڈھونڈھ لیا نظرون نے جادہ بیت الصنم
 کیا ہوا ناقوس کا دم جو بھبرا د مبدل
 دیر کا ہو مستکف یا کہ اسیر حرم
 لوح مقدر میں ہوں گو کہ لکھے غم یہ غم
 کھاتے ہوں جو یو الہوس دست کر سکتا ہر
 ذوق خیالات ہے دو ذوق و باغ ارم
 ہے مگر انسان وہی جو رہے ثابت قدم
 حرف وفا کے بنیں جو ہر تیغ سبتم
 آئے پسینہ سے بھی نکلت ایدائے غم
 آئے نظر ایک ہی شکل وجود و عدم
 لذت تکلیف سے منہ پہ ہنسی دل میں غم
 جذب کرے سوز دل آنکھوں میں آج جو غم
 خوف جہنم کا ہو اور نہ شوق ارم
 چاہیے گھر سے سفر سوئے دوکان عدم
 ایک اشارے ہی میں شوق ہو جدا حرم
 مولد حیدر بنا جو کہ تھا بیت الصنم
 کھول لیا اپنے ہی ہاتھ سے باب کرم
 نقش قدم ہو گئے وجہ ثبوت قدم
 لیجئے پیدا ہوا ناب فخر اشم
 گلشن دین بن گیا روکش باغ ارم
 ہاتھوں میں اپنے لیے طفل نامت شرم
 اٹھتے ہیں جلدی قدم بڑھتا ہوں دل مبدل

<p>کتاب مناقب نگار تجکو خدا کی قسم اہل زبان میں ترا نام ہو مجبذرقم</p>	<p>مطلع تازہ سنا جویش کا ہنگام ہے جس کے ہر اک لفظ کا اتنا ہو جس قبول</p>
<p>آگیا عالم میں وہ رہبر عالی حشم رفت عرش خدا جس کے ہے زیر قدم</p>	<p>حیدر صفدر علی مالک کو شر علی قاسم ناوجنان حاکم کون و مکان</p>
<p>فاتح خیبر علی دافع کفر و ظلم راہبر انس و جان دافع ہر دہم ساقی خم غدیر نایب خضر اہم زینت ملک عرب و ذلق شہر عجم افسروج خدا حامل تیج و علم قلج بدروا اھد خندق و سر العلم بھرتے ہیں سب اس جہن جی نجات کا دم خلد برین اپنے ہی ہاتھوں بنا لینگے ہم نقش طلسم ابد مہر نبوت قدم مہر نبوت پہ ہوں کعبہ میں جس کے قدم رک نہ سکا ایک پل آپ کا دست کرم نام علی سے ہوئی رونق لوح و قلم پوچھتے ہیں آپ کا جب کوئی مانند ہم دل کو نہ بیم رقیب اور نہ فرقت کا غم اس کے سوا اور کیا لائیں دلیل قدم دہن میں مہل ہوئی صورت لفظ عدم جس نے کہا کوئی شعر مل گیا باغ ارم خادم دیرینہ پر کوئی نگاہ کرم میرے بھی رنخی صفا اب ہر چراغ عدم</p>	<p>خیر شجاعان دہر ضارب سیف و دہر دل سے خدائی جسے کتنی ہے مولائی الفت حیدر کے داغ سینے میں پڑھ لیں ذرا معنی نام علی ہم سے کوئی پوچھ لے ہاتھوں کو اس کے رسا کوئی کما شک لے گھر کے کھلا بارہا حسیخ ابر ہبار ذات علی سے ہوا دفتر کن باسواد ہمیکہ قدرت کا بھی کچھ نہیں دیتا جواب حب علی پر فدا یہ بھی ہے اک معجزہ آپ ہیں نفس نبی آپ ہیں وجہ خدا قوت اور اک سے آپ پہ جب کی نظر شان عطا پر فدا آپ کی تو صیف میں مختشر دیوانہ بھی شاعر سرکار ہر واقعہ حمیری یاد ہے بھولا نہیں</p>

تختِ مطہرِ جنابِ اہلسنن شاہ

ملاکِ نظر کی اور سب کو معصوم بنادیکھا
تیرے جمالِ انبیاء سے ماسلف دیکھا
مگر جب چشمِ الفت سے سوئے شاہِ مخفی دیکھا
انہرے تیرے کسی کا اور نہ یہ عز و شرف دیکھا

خدا نے دیکھ کر روئے علی باہی طرف دیکھا

مرقعِ حسن

کہ تھلیدِ کلامِ شیرِ خجندہ جنابِ اہلِ قضا علیہ السلام

دوستِ خوشنِ خدا داد آکر دیکھ لو
ایک تصویرِ حقیقت اور جلوے مختلف
وقتِ نظارہ جو حاصل ہوں جہانِ جناب
قوتِ باطن اگر ہوا پنا گھر ہی طور سے
شوقِ کامنوں ہو کر جذبِ لڑھ جائیگا
عشقِ مین یہ ہے مادے پر نشانِ خاطری
یہ بھی فرمایشِ حیاتِ عاشقی کی روح ہی
لن ترانی کجکل اک دُور کی آواز ہے
جلوہ گاہِ نازینِ حیرت زدوں پر اک نظر
حسن اگر روکشِ شاہی ہے چتون فقر کی
کر لیا بازار کے بازار کو اپنا غلام
سوئے کوہِ طور جانا ہو کہ بزمِ ناز مین
مشقِ دنیا ہی مین بڑھ لے جرجرِ کمرِ پیلا
ہنے مانا طالبِ ہوش و خرد وہ ہے چشمِ مست

جو کہ سوئے نے نہ دیکھا ہو وہ منظر دیکھ لو
دیکھ لو میر کی قدرتِ سرا سر دیکھ لو
خاکِ پائے دوست کا سر لگا کر دیکھ لو
چشمِ مینا سے جمالِ روئے دلہ دیکھ لو
دیکھ لو کیا دکھائی ہے چشمِ فسونگر دیکھ لو
میری آنکھوں سے سوئے زلفِ مغرب دیکھ لو
شوقِ کہتا ہے اداسے بندہ پرورد دیکھ لو
بے تکلف ویدہ دل سے مکرر دیکھ لو
دیکھتے ہیں جن عالم سوز کیوں کر دیکھ لو
مصرعین چکرِ ذرا یوسف کے تیور دیکھ لو
ایک بندے کی نگاہ بندہ پرورد دیکھ لو
سب کے پہلے جلوہ لوحِ مقدر دیکھ لو
چشمِ دل کی قوتِ ضبطِ آزما کر دیکھ لو
نشہ بہتی مین زنگِ دور ساغر دیکھ لو

اتفاقاً دیکھ لیں بھولے سے جس کو اہل حسن
اہل دل کا گریہ خون ہے کسین کے لئے
اک مرقع ہے نیاز حسن و عجز عشق کا
بتیچہ زین پر زنگہ، یا فرستہ مرج حسن ہے
اہل دل کے نگار سے میں تمنج ہے بھی یا نہیں
گہری نظریں ڈالو گے تو دیکھنا آجائے گا
عالم روحانیت کیا کیسا نفیر خیمہ سحر
کس طرح و لکا کنول کھتا ہے صبح و شام ہجر
دیکھتے ہیں سب اسے حسیہ نگاہ حسن ہو
مردم دیدہ اگر ہو سکتے ہوں تصویر شوق
موبہ موکل جائیس کے جتنے بھی ہوا سر احسن
ہر ہیکر کے طیس کے وصف صورتی منوی
شاہ غیبی افتاد سے روئے حیرت نقاب
آکھونین پھرنے لگے گی علم آدم کی شبیہ
دیکھنا چاہو اگر اسرار عزم نوح کے
ہیئت موسیٰ کے نفاذ کی رکھتے ہو جواب
زہر عیسیٰ کی ہر گچ چوتھے فلک تک شہر تین
مطلع نو پڑھ دو اسے عشر فرج بزم ہو

عمر بھر کستار ہے وہ پھر لپٹ کر دیکھ لو
دامن امید پر یا قوت حسد دیکھ لو
یائے جانان پر کسی بیتاب کا سر دیکھ لو
قصیل گل کے جوش میں شکر گل تر دیکھ لو
جاگتے ہیں ہجر کی راتوں میں کیونکر دیکھ لو
دیکھتے ہیں کس طریقے سے سوہ دیکھ لو
عاشقوں کا اضطراب قلب مضطرب دیکھ لو
بھگتی راتوں میں نور ماہ و اختر دیکھ لو
دیکھو آئینہ کہ آئینے کے جوہر دیکھ لو
اک مرقع زیب بزم عالم زرد دیکھ لو
دیدہ باطن سے سوئے شکل حیدر دیکھ لو
چشم بنیا چاہئے دفتر کے دفتر دیکھ لو
وجد ہو گا قدرت خلاق کبر دیکھ لو
دیدہ عرفان سے شہر ظلم کا در دیکھ لو
کشتی دین رسول اللہ کا لشکر دیکھ لو
شیر حق کو وقت فتح باب خیمہ دیکھ لو
فقر کی حالت میں ظرف نفس حیدر دیکھ لو
آزما کر قوت طبع سخن و ر دیکھ لو

سوے بیت اللہ طوا سر اور دیکھ لو

نوبی قسمت سے بندہ بندہ پرور دیکھ لو

خط امین افج دیوار حسرم پر دیکھ لو
بنگیا مولود حیدر آج وہ گھر دیکھ لو
آؤ اہل حسن داماد پیسہ دیکھ لو

ہو گیا روشن خدائی میں بتوں کی صبح ہے
جس جگہ مریم کو آئی تھی صد کے دور باش
روح یوسف مصر سے کہے کو یہ کہتی چلی

<p>فلک قدرت نے لکھی تفسیر خرق والیتام مفضل اہل ادب میں اور ایک مطلع پڑھو</p>	<p>خط تو ام لوح دیو از سرم پر دیکھ لو قدرت فلک روان محشر مکرر دیکھ لو</p>
<p>مشرق کعبہ سے نکلا مسرور دیکھ لو جم سکین نظریں تو نور سے حیر دیکھ لو</p>	
<p>لاقی بن بنت الاسد زیب حیات دیوی قانع خیبر کو فیض میں کیا پھیلے گو د انظرین کہتی ہیں اٹل جانیگی اب نیا کفر لفظ کن میں ہیں جو دو حرف اس کے معنی کھل سکے کرتا ہے اسلام آغوش محمد کا طواف مہر بین اترانی کی گود سے لیکر زور کر رکھا تیار غیبی کا رخسانہ ذوالفقار آمد مشکلا کشا پرات سے ہیبت کا اثر رویت معبود میں لکھوتے ہو کیون ہوش دہو نہ جمع قوم نصیری کو بھی لیتے آؤ ساتھ جو ہر آئینہ رخ ہے کہ برق کوہ طور یاں مجال عقل کا جھگڑا نہ خرق والیتام رات اندھیری نہ چشم اہل عالم بند ہے کو شش نور خدا کیونکر نہ ہستی سوز نہ ہو آئینہ ہو جانیگی تشریح اسرار قدیم قوت باطن سے تھم تھم کر عود دین بنے آمدی آتی ہے خدائی اپنی بخشش کیلئے روح باب علم اسے محشر کمانکس چپ رہو آرزو میں دل میں نقش کا میاں ہو گئیں</p>	<p>بے بہا گنجینہ قدرت کا گوہر دیکھ لو آج زور دست و بازو کے پیہر دیکھ لو اللہ اللہ کس قیامت کے میں تیر دیکھ لو ایسا آغوش برادر میں برادر دیکھ لو مشور ہے مولود بیت اللہ کو آ کر دیکھ لو پارہ پارہ کلمہ نوحہ خوار اژدر دیکھ لو نزدنی چھائی ہوئی حرب کرمہ پر دیکھ لو ڈر کے مارے کا پتہ ہی باب خیبر دیکھ لو صد فیل آؤ جمال روئے حیر دیکھ لو ہر ادین اک نگاہ بندہ پرورد دیکھ لو دیکھو کیوں صنع سکندر صنع داؤد دیکھ لو قدرت معراج کو بالائے منبر دیکھ لو کعبۃ اللہ میں سر دوش پیہر دیکھ لو ہن جہنم واصل اب معبود آؤر دیکھ لو چلکے مولا کو میان عالم زر دیکھ لو کعبے میں دوش بنی پر پائے حیر دیکھ لو حشر میں جذب شفیع روز محشر دیکھ لو کھل چکے ہیں رحمت معبود کے در دیکھ لو او بھر سے ہیں آئینہ مقصد میں جوہر دیکھ لو</p>

قندیل نیت اللہ

اے خداوندِ عالم! اے میرے رب! میرے شفیع! اے میری امید! اے میرا سہارا!

اگر ٹوٹے کوئی تو اسکو دیوانہ بناتے ہیں
کہ شمع بزم کو شیدائے پروانہ بناتے ہیں
کہ آیاتِ وفا معنی کا افسانہ بناتے ہیں
ستم ہے دلوچورا کر کے بیانا بناتے ہیں
کہ ایسوں ہی کو اہل عقل دیوانہ بناتے ہیں
تکلف دیکھئے تصویر جانانہ بناتے ہیں
فریب اہل عالم شان شاہانہ بناتے ہیں
اور اسے لطف یہ اپنے کو فرزانہ بناتے ہیں
مگر یہ کیا قیامت و ملین کا شانہ بناتے ہیں
لگا رستان معنی کو صنم خانہ بناتے ہیں
اگر سچ پوچھیے گلشن کو دیوانہ بناتے ہیں
فریب چشم عالم وضع رندانہ بناتے ہیں
مگر آنسو کو در تاج شاہانہ بناتے ہیں
کہیں زلف مسلسل بے حجابانہ بناتے ہیں
تو پھر کسو اسطے صورت فقیرانہ بناتے ہیں
بنائیں وہ حرم کو جو صنم خانہ بناتے ہیں
اگر سچ پوچھیے تو بزم رندانہ بناتے ہیں
عبادت خانہ کو دربار شاہانہ بناتے ہیں
خوشا تقدیر ہم بھی دل کو پروانہ بناتے ہیں
بنانے والے اس گھر کو رجا خانہ بناتے ہیں

شمارانہ کر جو کجے کو بتجانہ بناتے ہیں
زمانے میں یہ کیسا انقلاب سن معنی ہے
بجے کیا نقش دیرِ آخر اس تفسیرِ عقلی کا
سرِ خجائے دنیا یہ ضنعت اس کیا آئے
اگر دعوئے جذب عشق ہو شوخیان کیسا
نظر اور موقلم کی گتھیاں سلجھا نہیں سکتے
ہجوم آہ بے تاثیر کی ترنمین ظاہر ہے
حواسلِ محسنہ مثل ہو گئے عشقِ مجازی میں
حقیقت جذبِ باطن کی نہ سمجھے اور نہ سمجھیں گے
سن کر دل کو کیا کیا نغمے ناقوسِ برہن کے
گلِ مقصد کے بدلے خارِ دامن میں نظر آئے
دلیغ جانِ اصول نشہ الفت سے بے پردا
سلیقہ گریہ غم کا نہ سیکھا دیدہ تر نے
دمِ خلوت ہے ممکن شدہ معنی کی آرائش
کرین قبضے میں اپنے تحت شاہی بھی اگر باطن
زمین پر یہ گھر و ندائے قائم رہ نہیں سکتا
ہم اس خلوتِ مکہ کے کو آمد ساقی کو خمر سے
وصی مصطفیٰ سلطانِ دین پروردہ و پیدا
خدا کا گھر منور ہو گیا شمعِ امامت سے
جہان سے واپس آئے پاؤں آئینِ حضرت میر

تولائی چون سرست سخن عشرت پر مصلح	کہ بزم منقبت کو بزم زبیرانہ بناتے ہیں
میں حبیب علی کا دل کو پیانہ بناتے ہیں	خدا فی جبین گھر کر لے وہ میخانہ بناتے ہیں
<p>کوئی پیانہ نہیں مانگے جو ساغر منہ کی کھائیگا یہ وہ پیانہ ہے جسکو جگہ دیگر سیر نکھون پر یہ وہ پیانہ ہے اہل نظر جس کی تختی کو یہ وہ پیانہ ہے جسکی حدیث اہل بابل و شکر مدد اسے جذبہ باطن بڑھا جسے حبیبہ کو قیامت کے انھیں دکھلائینگے فرزا کی انبی انھیں کو غریب سے ملتی ہے شاہی ملک یا کئی قیامت تک وہ باغ خلد کی پروا نہیں کرتے فرخ بزم قدس لیسون ہی کی شمع عبادت سے ولی اللہ ہو کر جو کی ردی طعیر مہر کھائی، خدا کی راہ میں یہ اوج نقش پائے حیدر علی معمورہ دنیا کو دیران اسلئے سمجھے چھپے گا عہد عشرت نہ شوق منقبت خوانی</p>	<p>غدر حشم سے مٹی لاکر پیانہ بناتے ہیں جن دامن و ملاکات شاپانہ بناتے ہیں چراغ محفل ایمان کا پر دہ بناتے ہیں دلغ و چشم کو مدد ہوش و مستانہ بناتے ہیں خدا و مصطفیٰ کے دل پر کاشانہ بناتے ہیں ہیں عشق علی میں جو کہ دیوانہ بناتے ہیں بولوں کو جو شاک چترستانہ بناتے ہیں گاستان نجف میں جو کہ کاشانہ بناتے ہیں جو قرعہ یر غلسم کو یہ دہانہ بناتے ہیں یو نہیں دنیا سے اپنے دلوں کیگانہ بناتے ہیں ملاک عرش کے تاج ملوکانہ بناتے ہیں حرم قدس کی محبت میں کاشانہ بناتے ہیں ہمار خلعت جنّت میں کاشانہ بناتے ہیں</p>
قطعہ	
<p>آزمائیں تھیں مریم بھی مست را اپنا جائے میلاد علی کعبہ کعب کیسا ہے</p>	<p>پھرین محروم ہی لیس کر دل مضطر اپنا میںان اپنا ہے شوق اپنا ہے اور گھر اپنا</p>
مولود مسعود	
<p>مَوْلُودِ اِمَامِ اَبِي بَرَقَاتٍ مُحَمَّدٍ وَ عَمْرِو</p>	
چلے ہو طور پر سننے کو مرے یا رکی باتیں	خدا ہی داس لائے حسرت دیدار کی باتیں

غضب سے شوق کے جذبات میں جس سے گزر جاتا
 دم فکر جواب لن ترانی بخش نہ آجائے
 سخن کی شوخیان اک حد یہ قائم رہ نہیں سکتیں
 گواہ شوق و استغنا ہیں لٹائے کے مرکز پر
 اٹھائے دیتی ہیں کس لطف سے پڑتے کلف کے
 گئے وہ دن کہ پہرون بیٹھ کر مجبور مسنتے تھے
 قیامت ہو مزاج اہل باطن کی بھی آزادی
 نزاکت میں مزاج دوست کی تصویر بن بیٹھا
 کبھی یہ فکر اٹھے کیونکر نقاب عارض جانان
 کبھی تھے طلسم حسن ایام جوانی کے
 کبھی تیرا داکا زخم کھا کر دیکھ چپ رہنا
 کبھی ہمارا کی بھی چھپڑ سے تیوری پہل آنا
 کبھی اسلامیوں کے دلپسند اخلاق کی رحمت
 کبھی برہم مزاجی ہجر میں اپنی طبیعت سے
 خلافت عقل کہہ دینا کبھی اسرار ایمان کو
 کبھی یہ ضد کہ ہوا ضد دین بھی سلسلہ نبوی
 کبھی تقریر ناصح پر یہ عاجز ہو کے کہہ ٹھننا
 کبھی دامن دل کو گوہر مقصد سے بھر لینا
 کبھی کہنا گئیں بنت الابد اللہ کے گھر میں
 حدیث جذب باطن ختم ہے خاموش ہم بھی ہیں
 یہ راز خیم عالم میں کسی سے کھل نہیں سکتا
 وہ خلوت تین دن کی اور وہ مہمانی اے توبہ
 خدا کے شیر کی مادر وہ بیت اللہ سے نکلی

کہیں روانہ کر ڈالیں دل شہر کی باتیں
 کہاں انسان کا ذہن اور کہاں سرا کی باتیں
 ملال انگیز اکثر ہوتی ہیں تکرار کی باتیں
 کسی سرست کی باتیں کسی ہشیار کی باتیں
 کسی ساقی کی باتیں اور کسی میخوار کی باتیں
 اثر کے رنگ میں ڈوبی ہوئی غنوار کی باتیں
 کہ جس غفل میں بیٹھے چھڑ گئیں دلدار کی باتیں
 اٹھائی جائیں گی کس دل بیا کی باتیں
 کبھی ہیں چارہ کار زخم دامن دار کی باتیں
 کبھی یوسف کا ذکر اور گرمی بازار کی باتیں
 کبھی سننے کو آمادہ لب سو فار کی باتیں
 کبھی پہرون بنانا بیٹھ کر بیکار کی باتیں
 کبھی دیرانیوں کے نخوت پندار کی باتیں
 کبھی دسے وقت یاد جانان پیار کی باتیں
 کبھی وہ گفتگو جیسے کسی دیندار کی باتیں
 کبھی درد زبان ہیں سہہ و زنا کی باتیں
 جہان بیکار بیٹھے چھڑ دین بیکار کی باتیں
 کبھی مولود کعبہ حیدر کرار کی باتیں
 کھلی دیوار سے ظاہر ہوئیں اسرار کی باتیں
 خدا ہی جانے بعد اسکے پس دیوار کی باتیں
 سینن ارباب تحقیق احمد مختار کی باتیں
 کمار شوق میں بچہ وہ پیہم پیار کی باتیں
 نظر مصروف نظارہ ہے اور دلدادہ کی باتیں

یہ دلکش ہیں حبیب ایزدِ غفار کی باتیں کہ محل ہونگین اصنامِ دل آزار کی باتیں فروغِ محفلِ اربابِ دین ہیں یار کی باتیں	بڑے آغوش پھیلا دی ہمارے آ رہا حیدر لسانِ اللہ کا ذکر کرتا آیا کبھی مین بڑھو عشرہ مطلع کتے ہیں روحِ سخن جس کو
--	--

یہ ہیں جاری زبان پر حیدر کرار کی باتیں یہی کام آئیں گی باقی ہیں سب بیکار کی باتیں	
--	--

حدیثِ جامِ ہن کاغذ پہ مجھ میخوار کی باتیں یہ ہیں عاقل کی باتیں یا کسی سرشار کی باتیں یہ مقبولِ خدا ہیں حیدر کرار کی باتیں ترسے زوار کی خوشیاں ترسے زوار کی باتیں نہ بھولیں گی ابد تک طالعِ بیدار کی باتیں مجھے چپ لگ گئی سن کر دل بیاہ کی باتیں سینِ شب بھر زمین و حیدر کرار کی باتیں کھلا یہ رمزِ مخفی جب بنیں تلوار کی باتیں کہ قرآن میں رقم ہیں ایزدِ غفار کی باتیں شدید الکفر کرنے لگتے ہیں دیندار کی باتیں یہ ہیں مشہور عالم میں اسی سرکار کی باتیں علمبردار کی طاقت علمبردار کی باتیں قدمِ امجد ہوا پر سب یہ یحییٰ اسرار کی باتیں میانِ بطنِ مادر حیدر کرار کی باتیں کہ دیوانہ بنا دیتی ہیں اکثر یار کی باتیں سینِ شب بھر جو تم نے حیدر کرار کی باتیں کہیں دو جلون میں جبریل سے اسرار کی باتیں یہ مانا روحِ بلبل ہوتی ہیں گلزار کی باتیں	مناقبِ ساقی کوثر کے لکھے یہ شرف پایا حدودِ شرع جاری کر نیوے صاف تبار دین شبِ معراج اسی لمحہ میں اندازِ سخن رکھا بخت میں ہر سحر اک عید تازہ ہوتی ہے مولا سلا یا قبر میں ہم کو دکھا کر جلوہ حیدر یہ ابھن نزع میں ہے کیوں نہیں لبک علیؑ فضیلتِ سیدہ سے کوئی پرچھے انکے شوہر کی ابو کی چھینٹ بعد قتلِ عشرتِ مہر نصرت تھی اتصالِ جانشینِ مصطفیٰ کے رُوحِ ایمان ہیں علیؑ کے کارنامے سننے کے اکثر ہنسنے یہ دیکھا جسے جو کچھ دیا اتنا دیا جو حد سے دینے کی کشاہدِ بابِ خبر اور رجزِ خانی سے ظاہر ہیں عبورِ فوجِ حقِ ادبِ بابِ آہنِ دستِ قدرت میں دلیلِ سابقِ الاسلام یا تفسیرِ عرفان ہیں خیالاتِ نصیری عشق میں دیکھے تو ہم سمجھے ذرا سے ابنِ عباس آکے ہمے بھی بیان کر دو یہ ہے معجزِ بیانی اور یہ اندازِ فصاحت ہے ریاضِ منقبت میں نعمہِ منجی بس لہلہ عشر
---	---

<p>دعائیں بھی ہوں یوں جیسے کسی شہزاد کی باتیں اُنھیں حریف غلط کر دے جو ہوں زار کی باتیں نہ چھوٹیں مرتے مرتے حسن و عشق یار کی باتیں</p>	<p>مدتِ ساقی کوثر کا جی بھکے کھلے لو خداوندِ امرے اسرارِ دل سے تو ہی واقف ہے علی محبوبِ روحانی ہو اور میں عاشقِ صادق</p>
<h2 style="text-align: center;">نویں روحانی</h2>	
<p>شفق کی طرح میرا غن ترے سر پر مبارک ہو مجھے پہلو میں اپنے مہربان دل پر مبارک ہو مجھے خالی ہی دست یار سے ساغرِ مبارک ہو مجھے صبر اور نظمِ مدحت حیدرِ مبارک ہو</p>	<p>عداوت مجھ سے تجھ کو چرخِ دون پر مبارک ہو تری لاکھوں جھائیں ہوں تو میرا کیا بنا لگی ترے جامِ مہ و خورشید سے کیوں شک ہو تجھ کو مبارک ہوں تجھے سو سو طرح کی کاوشیں ظالم</p>
<p style="text-align: center;">علی پیدا ہوئے اسے خاںِ داد پر مبارک ہو خدا کے بندِ دن کو سلطانِ بین پر مبارک ہو</p>	
<p>خود اپنے منہ سے بول ٹھا خدا کا گھر مبارک ہو پیو باہم یہ کہکشاں کوثرِ مبارک ہو تجھے کب ضیا اسے خسروِ تاج و تاجِ مبارک ہو نصیبِ جاگ اٹھا تیرا مہِ نورِ مبارک ہو تجھے بھی فتح اپنی اسے دینِ خبرِ مبارک ہو نظارہ آج اُسکا اے دل مضطرِ مبارک ہو زمانے کو یہ شاہِ معدلت گسترِ مبارک ہو مبارکِ رفعت اسے جبریل کے شہرِ مبارک ہو نجاتِ آخرتِ محشر میں اسے محشرِ مبارک ہو</p>	<p>جدارِ کعبہ شق ہونے سے شاید ترعا یہ تھا کھلا نچھانے عرفان کا دروازہ چسپورِ بندہ چراغِ اللہ کے گھر میں چلا آئے بعدِ مدت کے عجب کیا ہے اگر اب دلِ داغ ہو ہر تصویرت بحانِ میں قاتلِ محرب جو ہے اُسکے قدم آئے خدا نے جس کی الفت کے لئے تجھ کو بنایا تھا پھری تیغِ جفا جو رہِ ہمتگاری کی گردن پر علی کے فیضِ خدمت سے ہو زورِ عرشِ پروازی ملا ہر شہر پر اک قصرِ جنتِ مدحِ مولائین</p>
<p style="text-align: center;">قطعہ</p>	
<p>اپنی ہستی سے خبردار بتانِ کعبہ دیکھ لو دیکھ لو کون آیا میساںِ کعبہ</p>	<p>بیٹھے بٹھلائے نہ چھن جائے مکانِ کعبہ عرشِ پرواز کبھی تو ہوں پہنچی نظریں</p>

<p>کہنے والوں نے کہا ہے جسے جان کعبہ آج کچھ اور ہو سلام کا اعزاز و وقار کیونکہ تاحشر رہے نام و نشان کعبہ نقش برآب ہوئی شکل بتان کعبہ خوت سے پڑ گیا ساٹا میان کعبہ ایک عالم کا دل اور روح رواں کعبہ تیرے قربان میں لے بخت جوان کعبہ دفعۃً کھل گئی دیوار مکان کعبہ پھینکے دین توڑ کے زناہ بتان کعبہ آیا کعبے میں وہ کہے جسے جان کعبہ آگیا کام مرے عشق بتان کعبہ</p>	<p>ماننے والوں نے مانا ہو جسے نفس نبیؐ آج کچھ اور ہو سلام کا اعزاز و وقار آگیا عالم اسلام میں قطب بیان دہن مہربوت کے یہ آواز آئی بچے کی شکل میں ایک شیر نظر آتا ہو فاطمہ بنت منکلیں ہیں لیکر خوش خوش پایا وہ طفل کہ چہرے خدائی شیدا اپنے دامن میں گل بارغ امامت پایا گھر میں بیٹھے رہے اور جبل متین کو پایا مردنی چھائی اصنام پہ سرتابہ قدم عشرت آنکھوں کو میسر ہوا دیدار سے</p>
---	--

قلعہ عالم

<p>گوہر مقصود کعبے کے خدا سے مل گیا مطلب دل خندہ دندان نام سے مل گیا تجکو جو ملنا تھا وہ بخت رسا سے مل گیا جادہ منزل کسی کے نقش پا سے مل گیا زندگی کا ذائقہ آخرِ شعلے مل گیا دو قدم چلکر جو اپنے دربار سے مل گیا یون غبار اپنا اوڑا آخر ہوا سے مل گیا زندگی میں جو کوئی اہل قنا سے مل گیا شکر کرتا ہوں مجھے میری فاسے مل گیا عشق کی منزل میں رہن ابتداء سے مل گیا</p>	<p>لو مبارک محل نظرت خدا سے مل گیا شکر اہٹ بن گئی تصویر دیوارِ سرم یہ خزانہ غیب کا ہے یا کہ دامن مراد اے زہے قیمت کہ آخر جستجو کام آگئی ہر جفا سے دوست ہو گیا کہ منہ مانگی مراد منزل راہ عدم کا لطف اس سے پوچھے ذوق برادی ہے فرط بھرمین عین صبا ہر نفس اسکو حیات دائمی کا لطف ہے عشق کا سرمایہ جو کچھ حسن کی دنیا میں تھا نفس کی کاوش مے ٹوٹا ہاے کیا کیا نفس</p>
---	---

<p>جان مین جان آگئی یوں دو باتیں ہو گئیں راز دارِ عشق کو خاموش رہنا چاہئے جب ہوئی تقدیر سیدھی آسمان بھی دست تھا برہمن کو ہو مبارک جنبش زنجیر دیر اب مجھے یہ راز نورانی بتائیں جبریل ہو گیا آئینہ دل قابلِ بزمِ رسول دور مین ملکِ امامت کے یہ ہو پہلی نوید عرش سے آتی ہے آغوشِ محمد تک صدا لو مبارک ہو گئی تفسیرِ تبارک المست دادی امین بنی بنتِ الاسد کی گو داغ دونوں ٹکڑے پھر ملے جیسے پس شقِ القمر مطلعِ برجستہ سرایہ ہو دستِ غیب کا</p>	<p>اتفاقاً جب کسی درویشا سے مل گیا کیا بتاؤں جو کہ تسلیمِ رضا سے مل گیا مین نے جو مانگا وہ بابِ دعا سے مل گیا لیجے اجلِ امتین جگو خدا سے مل گیا کعبے سے پایا کہ عرشِ کبریا سے مل گیا فاطمہ بنتِ الاسد کے دربار سے مل گیا مجمعِ اربابِ ایمان رہنا سے مل گیا بعد مدتِ آشنا اک آشنا سے مل گیا ابتدا کا سلسلہ آج انتہا سے مل گیا مجمعِ اہلِ نظر نورِ خدا سے مل گیا تیرنہوین کو مرتضیٰ یوں مصطفیٰ سے مل گیا سب کہیں محشر کو بابِ دعا سے مل گیا</p>
---	--

جب خدا بندوں کو حبِ مرتضیٰ سے مل گیا
مرتضیٰ آغوشِ کعبہ مین خدا سے مل گیا

<p>ہجرِ حیدر مین غمِ فرقت ہے روحانی خوشی مل گئی انگشتی سائل کو ہنگامِ نسا ز جسمِ رضوان نے نہ دیکھا ہو جو بزمِ خلد مین آجکا دن نقشِ اولِ صفحہِ ایمان پہ ہے جاتے ہیں بے خوف بندِ آنکھیں کئے اہلِ علم حاصلِ کون و مکان کیونکر نہ صدقہ کیجئے قدرتِ اعجاز کا ادنیٰ کرشمہِ ریشم وجہِ تزئینِ خدائی کیوں نہوا سکا درود کعبے مین اورجِ یدِ الہی کا نقشہ یوں کھنچا</p>	<p>زندگی کا لطف دردِ لا دوا سے مل گیا ہم کو سلطانِ دلائت انما سے مل گیا ہم کو وہ سرایہِ خوانِ اہلِ اتی سے مل گیا مجمعِ اسلام پہلے مقتدا سے مل گیا رستہِ خلدِ برین کا رہنما سے مل گیا آپ کے در پر جو سائل کو صدا سے مل گیا جو رجوعِ قلب نے جاہِ دعا سے مل گیا کعبے کو آئینہ جسکے نقشِ پا سے مل گیا بُت گرے اور ہاتھ عرشِ کبریا سے مل گیا</p>
--	---

<p>فہم انسان میں خدائی راز آسکتا نہیں عقل گم تھی مدتوں ادبِ عسلی کی فکر میں کیون گروہ اہل دین ہو غرقِ دریاے گناہ تو ت جذبِ رسالت یوں شریکِ نفس تھی غیب سے پیدا ہوئی اک صِدِّرتِ تکمیل دین زائرِ دن کے واسطے راہِ نجفِ معراج ہے عالمِ ایجاد پر فیضِ یدِ الہی ہے عام عرضِ معشر بھی پہنچ جائے سوے بابِ قبول خلق میں دور بقائے ناصرِ ملت ہو یوں باپ اور بھائی کے سایے میں بڑھے عمرِ سعید اہلِ ایمان میں ہو غلِ ہنگامِ فیضِ بہتاد</p>	<p>کیا کمون جو دامنِ مشکل کشا سے مل گیا یہ پتہ معراج میں عرشِ علا سے مل گیا کشتیِ دہنِ خد کے ناخدا سے مل گیا دل ازل ہی میں حبیبِ کبریا سے مل گیا آشنا منبر پر جدمِ آشنا سے مل گیا منہ اٹھا کر جو چلا اپنے خدا سے مل گیا حبِ قیمت سب کو اس حاجت روا سے مل گیا دیکھ لے جو زمین ہے وہ التجا سے مل گیا دوست دیکھیں قائم آلِ عباس سے مل گیا دل پکارے یہ ثمرِ نخلِ دعا سے مل گیا یہ خزانہ باپِ علمِ مصطفیٰ سے مل گیا</p>
--	--

خلوتِ راز

<p>ضرورتِ خلوت اور ہے محفلِ ناز اور ہے صنعِ سکندری پہ کیا دیدہ دل نظر کرے لیتے ہی جان و دل حضورِ سمجھے کہ دہان لے مان لیا خدائی بھر نظرِ دینِ خاک ہو گئی حقِ تویہ ہے کہ ٹھوکرینِ معنی تم کی روح ہیں شمع کی زیست مختصر تجربے کس طرح بڑھیں قبر سے بلخِ خلد تک کتنی ملین ہیں منزلیں خضر کی پیروی عبث کیوں ہو غلامیِ سیح اُت ری خلوصِ بندگی بندہ بنا ہے مہر جاوہِ جستجو میں پاؤں اٹھیں بطورِ مختلف</p>	<p>تیرے حکیمِ حسن کا شاہِ راز اور ہے حُسنِ جہانِ فردوس کا آئینہ ساز اور ہے کئے توصاف کہدین ہم قدرتِ ناز اور ہے نہیب اہلِ ذوق میں شرحِ نیاز اور ہے پھر بھی یہ کہہ رہا ہے دل بندہ نواز اور ہے بزمِ وفا میں لذتِ سوز و گداز اور ہے پھر بھی یہی سنا کے خلوتِ راز اور ہے اہلِ فنا میں مصرفِ عبادتِ راز اور ہے عالمِ امتیاز میں شانِ ایاز اور ہے راہِ حقیقت اور ہے راہِ مجاز اور ہے</p>
--	---

<p>آئینہ دار حسن دوست سیکھ لے اہل شرق سے لاش شہید عشق سے بوجھے کوئی تو بول اُٹھے قدرت دیدہ کلیم آگے بڑھے تو دیکھ لے جذب اگر ہو فطرتی گو ہر مدعا سے وجد میں ہیں ملائکہ جہم رہے ہیں نبیا نفس رسول آگیا شرح بیض دین ہوئی روئے علی کو دیکھ کر منت اسدی کہتی ہیں دولت لازوال کو گھر سے خدا کے بچپن پاکے کنا مصطفیٰ جانب دوش کی نظر تمشیر اگر ہو مدح خوان مطلع تو بھی چاہئے</p>	<p>صورت زیب و زینت زلفت دراز اور ہے ایسا بے غسل اور کچھ اپنی نماز اور ہے کوئی اسی حجاب میں جلوہ طراز اور ہے لیکے علی کی گود میں کعبے کا نماز اور ہے جوش طرب میں نغمہ اہل حجاز اور ہے آج کنا رکعبہ میں دستہ راز اور ہے ایسے جال حسن کا آئینہ ساز اور ہے حسرتیں دل کی اور کچھ شان نیاز اور ہے دل نے کہا کہ ایک ابھی جلے فراز اور ہے آج تمھاری نظم کا سوز و گداز اور ہے</p>
--	---

عشق علی میں صورت راز دنیا زار اور ہے
رمز حقیقت اور کچھ ستر حجاز اور ہے

<p>قدرت ملکن و محال کہتی ہے ان کو دیکھ کر وقت نزول انما اہل ولا پکار اُٹھے کھولے مصحف خدا دیکھئے شرح ہل اتی ترک متاع دنیوی بات تھی اک خفیف سی خضر نبی کا قول ہے خلد ملی تو کیا ملی جذبہ حسن و عشق سے راز کھلا یہ عرش پر فرد گنہ جلی تو کیا بلغ ارم ملا تو کیا مرکز دو کمان سے میں آگے بڑھا تو کھل گیا پاؤں سے تیر جب کھینچا قوت حسن نے دی صدا تمشیر اٹھا دعا کو پانتھ باب قبول کھل گیا کعبہ دل کی جیب میں نقد مراد آگیا</p>	<p>صاحب معجزہ یہ ہیں شعبہ بانہ اور ہے اسکے علاوہ قدرت شاہ حجاز اور ہے انکا ہے روزہ اور کچھ ان کی نماز اور ہے زہد میں ورنہ قدرت شاہ حجاز اور ہے عشق علی میں حاصل عمر دراز اور ہے خلوت اہل شوق کا محرم راز اور ہے عشق علی میں حاصل سوز و گداز اور ہے نفس رسول پاک کی خلوت راز اور ہے انکا رجوع قلب اور ان کی نماز اور ہے آج توطیفہ عرض نیاز اور ہے جب یہ خیال ہو گیا بندہ نواز اور ہے</p>
---	---

	رباعی	
دیکھیں تو بتوں کے ناز اٹھانوالے رک سکتے نہیں غیبے آینوالے		قسمت کو محبت سے جگانے والے خود بول اٹھی ہنس کے جدائے کعبہ
	قطعه	
قول سلطان الملائکے مطابق ہو گیا جلہ جلمہ منزل قرآن ناطق ہو گیا		تیرہویں ماہِ رجب کی ناصر دین کا بیان جوش عرفان میں کسی تفسیر سلطان نصیر
	مناظرہ حقیقی	
<p>میں کہتا ہوں دل بیتاب میں جتنی کہ قدر ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سب خمِ فرقت کی بدولت ہے میں کہتا ہوں کہ ایک لک سا نرگس ایک قیامت ہے میں کہتا ہوں خرامِ ناز و شوخیِ طبیعت ہے میں کہتا ہوں لعلِ عشاق کو اک برقاقت ہے میں کہتا ہوں حجابِ سن میں پناہ یہ صوت ہے میں کہتا ہوں پوچھو سکو یہ اک رازِ فطرت ہے میں کہتا ہوں کہ ہمارے بشر میں کب یہ قدرت ہے میں کہتا ہوں اسے جانے دو یہ رازِ حقیقت ہے میں کہتا ہوں ازل سے جو کہ پابندِ محبت ہے میں کہتا ہوں ہی جانے کہ جسکے دل کو لذت ہے میں کہتا ہوں کہ جسکی زندگی ایسے فرقت ہے میں کہتا ہوں کہ ایک لک سا نرگس یا خوار ہے میں کہتا ہوں کہ ہنسے ایک ہنسے کی عادت ہے میں کہتا ہوں کہ خوابِ جاں کی یہ نہیں فطرت ہے</p>		<p>وہ مجھ سے پوچھتے ہیں تم کو ہے کتنی اُلفت ہے وہ کہتے ہیں کہ دل کیا اور تپائی کی قدرت کیا وہ کہتے ہیں ذرا شریک کرنا زخمِ فرقت کی وہ کہتے ہیں قیامت کیا ہو اور کس طرح آئیگی وہ کہتے ہیں کہ شوخیِ طبیعت کس کو کہتے ہیں وہ کہتے ہیں دکھنا دو فنکِ مجکو برقاقت کی وہ کہتے ہیں کہ صورت کا ہیولا کیوں ہوا پیدا وہ کہتے ہیں ہے کس طرح پرہ رازِ فطرت کا وہ کہتے ہیں ہر ذوقِ معرفت قدر کے معنی کیا وہ کہتے ہیں کہ تفسیرِ حقیقت پوچھیں ہم کس سے وہ کہتے ہیں کہ ہو کس طرح پابندیِ محبت کی وہ کہتے ہیں کہ لذتِ آشنا دلکی شنا کیجئے وہ کہتے ہیں کوئی جیتا بھی ہے ایذا فرمیں وہ کہتے ہیں نہ ہی آتی ہے ایسے خوابِ راحت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہنسنا و اخلِ عادت نہیں ہوتا</p>

<p>وہ کہتے ہیں کیا حال فطرت کوئی کیا ہے وہ کہتے ہیں داغ و دلی قدرت معجزہ ہا ہا ہا وہ کہتے ہیں اس حسن عقیدت کا ہر دہانہ وہ کہتے ہیں کہ میرا دین دولت کوئی کیا ہے وہ کہتے ہیں یقین دان اگر ہو خود ہی بتا دو وہ کہتے ہیں ضرورت اسحاق بد گمانی کی وہ کہتے ہیں شرارت دیکھی تھی برقی تجلی کی وہ کہتے ہیں کہ شرح حسن لکنت کوئی بھاگی وہ کہتے ہیں کہ واقف کون ہے ہر قدرت کا وہ کہتے ہیں کہ باب علم حکمت سے ملیں کیونکر وہ کہتے ہیں کہ کعبہ اور ولادت امر ناممکن وہ کہتے ہیں کہ مریم ہیں مری چشم بصیرت میں وہ کہتے ہیں حرم قسمت سے مولد ہونیاں نکلتا وہ کہتے ہیں کہ بطلان برسی کیا نہیں ممکن وہ کہتے ہیں امور عقل و ملت پوچھیے کس سے وہ کہتے ہیں تصدق جان نفس رسالت پر وہ کہتے ہیں کوئی مطلع پڑھو جو ش عقیدت میں</p>	<p>میں کہتا ہوں داغ و دلی اس بڑھ کے قدر ہے میں کہتا ہوں کہ مانو گے اگر حسن عقیدہ ہے میں کہتا ہوں بتاؤ کیا تمہارا دین و ملت ہے میں کہتا ہوں مجھے معلوم ہے جو کچھ حقیقت ہے میں کہتا ہوں چلو رہے ہیں بھی دوس کیا ضرورت ہے میں کہتا ہوں یہ استفسار بھی عین شرارت ہے میں کہتا ہوں سرے نزدیک شرح حسن لکنت ہے میں کہتا ہوں وہی جو واقف اسرار قدرت ہے میں کہتا ہوں وہی جو باب علم علم و حکمت ہے میں کہتا ہوں چلو کیسے میں آج مسکی ولادت ہے میں کہتا ہوں کہ دیکھو آؤ اگر چشم بصیرت ہے میں کہتا ہوں کہ ایسی اپنی یہ خوبی قسمت ہے میں کہتا ہوں بد ہیبت میں کیوں بخت و جنت ہے میں کہتا ہوں کہ یہ مساک خلافت عقل و ملت ہے میں کہتا ہوں زبان سے اسکی نفس رسالت ہے میں کہتا ہوں خدا تمہارے جو ش عقیدہ ہے میں کہتا ہوں کہ سیری فکر کیا شایان رحمت ہے</p>
<p>وہ کہتے ہیں علی اسرار دان بزم وحدت ہے میں کہتا ہوں تعالیٰ اللہ اس سے بڑھ کے قدرت ہے</p>	
<p>وہ کہتے ہیں کہ اس قدر کا پردہ کون اٹھاتا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس طبعیت والے کو این وہ کہتے ہیں کہ بہت کیا ہے تفسیر پر بیضی وہ کہتے ہیں یہ الہی کی قدرت اور کچھ آخر</p>	<p>میں کہتا ہوں کہ واقف کو کشف جو طبیعت ہے میں کہتا ہوں غدیہ خم منار بجائے یہوت ہے میں کہتا ہوں یہ اک ادنا یا الہی کی قدرت ہے میں کہتا ہوں کہ ظاہر فوق ایدیم سے رفت ہے</p>

<p>وہ کہتے ہیں کہ اس نعت کی تفصیل اور کچھ کیجئے وہ کہتے ہیں ابھی تک معنی خلوت بھی محل میں وہ کہتے ہیں کہ عرفان امامت ہو تو کیونکر ہو وہ کہتے ہیں مناقب کیا ہیں اس سجد کی قدر تھے وہ کہتے ہیں کہ دیکھیں کس طرح نفس نبوت کو وہ کہتے ہیں ہو ویدار اگر طور حقیقت پر وہ کہتے ہیں جو ذکر اسکا عبادت ہے تو بے لہو وہ کہتے ہیں پھر کوئی اگر اس خضر حجت سے وہ کہتے ہیں کہ ہود نیا کی نعت پاسے تو دنیا وہ کہتے ہیں قیامت کا ہو کیونکر مرحلہ آستان وہ کہتے ہیں شہنشاہ ولایت حشر میں ہونگے وہ کہتے ہیں کہ میں صدقے سر تاج شفاعت کے وہ کہتے ہیں حقیقت دان مذہب ات ہے کی وہ کہتے ہیں ہشر اور شان وحدت اسکے معنی کیا وہ کہتے ہیں علی خالق کی قدرت شک نہیں کوئی وہ کہتے ہیں حقیقت مل گئی باہم مذہب کی وہ کہتے ہیں جو حجت ہے عبث محشر دعا مانگو وہ کہتے ہیں یہ حاجت ہے گلستان نبوت کیون وہ کہتے ہیں کہ خالص جذب گفت کیون سمجھے گی</p>	<p>میں کہتا ہوں شب معراج کی مشہور خلوت ہے میں کہتا ہوں نبوت آئندہ جو ہر امامت ہے میں کہتا ہوں خدا مصطفیٰ میں بس یہ قدرت ہے میں کہتا ہوں کہ قلب اللہ اور نفس نبوت ہے میں کہتا ہوں نبوت چلیے کہ وہ طور حقیقت ہے میں کہتا ہوں کہ اسکا ذکر بھی عین عبادت ہے میں کہتا ہوں عبادت ہی نہیں ہے خضر حجت ہے میں کہتا ہوں کہ اسکے واسطے دنیا کی نعمت ہے میں کہتا ہوں اُمی کے واسطے ہول قیامت ہے میں کہتا ہوں جو دلیں آفت شاہ ولایت ہے میں کہتا ہوں انھیں کے فرق پر تاج شفاعت ہے میں کہتا ہوں یہی تو مذہب اہل حقیقت ہے میں کہتا ہوں کہ جس بندے میں پیدا نشان خدا ہے میں کہتا ہوں سر پاسے علی خالق کی قدرت ہے میں کہتا ہوں یہی میرا بھی مذہب در حقیقت ہے میں کہتا ہوں تو پھر بیکار طول بحث جو ہے میں کہتا ہوں لبون تک آئے جو کچھ دل جان جرت ہے میں کہتا ہوں کہ دیکھئے جو خالص جذب اللہ ہے میں کہتا ہوں کہ طہیت سے علی کی اپنی طہیت ہے</p>
<p>تیرھویں رات ایسی کب دیکھی تھی اپنے ہوش میں اک فلک پر ماہ کامل ایکسے آغوش میں</p>	<p>کعبہ سے بنت الاسد ملکی میں کیا ہی جوش میں عالم بالا پر نظریں سوے دامن چشم دل</p>
<p>آفتاب عالم آرا ہے خوشی کی روشنی دو جہان میں آج پہیلی ہے علی کی روشنی</p>	<p>اللہ اندر رات پردن کا گمان ہونے لگا آسمان پر ماہ و نجم اور چراغان اسطرن</p>

در عقاید و احادیث مکتبہ المؤمنین علیہ السلام

حسن سخن

صاف کہو پیے خدا تلو کہیں تو کیا کہیں
کیے تو قصہ مختصر زلفت دراز کا کہیں
ورنہ ہزار مرتبہ شوق سے دل با کہیں
چشم فزون طراز کو مجرہ ادا کہیں
وقت سکوت کیا کہیں وقت کلام کیا کہیں
دل میں ہے زبان کو زاہد و نکی دعا کہیں
چہین بچہین نہو اگر جام بہان نا کہیں
دیکھیں اگر مسج بھی دار وے دعا کہیں
حسن کی جلوہ گاہ کا رہبر درہ نا کہیں
تیوری پہ بل نہ آئے اگر مدعی جا کہیں
تم تو بتا دو چپ رہیں جوش بیانیہ نا کہیں
خواب و خیال ہے گدا ز موم کہیں تو کیا کہیں
فیصلہ اب تمہیں پہ ہے کہہ کہ بتکا کہیں
کسی سپہ یہ مراد خاص لگ بہن خدا کہیں
کچھ نہ کہیں تو مرکز قدرت نارا کہیں
آؤ سنو جو سن سکو حالت امتا کہیں
اسکے سوا کچھ اور بھی قصہ اتھا کہیں
بزم سخن میں غیر بھی آئینہ دلا کہیں
عشق بھی ہو معین اگر عاشق رضا کہیں
گرسے خدا سے برہمن کیوں نہ خدا خدا کہیں

دوست کہا بگڑ گئے چاہتے ہو خدا کہیں
آئینہ کلام کو ہو گا فروغ یا نہین
ڈرتے ہیں جذبہ نظر اور بھی ڈھانیکا ستم
روح روان کے پشتیتر گم ہوا دل تو یہ کھلا
دے کے جواب خود ہی تم عقدہ دہن کا کھولو
چاہو تو گھر کے برائے علم جو دوبرس پڑے
رخ کا طلسم و کفریب دیکھیں تو پھر کھلے زبان
ہاتھ پہ جام آفتاب جلوہ فردز مثل دل
بارشباب اٹھائے ہیں آسپے چوم لین قدم
دل کی حقیقت مزاج ہمہ کھلی نہ کچ تک
ناز و نیاز حسن و عشق جسے بتاتے ہیں کچھ اور
ڈرتے ہیں سنگ اگر کہیں اپنا ہی ل نہ چٹ کھائے
شیخ و برہمن ایک ہیں داہری قدرت خیال
جوش غرور حسن میں کسے بنایا سبے نیاز
پوچھو ستم کٹوں سے بھی تاب جواب ہو اگر
سینے میں ایک قطرہ خون فکر و خیال سے بری
پاتے ہی توت شباب عالم عشق اکٹ دیا
مشق غرور ناز سے یہ بھی ہو سعی باطنی
جذبہ حسن کا سیلاب تلو حسین بنا چکا
آئی رجب کی تیرہ دین کبے میں آئے مرقضی

<p>واقعہ آج ہی ہے ہم خم غدیر کا کہیں باب شہید بند ہے کوئی بتانے کیا کہیں کیون نہ بتوں کو شیخ بھی آج سے پڑا کہیں کہتے تھے نہ صنم صنم اب وہ خلد خدا کہیں سے بھی زبان حال میں سنتے ہی ادا کہیں</p>	<p>ماہ فلک کے ساتھ ساتھ دین کو ہو گیا کمال بنت اسد کی گود کو دیکھ کے کہتے ہیں ملک جلوہ نور کبریا دیکھ کے سجدے میں گرے کعبے کا دورہ قدیم دور جدید سے مثلاً بزم حریم قلب سے مطلع نہ کا ہو تھور</p>
<p>کعبے کو آج اسے خدا تو ہی بتا دے کیا کہیں کعبہ کہیں کہ مولد ناسب مصطفیٰ کہیں</p>	<p>عرش سے آگے فرش پر ہلکے بتائیں جبریل سائل عرش سیر ہی کاش یہ عقدہ کھول دے ذکر رہا ہے خوان جو دیکھ چپ ہیں بولٹھیں جنگ احد کے جان نثار زندہ ہیں کچھ جا رہے ہیں مہر نبوت اٹھتے ہی جلد یہ عقدہ کھول دے اپنی خدائی کی قسم کھا کے صنم پکار اٹھیں طور نظارہ سوز سے آپ بتائیں اسے کلیم بنت اسد کی گود سے کاش صدا بلند ہو کعبے کو جبکی ذات سے اتنی لیں فضیلتیں میں تھا اسی خیال میں بولا نصیری طرح میں نے کہا کہ اگدر اتنا غلو جنوں ہے میں نے کہا کہ یہ خطا ایک عظیم درد ہے میں نے کہا الگ ہوا جا دہ مدعا سے تو میں نے کہا یہ جوش ہے مذہب عشق کے ظہار میں نے کہا دلی حق نور خدا ہیں شک نہیں میں نے کہا خدائی بھر کلمہ علی کا پڑھتی ہے</p>
<p>کعبہ کہیں کہ مسقط الراس نہ ہوا کہیں کعبہ کہیں کہ مسکن خسرو انما کہیں کعبہ کہیں کہ منزل سورہ ہل انما کہیں کعبہ کہیں کہ مرکز خسرو لافا کہیں کعبہ کہیں کہ مظہر رفعت مرقضا کہیں کعبہ کہیں کہ بتکدہ ہلکے بتائیں کیا کہیں کعبہ کہیں کہ امن جلوہ کبریا کہیں کعبہ کہیں کہ مخزن حاصل ماسوا کہیں عالم ملکات میں اُس کو کہیں تو کیا کہیں نور خدا کا تم کو ہم جو کہیں خدا کہیں اُسے کہا تو کیوں نہ پھر سب مجھے بے خطا کہیں بولا کہ ایسے درد کو کیوں نہ مری دو کہیں بولا اسی طریق کو مسلک مدعا کہیں کہنے لگا مشاہدات کیا ہیں ہم اسلک کیا کہیں کہنے لگا تو کیا محال اُن کو اگر خدا کہیں کہنے لگا تو کیوں نہ پھر خالق دوسرا کہیں</p>	<p>کعبے کو آج اسے خدا تو ہی بتا دے کیا کہیں کعبہ کہیں کہ مولد ناسب مصطفیٰ کہیں</p>

میں نے کہا مکالمہ ختم بھی ہو گا یا نہیں
 کہتا ہے حسن اعتقاد منزل ابھی بعید ہے
 بڑھ کے خدا کی راہ میں لین جو خبر فقیر کی
 سائلوں نے اگر کوئی انکی سخا کا پرچھے حال
 منطقۃ البروج میں آپکا دور مثل شمس
 قدرت ممکن و محال ذات و صفات عیان
 کفر کی لاکھوں ہستیاں آندھیرے اُجڑ گئیں
 پہلے ہو وصل مصطفیٰ بعد خداے ہمیں
 نفس محمدی ہوے نور خدا ہین فطرنا
 گھر کو خدا کی راہ میں دے کے شمع فقر کی
 حشر کا روز آئے تو عید خدا دکھائے تو
 کہ کے امام دو جہان رہتی ہے فکرنا تمام
 قوتِ ناطقہ کا زور اور بھی ہو گیا دو چند
 مہر پھر آیا غیب سے پڑھ لی ناز وقت پر
 حکم قضا بدل گیا روح کو عید ہو گئی
 شاہد راز ہین انیس واقف کار ہین دبیر
 جھاڑے جو گرد پاؤں کی سالک جادہ خدا
 مدرسہ غدیر خم دیتا ہے یہ خبر ہمیں
 دیر و کشت میں اگر جلوہ فروز ہوں حضور
 خدمت مصطفیٰ میں ہے فرط ادب سے یہ سوال
 محشر بذلہ سنج بس نغمہٗ موج تا کجا
 دامن دل عطاے غیب قبل دعا کے بھر گئی

یو لا خدا کہیں گے ہم آپ خدا نا کہیں
 دلکی یہ ضد علی کو ہم قبلہ آنا کہیں
 نقش قدم کو مرکز دائرہ احسا کہیں
 حلقہ بگوش ہوتے ہی معنی انا کہیں
 نور کا ابتدا کہیں نور کا انتہا کہیں
 ایسے بشر کو اسے خدا تو ہی بتا کہ کہیں
 مرجہ تیغ تیز کو چلتی ہوئی ہوا کہیں
 قصہ اگر زبان سے انکے فراق کا کہیں
 کیون نہ انہیں بھی باعث خلق بناو کہیں
 کیون نہ سر پر عرش کو آپکا یوریا کہیں
 جب کی سند کہ انبیا آپ کو مقتدا کہیں
 بن نہیں پڑتی کہتے کچھ فکر بھی ہے کیا کہیں
 حکم رسول جب ہوا دین کا انتہا کہیں
 جذبہ دل کو کیون نہ ہم ناک بے صدا کہیں
 عشق علی کو در دول کیون نہ تری و کہیں
 کہیں کہ انکے حلقے کو اپنی زبا نہیں کیا کہیں
 اہل نگاہ ذر دن کو جام جہان بنا کہیں
 ناب ختم انبیا خسرو دوسرا کہیں
 قدمونہہ گرتے ہی صنم کسے خدا کہیں
 ضرب کی موج سن چکے تیغ علی کو کیا کہیں
 دور نہیں ملا لگہ وجد میں واہ کہیں
 شوق طلب ہے بے نیاز آگے کہیں تو کیا کہیں

	رباعی	
کیا دور خدائی میں یہ سامان ہے کج اک نور سے عالم میں چراغان ہے کج		اللہ کے گھر میں کون مہمان ہے کج میلاد علی یہ راز فطرت کا کھلا
	رباعی	
اصنام کو ساعت ہو قیامت کی آج مضبوط ہوئی نیز خلافت کی آج		طاقت ہوئی کچھ اور نبوت کی کج کشتی ہے یہ شق ہو کے جدار کعبہ
<p style="text-align: center;">کَرِ قَلْبِیْ سَیِّئٌ لِّاَیْمِیْنِ مَوْءِدِیْکَ عَجَبٌ</p>		
<p>لو حجاب کعبہ سے قبلہ نما پیدا ہوا آسمان شرع کا بدرالدجی پیدا ہوا آسمان دین پہ وہ شمس الضحیٰ پیدا ہوا گلشن اسلام میں شکاکشا پیدا ہوا خانہ معبود میں میرا خدا پیدا ہوا سُن لیا جب تاجدار اٹھا پیدا ہوا اے نہیں قیمت کہ شاہ لافتا پیدا ہوا دور میں اسلام کے وہ مقتدا پیدا ہوا وسعت عالم میں ایسا رہنما پیدا ہوا زوج زہرا جانشین مصطفیٰ پیدا ہوا حامل تیغ دو دم خیمہ سرکشا پیدا ہوا صبح طالع ہو گئی نور خدا پیدا ہوا غل سے دنیا میں نصیری کا خدا پیدا ہوا آؤ محشر دیکھیں نور کبریا پیدا ہوا</p>		<p>ہادی اول امام رہنا پیدا ہوا تیرھویں ماہ رجب کی ماہ کال کو فروغ مہر مغرب سے پھرا جسکے لیے بعد غریبا ہنس کے مثل گل جدار کعبہ نے آواز دی آرہی ہے یہ رگ جان نصیری سے صلہ بڑھ گیا سائل کا دل ہاتھوں انگوٹھی لینے عرش سے آواز دیتی ہے زبان ذوالفقار کشتی ہے جسکو خدائی بھرا میر المؤمنین آخری پوتا ہے جسکا رہبر عیسیٰ و خضر کعبے سے عرش خدا تک یوں فشتون میں ہو روح مرحب پیکر خاک میں گھبرائے لگی سوئے سوئے جاگ اٹھے یہ کعبہ کا صام حرم اے بتان کعبہ سجدے کو جسکو بہر خدا روشنی ہے لکھنؤ سے آج کوہ طور تک</p>



قطعہ

اپنا صدقہ ساقیا آشفتمہ حالون کو سٹے
ہاتھ اٹھا کر کوئی جام اللہ والون کو سٹے

گھیرے بیٹھے ہیں غدیر خم فقیر مست آج
جوش میں من گنت مولا کہ کے دل تو لے لیا

خمدہ عندیر

قاصد نہ کمی کرنا تبلیغ رسالت میں
گل ہونے ہیں کانٹے بھی گلزار موت میں
سطرین کہ رگ جان ہیں تصویرِ نصرت میں
مضمر ہیں رموز ایسے الفاظ عبارت میں
گلشن کی ہوں تاثیریں آتش کی حرارت میں
پانی ہے مددغیسی عنوان کتابت میں
آیات تین نقطے ہیں صفحہ فطرت میں
کچھ سن لو زبانی بھی اقرار مودت میں
ٹوٹا تھا کوئی تارِ شام شبِ فرقت میں
بجلی کی ہیں تاثیریں اجڑے طبیعت میں
کس طرح نہ نیند آئے شام شبِ ہجرت میں
کام آؤ گے کیا آخرِ فرداے قیامت میں

اللہ صلہ دیگا صحراے قیامت میں
کوشش سے نہ باز آنا دیوانہ کے کوئی
یہ خط نہیں خطبہ ہے تفسیرِ بلاغت کا
انسان تو کیا شے ہے جبریل بہق لیسنگے
یہ امر بدیہی ہے ہو جذب اگر خالص
سب وحی من اللہ سے نطقین مترادف ہیں
کوثر سے وضو کر کے تحریر دفا چھوٹا
تصویر دفا نامہ دیتے ہی یہ کمینا
عالم پہ ہوا روشن یوں دلو کیا صدقہ
سرگرمی بیتابی جانسوز ہوئی اب تو
بستر پہ قدم رکھا دلبر کی شمیم آئی
مشوقِ دل بسمل کی اللہ خبر لے لو

صدقے میں تغافل کے یہ امر تو ظاہر ہو
 سوز غمِ فرقت کے دوزخ سے بچیں کیونکر
 جب بند ہو گئیں آنکھیں اسرارِ وفا دیکھے
 تارے بھی دھندلے سے عالم کو نظر آئے
 سخاوتِ ہستی کی ہونے لگیں بنیا دین
 اسرارِ وفا مطلب نہیں ہنس کے بیان کرنا
 دیکھو وہی ڈھارس ہے ایذا ہو کہ ہوا رحمت
 گرتے ہوئے اشکو نہیں کیفیت و جدائی
 اک آنف یہ بلا غم کی ہر شام و سحر ٹالی
 یہ ضبطِ معاذ اللہ اعجاز و کرامت ہے
 یہ صبر بھی اک غیبی قوت کا نتیجہ ہے
 گردون کے ستم سہکرتیور پہ نہ بل آنا
 شاخِ نہیں بھولنے کی لاکھوں ہی بندھے چلے
 اٹ کر کے اگر دیکھا سینے کے شکافِ فون کو
 سمجھا کہ اجل کیا ہے کہتے ہیں کہے سیت
 ہر کام میں عاشق کو ہوتا ہے یہ طولا
 دکھلا دیا جو نیند یا بندہ مثلِ سیج ہے
 لو ختم ہوئی منزل جذباتِ تعلق کی
 جنگل کی ہوا کھا کر سنبھلا دل دیوانہ
 دیکھا کہ ہو لو نکال مل کے بنا سایہ
 صحرا میں دی محفلِ قسمت سے ہوئی برپا
 لو پیچھے ہو لو نکلے حجاجِ رس کے آکر
 منہ پر نہ تین ہمراہ ولی اللہ

دل کس کو پکارا ٹھٹھے ٹپے بوجھت میں
 یہ مان لیا ہنسنے لیجا دُکھے جنت میں
 کیا کیا نہیں قدرت سے خلاص محبت میں
 آہیں جو شرِ رافز آئینچین شربِ فرقت میں
 یوں تنکو پکارا ہے انجامِ مصیبت میں
 لکھوا دیا نام اپنا آزاد و نکلی کست میں
 چہرے کی وہی رونق بیماریِ صحت میں
 بیتابی روحانی اُڑتی ہوئی رنگت میں
 نادانِ واقف گویا بی ہنگام شکایت میں
 انسان نے رہنا جانا کھا مصیبت میں
 حد سے نہ گذر جانا فکرِ شربِ جملت میں
 کہنا کہ سمجھ لینے کے فدا سے قیامت میں
 جو سانس بھری ٹھنڈی جوشِ غمِ شہت میں
 کچھ اور جلا آئی آئینہ اُلفت میں
 جب صبح کو منہ دیکھا آئینہِ عبرت میں
 شاہی کا سامان باندھا محتاجیِ عورت میں
 تاخمِ غدیر آیا ہنستا ہوا وحشت میں
 لو مل گیا آتے ہی ار بابِ حقیقت میں
 وسعت ہوئی نظر و نگو میلنِ بصیرت میں
 وہ دودِ فغان کھٹ کر نکلا تھا جوت میں
 آنکھوں نے جسے دیکھا تھا غارِ وحشت میں
 لو فصلِ بہار آئی گلزارِ امانت میں
 ہے عکسِ امانت کا درآتِ رسالت میں

تصویر شب اسیری دکھلائی گئی دن کو
 دوست محمد سے ہاتھ اٹھایا اللہ کا
 اُس ہاتھ پہ سب ملکر کیونکر نہ کریں بیعت
 اُس ہاتھ کو آنکھوں سے کیونکر نہ لگا لیجیے
 اُس ہاتھ کی دیدہائی کیونکر نہ بلائیں لہیں
 وہ ہاتھ نصیری کا کیونکر نہ پہنے رہیں
 آواز دُ من گنت جنگل میں جو گونج اٹھا
 جھوٹا جو سرسبز خطبے میں کوئی واعظ
 پھولوں نہ سماتے تھے زرد و زرخیز خوشی تھی
 معبود نصیری ہیں اسلام کے رہیں
 ہمراہ نبی جانا منبر پہ نہ تھا آسان
 منہ سے نہ کہے کوئی تیر تو بتاتے ہیں
 اسے خم غدیر اپنی تقدیر پر نازان ہو
 دنیا میں کوئی روکے دھالے کو تھے کیونکر
 اُٹھتی ہوئی موجود نیر فتار خضر صدقے
 پانی ہے کہ آئینہ قدرت کی تجسلی کا
 ساقی بھی دہی پایا میکش بھی دہی پلے
 رستان غدیر آؤ کوثر سے کریں بیعت
 اک چھپرے رندانہ تکرار طلب در نہ
 سننے کے لیے مطلع بیٹھے ہیں یہ متوالے

کچھ شک نہ ہے بزم ارباب بصیرت میں
 برہان برہی ہے قرین کی صحت میں
 ہمدے سے جو نکلا تھا معراج کی قلو میں
 جس نے کہ جلا کی ہو آئینہ قدرت میں
 جس نے کہ کسر رکھی کعبے کی طہارت میں
 اعجاز سیمائی دکھلائے جو حضرت میں
 اک شور ہوا بے با اقرار مودت میں
 طربا کو ہوئی جنبش اظہار مسرت میں
 جلسہ نہ ہوئے جلسے ہر گوشہ جنت میں
 عالم پہ نصرت ہے حیدر کا وزارت میں
 برباک نہ قدم پہنچیں معراج کی خلعت میں
 مضمر ہے شہنشاہی اجلاں خلعت میں
 فطرت نے ملا یا سب نگار امامت میں
 یہ زور برہا ملکر دیاسے دلا ریت میں
 اسلام کے بیڑے کو پہنچا لگی جنت میں
 لہریں نہیں جو ہرین مرآت حقیقت میں
 ملتا ہے مزاج ابو کوثر کی طبیعت میں
 ہو بادہ کشتی عید تبلیغ رسالت میں
 سب کچھ تو ملا ہو اس عید کی غنیمت میں
 کوثر کی طرح طوفان ہو بحر فصاحت میں

مے پیئے ہوں بند آنکھیں یوں نشہ کی غفلت میں

جس چین سے سویا تھا کوئی شرب اجرت میں

آئنا رہد جیسے ہون حالت صحیف میں

جھوٹی ہی پلا ساقی آنکھوں میں پڑے ڈورے

ہر شے ہے بھری جوش تبلیغ رسالت میں باطن کا خدیر خم پیما نہ ہو صورت میں تاخیر نہ ہو ہمتشہ در سے اُلفت میں	شیشے سے لاساغر ہجرت کا کھینچے نقشہ ہون سیکش در یاد دل اس طرفت میں سے دینا سرست ہوئی محفل مان اور کوئی مطلع
---	--

مرد ہوش رہو حسب سلطان دلاستائین
اے نیند کے مٹا لو سوتا ہو جو تر بہتہ میں

کوئین کا سرمایہ جسکے یہ قدرت میں اک باب کشادہ ہے جو شہر نبوت میں اجزائے حیات آخر جب لگئے وحدت میں کیا دخل ہے انسا کو اللہ کی قدرت میں پوچھو نہ علی کیا تھے انسان کی صورت میں اک نور تھا پوشیدہ بلوس حقیقت میں اے امیو نگار غیرت ہو تجارت میں مولا کا ہو نظارہ تاریکی تربت میں جو کچھ کہ کرائت تھی کرسی کرامت میں سب نور کی کرسی پر بیٹھیں گے قیامت میں خورشید مبین جیسے ہو عالم حیرت میں یہ فاضل طینت ہے انسان کی صورت میں سہ صورت خمیادہ در ہا اجابت میں آپ سے کوئی باہر جیسے ہو شرارت میں ہے جوش جوانی کا ایک ایک طبیعت میں آمین کا شور اُٹھے اس نخل رحمت میں سب سمجھیں بہار آئی گلزار حقیقت میں پردان چڑھے یا رب آغوش شریعت میں	قدرت کے خزانہ کا سلطان جہان پرور توحید کے عالم کا اک شہر جسے کیئے یہ حد ریاضت ہے بعضوں نے خدا مانا بنیت سے نصیری نے اسرار خدا دیکھے یہ رمز نبی جانے یا علم خدا جانے اخلاص عقیدت سے کتنی ہے یہ عقل اپنی سلطان عبیر پیچے نفس اپنا شب ہجرت مومن کی اہل کیا ہے اک جذبہ روحانی تبریل کو سب بخشی خدمت کا صاف یہ ہے صدمتے میں علی کے ہے یہ اوج مجو نکا وہ نور کی پوشاکین وہ نور نشان چہرے اعضا کے تناسب سے چلتا ہے پتہ اسکا رات آئی بہت محشر اب طول سخن کتب تک الفاظ دعا نکلیں یوں برقی صفت منہ سے مستان خدیر خم کون لین نہ امنگوں کی اک بحر شباب اب تو مقصود دعا ٹھہرا یعنی کہ نصیر دین یوں بدر کمال آئے یہ علم کے کتب کی ہے سالگرہ ہیلی
---	---

دل ناقص ملت کا دیدار سے روشن ہو شادی کے بندھن سے دستار فضیلت میں

دوست عزیز محمد رفیع الدین صاحب

جامِ محبت

شب غم کا پوچھو نہ ماجرا کہ مرے دہن میں ہا نہیں
جو مجالِ تاب بیان بھی ہو تو نصیب ایسے کہ نہ ہے
کوئی سن بھی لے تو یہ جو حق کہ ہنسی نہیں میں کہ کٹھے
ہزار کاوش جان و دل ہوا اگر اثر بھی بیان میں
بٹھے مشق ضبطِ فغان اگر تو کہے گا کون یہ طعن سے
جو کلچہ غصے تپان بھی ہو تو یہ بات سنئے میں سہنگی
جو چھپاؤں راز و فاکو میں کبھی تیور یونہی نہ آئے بل
اگر آئے دردِ نہان سے غش وہ کہے گا ٹھوکر میں ہار کے
اگر آئے خوابِ گلزار کبھی تو کہے گا نبض وہ دیکھ کے
جو نہ پائے روح کو جسم میں تو کیگا ہنس کے وہ غیر سے
مجھے غم جو کاہش جان نہ تو ستم پہ اور ستم یہ ہے
میں دکھاؤں جذبہ عشق کے جو نشانِ زخم کی شکل میں
اگر آکھ اشکِ نشان ہے میں جھگوڑوں میں آستین
جو ہوتی نہ مردان ہوئی تو ستم ظریف سے یہ سنا
جو دکھایا منظرِ میتوں ہوئی کو کفن کی بھی ہوسنا
جو کہا خلاتِ جہان سی سی ناکمیں گے برائے مجھے
کہا میں نے زخمِ زبان کے مراد دل ہو خود ہی اٹھاؤں گا
جو کہا کہ آؤ نشانِ دل کا نشانہ باندھ کے دیکھ لو
جو کہا کہ تیرا کمان سے کیا تم اداسے ناز سے کام لو

جو زبان ہو بھی تو کیا کر دن کہ مجالِ تاب بیان نہیں
کہ سناؤں لگی کہا میں کوئی سن بھی لے گی ان نہیں
ہو بیان میں طولِ تقدیر اور اثر کا نام نشان نہیں
تو یہ کس کیلچے سے سن سکوں تجھے ایضاً فغان نہیں
کہ خلاتِ دعویٰ عشق ہو جو کلچہ غصے تپان نہیں
نہ چھپا یا راز و فاسے عشق تجھے اتنی تابی تو ان نہیں
وہ کہے گا کیسا یہ عشق ہے کہ مریں نہ پناہ نہیں
اے اٹھ زمین سے پہ خدایہ جلی پہ خولبان نہیں
اسے کیا پلاسے ددا کوئی کہ ہرین روح رواں نہیں
یہ سلامتی سے دی تو میں جھین غم تھا کاہش جان نہیں
وہ کہیگا جذبہ عشق کا کہیں لہلہ نام نشان نہیں
وہ کہیگا آئے یقین کیا اگر آکھ اشکِ نشان نہیں
وہ کہیگا اس سے حصولِ مہیا جو ہو کی نہ مردان نہیں
کہ ہزار کوئی بنا کر سے یہ وہ بیستو کاسمان نہیں
تو کہا طریقہ خود کشی ہے تو الہی جہان نہیں
وہ بگڑے کے بولا خبر بھی ہو کہ علاجِ زخم زبان نہیں
وہ دکھا کے زلف کو ہوا اٹھا ترے پس نکلتا نہیں
تو وہ بولا خاص تے لیے مرے پاس تیرا کمان نہیں
تو وہ بولا ہر شے بھی میں بجا مانا حسن شان نہیں

کہا میں نے غیر نشان ہو کر آئینے پہ نظر کرو
 جو کہا کہ راز دلی مراد ہے نالہ صیکی پہنہ کہان
 کہا میرے نام علی لبیا میں نشکر تری زبان کے
 کہا اُس نے دوست علی کا وہ کبھی ہو گا اور نہ ہو کبھی
 کہا میں نے تے عقید کیا جو نہان تھا راز وہ کھل گیا
 یہ محبتانہ معارضہ تھا دلیل جذبہ باطنی
 لنگے ملے بڑھ کے پے خدا کہ ہو ملے مع شہ ہما
 کہا اُس نے تیغ علی وہ ہو کہ عدیل جسکا محال ہے
 کہا اُس نے حال غریختم کی خبر ہے کیا سناؤں میں
 کہا اُس نے سچ و دل سے وہ پلٹ کے آنا رسول کا
 ہوا زینب سند احمدی دو جہا نکار ہر دور ہما
 بیاثر ہو روز غدیر کا کہ خوشی سے عید ہو ہر طرف
 شہ کو کشف ہوا بادشاہین نگین خلق کی درین
 دم شادمانی و عیش ہو میں سناؤں مطلع نو کوئی

تو وہ بولا دیکھا ہو آئینہ تہہ دیکھا راز نہان نہیں
 تو وہ بولا کیا مرا چارہ ساز علی سانشہ زبان نہیں
 یہ محبے واسطے حزر ہے یہ عدد کو وجہ امان نہیں
 جو فیلے نام محمد بنین جو عدد کا دشمن جان نہیں
 اس کے لب سخن کو بڑھول کیا کہ مجال قلاب بیان نہیں
 کہوں در نہ تھے خلاف میں کبھی کا وہ ہم لسان نہیں
 وہ شہ ہما کہ عدیل جسکا میان کون دکان نہیں
 کہا میں نے یہ بھی تو کہ ذرا کہ علی سا کوئی جان نہیں
 کہا میں نے سائے ہما پر یہ عیان ہو راہنما نہیں
 کہا میں نے کون وہ ہزم ہی یہ بیان آج جہان نہیں
 کہی کی مثال اسکا جو ڈھونڈھے تو میان کون جان نہیں
 کہی کی آکھ اشک نشان نہیں کہی لبین نکاشان نہیں
 یہی نہ تھائے نگاہ ہے کہ زہر غیب نہان نہیں
 سر بزم شور در و دیو کہ ترا نہ ہے یہ دفان نہیں

ترے پونے کو اگر لے علی جو کہے امام زبان نہیں
 مرا اعتقاد پکارے گا یہ عیان ہے کفر نہان نہیں

ترے واقعات غریختم کو بھلاستے دلے اگر کوئی
 بنین چارہ ساز مسیح بھی تو خدا ہی جانیں کر نیلے کیا
 یہ عاوے زوریل لہی پہ شرف یون ہے فنا اثر
 جو را بھی آتش تہان تو کیا وہ نظر میں نقش بر کبے
 وہ بشر یون یا ہون ملا نہ کوئی جن ہو ایک ملیو مہن
 دیا اکسک کو جواب صاف کسی نے بھی پوچھا جو سکر
 جو ہزار جا میں بھی نے خلا میں نثار حب علی کروں

گتے کیے شوقے دوزخی بخداد اہل جہان نہیں
 ترے تیر عشق کی دھڑکتے جو کہ کا قلب تپان نہیں
 رکھے پاؤں دوش رسول پر جو حرم میں تمیزان نہیں
 کہ خدائی ہر میں خدائی کا کہیں نام و نشان نہیں
 دم نطق تجھ کو جہا میں کسی سے بھی عجز لسان نہیں
 ہے کلیہ باب علوم کی یہ دہن میں عروج زبان نہیں
 غم جہر جتنا بڑھے بڑھے کبھی دل پہ باگران نہیں

<p>کوئی شل باب علوم کا ہو میان کون و مکان نہیں تری ذوالفقار وہ ہو شہا کہ حد و کجس امان نہیں تسے قرب حق کی یہ حد ہوتی دو کمان کا بھی ان نہیں تسے معجزات کا تذکرہ ہے خدائی بھروسہ کسان نہیں وہ مقام کون ہے جس جگہ ترا حسن جلوہ گمان نہیں ترے ایک لٹکے کے سامنے کوئی شکستہ پستان نہیں یہ سنے بھی اور کے کوئی کہ خدا کی توہذیان نہیں ترا دور مدد وہ دور ہے کہیں کوئی خوف غمان نہیں ترے دشمنوں کے نصیب ہو میں ہوں اسے پہچان نہیں میں طوائف کہہ کو جان کیوں مجھے جذب عشق بتان نہیں پر جہر چسپاں پہ کوہ ہو جو حسن اٹھائیں گران نہیں ترا روئس کا مجھ ہو عیان کسی سے نہان نہیں نہ کوئی بھی اسکو سمجھ سکا کہ کہاں ہو کہ کہاں نہیں کہ عیان ہیں صورت ہاہ و مہر و قسطنطنیہ نہیں تری معرفت جو مر مر ہیں وہ نہان ہیں بھروسہ نہیں ری شہادت کی یہ حد ہے کہ کہیں نہ چھو بیان نہیں کہو شہاب وہ مرے کہے کہ بھر کو جبکہ گمان نہیں یہی جملہ مراد ظنی ہے کہ کچھ اور در زبان نہیں</p>	<p>و یا معرفت کا سبق اگر دل جبرئیل چکار اٹھا دم غیض فوجیں اٹ گئیں ہوا شرعہ جگمگ کوئی اسطر حکا ہو پیشہ و تو بنے مفسر سا بقون جن دانش مہن کہ ملا کہ وہ طور ہون کہ وحش ہون کبھی زیب محفل خیرے کبھی نور قلب رسول ہے در و بام خانہ کعبہ سے یہ صدائیں سن گئی حشر تک ہوئیں باتیں جبکہ حبیبے ترا لہجہ زیب سخن ہو یہ جہان کیوں نہ خدائیوں کو جواب گلشن خلد ہو جو ہزار سال کی زندگی کریں صرف طاعت کبریا ترا مولد اس شہدائس و جان ہوا جسے دگر کش ہوئی تری ذوالفقار کے نزن سے ہو عیان حفاظت مرتبہ ہیں آنکھوں والے کام ہو نہ کہ وہ جو شہرہ چشم ہون وہ کئی مقام پہ دعوتیں وہ ہر اک جگہ پہ تیرا طور وہ فضیلتیں جو حقیقتا ہیں کلام پاک کی آیتیں وہ محال عقل شاہدے کہ نصیر یوں نے خدا کہا سحر از لے زبان و دلی کہ سن گئی کوششیں حشر تک دم عجز جوش کلام ہے تو دعا کے واسطے اٹھ اٹھ یہ قضیہ روح اثر نبی سرزم سب کہیں مرجہا</p>
<p>ارم بخوردی میں جام لبالب چمک نہ جائیں گرمی سے دوہر کی یہ شیشے چمک نہ جائیں رسول سا شہ گزدون سر بر لب جلائے خدا ملے جو شراب غدیر لب جلائے</p>	<p>لوندون میں جوش صورت کو تر ہے سا قیا بارش نے غدیر کی ہو سرد ہون جگر علی سا دوزخ جہان کا امیر بل جلائے صدائیں دیتے ہیں رہنماں نشہ در حیات</p>

جذبات روحانی

پیام وصل حبیب لے آگو وقت ہو بندہ پروری کا
رسول بار بخت ہے تو زبانی پتھر کو موم کرنا
جہان کے شر سے پائیکا وہ نہ بانیہ تاجیک کی ہوگی
یہ باتوں باتوں پوچھ لینا نہیں افسانے کا کٹر
انشاء بازی کی محبت میں خیال اسکا بھی کچھ کیا تھا
بیان حال فریق یوں ہو وہ نہیں دین میں کو منہ نہ کھکے
لوہین رنگ لے لکی آیا وہ جوش جسے کہ شوق ابھرا
غیر خواب شباب سے کچھ ہوئی نہ تسکین شام وعدہ
غلام یوسف ہنلے جائیں بری ہوئے دل دلچنایا
بڑھا غرور شباب اتنا رہا نہ ادراک درست دشمن
مسیح پتھر دماغ پہونچا خاک پہ نیکن نہ کام آئے
طالع نہ رنگ عاشقی کو دکھا کے منہ پر نقاب ڈالی
یہ گرسے گرسے ہیں زخم کیسے دل حزن میں تلے کوئی
نشانہ بازی آہ کسکو دکھاتے دنیا تو سوز ہی تھی
ہٹاؤن دماغ جگر سے پھاڑ دکھاؤن سوز دغا کا عالم
وہ وقت آیا کہ روح بیکر کوٹھ چلی ہو پیام نصرت
کبھی تو دم بھر کو دیکھ جاؤ کہ دیکھنا ہیں جناسے تیور
اگر نہ آئے تو یہ شکایت بعید کیا ہو کہ خودی پہونچے
یہی وہ مرکز ہو جگہ پر رسول جبریل بٹے آئے
کمان ہوا اہل بصیرت آدھال قدرت تو دیکھا
گرسے کہ جو بوسے کیچے حاجی جمل سے دامن میں کاجھاڈا

خدا کی جانب سے تکرار قاصد ملیگا رتبہ پیغمبری کا
دکھاتا جانا ہر اک نفس میں جواب اعجاز دلبری کا
لکے الزام لاکھ کوئی سخن پہ طرز فسونگری کا
نگاہ جان بخش سے بتا دو تصدیق نبی ستگری کا
بھر گنا سہ کس اداسے خدائے لریش کی سری کا
پھیلے سن سخن کا پیرہہ جو راہ ہے شکوہ گسری کا
بندھا جو بانسدر آذلفت خیال کیوسے غمیری کا
جواب معقول کوئی دیتے دل حزن کی نوا گری کا
اڈل کے نصیب ہی ہو شاید راج بازار دلبری کا
یہی ادا ہو تو بندہ پرورد خدا ہی حافظ ستگری کا
ہزار فریاد کی کسی نے کہ وقت ہو بندہ پروری کا
دماغ و دل سے کبھی نہ نکلا اعلیٰ سہا ایسی کی جانبری کا
لکھا ہوا ہے خط جلی میں فسانہ کسکی ستگری کا
بجھا بجھا سارا ہو شب بھر چراغ گردن اختری کا
مروت اسکی ہو گھٹ نہ جلے فریغ سلطان غامی کا
کمانک آخر گردن سہارا میں تھے الطاف گسری کا
ہزار ذمہ جو کچھ بھی بٹے غرور و ناز ستگری کا
غدیہ خرم تک جو حکم ہے فرور انصاف پروری کا
یہیں حبیب خدا لے آکر خطاب پایا پیغمبری کا
فراڈ منبر پہ ہے مرقع شکوہ و جلال حیدری کا
کہ چشم جبریل کا ہوا سرمہ عیار اس بزم فیضی کا

<p>بنایا پالان کا جو منبر تمام اسلامیوں نے ملکر خطیب سب امتی لقب کے تیر عروج منبر پہنچا دیا تھے اثر میں ڈوبی ہوئی وہ نظمن ہم وہ جلوس پہ بطاعتی حجاب اسرار سے نکلتے بناتے تھے نفس آخر نہ پوچھو من کزنت کی بلاغت لسان غیبی کے لیے نبی نے دست علی اٹھایا عمود نور بغل کا چمکا فراہ منبر سے نیچے اتر امیر ملک خدا سے برحق اسٹالے کر کے بلار ہی ہیں یہ سبست آنکھیں بہر بہت حقیقت اس دل کے لئے کی کہلی نہ مانند فر قدرت نبی کے نائب علی تھے ہیں بلے بیعت چلی خدائی شدید گرمی میں دو پہر کی یہ حسن محنت کا ہو نتیجہ نگاہ شمشیر زن کے تیز دیکھا ہے ہیں وہ رعب و ہمت علی چلے ہیں غدیر خم سے نقیب ہدایت آگے آگے مہج ساقی حوض کوثر میں پڑھ دو محشر تم لیا مطلع</p>	<p>دل زمین سے صدایہ آئی جاوے عرش اوری کا زبان کی تحریک سے کھلا جب بانہ بھر سنواری کا کہ جسے قرآن میں سلسلہ ہو نزول حکام اوری کا وہ تیرن حرفوں کا لفظ تلخ کہ جزو تھا جو پیمبری کا لبوں سے دو لفظ باہر آئے ادا ہوا حق برداری کا ستارہ مانند بدر نکلا فروغ اقبال افسری کا جھلکے سکے ہر ایک لپے شکوہ و اجلال حیدری کا کہ دور رہا وہین چل رہا ہو زلال صہبا کوثری کا کہ جسکی روحانیت ہو مرکز کمال دین پیمبری کا کہ سر پہ ہے تاج افسری کا بدین لبوں افسری کا غرق جبین پر بنا ہوا تھا زلال صہبا کوثری کا خدا نے چاہا تو پوچھ لینے مزاج ایک لیک خیمبری کا زمین پہ نقش قدم نہیں ہیں یہ آئینہ ہو غضنفری کا کہ مست و مدہوش ہو زبانہ شرب جام بخنوری کا</p>
---	---

رضا اسلام سے نہ کیونکر خطاب پائے وہ رہبری کا
کہ بزم معراج جسے دیکھی فروغ دیکھا پیمبری کا

<p>ہرمان فطرت میں اسکا ہم خیال انسان کہا ہے یہ جسکے بچپن کی ہو کر مت کہ کیونٹ دست ہو بزرگ شکست خیمبری اصل ہی کیا کشاد کار محال کیا ہو جمال حدت کی ضد فتنائی دل علی میں ہوا سطرچہ جلل ٹھا صحرے بدر جس لگادی خندق میں آگ جسے اگر نصیری کو ہو اشارہ زبان حق کو سبق پڑھا د قدم جو دوش نبی پہ کھے حرم کی یارین کا نپاٹھین</p>	<p>کہ جسکو ذات و صفات احمد سے ادھا ہو برائی کا پڑھا ہو کلہ دہان اثر در سے زور بازو حیدری کا اگر یہ چاہیں نشان مٹا دیں جہان سے سد سکندی کا ہمیشہ روشن ہو گا جس چراغ دین پیمبری کا وہ ایک شعلہ تھا برق افگن جمال شمشیر حیدری کا غضر پیمبری کو رہبری کا سچ کو بندہ پردی کا ہو توں میں اک تارہ حشر ٹھا جلال و تشریف حیدری کا</p>
--	--

بہت جگایا مگر نہ جاگا نصیب انھوں دہری کا
 قرار پائے نزل کے پہلے جو نفس محبوب دادری کا
 کہ جسکی آواز میں ہو مضمحل سکون قلب پیسری کا
 بلا کے گھر سے جسے نبی نے نشان بخشا ہو انسری کا
 کہ بزم فطرت میں جس پہنا تھا تاج ولبوں انسری کا
 علی علی کہ جہان دین میں اگر ہوا رمان ہری کا
 علی علی کہ اگر ابو ذر سے شوق رکھتا ہو ہسری کا
 ریاض خورشید دی خدا میں یونہی فرا ہو اگر نی کا
 دل مخالف بھی مل اٹھے اثر ہو چسب حیدری کا
 علی علی کہ کہ تنگو ہر دم سچے لین نفس پیسری کا
 علی علی کہ کہ تنگو ہر دم سچے لین نفس پیسری کا
 علی علی کہ کہ وقت شکل عمل خوب ہو جانسری کا
 یقین بتلا رہا ہے تھکر کہ وقت ہو کھٹا دوزی کا
 نصیر ملت کو ہو خدا یا کمال شریع پیسری کا
 کہ جیسے ہنگام صبح جلوہ نمود خود شیر خادری کا

ہو اسے اعجاز سے زمین پر خدا پر ہیں کے آگے ہیں
 سیان بزم قدم ہم اسکو ضرور کھینکے چشم دلست
 اٹھاسے پردہ اسی پر نظرین ٹینگے معراج میں بھی
 ہر دخیبر اسی لہجہ ہر ایک سے ہو بلند و بالا
 لپٹ کے راستے اس کے ہم بھی ضرور جانکے سے جنت
 اگر ہو خواہان رحمت حق علی علی کہ علی علی کہ
 علی علی کہ کہ نفس ایمان کا ترکیہ ہو ہر اک نفس میں
 علی علی کہ کہ سادہ فہم سے اہل جنت کو وجہ آسے
 علی علی کہ کہ فزوعصیان ہو خاک سوزا شریع جلکر
 علی علی کہ کہ نفس میں ہو اسے عرفان سکین جھونکے
 علی علی کہ کہ شریعت جنت میں قبول حسن عمل ہو تیار
 علی علی کہ کہ مگر غلو میں کہیں نہ سیری نہ نیکی جینا
 علی علی کہ علی علی کہ کلید باب دعا ہی ہے
 بحق الیوم قول عظمیٰ تبلیغ حکم غیبی
 خیال علم و عمل کو یکساں وطن میں شکل سے ہو ظاہر

۱۸ ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

مجمع النورین

در احوال دہری و نعتیں و سیرت و مناقب و شریعت و بیوگرافی

رو عرفان کا میر کا روان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کھسے گا خود بخود پیر خان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل پر غم کو وجہ ہوتا ہے وہ بھی ہے اور یہ بھی
 تماشا دیکھئے پھر لا مکان وہ بھی ہے اور یہ بھی

نثار حسن و عشق آرام جان وہ بھی ہے اور یہ بھی
 تجسس چاہئے فحشاء ہستی کی دست میں
 بڑے ہوتے رہا ہوں دیکھئے زرقت میں
 حاکم کبھی سے ہوئے اہل دنیا سے دیر و دل کی

حرم اور دیرمین دیکھا ہے اکثر سمنے دونوں کو
وفا کی قدر اُسکو اور نہ اسکو دور عالم میں
برسی پایا ہمیشہ انفرادیات حوادث کے
تمناؤں نے کیا کیا لطف اٹھائے میزبان کے
اداسے جبکہ دل مانگے کوئی محبوب روحانی
فرد غ خلوت خجاندہ میں دونوں برابر ہیں
مصیبت ہلے فرقت میں جوابل صبر سے پوچھو
فناے عام صفر دونوں کی ادنیٰ سی کاوش میں
فراق دوست کی لذت میں کیا کیا آزما دیکھا
ہوا مشہور عالم بلبل و گل کی کہانی سے
موافق ہو جو قسمت مہربان ہیں ہر نفس و ذوق
ہزاروں آرزوئیں اس سے اور اُس سے بھی دست
اندھیری رات میں جذبات شوق حضرت موسیٰ
شکست دلپہ اہل صبر کی قسمت نامی سے
ہوا غل شمع کی لو پر گرا جب آگے پروانہ
چھپانے کی بہت کچھ کوششیں کیں اہل باطن نے
بشر کو خلوت قدرت میں لایا کون بستر سے
خبر اکثر سنانی ذوق وجدان حقیقی نے
میان بزم ناز اکثر ہمیں قسمت نے دکھلایا
دم شونجی تقریر اک زمانہ دالہ و مشید
خدا محفوظ رکھے قوت رنگ درقاہت سے
تغیر و نفس پیدا طلسمات طبیعت میں
خدا معلوم قسمت کو کمان جا جاسکے پھوڑ آئے

کہ اک آئینہ ناز بتان دہ بھی ہے اور یہ بھی
جفا میں تخیال آسمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کوئی موسیقیکن نوحون دہ بھی ہے اور یہ بھی
دل اہل وفا کا میمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
تو پھر حسن طلب میں ہنزن دہ بھی ہے اور یہ بھی
میان بزم عشرت میزبان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کسنگے بے تکلف حرز جان دہ بھی ہے اور یہ بھی
شبہ یوسف کا روان دہ بھی ہے اور یہ بھی
مثال عیسیٰ در دہسان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کہ فضل گل میں نریستان دہ بھی ہے اور یہ بھی
پہرے تقدیر اگر نا مہربان دہ بھی ہے اور یہ بھی
دم خلوت نشینی اک جہان دہ بھی ہے اور یہ بھی
فراز طور پر برق طپان دہ بھی ہے اور یہ بھی
ہمیشہ عو شہر الامان دہ بھی ہے اور یہ بھی
شریک جذبہ سوزنمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
مگر دیکھا تو مشہور جہان دہ بھی ہے اور یہ بھی
خدا شاہ حقیقی راز دان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کہ رہ پیاسے اوج لامکان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کہ غماز نگاہ عاشقان دہ بھی ہے اور یہ بھی
نگاہ ظاہری میں بے زبان دہ بھی ہے اور یہ بھی
لغاق افزاے بزم دوستان دہ بھی ہے اور یہ بھی
کہ نیرنگ مزاج بد گمان دہ بھی ہے اور یہ بھی
سرو پر اہل ل کے آسمان دہ بھی ہے اور یہ بھی

<p>انھیں کی کاوشوں سے پہنچے دیکھا درست دشمن کو حرام ناز جانان دیکھ کر عالم پکار اٹھا کوئی در دیدہ نظر میں بزم میں بتلا گئیں ہکو بڑھادی اس قدر روحانیت فیضان قدرتی محمد اور علی کا نام سکر دل پکار اٹھا صدائیں خلوت معراج سے کانٹیں آتی ہیں اٹھلا عالم پر معنی رسالت اور امامت کے دل اُمت سے سوتے جاگتے آواز میں آتی ہیں اگر باور نہ ہو میل تو پوچھو روح آدم سے دم بیم در جاگتے ہیں جملہ مومن و کافر غدیر خم کا منظر دیکھ لو اسے دیکھنے والو پڑھو وہ مطلع نوحہ کے ہر مصرعے کو سنتے ہی</p>	<p>کہ بزم شوق میں نالہ کنان وہ بھی ہے اور یہ بھی لہو کے ساتھ رگ رگ میں نمان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ شوقی بنکے چوتھے عیان وہ بھی ہے اور یہ بھی علی و مصطفیٰ کا راز دان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ نور خالق کون و مکان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ زینت بخش فضل دو کمان وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کا راز دار و راز دان وہ بھی ہے اور یہ بھی پدر کے مثل ہمیر مہربان وہ بھی ہے اور یہ بھی از لے رہنماے انش جان وہ بھی ہے اور یہ بھی قسیم نادر و کلزار جنان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ اہل دین کامیر کاروانہ بھی ہے اور یہ بھی کہے محفل سخن کی روح و جان وہ بھی ہے اور یہ بھی</p>
---	--

دم تشریح ملغ شادمان وہ بھی ہے اور یہ بھی

کہ غیبی آیتوں کا نکتہ دان وہ بھی ہے اور یہ بھی

<p>راغ و دل قریب عرش ہیں معراج منبر پر کیسی خابیشی ہو یا کیسی خطبہ خوانی ہو ہوا عالم میں غل تکمیل دین اتمام نعمت پر پہونچ جائے نہ کیوں اسلام سب منزل مقصد پہنچے بہت کمین کیونکہ نہ دل اہل صداقت کے جواب روح کو نہ کیوں نہ مستون کا خیالہ بلا گردان و فور شوق میں ہے چشم نظارہ خدا بلجا لیکا دار النبوت یا امامت میں حقیقت میں اگر دیکھو تسلط کل خدائی پر</p>	<p>خدا کی حمد میں رطب لک ان وہ بھی ہے اور یہ بھی دل اہل سخن کو حرز جان وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کی بھر کو فیض جاودان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ میدان رضائیں ہمعنان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ مولا و امیر مومنان وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کے فضل سے پیرفان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ قطب نور حق کافر قارن وہ بھی ہے اور یہ بھی زمین پر مثل اوت لامکان وہ بھی ہے اور یہ بھی بظاہر اک وجودنا تو ان وہ بھی ہے اور یہ بھی</p>
--	--

<p>شکست کفر مشعل کیا جو دو دل ایک ہو جائیں صدائے فطرت آئی اور آئینگی قیامت تک دم تحقیق عرفان پوچھنے قرآن سامط سے شب معراج یہ خلوت ہی گویا عین جلوت تھی محبوبن لودہ مژدہ کہ جس سے دل پھرک اٹھے پکارو تو صدا لبیک کی آئے گی کا نوغین خلافت خالق باقی کی عالم کو بتا آئی میان آب و خاک آدم کی روح پاک کتنی تھی دم شمع نفس خلقت آخر ہو گیا روشن سطور دفتر معنی کی تفسیر دن نے بتلایا بشر کی منطق عقل اور کیا سمجھے بجز اسکے گذر کر سرحد ملک فنا سے کھل گیا احسن صفوت انبیاء پر اک نظر ڈالو تو دیکھو گے رسالت اور امامت کی کمی بیشی خدا جانے مراتب لائے فرزندوں کے ظاہر ہیں دو عالم پر طلب کر گڑھ مقصود خاموشی سے لے تم شمشیر برائین حسرتیں اہل لاکی درین و دنیا میں</p>	<p>حرم میں دشمن شکل بتان وہ بھی ہے اور یہ بھی ضیائے محفل کون مکان نہ بھی ہے اور یہ بھی صدا آئے گی میرا نکتہ دان وہ بھی ہے اور یہ بھی محب کے پاس جا کر سیما نہ بھی ہے اور یہ بھی جنا نین تم سب کا میزبان وہ بھی ہے اور یہ بھی اگر وقت آپڑے وجہ امان وہ بھی ہے اور یہ بھی سریر آرا سے ملک جاد دان وہ بھی ہے اور یہ بھی مرے پہلے سے زب کن فکان وہ بھی ہے اور یہ بھی تامار روح کا درجہ روح دان وہ بھی ہے اور یہ بھی علوم غیب کا اسرار دان وہ بھی ہے اور یہ بھی ہیولائے قدم میں شکن جان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ تسلیم بقا کا حکمران وہ بھی ہے اور یہ بھی انھیں کی طرح میں ہم ہستان وہ بھی ہے اور یہ بھی حقیقت میں شہنشاہ جہان وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ سردار جوانان جہان وہ بھی ہے اور یہ بھی خوش قسمت کہ بحر بیکران وہ بھی ہے اور یہ بھی ہر اک محفل میں دیکھیں شادمانہ بھی ہے اور یہ بھی</p>
---	---

قطعہ غدیہ

<p>ہوا کا ہمنفس و ہمنفس بن کے چلا برنگ نقش قدم رہ گیا گمیں پیچھے کبھی سلاسل الفت پہن کے بٹھ رہا کبھی چن میں رہا گر کے صورت شبہم</p>	<p>میں راہ شوق میں گویا کہ تیر بن کے چلا کہیں غبار صفت راہ گیر بن کے چلا کبھی کسند وفا کا اسیر بن کے چلا کبھی ہمار میں ابر ماطر بن کے چلا</p>
---	---

<p>کہ مست بادہ خم غدیر بن کے چلا وزیر شاہ بشیر و نذیر بن کے چلا فدا سے شانِ روش یون امیر بن کے چلا جہان بھر کا جو مولا وزیر بن کے چلا وصی نائب رب نذیر بن کے چلا خدا کے فضل سے مسکین امیر بن کے چلا</p>	<p>دُور جذب کی جہریش ہی جانین شہرِ صریح امامت علی ولی اللہ قدم کے نقش ہیں خوانِ مستمِ نعمت صدائیں غیب سے اکمالِ دین کی گنگین کبھی تقافِ رش پہ جھکا کہ خوابِ تہید غدیر خم میں نہان ہے نزارِ قدرت</p>
<p>ریاضِ مدح علی کا یہ فیض ہے محشر کہ جہریش کا تو ہم صغیر بن کے چلا</p>	
<p>بنائے کام جو پائی تری جھوٹی ساقی پنی بھی جی کھول کے تو بہ بھی نہ ٹوٹی ساقی</p>	<p>عادتِ بادہ کشی مجھے نہ چھوٹی ساقی صورِی و معنوی اتنی ہے ثنا اس کے کی</p>
<p>قطعہ</p>	<p>قطعہ</p>
<p>دِمرِ قدرت کا ہوا آئینہ حالِ پنجتن آیہِ نصر من اللہ ہے حالِ پنجتن</p>	<p>پیشم انسان کس طرح دیکھے جلالِ پنجتن کیون نہ اڑ جائیں حواسِ خمسہ اہل کفر کے</p>
<p>ایضاً</p>	<p>ایضاً</p>
<p>ایمان پر ہے رحمتِ خلاقِ ذوالکینن کی تائیدِ غیب سے ہے یہ فتحِ پنجتن کی</p>	<p>عبیدِ مبالغہ ہے اسے مومنو مبارک کفار کے نہ کیوں ہوں فختل حواسِ خمسہ</p>
<p>موجِ غبارِ جبر</p>	<p>موجِ غبارِ جبر</p>
<p>جس اپنا ہر ہی خوان اپنا پورا قافلہ اپنا سفینہ اپنا دریا اپنا لطفِ ناخدا اپنا کہ جھل کو بنا لیتے ہیں یہ عشرِ کلا اپنا</p>	<p>طریقِ عشق میں دشوار کیوں ہو رستا اپنا رسائی ساحلِ مقصود تک مشکل نہیں کچھ بھی مناقِ اہلِ باطن ساری دنیا سے نرلا ہے</p>

حقیقت میں عجب اعجاز ہے حسن تکلم بھی
 صدا لیبیک کی کا نوین آئی نرم فطرت سے
 محال عقل ہے باب قبول اب بھی نہ کھلی جائے
 خطر کیا ہو دل پر شوق کو صیاد و گنجین کا
 ہمارا نشہ اب یوجایگا ہلکے سوئے کوثر
 فنا فی الشوق ہو کر جادوئی زندگی پائی
 بس اب نجانہ مقصود تک یجائیگی قسمت
 ہوے ہیں آج ایفا جو تھے وعدے بد فطرت کے
 جواب کہہ دل پہلے تھا اب تفسیر قرآن ہے
 رضائے حق تعالیٰ غیر کی پھر ہونیں سکتی
 بنجر و عافیت ہو پیچکا بیڑا تائب کوثر
 دیار دلبین ارمان جوشِ عشرت سے یہ کہتے ہیں
 شعا عین شاہِ خاوری کی خدائی کو بتا آئین
 عدم کی پر خطرا ہوین اندیشے سے مطلب کیا
 حکومت اب ہمیں دنیا سے ہٹنا کی ہاتھ آئی
 خبر قرآن نے دی لکائنات نام نعمت کی
 حقیقت خیر و خدق کی کیا دنیا الٹ جائے
 ہمارا جذبہ دل جذبہ معراج ہے گویا
 علی کے نام پر مرکزِ حیات جاودان پائی
 علی کے اختیار ظاہر و باطن کا کیا کنا
 سحر تک شام سے خورشید کو رحمت ہی رحمت ہو
 حرم سے بعد حج کے کیا ہی منہ مانگی مراد آئی
 کیسی آستان ہوسی سے محتاج کو مطلب کیا

کیا دردِ جلوئے نا آشنا کو آشنا اپنا
 دکھا یا دہ قیامت خیز اثر و تمت دعا اپنا
 زبان اپنی اثر اپنا دل اپنا مدعا اپنا
 بہار اپنی گل اپنے گلشنِ عشرت فزا اپنا
 خدا کے فضل سے ہے خمکے کا خمد اپنا
 خدائی سے الگ ہے طردِ اظہارِ وفا اپنا
 کہ ساقیِ غدیر خم ہوا ہے رہنما اپنا
 علی اپنے رسول اللہ اپنے اور خدا اپنا
 سبب یہ ہو گیا وجہِ نزولِ انما اپنا
 خدا کے فضل سے جب ہو علی مرتضیٰ اپنا
 ہوا ہے کشتیِ دین خدا کا نا خدا اپنا
 مبارک ہو مبارک ہو گیا مشکِ کشا اپنا
 گئے وہ دن کہ جب تکیا تھا مسما رہنا اپنا
 غدیر خم کا سیر کا روان ہے مقتدا اپنا
 امیر المومنین سا بادشاہ ہے بادشاہ اپنا
 لٹاتا ہے خزانہ جانشین مصطفیٰ اپنا
 اگر دکھلا دے پورا زور شاہِ لافا اپنا
 کہ حامی ہو گیا آخر نصیری کا خدا اپنا
 مسیحا ہلکیا بڑھ بڑھ کے دردِ لا واپنا
 خدائی اپنی ہے ردِ ازل سے اور خدا اپنا
 اگر چشم کو کب کو دکھا دین سحر اپنا
 جلی امتِ غدیر خم سے لیکر بادشاہ اپنا
 کہ والی ہو گیا سرخبل ار باب سخا اپنا

<p>جسب اپنا تھا خلوت اپنی تھی عرش علا اپنا کہ پہچانا ہوا تھا انتہا تک راستا اپنا پھر ہو جو کہ حاصل کر کے نفس مدعا اپنا خوشا قسمت عبادت کو ملا قبلہ نسا اپنا اثر دکھلائیگی دامن حاجت کو دعا اپنا علی ابن ابی طالب کہیں مدحت سرا اپنا</p>	<p>بنا سکتا تھا کیا معراج میں پردہ تکلف کا یہ مانا اپنے تھے جبریل پھر بھی ساتھ کیوں لیتے کہیں کیوں نہ تفسیر حقیقت اُس کے باطن کو علی کے واسطے مغرب سے پلٹا مہر پہ کھڑے یہی ہنگام ہے عرض نیاز شوق کا محشر اثر بھر دے خدا یا اسقدر میرے نصائب میں</p>
--	--

گلستانِ جوانی

<p>مری عالم فراموشی کا تھا عالم تماشائی کبھی شمعِ حرم کا صورت پر وہ شیدائی کبھی دشوار کمدینا علاجِ نا تنگیائی کبھی دربان کے قدموں پہ شغلِ ناصیائی کہیں تھا ناصحِ مشفق کہیں بننا تھا سودائی کبھی محو سکوت اور سامنے تصویر تہنائی فغان پچھلے پھر جب کی زمانے کو جگائی کبھی آپ اپنی جہان کی خلوتیں تماشائی جہان بیٹھا اٹھا تھا تڑپ کر قلب شیدائی چلا اٹھ کر جہانِ رندانہ محفل کی خبر پائی کبھی ہر سانس میں سخی فروغِ بادہ پیائی کبھی بے غمِ فرشتے سے منہ پر مرنی چھائی بنا دیتا تھا دیوانہ خیالِ خلوتِ آرائی سنایا بے تکلف قصہ قلبِ تناسلی کبھی روتا تھا رکھ کر آنکھوں پر دامنِ رسوائی</p>	<p>جوانی کیا تھی دورِ عمر کی ہنگامہ آرائی چراغِ دیر کی جلوہ گری پر دل کبھی نائل کبھی آسان سمجھنا چارہ دردِ محبت کو کبھی جا کر کسی محفل میں شادی مرگ ہو جانا طلسمِ نفس کی نیرنگیانِ جزو طبیعت تھیں کبھی گرم سخنِ بزمِ خیالاتِ محبت میں داغِ دلیں شورِ عاشقی شہزادِ قیامت تھا سرِ محفل کبھی حیرت زدہ لوگوں دیکھ کر ہنسنا رگوں میں خون کا دوران تھا دسازِ بیتابی نہ بیمِ محبتِ دلیں نہ خوفِ حضرتِ درِ اعظ کبھی دل سے مویہِ مذہب تو پہ پرستی کا کبھی ذکر وصالِ دلربا میں خندہ شادی جہان جھوٹوں بھی اتنا سن لیا محبوبِ تلمہ جہان معشوق کی نظر و ندیم اندازِ کرم دیکھا کبھی ہنسنا تھا سہن کے ترچہ و کار کا قصہ</p>
---	--

بنے تھے نقش پا آئینہ تصویر رسوائی
مگر ہرگز نہ چھوٹی خشت خم پر ناصبیہ سائی
غیر خم کے میخانے میں جا کر چھاؤنی چھائی
برابر جام دیتا ہے نوید بادہ بیانی
روش پر مہر کی چلتا تھا دور جام بیانی
اثر سے آتش تر کے طبیعت اور گرمائی
وہ جو ہر جسکا اک قطرہ کسے کا میخانے
دزیر اور بادشا کی تخت قدرت پر ہو چھائی
دکھلنے ہی کو ہو جنگل میں ساقی قدرت آئی
معا کھول دے گی لہر پر کہ تر میں لہر آئی
سمجھ لیں سرمہ چشم بصیرت جسکو موسائی

روز لغزش مستانہ پہنان کس طرح کرتا
ابھارا کیسا قوت تقریر داعظ نے
پئے تکمیل شوق میگساری راہ یہ سوچھی
وہاں شیشہ پر آوازہ اتمام نعمت ہے
مبارک فصل اور ساعت مبارک دن مبارک ہے
وہ جلتی دو پہر اور نشر میں ڈوبی ہوئی محفل
ازل لال بادہ روحانیت سے جام ملوین
وہ محفل جسجگہ روح الامین اداسا اک دربان
در میخانہ کتب پر مجمع بادہ خوارون کا
کیسی جنبش لب منبر پلان اشتہر پر
فرز طور مہنی پر پڑھون وہ مطلع دلکش

نظر آئیگا تصویر دوسری میں رنگ یکتائی
چلا منبر پر اسپنے ساتھ لیکر بھائی کو بھائی

کہا مرکز یہ اپنے آفتاب چرخ مینائی
دم نصف النہار اس سرزمین پر چاندنی چھائی
مبارک گلشن تکمیل ایمان میں بہار آئی
پڑھیکا جسکا کلمہ حشر تک اعجاز گویائی
وہ خطبہ جسکے ایک اک لفظ میں اسرار یکتائی
جو دنیا میں کوئی سمجھا تو باب علم سا بھائی
تو پھر کون و مکان کے فائدے کی بات فرمائی
خوشی سے ہنس پڑے میا ختمہ جنت کے شیدائی
حقیقی راز کا آئینہ ہو انداز گویائی
کہا یہ ہے علی مولا سنے ہر اک نولائی

جمال فرین برج قدرت کی زیارت کو
گئے منبر پر مہر و ماہ ابوہ کو اکب میں
صدادتی تھیں مجدد حال سے شاخیں ببولکی
سر منبر ہوا یون مٹو خطبہ افصح عالم
وہ خطبہ جسکا ایک اک حرف شریعہ دفتر کن تھا
وہ خطبہ جسکی اصلی معنویت بس خدا سمجھا
لیا جب ختم خطبہ اس کلیم طور عرفان نے
سنایا شردہ من کنت مولا اہل امت کو
خیال آیا کہ تقریر اور بھی پر زور ہو جائے
اٹھایا ہاتھ پھر اپنے جوان نائب کا منبر پر

سفیدی بغل کی روشنی شمع ہر ایت نفی
 نظام عالم کون و مکان پر کیوں نہ قبضہ ہو
 وزارت دی جان بھائی کو جب محبوب خالق نے
 بتاتی تھی جھلک یہ جلد سے خون امارت کی
 کشادہ باب خیبر کا ہوا پھر نشہ آنکھوں میں
 ہوا کہتی ہے پھر فرشتہ نبی مل جائے سونے کو
 تلاش عمرین برق تجلی مست نظریں ہیں
 شب معراج کا پھر تپا ہے نشہ مست آنکھوں میں
 وہ طاقت دلی جبین مادہ جذب رسالت کا
 جوانی چاہیے قانونین قوت دہنی ہوتی ہو
 شب ہجرت حقیقت کھول دے خواب جوانی کی
 یر الہی کی قوت دلوں سے دلیں کہتی تھی
 ادائیں بے تکلف اہل باطن کو بتاتی تھیں
 وہ صدقہ تھا اسی نوادہ گلزار عصمت کا
 فروغ جلوہ رکھی یہ پہنچے انتہا دیکھی
 نکا ہوئے معاکھل گیا برق تجلی کا
 مرقع بن گئی حد بندی درد شجاعت کا
 جلال ایسا کہ تیور سے زمانہ کانپ کانپ اٹھے
 اب آگے اور کیا بڑھتی کشش حق جوانی کی
 اٹھائی ذوالفقار اور بن پڑے کاراہم کیا کیا
 کھپا تھا نور زہر جبین چشم معرفت ایسی
 جوانی میں حد اس کے قبضہ قدرت کی کیا ہوگی
 ثبوت کو کشف ہے احمد مرسل کا یہ کہنا

ہو موسیٰ کو حقیقی راہ نظارہ دکھا آئی
 ملائین ہاتھ اپنے ایک دل ہو کر جو دو بھائی
 مبارک باد کی ہر دوست دشمن سے صد آئی
 سراپا آج پیدا ہو گئی دہنی توانائی
 شجاعت کا مرقع جنگے لیتے ہی انگڑائی
 مہ کنعان بھی حسن خواب پر ہو جائے شیدائی
 تنہا یہ جلی تیغ اور ملائک ہوں تماشا ئی
 تقاضا جذب کا پھر ہوں شریک بزم کیمائی
 خلافت قبضہ قدرت میں ہے ملگے ہوئے آئی
 آلٹ دی کفر کی دنیا مگر مان جوین کھائی
 کہ خود سویا کیے سو یا نہ پل بھر قلب شیدائی
 جلوہ کبے مثلاً آئین بتوں کا نازیکستانی
 کہ یوں ہو حسن سیرت جب خدا ہوتا ہو شیدائی
 پیئے یوسف دلچا کی جوانی عود کر آئی
 شب معراج میں جس سے ہوئی تھی جلوہ آرائی
 پہنکر خلعت شاہانہ جب منہ پر ہنسی آئی
 رسول اللہ کی نصرت پہ لی جیب تاج انگریزی
 جمال ایسا کہ چوں پر خدائی بھرا شیدائی
 خدا کہنے لگی وہ تم نصیری ہو کے بہ دانی
 کہ تفسیر پر اللہ تھا ہاتھوں کی توانائی
 دل پر شوق ہو سا ہر نعمت کا شہزادی
 خدا کے گھر میں بیٹے اور شہزادے کی خانہ
 کہ شہر علم یقین ہوں اور دربار ہوا

<p>نصیرؔ جوان کو علم میں حاصل ہو گیا تھا کہ باب علم کی چوکھٹ پہ کی ہے ناصیہ سانی کمال معرفت میں ہو جوانی کی توانائی اے وہ منصب عالی کہ جو منصب ہے آبا ئی</p>	<p>بہت باب شہر علم یارب یہ دعا سن لے دلغ معرفت روشن ہو مثل نیر اعظم پدر کے سایہ میں عہد جوانی شیبہ تک پہنچی حقیقی مدعا سے دل پہ ہو ختم سخن محشر</p>
--	---

از منظر عاشق معشوقہ تھکتے تھکتے مجھ کو غلام

<p>شوق رسوائی ہے دامگیر جذب دل نہیں ہر قدم پر دیتے ہیں ارمان صدائے آفرین غیر ممکن ہے کہ اب دم بھر ٹھہر جاؤں کہیں ہر قدم گو یا کسٹے ہوتی ہے منزل بھر زمین کھل گیا ارے خوشی کے غنچہ قلب حزمین جلد رکھ فرما ادب سے آستانے پر جبین جیسے بیکس کی دعا جائے سوے عرش برین اتفاقا پڑ گئی مجھ پر نگاہ شریکین غیر سے کہنے لگا دیکھو یہ محشر تو نہیں جس طرح ممکن ہو لے آؤ اُسے میرے قرین ڈرتے ڈرتے آخر آیا پیش یار مہ جبین مجر مونکی طرح نیچی کی نگاہ شریکین خوف سے یان عشق نے دل کی سپر لی وقت کین کیون چلا آیا میان عفل عشرت قرین ذہے کو غور مشید سے ہرگز کوئی نسبت نہیں اس طرح کی عاشقی کا ہم کو خاک آ لے یقین رحم کھا کر جو ٹھلے ایک دم اپنے قرین</p>	<p>بے طلب جانا ہوں سر سے بزم یار مہ جبین دل بڑھاتی جاتی ہیں بڑھ بڑھ کے لاکھوں تہین اضطراب شوق نے دی قوت رفت و برق عجلت امید و حسرت ہے کہ یہ اعجاز ہے سخی باطن نے در جانان کی دکھلا دی بہار بڑھ کے قہر سے صدا دی کبوتر مقصود سے بزم جانا نہیں گیا یہ بسمل شوق اس طرح بنیٹھنے ہی کو تھا چھپ کر اُس ستم ایجا سے اب کمان تاب تحمل بس قیامت ہو گئی نے بلاے بزم میں آیا اور اُس پر یون نڈر خود چلا میں پھر تو بنکر قیدی امید و بیم آنکھ چار اُس ظالم بیگانہ خوشے جب ہوئی خبر آمد کو ناز حسن نے کھینچا اُدھر ہو کے برہم یہ کہا سن تو سہی ادبے ادب بھٹکے اور دو لوگ انات کیا خدا کی شان ہے آج ہر جاگ باطن میں نیست ہی کچھ اور نہ رہ ہو یہ نام کردہ نہ رہی دنیا میں اُسے</p>
---	---

رو دکا مرنا تھا اسے سنانے اک کہیں ہے
 کیون ہمیں تو کرتے ہیں دعا و فاداری کا بھی
 کون سے نالے ہیں دجہ جنبش دیوار و در
 کیا تھا راہی وہ دل ہے باعثِ آزار خلق
 خوب ہی سمجھے حقیقی و مجازی کے رموز
 پختہ کاری جنوں اور یہ خیال خام واہ
 سچ کو چشمِ حقیقت بین اگر رکھتے ہو قم
 حیرت افزا ہے جہان کیونکر نہ صورت مری
 میرے ہی دم سے ہوا ہے بزمِ عالم کو فروغ
 حالتِ نرگس زمانے بھر پہ روشن ہو گئی
 کون ہے وہ جو نہیں میری جوانی پر شمار
 ہر عاشقِ نقشِ حب ہے میرا ہر نقشِ قدم
 مژدہ و صلت مرے منہ سے ہے گارِ عیوی
 میرے کوچے کو کہا رضوان بھی باغِ بہشت
 سنکے مین نے یہ کہا دوستِ صہبائی غرور
 ہو کسی کو خاک یکتائی کا دعویٰ خلق میں
 فتنہ پر دازی تمھاری مدتوں سے ہو عیان
 حسن پر خوش قاضی کے اس قیامت کا غرور
 صاف تو یہ کہہ سے شاعر دن کو دودِ عا
 خود ہی اپنے دلیں سمجھو قدر گیسو دراز
 یہ جوانی کا زمانہ چلتی پھرتی چھاؤں ہے
 پھر لہجہ کی طرح تم خود کرد اظہارِ شوق
 اپنے گھر بیٹھے رہا تندرست میحوائی پہ تازہ

روز کہتے ہو کہ نکلی جاتی ہے جانِ حنین
 کیون شکایت بھی شبِ فرقت کی کرتے ہیں ہمیں
 کون سی آہیں ہیں رخنہ سازِ پیچ و ہفتین
 شعلہ ناز سقر ہے جسکی آہِ آتشین
 خوب اس سودے میں کی بربادی دنیا و دین
 میرے عاشق بنکے آئے شکرِ ربِّ العالمین
 دوسرا دیکھا ہے مجھسا کوئی عالم میں حسین
 آئندہ ہے مجھ سے گویا صنعتِ حسنِ آفرین
 میرے ہی رخِ فردا ہیں باہِ دُخو شید سین
 بلغ میں مجھ سے لڑائی تھی نگاہِ سرسکین
 کون ہے وہ جو نہیں کھو بیٹھتا دنیا و دین
 میرا دردِ عشق دار دے دل اندوہین
 بارِ مازندہ ہوئی ہے میستِ قلبِ حنین
 میرے گھر کجاوچ پر صندے سے تھر تھر مین
 حسنِ عارضِ پُرِ رعونت اس قدر زیا نہیں
 عیب ہر صورت میں ہو جزاات صورتِ آفرین
 حضرتِ آدم سے چھوٹا گلشنِ خلدِ برین
 پاؤں رکھتے ہی نہیں نخوت سے بالائے زمین
 کدیا رخ کو جنوں نے رد کش ماہِ مبین
 کہنے والوں نے کہا ہے جس کو مار آتشین
 آئندہ سے جسکو ابھی دیکھا ابھی کچھ بھی نہیں
 سنانے سے بھاگے جاؤ یوسفِ دل کے قرین
 سیکڑوں پہاڑِ فرقت چھپ گئے زیرِ زمین

دلفریبی کے لیے چلتے ہوئے جادو یہ ہیں
 شاد ہوتے ہو جو شاعر تکہ کہتے ہیں صنم
 بیو فانی سے ہزاروں کو لہو ر لودیا
 کیا سمجھ کر اپنے کو چے کو کمار شک بہشت
 مجھ کو دعوا ہے کہ میں ہوں رونق بازار عشق
 مجھ کو زیبا ہے زبان سے لون اگر نام وفا
 محفل عالم میں کیا ہوتا فروغ شمع حسن
 جان دیکر عاشقی کو میں نے زندہ کر دیا
 لودھراؤ دکھا دوں میں تھیں داغ چکر
 اپنے سینے میں وہ رکھتا ہوں ل پر داغ میں
 بے اثر کہتے ہوں نالوں کو مرے یہ تو کہو
 میں وہ دیوانہ جہان پران ہوں راہ عشق میں
 تم کو حسن صورت اور مجھ کو ملا سیرت کا حسن
 بشرط یہ ہے لاٹ بیجا سے اگر تو بہ کر د
 بادہ پسندار کا نشہ تمھارے سر میں ہے
 کہیں امیر المومنینؑ سے ملے ملے ملک شریع
 وہ علی روشن ہیں عالم بھر پہ جبکہ معجب
 آپ کو فاقو نہیں خالق نے وہ قوت کی عطا
 ازال دنیا پر لگی ادنا توجہ آپ نے
 آپ کی شمشیر ضربت کا جو یہ بھی معجزہ
 آپ کے رنجی شاخانی اگر ہو رات کو
 طاعت اُسکی نعم انسانی میں کیونکر آسکے
 کیا عجب ہیں رسالے ہو جو کار جبریل

نام رکھا ہے بد لکر جبکا چشم سر گین
 اب ذرا ایمان سے کننا یہی ہے طرز دین
 کج ادائی سے کیا خون دل اندوہ گین
 خواب میں بھی تھے دیکھا ہے کبھی خلد برین
 میں نے یہ سودا خریدا بچکر جان حزن
 جان جلنے پر نہ چھوڑوں دامن صدق و یقین
 خاک اگر ہوتا نہ جل جل کر لاندوہ گین
 میرے ہوں ممنون اگر انصاف رکھتے ہوں حین
 تو سہی شتر کے منرب میں چھپے مہر مہین
 خود کے رضوان جسے گلہ ستہ خلد برین
 تھا مٹا تھا کون بیتابی سے قلب نازنین
 ننگ اُلفت ہو جو مجنون کو بناؤں ہنشین
 اب اگر اُٹھے تو پھر دیکھوں نگاہ شکر گین
 اپنے اس دعویٰ کا لوداؤں ابھی تک یقین
 میں ہوں سرسبز نے حب امیر المومنینؑ
 ہادی اول علیؑ یعنی امام السفین
 جبکا اک بندہ ہے ہر حالت میں خورشید مین
 توڑ ڈالا باب یحبر صورت نان جوین
 اس قدر تھا شوق وصل شاہر ایمان دین
 کم ہوا جس سے نہ زور بادوی روح الامین
 اشتیاق سمع میں ہو ر جمعت مہربین
 جسکے پوتے کو خدا فرمائے زمین العابدین
 مطلع نو کا تصور ہو گیا دل میں کمین

اب نہیں دشوار مضمون حقیقہ کا شکار	وہ کند فسر جا پہنچی سرعرش برین
آپ کو شاہی مبارک اسے خدیو مسلمین	ہو مبارک مومنوں کو نعمت تکمیل دین
<p>اپنے دل ہی دلیں ہیں بشاش ختم المرسلین صاف ظاہر ہو گیا آج آئی عید مومنین عید وہ جسکی تخیل سے ہوئی روشن زمین ہو گئے مالک خدا فی س کے امیر المومنین وہاں ہذا شفق اتمر یہاں رجعت مہربین شش جہت میں گونج اٹھا آوازہ شریعتین آپ سے ہے زینت درگاہ رب العالمین نفس کی فرقت کسی صورت میں ہو سکتی نہیں ایک ہی مصرت میں تھا کلاک کرام کا تہین ہیں ہنار دلیں علوم اولین و آخرین حل شکل میں ہوں کیونکر رگ جان کے قرین آپنے جہوقت کی تعلیم جبریل امین وقت بخشش دامن رحمت ہے انکی آستین اس یٰ اللہی کے صدرتے کیوں ہوں اعدا دین پچھنے میں یوں دکھایا زور رب العالمین ہوئے لاکھوں ہی حجاب پردہ صدقہین ہو گیا جس سے حقیقت دان لعرش برین مول لیلی کل مستلے قرب رب العالمین سنگریزے ہاتھ میں آکر ہوئے در ثمن اسے تعالیٰ اللہ زور خامہ حسن آفرین</p>	<p>آگئے جبریل مثل جست پر در دگار عارض پر نور سے طالع ہے عشرت کی بحر عید وہ مشہور عالم جو کہ ہے عید غدیر ہو گئی تبلیغ احکام خداوند کریم جاننشین معرفت خیر الوری ایسا تو ہو ہو سکتے جہدم دھی مصطفیٰ منبر پر آپ ہو اذل کی صلیح یا معراج یا شام ابد اس لئے در پردہ تھے معراج میں جو کیا تھ انکی اعمال حسن کا ہے یہ ادنیٰ سا شمار بے لیم اللہ کی تفسیر سے روشن ہوا آپ وجہ اللہ میں فضل خدا سے حضور ہو گئی اک پل میں تکمیل رموز معرفت دامن فیضان ادب کے مارے کیونکر کہ سکون بت کہے کو آپنے کعبہ بنایا ہاتھوں ہاتھ بے تکلف مہد میں آ کر دو ٹکڑے کیا کیا ٹھہرے آپکی برق نگہ کے روبرو عالم انوار میں تھی ایسی تبلیغ خدا دیکے سائل کو انگوٹھی اپنے وقت ناز قدرت اعجاز کی غلغلے پہ ظاہر اس طرح آپ کے سامنے پہنچی حسن یوسف کی شبیہ</p>

آپکی وہ سلطنت ہے اشد دنیا کو دین
صورت گردون ہوا سکی جان کی دشمن زمین
بخشش اُسکی پھر کسی صورت سے ممکن ہی نہیں
نفس آئینہ میں جس صورت سے ہوں جو بہترین
خلد میں کا جل بنائیں اُسکو لیکر حور عین
آپ کی فیض تکلم سے ہوئی گو یا زمین
دے خبر صحت کی پھر گر ہر نگاہ واپسین
طے کیا ہے آپ نے وہ جادہ حق الیقین
آپ کا ادنا سا بندہ ضیف صحرا نشین
رنگ بال صد ہا ہے سایہ دامان زمین
آپکو ہستی میں تھا یہ قرب رب العالمین
آپکے قدموں کی برکت سے ہوئی قائم زمین
آپکا دامن اگر لپکے اے جبل المتین
عاجز انہ یوں دعا کر پیش رب العالمین
عشق کی کاوش سے ہو جنت تک کہ دل اندوہین
کام لین جنت تک کہ عالم میں تغافل سے حسین

سامنے جسکے سلیمانی ہے شکل مور چہ
حکم سے جو آپکی عالم میں سرتابی کرے
اسے معاذ اللہ جس دلیں ہوا انکے دلا
متحد بالذات تھے یون احمد مرسل سے آپ
شیخ بزم حسن ہوا کا اگر اُسکے دھوان
وی کسی نے گنگ فطری کو جو گویائی تو کیا
ہوں مریض جان بلب کے آپ اگر تیار دار
انبیاء نے جس جگہ ظاہر کیا عجز ادب
دا قہ سلمان کا ہے مشہور عالم اجتک
فخر اسکندر ہو وہ جو ہو جلو دار آپ کا
اگر عا قوم نصیری کا کہے دیتا ہے صاف
آپکے دم سے ملا آدم کو ہستی کا لباس
حشر میں پھر دیکھیں کھینچے کس طرح ناسقر
بس بس اے مجتہد دعالے مختصر سے کام لے
یا الہی آنکھیں ہیں جنت تک کہ عود پیسن
عاشقوں کو اپنے معشوقوں کی جنت تک ہوا تلاش

جتنے مومن ہیں طوافِ روضہ شہ میں زمین
کتنی ہو قسمت مبارک فادخلوا خالدین

مَدَن تَعْلِیْقِ مَحَبَّتِ غَدِی مَدَن تَعْلِیْقِ مَحَبَّتِ غَدِی مَدَن تَعْلِیْقِ مَحَبَّتِ غَدِی

اگر جستجوے جاناں جنت تک ہے روح تن میں
لاکھوں ہی عشرتیں ہیں پوشیدہ اس سخن میں
یہ تن میں جان نہیں ہے کا شاہچہر میں

کیا فائدہ ہے غافل پابندی وطن میں
فکر وصال بہتر ہے فکر دو جہان سے
اک زندگی کے ہاتھوں ایذا میں ہیں ہزاروں

سوداے عاشقی کا کچھ جانتا ہے رتبہ
 اے رہبرِ ان الفت ایذا کو چلین سمجھو
 دل سوز تب بنا ہے پروانہ جان و دل سے
 رنگ وفا کی شاہِ زردیٰ رخ نہ ہو گی
 اسبابِ دینوی سے کو سوزن ہے دھڑکن
 بھاموش رہ اگر ہے جو یا سلامتی فنا
 داغ و خانے دلبرِ زیب کنارِ دل ہو
 شوقِ اثر سے دلیں سوزِ خیمِ جالستان ہوں
 مہرِ فنا سے عاشقِ عہد وفا ہے کافی
 غافل نہ معرفت سے دم بھر دلِ حزن ہو
 امید وار مقصد ہونے میں عیب کیا ہے
 تاثیرِ جذبِ باطنِ لون ہو تو لطف آئے
 شکرِ غمِ دالم کا اُسوقت کچھ مزا ہے
 پیش نگاہ ہو گاہے پردہ حسنِ جانان
 تعریفِ ظلم کر کے ہمت دو چند کر دے
 قیدی بنا کے دل کو خود دیکھ پھر تماشا
 آوارہ مثلِ قمری یا دِ حبیب میں ہو
 اتنا ہو سوزِ باطن دلو جو پھیکے تو
 عشاق کو خیالِ ناموس و ننگ کیسا
 چل سوے دشتِ وحشت مہرِ تلاشِ مقصد
 تیر میر سے کسی کی بھلا نہ کوئی مطلب
 غافل تھے دکھا دوں خمِ ندرِ تاک آ
 بہرِ ل کہ رہے ہیں محبوبِ کمریا سے

سر پر بٹھائیں تجھ کو جاے جس انجن میں
 گلہائے آرزو ہین کاٹے شہین ہین بن ہین
 جل جل کے جان بے دی جب شمع نے لگن میں
 آتار ہیکہ دورہ جب تک لب و بدن میں
 عیسیٰ ہی کو مبارک سوزن ہو پیر ہین میں
 کر ترک سدا کو گو ہے زبانِ دہن میں
 رات کو پھر مزا ہے مہتابِ کاچن میں
 پھر ہوئے لاکھ عہد ہر آئینہ سخن میں
 بانہض ابلِ بھان ہو دلبر کے بانگین میں
 کہتے ہیں ہو سکونت یا دیرِ برہن میں
 پہلے جگہ تو کرے اپنی دل و دشن میں
 دلبرِ چار اٹھے عاشق کے پیر ہین میں
 ہو مثلِ موج کو ٹہیلِ زبانِ دہن میں
 داغ و نا ہو روشن جب دلی انجن میں
 در آئے تیر جانان جب قلبِ برحق میں
 ہر حلقہ ہے بلا کا گیسوے پُر شکن میں
 مانند سر و کیون ہے تو پا بگلِ وطن میں
 پیدا ہوں لاکھ شعلہ دریا سے موجزن میں
 زیبا ہے تجھ کو سب کچھ وحشت کی پیر ہین میں
 ادراکِ عقل و دانش میں حکمِ راہزن میں
 قسمت میں ہو تو خالق نے تختِ تلج بن میں
 حیدر نے پائی شاہی اُس دشتِ پرچمن میں
 کیجئے نہ دیرِ ادائے احکامِ ذوالمنن میں

<p>دو لون جهان آئین حکیم شہ زمین شیون بہار آئی اسلام کی چین میں شاداب پھول جیسے جنت کی انجن میں نیت لگی ہوئی ہے اس بادہ کن میں آجائے جان تازہ پھر پیکر سخن میں</p>	<p>ہو جلد دین کامل نعمت کا تکملہ ہو حیدر وحی ہوے ہیں پھولاریاض ایمان یون مومن کے چہرے بشاش ہیں خوشی سے کوثر کا ایک ساغر مولا ہے ہمیں بھی دور ناہو جوش مدحت لکھوں وہ مطلع نور</p>
--	--

نیکے جو روح پانی حُب ابوالحسن میں
جبریل بن کے ہوئے درگاہ ذوالمنن میں

<p>ہیں مثل شمع دد لون حضرت کی آئین میں پھر دم پہلے باقی مرحب سے تیغزن میں شمع گداختہ سے ضوئے نیکے انجن میں پہنان جو رنگ بوسہ سے نسرتن میں حب باب خیر آیا درست ابوالحسن میں رنگ بہار جنت پیدا ہو ہرچین میں درمیتیم بھرے مداح کے دہن میں دست خدا کی قدرت ہے دست تیغزن میں اک شور یا علی کا ہو دیر برہن میں زینت کبھی موتی دنیا کی انجن میں سوکوس شیر بھاگا سلما کی بوسہ بن میں غنیچے میں جیسے خوشبو سیت ہو یون کفن میں آئین اک کوثر ہو بادہ کن میں موتی برکت شہم بے قدر ہون عدن میں گھر کرے نور ایمان چشم دل وشن میں یہ مختصر ہے مضمون مدح شہ زمین میں</p>	<p>خورشید دم کی فلو کا کس شمع سے تذکرہ ہو اللہ سے رعب مولا جب صفدری دکھائی میر جمال حیدر فانی ہو جو تابان کس کی ولا کا صدقہ بلوغ ازل سے پایا شان یہ الہی کی لین زور نے بلائین نلے اگر ہو اسے نشان لطف حیدر کیا فیض منقبت ہے دم بھر میں درست غیبی مرحب سے پوچھو کجے عنتر سے پوچھو کجے ناقوس کے جو دل پر سکھ بھائیں اپنا تابان اگر نہ ہوتا کبے سے نور حیدر صحرا میں اپنے شیدا کی جان یون بکلا باغ کرم سے انکے گر قبر میں ہوا آئے ساقی زہر شہ ہو تجدیر پیر جو مائل نسان فیض انکا برے جو ایک پل بھی مہر ہایت انکا چکے ہو تکر سے میں بعد خدائے احمد انکے خدائی کے ہیں</p>
--	--

شامل جو فصل گل میں اوجھن فیض حضرت گیسے مریض کی خوشبو جو پھیل جائے جلنے میں سوئے دشمن ہے آگ کی یہ حالت وقت دعا ہے محشر بس ختم کر قصیدہ بروردگار عالم سنے یہ عرض میری ہون مزار حیدر یوں ہو نصیب محب کو	پیدا ہو بوی یوسف گھاسے یا سمن میں ہو خاک دھون میں غلطان ٹانے کا دل ختن میں شان نزول جیسے نسران ذوالنن میں کتک یہ جوش آخر مدح مشہد زمیں میں شوق نجف سے سیل جان حزن ہوتی میں جیسے رگون سے ہو کر پھر تاپے خون بدن میں
---	---

جنتک کہ مجتمع ہیں باہم عباس خمسہ قبش رہے زبان کو توصیف نعتی میں	
--	--

قصیدہ در منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام	
---------------------------------------	--

مشتعل کن مناظر ساقی و محبت سبک بر تھکیمت کز و زعمیات حیات جبر	
---	--

بڑا غضب ہوا اسے سوزا زلف کا دل وصال باد فنا چاہتی ہے شمع حیات قول کر لے مجھے اسے زمین مشہد عشق نہ تاب ماندن دسے پاسے رفتہ باقیست جہان عشق میں شاید یہی ہے ربط وفا مرے شباب کی غفلت نے جھکو ڈال دیا تمام ہو کہیں قصہ حیات کا یارب لا نہ موت کا بھی لطف سخت جانی سے بڑا ہو شوق کا مشکل ہوا ہے دم لینا نہ بیٹھتا ہوں سر بزم حضرت دعو نہ یہ تلاش کہ ہے بیترے پہ گنگی لحد ہوا ہوں معتکف آستان سپر سخاں	کہ آگ لگ گئی آخر میان کعبہ دل بنا ہوں شکل سر شعلہ مضطرب سیل کہ خاک میں نہ سے مشق جذبہ کامل فزون ہے عرصہ محشر سے دست منزل میں جسکا دل سے فدائی وہی مرا قاتل کھلا ہی چھوڑ کے سویا در خسرو دل کہ شکل زلف بڑھا ہے یہ طول لاطائل بلائے جان ہوا انداز رنجش قاتل ٹھہر گیا تو کھینچے پاؤں جانب منزل نہ جاتا ہوں طرف نقیب بتان چنگ نہ اسکی فکر کہ مجھوں پہ کیا پڑتا مشکل شراب شوق اطاعت نے کر دیا غافل
--	--

پڑا ہے کام اُسے دریا نوال سے آکر
 وہ میغروش جو دریائے لعل میں دم جوش
 وہ بزم سہل جہان بوسہ لب ساغر
 ہراک کی کشل گمان کے چڑھی ہوئی نکھین
 دل و دماغ میں ہراک کے نسل شیشہ و جام
 کسی کا بخت نمک ریز بادہ دیدار
 ذرا سی پی کے کوئی غش ہوا بقول کسے
 کسی کو کھلتے ہی شیشہ جما ہی آنے لگی
 ہراک رند تھا مصروف عید نوشاوش
 اُلٹ گیا درق بزم جام کی صورت
 ہوا جو نشہ ہرن چشم بادہ نوشاوش
 پکارے رند ذرا ہوشیار ہو جاؤ
 سب کو بھی بحفاظت کہیں نہان کر دو
 نذر اکہین بٹے کو بھی کر دو پوشیدہ
 مثال مے کے اٹھا جوش کھا کے ساتی بھی
 برنگ نشہ بڑھا سوے محتسب آخر
 اگر اٹھائی ہو زحمت تو آئین بندہ نواز
 اگر ہوا ذن تو کھولیں صراحی مے ناب
 دوا سمجھ کے کوئی جام نوش کر لیجئے
 سنا جو یہ تو برا محتسب کو جوش آیا
 کہا کہ سن تو سہی ناشناس و بے مشرب
 رواج بادہ پرستی کی کوششیں شب و روز
 مزہ چکھاؤ نگا دار القضا میں چل تو سہی

اُسی کے ہاتھ ہے اسید کشتی ساکل
 ڈوبوے محتسب و شیخ کا سفینہ دل
 جہا نیہ کھلتا ہے رند و نکاح عقدہ مشکل
 ہر ایک رند ہے اپنی جگہ پہ لایعقل
 بھرا ہوا ہے مسرت کا نشہ کابل
 نگاہ لڑتے ہی ساتی سے ہو گیا غافل
 لہو لگا کے شہید و ن مین ہو گیا داخل
 تمام دعوے تو بہ تھے دعوے باطل
 بلائے بد کی طرح محتسب ہوا داخل
 دم نشاط عدو ہو گیا جو آکے نخل
 کچھ اور جلد اڑا رنگ چہرہ محفل
 چھپاؤ شیشہ و ساغر نخل میں صورت نخل
 ارے یہ لیلی بنت العنب کی ہے نخل
 شکست ہو نہ یہ کشتی کہیں سر ساحل
 سنا جو بادہ پرستوں کا شور تاب گسل
 کہا حضور کی زحمت ہے سعی لاحاصل
 یہ مانا آپ کی خاطر کے ہم نہیں قابل
 ابھی ہو زحمت تشریف آدمی زائل
 خلاف عرف نہ تو یہ بھی رہے کامل
 شراب غیض کے نشے نے کر دیا غافل
 ستم ہین تیری یہ گستاخان ارے جاہل
 نہ پاس شرع نہ کچھ خوف خالق عادل
 تیرا یہ خلق ہے اور آئیں خنجر تاتل

پہنہ بذاتِ خدا اُسپہ دعویٰ اسلام
 رہی تمیزِ حلال و حرام کچھ نہ تھے
 تیرا یہ جام ہے یا طوقِ لعنتِ دائم
 ہوا ہے عاشقِ اتمِ انجائٹِ بدکار
 ملے گی افسرئی اہلِ نار بھی تجھ کو
 گداگری بھی ہوئی لیکے کاسہ سے ناب
 بد فور رنج سے ساتی کے چھلکے ساغرِ چشم
 دم جواب کہا جی میں ہرچہ بادا باد
 کہا کہ آپ کی تقریر سب بجا و درست
 ہم اپنے شغل میں مست آپ اپنے کام میں خوش
 پھر آپ چلے جائیں منہ نہ کھلو ائیں
 یہاں تصورِ تہذیب آورہ ہیج نہیں ہے
 یہی ہے آپ کی مرضی تو خیر سن لیجئے
 یہ کب سے آپ نے کلمہ پڑھائیں تو سہی
 وہ کون دن تھا کہ انکارِ معجزے سے بھی تھا
 وہ کون دن تھا کہ اتھا رسول کو غاٹی
 نزولِ وحی خدا پر بھی مترض تھے حضور
 عروجِ ذہن سے معراج کے خلافِ سخن
 لکھیں اولہ ذہنی وہ بابِ قرآن میں
 وجودِ ذاتِ ملائک کو کا لعدم کہنا
 وہ نفیِ خلد میں آتشِ صفتِ گل افشانی
 علوم پڑھکے بنے ہیں معلمِ الملوک
 وہ مضحکہ عراف پر کہ اے معاذ اللہ

کیسکا صاحبِ دین تجکو کونسا عاقل
 بھلائے بیٹھا ہے یوں معنی حق و باطل
 بنا ہے پیرِ شیطانِ نفسِ اوجاہل
 اُسی کے ساتھ ترا حشر ہوگا ادغافل
 بنا ہے پیرِ معان اور پیرِ نفسِ مُضِل
 شرابیوں نے بتا تجکو کیا ہوا حاصل
 جو محترب سے مُنہ طعنہ ہائے تابِ کسل
 ہوئی معینِ زبانِ قوتِ دلِ لعل
 اثرِ نیرِ مگر ہم ہوں یہ تو ہے شکل
 یہ گفتگو ہے عبث اور یہ بحثِ لا طائل
 خطا معاف پتے کی کمی تو کیا حاصل
 یہ ہزم و عطا نہیں میکشون کی ہے عقل
 بعید کیا ہے اگر دلیں آپ ہوں قائل
 یہ کب سے سرحدِ اسلام میں ہوئے دخل
 وہ کون دن تھا کہ امت کو کہتے تھے باطل
 وہ کون دن تھا تہ صرین جبکہ تھے شامل
 کہا تھا قوتِ الہام کو بھی لا طائل
 خدا سے دور زبان اور نثارِ ہمتِ دل
 کہ پیشِ اہلِ خسرِ عقل ہو گئی رائل
 سمجھنا حور کو ہم صورتِ بتانِ چگل
 وہ سوزِ دل پئے ابطالِ دوزخِ سافل
 زبان سے کرتے ہیں رواجِ ابولہر کو خجل
 وہ اُنکے قول کو کہنا کہ سرسبرِ باطل

سخن کو اُنکے اساطیر اولین کسنا
 روش یہ آپکی اور یہ لباس وضع شریف
 یہ زیب سر جو کلاہِ ند ہے اے سرکار
 بشوقِ زمینت تن جو کہ چست ہے لبوس
 حضور کیا یہی اوصافِ کلمہ گویان ہیں
 زبان سے دین کا دعویٰ مگر ہر دلیں کچھ اندر
 مبارک اُنکو چلا جنہ آپ کا جادو
 حرام مان لینے کو اگر بقول حضور
 حرام نشہ ہے ہو گیا بفسر ضحال
 حرام مے کو کہا منہ سے دے نادانی
 حلال ہو گئی تکلیف ترک صوم و صلوٰۃ
 حرام ساغر گلگون سے محفلِ افروزی
 خدا کی شان کہ ظاہرین کیئے کو طام
 شرابِ حبّ علی کا ہے سرِ بزمین دور
 امام اول و صہر رسول وہ حیدر
 دکھا کے برقِ تجلّے جامِ حُشمِ غدیر
 نثار تو پڑے دہاد اُس کے ساغر پر
 وہ مقتدا ہے دو عالم ہے ذاتِ حیدر کی
 وہ دین پہ جسے کہتے سوارِ دوش نبی
 وہ دلِ پاک اگر اُس عشق ہو پیدا
 نصیرِ یو کا خدا اور وہ بندہ مہود
 جو ادوہ کہ ہے دامنِ دوست کا کیا ذکر
 بند اُس سے کو اکب کا نیر اقبال

اور اُس پہ ذہن سے ٹھہری بحثِ لا طائل
 بتا رہی ہے کہ اسلامیہ بین داخل
 کہ میرا شیشہ دُجیکے رنگ سے ہو خجل
 ہر رنگِ خمِ حرکت جس سے ہو گئی مشکل
 حضور ہیں یہی اوصافِ مسلم عاقل
 بنے ہیں ایک جماعت کے مرشد کامل
 ہم لیں شعلہ باری کے ہو چکے قائل
 حلال کب ہوئی رسمِ شکستِ شیشہ دل
 حلال بنو دنی کب سر کیئے او غافل
 حلال کب ہوا ترکِ نماز او عاقل
 حرام ہو گئی مے کی مسرتِ کابل
 حلال سمجھے بچھانا چرخِ کعبہ دل
 حلال سر کشی حکمِ خالقِ عادل
 حلال کہہ کے جسے انبیا ہوئے عاقل
 کہ جس کی ذات سے دین آج ہو گیا کامل
 کیا ہے صورتِ موسیٰ ہر ایک کو غافل
 کہ جسکے پینے کا دے حکم خالقِ عادل
 کہ جسے کر دیے ادیان سابقہ باطل
 وہ بادشہ کہ جسے کیئے سالکِ راجل
 و فور شوقِ مین شق ہو جدارِ کعبہ دل
 کہ جسکا ذکرِ عبادت میان ہر محفل
 ہزار مرتبہ بھر دے جو نیتِ سائل
 اُسی کے نور سے روشن ہوا مہِ کامل

<p>جہان سے گور غریبان کا نام مٹجائے زبان کلیدِ درِ موج ہے تو اسے بخش پڑھو وہ مطلع پر نور دیکھتے ہی جسے</p>	<p>اگر یہ ہوں سوئے احبابِ مُردگانِ مائل یہ دیر کیسی سپئے حل عقدہ مشکل سر فلک پہ ہو سیماے آفتابِ نخل</p>
<p>خدا سے نقدِ دلا کا اذل سے ہوں سال جوابِ عرشِ معلیٰ نہ کیوں ہو کعبہِ دل</p>	
<p>قسیمِ دونخ و جنتِ علی و علی اللہ علی امامِ منست و منم غلامِ علی یہ قدرِ تا جو مساوی ہے قیمتِ شبِ روز کہان کہان نہ ترا پیکِ منقبت پہونچا ملی ہے قوتِ بخشش یہ تیرے ہی دلو تری ہی ذات سے نرینِ محفلِ نبوی یہ تیرے مہرِ تو لا کا مختصر سا ہے فیض کلیدِ بابِ کشاکش ہے نامِ پاکِ ترا غضبِ ترا غضبِ ذالِ جمال ہے مولا شہا حبیبِ خدا کا تو ایسا پیارا ہے ترے کرم کو اگر دیکھیں نزعِ مومنِ مین ترا کرم اُسرا کو اگر ہنال کرے ادب سے کیوں نہ بھکائے ہر اکِ طاعت ہزار بار ہو قسمت پذیر جو ہر فرد عبادتِ اقلین ایک ضرب ہے تیری دہن سے چشمہ کوثر خود آگے لجاے علی خلیفہِ برحق علی امین اللہ علی نعیم و علی موجِ قلوبِ بخشش</p>	<p>امیر کون و مکان شاہِ آسمانِ منزل ہوا ہوں عالمِ فطرت سے اسکا مینِ قائل ترے ہی عدل کا جلوہ ہے لے شہِ عادل نشانِ بتاتی ہے قرآن کی ہر ایک منزل کہ کچھ گرانِ نہیں نازکِ مزاجی سائل تجھی سے رونقِ دربارِ خالقِ عادل کہ نوزِ تابِ نبی ہے ردائے کعبہِ دل ادھر پکارا تجھے حل ہوئی اُدھر مشکل ترے کرم مین ہوئی رحمتِ خدا شائق پڑھیں درود اگر نامِ لونِ سرِ محفل سچ و خضر کو ہو جائے زندہ گی مشکل جوابِ قصرِ گلستانِ خلد ہو بابل مزار ہے کہ نہ مینِ بخت کا کعبہِ دل تری حسام اگر کھولے عقدہ مشکل یہ کہ گئے مین محمد سے رہبرِ کامل ترے عجب کو جو ہو جو شِ جذبہِ کامل علی وصتی بلا فضل در بہرِ کامل علی محیطِ سخا و کرم در یا دل</p>

علیٰ خدیو عرب حکمران ملک عجم
 علیٰ معلم جبریل و باب شہر علوم
 علیٰ کفیل مہات انبیائے سلف
 علیٰ وہ جسے تمک اگر ہو خواب میں بھی
 علیٰ وہ شاہد اسلام کی ہے جسے حیات
 علیٰ کے نام کا عین اسلیے ہو مفتوح
 سنا تھا لغز شیرانہ آپکا دم جنگ
 شہا یہ تیرے ہی در کو خدائے اوج دیا
 تری ہی شان میں آیا ہے اٹلا لاریب
 ہوا ہے مہربوت میں اور پاؤ عین وصل
 وہ ہیکلار تڑا بھر رہنمائی ہے
 اگر چھپائے ترے شاہد محبت کو
 پس از خداؤ نبی تو ہے شاہ وہ مہر وچ
 گیر پاس ادبالب خوش ہے محشر
 ترا لقب ہے در شہر علم اے مولا
 بحق قافلہ یوسف شریعت حق
 بحق آیہ بلخ بحق روح امین
 بحق منبر پالان امیر حجاب
 بحق معنی الفاظ خطبہ افصح
 بحق آیہ الیوم منبر صادق
 بحق تابش نصف النہار روز مراد
 عطا ہو پھر مجھے ختم غدیر کا ساغر
 شراب نظم کا دم بھر میں دور آخر ہے

علیٰ فقیر و علیٰ فقر و خسرو باذل
 علیٰ علیم و علیٰ عالم و علیٰ عادل
 علیٰ یہ اللہ و حلال عقدہ مشکل
 بخیر ہو بچین مسافر عدم کے نامنزل
 علیٰ وہ جو کہ ہین غار تگر بتان چکل
 کہ انکو ساری خدائی پہ فتح ہے حاصل
 اسی سے صدر سرافیل آجتا ہے خجل
 کہ جس سے رفعت عرش عظیم بھی ہو خجل
 گواہ اسی ہے قرآن سا شاہ عادل
 ترے قدم کے ہین نقش ایسے حاصل
 ملا نہ خضر کو بھی جسکا آجتا ہے حاصل
 جواب دامن عرش علا ہوا میں بدل
 کسی طرح نہیں بھرتا ہے درج خوان کا دل
 مرے کریم ذرا اس طرف بھی ہوا نکل
 کھڑا ہوں باب اجابت پہ صورت سائل
 بحق دادی پر خار و دورے منزل
 بحق صاحب لولا کہ مرسل و مرسل
 بحق ناشر احکام خالق عادل
 بحق قاتل من کنت خسرو باذل
 کہ جس سے ہو گئیں ہم سیکو نعمتین حاصل
 کہ جس سے ہو گیا روشن چراغ کعبہ دل
 بڑھا دے نورش مستی کو پھر سر محفل
 خمار بادہ رحمت سے ہونین لا یعقل

<p>ستم ہے آمد و رفت ہجوم خمیازہ تری نثار میں اسے ساتی گرم گستر سفر عدم کا ہے درپیش نشہ ہو گا اگر پھر آگے حشر ہے جو ہو گا کیوں کسی سے کون سمجھنے والے سمجھ لیں اشارہ کافی ہے بجل روضہ رضوان ہے پھر ہمارے لیے</p>	<p>کہیں شکست نہ مثل لشہ شیشہ دل مجھے بھی اپنے ہی مستونین کر لے تو شامل تو کیا عجب ہے کہ کھوٹی نہو میری منزل کہ بات راز کی ہے اور یہ بھری تھنل کھلے گا باب جنان شکل عقدہ مشکل عدو کے نام پر ہے وقفہ دوزخ ساقل</p>
---	--

قصیدہ در منقبت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب
الحمد لله والفقار علی بن ابی طالب علیہ السلام مناظرہ زندہ ساقی

<p>ہمارے چھپکا دیے ساقیا صباے عشرت سے خیال محنت کی اب جگہ ہے طاق نسیان پر برنگ رشتہ زنا ر ٹوٹی تو یہ کس نہ گر یہاں یاد آیا ہاتھ کو اور پاؤں کو کانٹے حیدر جہان اپنی جگہ نظارہ بادو ٹکو شعبہ قت کے بیدار ہوئی آنکھوں میں بھی مینہ آئے فروغ حسن پر دھوے ہو جس آئینہ طلوت کو سربالین راحت میندیوں آئی ہے سبزے کو جگا یا آنکو بھی ہنگامہ فصل بہاری نے صبا نے مرہم کا فور رکھا اُنکے سینے پر شیم جانفزا پیدا ہوئی بلبل کی کلیونین یسی چشم عنایت ہے جو گل کی حال بلبل پر سبارک وصل میں عشاق کو طول مسرت ہو ہزاروں آرزوئیں لیکے نہ کہے ہیں گلشن میں</p>	<p>خدا بھرے ترا جام تنہا آب رحمت سے کہ اک امت بڑی تکلیف اٹھائی ترک عادت سے تعلق پھر ہوا مستو ٹکو دھرت در کی الفت سے ہوے رخصت مجا در حضرت مجنونی تربت سے جواب لے ترانی تھے ہیں دکنو کی نکمت سے ہوا راحت سان آئے لگی باغ محبت سے طا کر دیکھ لے پھر لو ٹکو وہ عارض کی نکمت سے جوانی میں حسین جسطرح سوئیں فرط غفلت سے کہ جنکا چو ٹکنا دشوار تھا شور قیامت سے سرا پا جو نیچے جاتے تھے سوز دل کی شربت سے ہوا یہ اتحاد ذات گل کے فیض صحبت سے عجب کیا رہ ظلم اٹھ جائے مشوق کی ملت سے بڑھ ہی جاتی ہیں راتیں گیسو سے سنبل کی زینت سے خود در رفتہ ہوے جاتے ہیں جوش بر رحمت سے</p>
--	--

شمار آلودہ نظریں یا کہ پیک شادمانی ہیں
 مہر شوق تکرار سوال جام اس جانب
 زبان چشم دور و نزدیک ادھر انکار سے مطلب
 یہاں اک جام کی امید پر سوا تجا نہیں ہیں
 اشارہ اس طرف اسکا کہ چلو ہی سے پڑا ہے
 جھپکنے ہو گیا مشکل یہاں چشم تنہا ہے
 کہان تک ضبط ہو کہ تک کوئی خون چوکھائے
 کہ سن اداساتی نا آشنا یہ کبر کیا معنی
 عجب ہے رنگ حسن عارضی پر اس قدر نازش
 تری محفل میں جانا موت سے بدتر ہوا انسانکو
 جنون پیدا ہو جسکے سر میں تجھ پر جان دینے کا
 دکھایا لیکھا شکست فاش دور جام او غافل
 جو بیل دور جوانی کا تھا وہ بھی آزاد دیکھا
 نیچے ٹھکانہ عالم میں خسرو نادر لازم ہے
 مری لایعقلی پر عقل غلاطون بھی مفتون ہے
 بنا ہوں چشم ظاہر میں کی خاطر گو کہ خود رفتہ
 بظاہر گو کہ ہوں اک میکش درند خرا باقی
 تجھی کو کہتے ہیں اہل جہان رند صفا باطن
 وہ دل رکھتا ہوں تجھسا تنگدل ساتی اگر مانگے
 میں وہ ہوں صدر بزم دوست میں بلتی ہو جا بجا
 کہا ساتی نے مثل دخت رزیون جوش میں آکر
 نہ کھلو اسنہ مراد عفا سنیں گے تو ہنسی ہوگی
 خدا کی شان تو اور باد عالم عقل غلاطون

اٹھائے ہو رہے ہیں ساتی خورشید طلعت سے
 وہاں یہ حکم پہلے پوچھ لو خوبی قسمت سے
 ادھر مجبوریاں لاکھوں تقاضا سے طبیعت سے
 غرور ناز کو اس سمت استغنا ہے منت سے
 ادھر منہ پھیر لینا اسکے شوخی و شرارت سے
 وہاں پھر کمر جو دکھیا بھی تو انداز کراہت سے
 کہا جھلا کے یوں اک رنڈے افراط غیرت سے
 خدا کی شان ایسی بیرغی اہل مروت سے
 یہ اڑ جائیگا شکل جو ہرے تیری صورت سے
 کئی بھی ٹھکتے آج تک دیکھا نہ عزت سے
 اُسے واجب پہلے اٹھ اٹھا لے دین دولت سے
 نظر کر حالت مجھ پر چشم بصیرت سے
 نظر تک میری جانب اٹھ نہیں اساتی نزاکت سے
 کہ میں سرست رہتا ہوں سے بجا وقت سے
 مری گفتا رغبت بھی ہے ملو بندہ حکمت سے
 مجھ ہوش ہوں لیکن باطن بد و فطرت سے
 باطن کشش شوی قلب و آب ندامت سے
 برنگ آئندہ دل صاف ہے گرد کہ درت سے
 کہا لب کو رون ساگر کی طرح دامن کو دولت سے
 ہے تو جبکہ خسروم در بانی کی خدمت سے
 نکال لیکھا کہا تک حوصلہ بجا ملالیت سے
 زمانے بھر میں واقف ہو ہر اک تیری حقیقت سے
 دلیل عقل ہو نفرت سے واعظ کی سمجھت سے

کہیگا صاحب ہوش و خرد کو اپنی سلوک عالم میں
 تصور کر خدا کو حشر میں کیا منہ دکھائے گا
 اگر درگاہ تھا پیرا ہن وہ دن ہی یاد ہے تجھ کو
 از ساقی اقبہ عوین ہوں شاہِ ماسک میخانہ
 برنگ ساغر خورشید و آفتاب اسکو گردش ہے
 مری سے کا تصور بھی جو نہ نام بجز آجائے
 وصال یار میں کیا کیا جایا رنگ عشرت کو
 مے اک جام کے بندے شہنشاہان عالم میں
 نہ پیتے بادہ گلگون اگر دور جدائی میں
 برنگ پنہ مینا حواس اٹھنے لگے جسد م
 مبارک تجھ کو مینا نہ میں اپنی راہ لیتا ہوں
 تا شاہ دیکھنے کو دور ساغر کا میں آیا تھا
 تری تقریر کی شوخی نے جو بجلی گرائی ہے
 نتیجہ آج دیکھا میں نے خواہ شاہے بیجا کا
 پچشم معرفت دیکھ اب سانی میری قیمت کی
 ایسے جانا جو جذبِ دل غدیرِ خم کے ساقی تک
 وہ ساقی جسکے رندو نکوا کرتے میں غش آئے
 وہ ساقی جسکی زاہ عاشقی میں جو قدم رکھے
 وہ ساقی جسکے ساغر پر ملا لگ جا رہے ہیں
 وہ ساقی گلشنِ ارض بخت ہے جسکا میخانہ
 وہ ساقی جسکا جام شراب دیدار پہنچے کو
 وہ ساقی اپنے میز شکر کو جو ظلِ حمایت میں
 وہ ساقی جسکے ہونٹوں پر شوقِ تین آگے

جسے نیند آتی ہو خشتِ خرم صبا پہ راحت سے
 شکست تو بہ کو نفرت ہوئی ہر تیری صحت سے
 کیا تقدیر نے محتاج در دے کی قیمت سے
 لرز جاتا ہوں دل ہر رند کا میری حکومت سے
 کرے جو کوئی سترابی مے حکم و اطاعت سے
 سلائے عاشق بیتاب کو بالین پر ہمت سے
 مری سے کا مزہ پوچھے کوئی اہل محبت سے
 بندہ ہی ہے سلطنتِ جہم کی مے مانِ ملت سے
 عیان ہوتا نہ رنگ حسن معشوق کی صحت سے
 تو بولارند مشرب ساقی بخور شید طلعت سے
 زبانِ جل جالس اگر اب نام بھی لون تیرا غبت سے
 وگرنہ مجھ کو فرصت کب تھی معشوق کی صحبت سے
 یہ صدے کب اٹھائے تھے بلاے شامِ وقت سے
 نکلوایا اسی کجخت نے آدم کو جنت سے
 کہ کیونکر رنجِ دنیا میں بدل جلتے ہیں رحمت سے
 ملینے جام کو شرکے مجھے جس کی عنایت سے
 تو ابر مغفرت چھینے دے اٹھ کر آپ ہمت سے
 گذرنا اسکو ہو آسان صحرا سے قیامت سے
 تعالیٰ اللہ ہوئی ہو جسکی خلقت کست قدرت سے
 ہزاروں خرم میں ملو جسجگہ صبا سے جنت سے
 لے آیا جذبہ دل کہیں چکر آدم کو نیت سے
 بچا لیجا لیجا کر مئی خور شمع قیامت سے
 پیامِ دل جو ہیں نہ توئی شوقِ مجھ نہاست سے

وہ ساتی جس سے ظاہر ہو اگر شان پر الہی وہ ساتی جسے مست بادہ مرضی حق ہو کر وہ ساتی حیدر کرار جس کا نام نامی ہے وہ ساتی جسکے میکش ہوش میں ہی نہیں سکتے پڑھو محشر وہ مطلع مردہ دل بھی جسے چونکھیں	خدا تک بندے کو پہنچانے اپنے زور ہمت سے نہ دیکھا رونق خجائے دنیا کو رعبت سے دو پارہ جسے اثر در کو کیا بچیں کی قوت سے یہ مرزدہ سن لیا جسکے ہم ہیں اہل جنت سے فزون ہو نعرہ وصل علی شور قیامت سے
---	--

چلنے جبکہ رندان نجف کوثر پہ تربت سے
بڑھتی ہر استقبال موجیں بحر رحمت سے

یہ ہے مولاے قہر کے غلاموں کو شرف حاصل ولی حق امیر المؤمنین سلطان بحر و بر شاہ قدرت شہ مہر بھی ہے اور سلیمان بھی جمال آئینہ روئے علی کا جو کوئی دیکھے لگئے معراج میں تاحدا مکان ساتھ احمد کے سلوئی کہ سکے کس بندہ سے کوئی رو بردار سکے سرزادہ پر مہر لطف حیدر ہو جو چتر افکن فضائے غلہ قد مون پر قصص کیوں نہو جلے اشعار میں وقتا کرے نہ کیوں وہ قامت جو زار زمین سے اٹکے ذریعے چرخ پر غور شید نجائیں نہ لجا سکتے جو خضر اگر چراغ انکی ہدایت کا رمولانی سلف کو جب ہوا قرب خدا حاصل نقاسے حق ہوئی حاصل پیوے اسکو زیبا ہو دہر پریش فرشتوں نے جو کدے بر ترائی ہوں خامادہ دن دکھائے مرگ کی تلخی گوارا ہے انسان کفر اکھاڑا اور اٹھایا دین کا رایت	ملا مالک خادم ادناس ہیں اُنکے بد و فطرت سے علی ہے جنگو مسند شاہ اقلیم شریعت سے دو عالم کر لیا زیر نگیں زور امارت سے تو چشم و دل ہوں واقف جو ہر سر اور حدت سے علی کی ذات کو تھا اتحاد ایسا نبوت سے کہ جسے پائی ہو تعلیم شہر علم و حکمت سے سودا آنکھوں کو ہو صبح وطن کا شام غربت سے کہ پہونچے تابہ در گاہ خدا راہ عبادت سے میان مہدویت جسے لی زور و شجاعت سے کریم ظاہر جو شان مجرہ آپ اپنی قدرت سے سکندر تا قیامت باہر اسکا نہ خلعت سے کہ دنیا کو کیا طے آپ کی راہ ہدایت سے مشرف جسکی آنکھیں ہوں جمال روئے شرف سے تو لطف آغوش اور مالے بیست کو تر بیت سے کہ آنکھیں ہوں شرف اندوز مولا کی زیارت سے ملا ہتھ آ پکڑو یہ زور بازو دست قدرت سے
---	---

فرشتے ہاتھوں ہاتھ اگر اُسے جنت میں بجا لیں
 کہو صوفی سے تیرا دوا پھر ان لین ہم بھی
 گر میزان ہے ہوا کی شکل آبِ بحر ہے پیمان
 بخورم آفتاب دماہ میں حلقہ بگوش ان کے
 خیال عصمت حیدر جو بزم عشق میں آتا
 کہیں جنبش نہ مثل کوہ باد شد سے دے
 بدخو بغیض میں جو وقت توڑا بابِ شبیر کو
 دمِ جنگ آپ کی شمشیر نے وہ آگ بر سائی
 نے جس سعادۂ فیض اس کا نام ہے مولا
 زمین کو عرش وہ نقش قدم کو دین تو حیرت کیا
 سوال رویتِ حق کیوں نہ کرتے حضرت موسیٰ
 سخاوت میں ہوا آسان یہ کارِ محال آخر
 اگر دیکھے ضیاءِ نبیہ اِجاز مولا کی
 سقر کے مستحق کو بلغ ابراہیم ہو آتش
 سپردی ہے یہ قدرت نے جنگِ نامِ حیدر کی
 لوائے حیدر کے حامل کاوا بستہ جو مرتابہ
 سکون ارضِ سطح آب پر دشوار مشکل تھا
 زبان پر جب کیا نام لسان اللہ کو جاری
 علی کے تابع فرمان ہیں سیار و ثابت تک
 دمِ تعلیم دین تیغِ زبان کو آپ اگر جنبش
 وہی تیغِ زبان خالق نے دی ہو آج اُسکو بھی
 جنابِ مولوی نجم الحسن خورشید ایمانی
 جنہیں ظلمات گمراہی نکلنے ہی نہ دیتا تھا

اگر مجھے ڈار آجکا ایذا سے غربت سے
 جال مرتضیٰ دیکھے اگر چشمِ بصیرت سے
 قرار آتا نہیں دم بھر کہیں بولا کی سببت سے
 ہوا ہم پر یہ روشن قوتِ اعجاز حضرت سے
 خدا محفوظ نہ کھتا حضرت یوسف کو قہمت سے
 ہتھاک ناوا نون کو جو ہوا نکی عدالت سے
 صدائے الامان لینے لگے داؤد تربت سے
 لحد میں ڈر کے ابراہیم چپکے خوابِ غفلت سے
 کہ دامن کی طرح جی بھر دیا سائلِ دولت سے
 کہ میت السدین جو مس ہوے مہرِ نبوت سے
 کہ لہل ہوئے تھے شوقِ دیدارِ حضرت سے
 نہ رکھا نقطہ موہوم کو محرومِ شہادت سے
 تو سکتہ عقل کل کی عقل کو ہو ذرا حیرت سے
 اگر ہو واسطہ کچھ بھی تقسیم نادرِ جنت سے
 انھیں کیا خوف تیر جو گردِ مکی جراحت سے
 تو نیند آتی ہے اُسکو سایہِ طوبی میںِ رحمت سے
 ہوا یہ امر بھی حضرت ہی کے بارِ امامت سے
 ہوئے اسرارِ حق ظاہرِ کلیم اللہ کی لکنت سے
 مدلل ہے یہ دعویٰ نیرِ عظمیٰ کی رحمت سے
 وہ دو ہو شکلِ مرجب جو کرے انکارِ وحدت سے
 سنا دمِ بخود میں جلی شانِ فتحِ نصرت سے
 کیا صاف آئینہ اسلام کا رنگِ کدورت سے
 وہ آئے راہِ پارسا دوا دار ہدایت سے

جب اٹھے درس خارج دے کے ہنرم علم و حکمت سے
ملی ہے انکو یہ میراث باب علم و حکمت سے
وہ آنکھیں کرے روشن آپکے رخ کی زیارت سے
کہ روشن جسکو خالق نے کیا نور شریعت سے
مشرق ہم ہوں جسدن ہمدنی یں کی زیارت سے
لے لے ہلکو شراب عیش ان کے جام صحت سے
ہے جب تک کہ ضد و عطا کو ہم زندہ کی صحبت سے
ہے زندہ نکا دل بخون جسدن تک قیامت سے
ہے جب تک کہ ہم کہیں حشر منو شون کی کثرت سے
بذوق سمع اس مفضل میں من آئیں رغبت سے
ہیں صہبائے ایمان وہ ملا کر آبِ نعت سے
کیا مفضل کو گہریش تو نے رنگِ محبت سے
کے قدرت کہ مرتانی کرے اسکی اطاعت سے
کینگے عفو ہے امید جگواہل صحبت سے

دلوں میں بھر دیا تنویر و جہان حقیقت کو
درخبر کی صلیت کھولتے ہیں علم کے عقد سے
تمنا ہو جو الکن کو ثواب ختم قرآن کی
نکہ کس طرح ٹھہری آپکے آئینہ دل پر
خداوند ارہمن قائم جہان میں آپ اسدن تک
محنت رحمة اللعالمین دساتے کو رش
ہے جب تک کہ دور جام گلگون ہوسم گل میں
حسین رفتارستانہ سے جب تک آفتین ٹھائیں
بقا جب تک ہے دور گرئی بازار ساقی کو
ہم ج ساقی کو تر رہے مشغول ہر شاعر
جنہیں میخانہ عالم میں ہو ذوق سے عرفان
کہان تاک ای طبیعت بادہ مضمون کی شکاری
مگر دیتا ہے ساقی ادب اب حکم خاموشی
یہ طول نظر ای محشر فقط نشے کی باتیں تھیں :

اگر عہد عید عید غریب و منقبت شاہین بزرگ و جگہ انشاؤں سے بیکار

بغالب کچھ حضرت یوسف علیہ السلام

نصیحت گرتے ہو یاد اندازی سے کیا حاصل
کسی مست شراب ناز پر جب ہو گا تو مائل
کھلے گا تیرے علم کے کاس سب پر عقدہ مشکل
عبا کیا شے ہو پڑے ہو گا دامانِ لبِ لب
کہان تو اور کہان تیرے حیل عقدہ مشکل
کہ تو مردانِ نفی سے ہے حسن و قبح کا قائل

حرمِ کعبہ حسن بتان میں متکف ہے دل
مزاج زہدِ خلعت پوشچہ لینے کے ہم اسدن
جنونِ عشق سے قسمت کو برگشتہ تو ہونے سے
تعلق ہے پہنان کی کشتش پیدا تو ہو جائے
تجھے کیا معرفت اسرارِ حسن عالم آرا کی
ارے واعقل کے دشمن تجھے سمجھائے کیا کوئی

یہ سن خیر ذکر اسکا کتاب اللہ میں آیا ہے
خدا سے شوق اور پیغمبر نفس اسکے عارف ہیں
تجھ ایسے سیکڑوں خضر طریقت ایک ت تک
ہزاروں مثل تیرے عیسیٰ دوران زمانے میں
بہت سے یوسف بے کار دان تیری ہی صورت کے
یہ وہ مخلوق ہے پہاڑ جس سے قدرت شائق
کسی نے بھی نہ پایا حسن کی کونہ حقیقت کو
یہی سیل آدم میں تجلی بخش عالم تھا
اسکا نام اک وہ بھی ہے جسکو نور کہتے ہیں
یہی ہے مفتی احکام شرع جذبہ الفت
کبھی عزت گزین ہو شرم سے یہ چشم خوان ہیں
کبھی اسکی ہوا سے دامن تیغ تغافل سے
چراغ راہ جذب شوق اسکی جلوہ تاباں ہے
یہی تو وجہ تاثیر کلام لن ترانی تھا
دم گر یہی مضمحل تھا چشم پر کنگان میں
یہ وہ ظالم ہے مارا جکا پانی مانگے کیا ممکن
دکھائے یہ جو اپنا سمجھو عہد جوانی کا
ہوا تابان اسی سے نجم اقبال پیر بیٹھے
اسکے ہاتھ میں داروے بیمار محبت ہے
اسکے دم سے ہے چراغ فادویہ فانی کا
کبھی غریب ہیں بختوں کا معین شوق نظارہ
کبھی ہے حلقہ ہائے کامل پیچا پنیں پوشیدہ
کسی جا پر کبھی آئینہ رنگ بہاری ہے

رہیگا خود رس جہل آخر کب تک او غافل
امام العشق ہے یہ اہل دل کا مرشد کامل
نہے غرق محیط غم نہ ہو پیچھے تا سر ساحل
فنا ہی ہو گئے لیکن نہ پایا جادہ منزل
عدم کے قافلے سے جگے آخر ہو گئے شامل
یہ وہ مصنوع ہو عرفان صانع جس سے ہو حاصل
ہر اک کی قوت ادراک ٹھہری سعی لا حاصل
پے سجدہ ملائک کو اسی نے کر دیا مائل
یہی تھا محفل صبح ازل میں شامل داخل
یہی دار القضاے عاشقی کا قاضی عادل
کبھی تیر نظر ہنر نکلتا ہے سر محفل
کسی کا خون ناحق ہے بہار گوچہ دستاں
یہی تھا لیلۃ المعراج میں شکل مسکمل
کلیم شوق اسکے در کا اک ادنیٰ سا تھا سائل
اسی کے رعبے یوسف کو شاہی کے کیا قائل
اسی کا بھر ہے ہن دم اسیران چہ باہل
زلیخا کی اداؤں سے زنان مصر ہوں گھائل
یہ ہے تسخیر نار دشمنی کا عامل کارمل
یہی ہے چارہ ساز شدت بیتابی ہسل
یہی تقریر دلکش ہے پے رنگینی محفل
اٹھا دیتا ہے لیلیٰ کا کبھی خود پردہ محفل
کبھی ہے طول ہو کر گیسو نے دلدار میں شامل
کبھی رگماے برگ گل میں ہے مانند زن شامل

جہان عشق کی فرانِ ردائی ہاتھ ہوا سکے
 یہ ہو پیر طریقت راہ و جہان حقیقت کا
 اسکے صدقے میں بندے کو دعاؤ انا اللہ
 قریب اتنا پکارو تو رگ جانے صدا آئے
 اسکی روشنی پھیلی ہو سیارہ ثوابت میں
 اسکا جلوہ سیابِ فطرت قص زہرہ میں
 کہیں رخسارِ جان اسکے ہاتھوں وقفِ نظار
 جوابِ عارضِ لبراسی سے ہر تابان ہے
 اسکے دم سے زندہ تذکرہ لیلی و شیرین کا
 کیا راج اسی نے مذہبِ سلفِ فروشی کو
 اسی کے جذبِ شوقِ دیدنے وہ زور دکھلایا
 سوائے سخنِ دُور سے نیکنے چشمِ مستِ ساقی میں
 یہی ساقی ہی بہت العنوب ہو اور یہی ساغر
 جہانِ شوقِ بنجائے جوابِ خانہِ مجنون
 غمِ فتنہ کا جتنا مظالم ہے عشق کے سر پہ
 مرقعِ وصل اور فرقت کا تصویر خیالی تھا
 گرفتارِ عذابِ دو جہان سے مبتلا اسکا
 بیان اسکا غزل گوئی میں دردِ انگیز و دلکش ہے
 کبھی یہ ہو ادا سے چہرہ معشوق سے ظاہر
 اسی کے ہاتھ دار سے مریض درِ ہجران ہے
 کبھی دیتا جو چشمِ شوق کو فرصتِ نظائے کی
 اسکی ذات سے دنیا میں بنیادِ قیامت ہے
 سکند کو سکھائی تھی اسی نے آئینہ سازی

یہی ہو ہفت اقلیم وفا کا خسر و عادل
 اسی سے ہو دل صوفی کو چشمِ معرفت حاصل
 فنا فی اللہ ہو گا بھی یہی ہے مرشدِ کامل
 بعید اتنا نہ ہو بچے عمر بھر کوئی سر منزل
 اسکا نور ہو افلاکیوں میں رونقِ محفل
 دلِ دہاد میں سے صورتِ قبلہ نما بسمل
 کہیں کاوش سے اسکی جو گئی تابِ نظرِ شکل
 یہی نامِ خدا ہے چہرہ پر دازِ مہِ کامل
 دلِ فرہاد و مجنون کا کبھی یہ دشمنِ قاتل
 اسی کا بندہ ہے دامن ہو ہر عاشقِ بسمل
 عشاق ہو اور پاس لے در بانِ درِ محفل
 اگر انکھارِ رنگینی پہ اس کی طبع ہو مائل
 اسکے ہاتھ سے نہ رہن کو لطفِ دورہِ کامل
 خدا ناکردہ یہ ظالم جو نہ باد سی پہ ہو مائل
 بہاتا ہو یہی دریائے خونِ تابِ دلِ بسمل
 ہیولا سے عیبت میں جو رنگ اسکا نہ شامل
 سزاوارِ اجل ہو اور نہ ہو عینے ہی کے قابل
 قصیدہ گو کی خاطر باعثِ رنگینے محفل
 بسمِ ہاسے پیمانِ نینِ نیک بکر کبھی شامل
 یہ ہے بیمارِ فرقت کا طبیبِ حاذق و کامل
 کبھی بننا ہے غمازِ نگاہِ عاشقِ بسمل
 کہ اہلِ عشق ہیں اک دوسری جانے قاتل
 یہی تھا خوبرویانِ جہان میں جو ہر قابل

یہی تو دہرہ نیرنگ ظلم وضع فطری ہے
 قبول اس سے دلعے عاشقان طالب ہے
 اگر یہ طول سے حالت کو اپنی زلفت بجائے
 نشان سجدہ بنتا ہے کبھی سیائے زاہد پر
 بشر پر ہو فرشتے کا گمان اسکی کرامت سے
 ہر اسے چاک پیرا ہن زلیخائے ہوسن سکر
 یہی ہے واضح قانون بیتابی محبت میں
 اسی سے حریت ہو ہلال عید قربان میں
 امارت میں شریک اسکو کیا یون کلاک قدرتی
 سپیدی لعل بنکر غدیر حشم میں چمکا تھا
 یہی تھا مظہر معنی ذوالنورین اصمرا میں
 یہی تھا موج طوفان خیز دریائے فصاحت کا
 عبائین پاؤں کے نیچے بچھائے بیٹھے تھے مومن
 میں ہوں جسکا کہ مولا یہ علی بھی اسکا مولا ہو
 پر روح الامین کا پتر تھا فرق مبارک پر
 مبارک حاجیو کوچ اگر اسکو گیتے ہیں
 علی ہے باعث حسن نزول آئیہ بلغ
 دم نصف النہار کائن شعا عین مہر کی بڑھکر
 ستاروں کی طرح روشن ہوئے عارض غلاموں کے
 ہوا ساقی کو شرب غدیر خم میں بھی ساقی
 اذرا ہشیار تحشیہ داغظ شوق اترا مہر سے
 چلے آتے ہیں میکش ہندو حسن اطاعت میں
 ہجو مر آرزو تے اگرے ہو نہ سکتا ہو

شباب اور کسنی کے درمیان ہوا کہ حد فاصل
 یہی دشنام یا رتند خمین بھی رہا شامل
 بزرگ خال دلبر ہو جو ہوا بجا ز پر مائل
 کبھی یہ ہے سواد دیدہ ہائے عارف کامل
 زبان مصر کیا کرتے یہاں ظالم کو لا یعقل
 کہیں ہے باعث افشائے لازم عاشق بیدل
 یہی ہے نایخ آئین صبر عاشق بے مل
 ایسی جلوہ تابی ہے میان خضر قاتل
 حسن کی نام سے تجنیس غلی ہو گئی حاصل
 سر منبر تھے ہمراہ علی جب خسرو باذل
 کوئی تھا نیر انظہم تو کوئی تھا مہ کامل
 دوزخ جوش میں جب نسطیر شاد تھے شرع کامل
 وہ جلتی دوپہر کی دھوپ اور وہ نور کی نقل
 محمد کا یہ فرمان سن ہے شے سب بگوش دل
 مثال حکم بلغ ہو رہی تھیں رحمتیں نازل
 کہ مولا بھی ملا اور ہو گیا ایمان بھی کامل
 علی ہے جانشین مسند پستہ عادل
 دونوں میں سوز شوق سن بیت ہو گیا داخل
 بنی ہے کمکشان راہ غدیر خم کی ہر منزل
 تو سبیلش جوش میں انگڑائی لیکر ہو گئے بے مل
 جوانہ بادہ نوشی میں رہی اب کوئی مشکل
 بڑھے وہ ہاتھ بہر بیت ساقی دریا دل
 چکارہ دور سے ساقی کو بیٹھے ہو عبت غافل

بہانے کج بحر بادہ سر جوش بان ساقی
 جدار کعبہ سے ٹکرائیں موجیں قلم سے کی
 وہ بان جام سے آوازہ ہل من مزید آئے
 نظر رکھنا ذرا اس دو پہر کے میرے گئے پر
 فراغت پاکے ج سے منزل مقصد پہ جانا ہر
 ذرا اسی پی کے دے دریا بہا دون مریح مولا کا
 رسول طبع پر یون دجی مضمون متصل آئے

مطلع

مہ چرخ نبوت جس سے مل کر ہو گیا کامل
 کیا تھا طور پر چسپے حکیم اللہ کو غافل
 نزول دجی میں جب طبع اسرار خدا شامل
 ترے جلو سے کا ماخذ ہے بالی خالق عادل
 یہ ممکن ہی نہیں دونی ہنر رنگینی محفل
 مبارک ہو ہمیں تکمیل دین اسے خسرو باذل
 کیسے اور دنیا بھر میں ہم ہر گز نہیں قائل
 علی کے فیض سے جو آج مانگتے ہو حاصل
 غدیر خیم کی موم بھی آج مجھ میں ہو گئی شامل
 ہوئے شیر آبی نائب پیغمبر عادل
 کہ آتا ہے شہنشاہ کے میل سالک رحل
 کہ دیکھیں آج حسن شان شاہ آسمان منزل
 ہمارے ترک اولی کی بھی حل ہو یا علی مشکل
 جہاں پہاڑ چھوئے آئے بہت اندھین سر ساحل
 کہ وقار تھا با بابر اور چوہدری شاہ جلال

علی اجزائے نور حسن کا وہ جو ہر قابل
 وہ در پردہ جمال مرتضیٰ کی ایک جھلکی تھی
 غدیر خم میں ہمراہ نبی یون آئے منبر پر
 سراپا حسن جبکہ کہتے ہیں وہ یا علی تو ہے
 بیان کر دے اگر کا فربہ بھی حسن ذکر حیدر کو
 مبارک یا علی تجھ کو دو عالم کی شہنشاہی
 وصی مصطفیٰ مناجات اللہ تو ہے اے مولا
 مبارک تم کو لے لوح الامین کو خلعت عدت
 زبان بیچ کو تر پر بھی یہ نغمہ ہے شادی میں
 تعجب کیا جدار کعبہ اس دی میں پھر شش ہر
 پھر کھڑا تھا خوشی میں بادہ بیت لہر کا ہر جاہ
 سراپا خیم میں اس شوق میں شمس و قمر دون
 جنان سے انبیا کی روحیں یہ کہتی ہوتی امین
 فرشتے یون کھڑے ہیں تہذیب دینے کی حسرت میں
 قصیدہ پڑھتے آئے اس خوش بین ہمسے شاہ جلال

<p>وہ نائب مولوی ناصر حسین عالم عادل کہ اسکے جد کا اک ادا ناسا پر توبہ میر کا مل بنا ہو در میان مین حق و باطل کے حد قائل ہمیشہ فیض جسکو باب شہر علم سے حاصل برنگ بترگی شام فرقت طول لا طائل مخالفت کو ہوا اسکے سامنے منہ کھولنا مشکل پڑھوں وہ مطلع تازہ کہ آئے ہوشین محفل</p>	<p>مجا طبع منین اور حضرت حجت کا نائیب ہے وہ عالم جسکے چہرے کے نظاریے یہ روشن ہے شگاف خامہ جسکا حیدر صفدر کی نصرت مین تحقق وہ کہ جسکا ہندت ہو طوس تک شہرہ سواد اعلیٰ دشمن دین جسکے نکتہ سے کرے ظاہر جو خاموشی مین یہ اقرار کے معنی بجوش منقبت اس عالم اعلم کی خدمت مین</p>
---	---

غدر رحم ہے تیرے ہاتھ مین ساقی دریا دل
لگا لے کج بڑا بادہ نوشو کا سر ساحل

<p>لبونے لگے بجائے مگر حساب مہ کا مل برنگ برق کوہ طور دل سینو مین ہون لبیل ہے اپنی مدد کو تیغ بھیجے حساق عادل جمال مرتضیٰ نے سارے وجود کر کے باطل علی کا نور ہے وجہ تجلی نہ کا مل یہاں تو سیکڑوں بندہ خدائی دیتے قائل مرے مولائے پانی مسند پیغمبر عادل یہاں بچپن کی قوت سے کیا نصیب کو گھاس یہ تھے اللہ کی بھیجی ہوئے شمشیر کے حال وصال زلزل دنیا پر نہ حضرت بھی تھے مانع پسینے مین یہاں برسے گل شاداب تھی شامل یہاں شیداء رسول اللہ تھے اور خاق عادل یہاں دور سخاوت مین تھا قحط حاجت شامل یہاں جو دشمن جانی ہوا سکی صل کرین مشکل</p>	<p>الایا ایہا الحشر ذرا پھر مطلع روشن جو ہو نظارہ حسن علی بے پردہ و حائل علی وہ جو ہر تابان ہے شمشیر شجاعت کا کہاں ہیں حضرت یوسف ذرا اب سامنے آئیں خطاب ماہ کنعان پر سداوار اب نہیں نازش خیال و خواب تھا شمس قرآن کر گیا سجدہ اگر اور نگ شاہی پر انھوں نے کی سیلانی نہ تھا بجا اگر بل انکو تھا زور جوانی کا زیلنا کش اگر تیغ نہ پر انکو نازش تھی بہا و نفس اگر اُسے ہوا بزم زیلخا مین شمیم عطر پیرا ہن مین اُنکے تھی توحیت کیا اگر اُنکے خدائی پیر کنعان اور زیلخا تھیں وہاں عہد شمشا ہی مین آنت تھی گرانی کی نہ پوچھیں بھائیوں کی بات تک بادشا ہو کر</p>
---	---

وہاں نورِ صباحت سرِ منہ چشمِ زلیخا تھا
 امین اپنا عزیز مہرے اُنکو کیا تو کیا
 فریبِ حسن اگر وہاں وجہِ تسخیر کو اکب تھا
 غم گیسو اگر وہاں روکشِ محرابِ مسجد تھا
 اگر مہتاب کیے اُنکی پیشانی کو زیبا ہے
 جوابِ ذوالفقار ابرو بنائے اُنکے خالق نے
 اگر وہاں اُنکھ کی گردش میں تھا عجب شہنشاہی
 نگاہِ شوخ اُنکی برقِ طورِ نوجوانی تھی
 اگر اُنکا دہن بابِ مراد پیرِ کنعان تھا
 اگر رخصت اُنکے تھے چراغِ خانہٴ زندان
 سنون کعبہٴ پیغمبری تھے ہاتھ اگر اُنکے
 برائے نام اُنکے قلب میں الفتِ زلیخا کی
 اگر وہاں نقشِ پایِ چشمِ دچرخ پیرِ کنعان تھے
 قدم اُنکو ہوئے سلطنت میں مہرِ تگ لائے
 خمارِ بادِ حسن دعا ہے ہاں مرے ساقی
 گلے ملنا ہے ہاں کوثرِ آشاموئے دم بھر میں
 خدا رکھے مر پیرِ مغان بھی کھدِ رخِ شہ ہے
 فردِغِ میکہ پر صبحِ جنت بھی قصود ہے
 خدا دندا بہت جلد اُنکی خواب آلودہ آنکھوں کو

یہاں حسنِ ملاحمت پر زانہ عاشقِ وصال
 بنے یہ حسنِ طاعت سے امین خالقِ عادل
 ستارہٴ یان بھی آگاہِ مین بنکر عاشقِ بیدل
 یہاں کاکل کا حلقہ کعبہٴ اسلام کی منزل
 یہاں تھا غمِ قسمتِ روشنی بخشِ مکمل
 اگر دونوں بھونچیں تھیں اُنکی رشکِ خنجرِ قاتل
 یہاں تھا دورِ نورِ چشمِ مین خوفِ خدا شامل
 یہاں نظریں وہ جنہرِ خودِ شبابِ حسنِ تھامل
 لب اُنکے تھے زیارت گاہِ چشمِ حسرتِ سائل
 سٹور اُنکے عارض سے شبِ معراج کی محفل
 یہ اللہ فوقِ ایدہم کا اُنکو مرتبہٴ حاصل
 یہاں وہ دل جسے کیسے کلامِ اللہ کی منزل
 یہاں نقشِ قدمِ مہربوت سے ہرے و ہسل
 غدیرِ خم تک آئے یہ تھے ایسے رہر و راجل
 جمالِ شاہِ ساغر دکھا دے پھر سرِ محفل
 اگر مددِ شہ وہ ہیں مین بھی ہون مستی سے لایعل
 غمِ دنیا کیا عیدِ غدیرِ خم لے سب باطل
 کہ اب تک محبتِ حق ہو رہی ہو شام سے نازل
 دکھائے جلوہ ہاں شاہِ مقصود بے حائل

شرابِ دعا اس زم سے جو پیکے اُگلے ہیں
 اکھمی کچھ کچھ ہوخیاری کبھی تھوڑے ہوں غافل

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے لیے دعا کرتا ہوں

آفتاب سخن

دور موسم گرما ہوا یہ عالم گیر
اڑسی ہین قات سے پریشان شکل پروانہ
مثال پنہ کے کافر صبح جلنے لگا
دل حزن کے ہین تجلے آسمان ساتون
جواب ہین کرہ نار کے وہ تہ خانے
نہیں نکلتا ہے سو تو نے آب جاری بھی
ہنا ہے چشمہ مہتاب صورت منفصل
ہوا تھا جلکے کبھی کوہ طور سر صفت
زمانے بھر کی گذرتی ہے ایک حالتین
جلالے دیتی ہے دل عاشق کے شمع مفت
رہائی ہو گئی دیوانگانِ الفت کی
صراحیوں میں ہے گویا دو آتشے ناب
جواب شعلہ چراغ ہے زبانِ قلم
سنا ہی کرتے تھے کافون سے آج دیکھ لیا
مثال برگِ خسرو دیدہ رہ گیا جلکر
بنے ہوئے ہین سر شعلہ تیرون کے نادرک
پنہ گزین ہون اب ارمان کے سائے میں
بھڑک ہے ہین ہر اک سمت شعلہ ہے خون
ترس گئے نفس سرد بہر نیک عشاق
مفرحات کا بدلا ہے اس طرح سے مزاج

کہ رشک عرصہ محشر ہے سطح بحر و غدیر
پناہ لیتے ہین ہیر العلم میں دیو مشیر
صبا کے پاؤں میں صرصر نے ڈال دی زنجیر
ترقیونپہ ہے اس درجہ سو فہر ہر فہر
ہمیشہ جو کرہ زہر کے تھے نظیر
چھپا ہے بھر کے دامن میں جا کے ابرطیر
ہین آفتاب کی کرنیں جراب آتش گیر
طلالے پر تر نور سے بنا ہے اب اکسیر
شرر کی طرح تپان ہے ہر اک امیر و فقیر
سیان بزم حسینوں کی گرمی قسمتیر
گلابی جوش حرارت نے پاؤں کی زنجیر
ہوئی یہ برت کے ملنے سے آب کی تاثیر
ارادہ تھا کہ ہو گرمی سموم کی تقریر
ہوئی ہے برقِ فلک آہ عاشق دلیگیر
ہو اے گرم سے قرطاب گلشن تصویر
نشانہ ہوتے ہی بھن جاتا ہے دل زنجیر
کہ جلکے خاک ہوا دامنِ دل بد گیسر
کھڑک رہی ہے زمانے میں ہر طرف زنجیر
مثال برقِ جہدہ سے نالہ شہرگیر
کہ بیدِ مشک میں مشکِ نون کی بو تاثیر

تلاش کرتے ہیں بانی کی چادرین وہ حسین
 ہوا ہے جذب رطوبات باطنی ایسا
 بنے ہوئے ہیں سراپا حسین شعلہ مزاج
 سیانہ میکدہ جلتے ہیں شیشے شمع صفت
 ہر ایک بل شیدا ہے شکل موسیقار
 زمین میں دھوپ کی رہتی ہے استفادہ گری
 علاج اہل جونین طبیب حیران ہیں
 رُکے نقاب سے کس طرح دھوپ کی گرمی
 جفا کہ چھوڑا ہے مشقون نے مجبوری
 اُتار ڈالا ہے زہاد نے عماموں کو
 جناب قیس کا کچھ اور ہو گیا ہوا داغ
 ہے بیستون پہ فسادِ رحم کے قابل
 پیچھے ہیں دامنِ قلم میں جا کے حضرت خضر
 یہ زور گرمیِ برقی حسام حیدر ہے
 وہ دھوپِ شمسِ عرب کی وہ حاجوِ کاجوم
 وہ جبریل کا آنا حبیبِ پاک کے پاس
 زبان پہ لانا وہ اکمالِ دین کی خوشخبری
 رُکا ہے قافلہ حکمِ نبیِ داور سے
 جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی آگے بڑھ آئے
 بنایا جاتا ہے ممبر شتر کے پالان سے
 غرض کہ زمینتِ ممبر ہوئے نبی و علی
 خدیاے احمد و حیدر سے دشت کے درے
 گوشِ ہوش سنیں سب کے سب کلامِ میرا

ہمیشہ جگمگا تھا بلوس پر نیاں و حریر
 فراق میں نہیں رو سکتے عاشقِ دلگیر
 ذرا سی بات پہ کھینچے ہی لیتے ہیں شمشیر
 ہر اک سب سے پُر از ہے آفتابِ نظیر
 لگائے دیتی ہے سخنِ چمن میں آگِ صغیر
 کہ شبکو چاندنی جل جاتی ہے مثالِ حریر
 مبررات میں پیدا ہے آگ کی تاثیر
 برنگ گل ہے حسیون کا رنگِ رخِ تغیر
 گمان کے گوشے میں گرمی کے مانے چھتو ہیں تیر
 دعائیں مانگ رہے ہیں کہ آئے ابرِ مطہر
 و دچند ہو گئی گرمیِ عشق کی تاثیر
 کہ غن ہو گیا دل میں خیال جوئے شیر
 کنوئیں میں پھر ہوئی یوسف کی روح کے اسیر
 کیا ہے آج خدا نے نبی کا جنکو وزیر
 وہ اجتماعِ ہر اک کا قریبِ نعمِ خدیر
 بیان کرنا خوشی سے وہ حکمِ ربّ قدیر
 وہ نعمتوں کی عنایت ہے صغیر و کبیر
 زمین جھاڑ رہے ہیں جوانِ دھل و پیر
 بوڑھے گئے تھے پٹ آئے وہ بھی بے تاثیر
 عبا بچھائے ہوئے بیٹھے ہیں امیر و فقیر
 خدا کی حمد میں اول شروع کی تقریر
 کوئی تھا مہرِ درخشان تو کوئی ماہِ منیر
 یہ امر وہ سنے ازل میں ہوا تھا جو تقدیر

<p>علی کو مانے وہ مولا جو ماننا ہے مجھے اُٹھایا ہاتھ یہ اللہ کا پھر محمدؐ نے پھر اُسکے بعد کہا یہ علی ہے سبکا ولی فراخ جب ہوا تبلیغ حکم داور سے حضور اُترتے ہیں ممبر سے یوں علی کے ساتھ زبان موجب کو شرد و د پڑھنے لگی بڑھے ہیں مثل دل عاشقان ہے بیعت یہ ولولہ ہے کہ ایمان ہو گیا کامل درود پڑھ کے پڑھو محشر ایک مطلع نور</p>	<p>دلی میں جبکہ ہوں اُسکا ولی ہے میرا وزیر یہ مدعا تھا کہ دیکھے ہر ایک طفل و پیر نہ دلیں شک کو جگہ دے کوئی امیر و فقیر عبا کو جھاڑ کے اُٹھا ہر اک صغیر و کبیر کہ جیسے عرش سے آتی ہے وحی رب قدیر ملا لک نے کمر کسی ہسم تکبیر ہجوم شوق میں کل مومنین باتوقیر ہمارے ہی لیے ہے اب بہشت کی جائیر کہ جس سے دھرمین آجائیں سب صغیر و پیر</p>
---	--

علی کا نور تھا صبح ازل وہ مہر منیر
کہ جس سے جاگ اُٹھی شام ابد کی بھی تقدیر

<p>علی ہیں قاتل و کفار فاتح خیبر علی شیعہ ہیں اسلامیوں کے روزا بہر علی کے واسطے خالق نے ہل اٹی بھیجا علی ہیں شیر خدا اور علی ہیں غالب کل نبی کے دو شہ گے بین جسے رکھے قدم پئے شہادت اعجاز زندہ ہیں عیسیٰ مٹاکے شکل بہان حرم کی حیدر نے خدا نے جسے جیا کی وہ انہی زودہ ہیں سخاوت آپ کی قبر کے دلے پیچھے کوئی عبادت ایسی ادا کی نماز جگہ کے وقت زبان قوت اعجاز اگر کوئی پاسے فرشتے آج تک اپنے پر و کو ڈرتے ہیں</p>	<p>علی کو چرخ سے اُترتی ہوئی ملی شمشیر ولا علی کی دلاتی سے خلد میں جاگیر علی کا دل ہے کلام مجید کی تفسیر علی ہی ناصر و منصور ہیں علی ہیں نصیر بنیر اُسکے ہے دین خدا کا کون ظہیر خرد ب ہو کے کمر پھر آیا مہر منیر دکھا دی چشم زمانہ کو دین کی تصویر کہ جبکے واسطے آئی ہے چادر تطہیر کہ ستر اونٹ کیے ایک دم میں نذر فقیر مثال بارش باران تھی گو کہ بارش حیر اُذ و الفکار کی تعریف ہو سکے تحریر فلک پہ ہوتا ہے جب ذکر برش شمشیر</p>
--	--

گزر محال ہے سوزن کا بھی میان میر
 تو ایسے وقت میں عاصی ہوں انسا طہیر
 ہو درست مثال مسازبے تکبیر
 قدم سے آپکے مانند عرشِ اوج سر پر
 دنیا کو اُس کی کیا آپ ہی نے عالمگیر
 اگر ہو سائے کی صورت سے موت درمگیر
 جگا دی آپکے قدموں نے کہے کی تقدیر
 جیاں قلب مصور کو دیکھ لے تصویر
 ہو حجاب کو دریا میں ہم موجِ خطیر
 ہوا سے اُسکی گریبان ہوں شعلہ ہست میر
 گنا ہگار یہ محشر بھی ہے غلامِ حقیر
 کہ اب دعا کی طرف رہنا ہوئی تقدیر
 مقیم آسے سوا نیزے پر ہو مہرِ منیر
 ہر ایک کو ہو جہنم کا درِ گریبان گیر
 مرے نصیب سے اٹھ جائے کل عذابِ سیر
 تمام اہلِ دلا کی جنان میں ہو جاگیر

کیا ہے عدل سے یوں اندالِ زخمِ ہکا
 پہلے نسیمِ شفاعت میانِ حشر اگر
 ہر بندائین اگر لے نہ کوئی نام علی
 ہے سر پہ آپکے تاجِ شہی بلند مقام
 بنایا آپ نے خورشید کو شہِ خاور
 بچالین آپ جسے عمرِ خضر اُس کو ملے
 بڑھو انکی ولادت سے آیا خواب فنا
 جو بے حسوئی نگا ہو نہیں نورِ بخشین آپ
 بچالین سیلِ فنا سے جو آپ نازک کو
 بدمی عذاب سے عاصی کو آپ اگر کر دین
 بچانا گری روزِ حساب سے مولا
 زبانِ مدح سرا کو ہے اختصار سے کام
 زمینِ بقی ہو جس روز مثلِ تلے کے
 خود اپنے تن کا پسینا ہو تا گلو حیدن
 یہ التجا ہے مری اے قسیمِ نارِ دجنان
 کسی کے ہاتھ سے چھوٹے نہ آجکا دامن





گل افشانی نہال خاوری محفل نور مزہج سرا و بہان الم لا خبی علی نقضی شیر خدا علیہ السلام

گل افشانی

دوستِ عالم بھی کم ہے بہر ایران بہار
وہ ہوئیں کالی گٹھائیں اٹھ کے قریب بہار
ہے گل خود رو سے وہ جنگل بیابان بہار
کر رہے ہیں عاشق و معشوق، اعلان بہار
دین سلطانِ خاوری ہے کہ دامن بہار
عندلیبان چمن یون تین ثنا خوان بہار
جھومتے ہیں جوشِ مستی میں جو امان بہار
رنگ آوازِ جس سے صبحِ خندان بہار
خاکِ ٹپے بشتِ زمین سے اراکان بہار
بڑھ رہی ہے دہم تو قیصرِ ایمان بہار
غلغلہ گردان ہے زلفِ عنبر افشان بہار
بے تکلف لٹ رہی ہے نعمتِ خوان بہار
سرے پائک ہو گئے گلپوشِ مرغان بہار
یوں ہے محو خواب سبزہ سبکے مہمان بہار
حسن کے دریا میں ٹوبے ہیں جو امان بہار

فیضِ قدرت سے ہوا اس طرح سامان بہار،
بادہ نوشون کو مبارک ہو ہوا سے معتدل
جس زمین پر فرش تھا کانٹوں کا تاحد نظر
دیتی ہیں نچنے چٹک کر نغمے بلبل کی داد
کلابِ قدرت نے زبرِ گل کی وہ کین گلکاریاں
ست ہیں تاثیر سے نفون کی افلاک و زمین
چھٹی رتی ہے سازِ برگ گل جو مضرب ہوا
سلسلہ جنبان و حشر ہے ہوا سے معتدل
بارشِ باران سے بھی وہ چند ہیں گلریزاں
بے خیال تو بہ زار ہی رہے ہیں جام سے
آج موسیٰ بھی جو بخش ہوتے تو آما جلم ہوش
حسِ خجائش لئے تین سبکوثرِ بخششِ ذائقہ
جوششِ فصل بہار یکا یہ طرفہ ہے اثر
ہر نفس پر جبکہ ہو خواب زلیخا بھی نثار
اس شبِ بنم سے نہا کر ایسے نکھرے وقتِ صبح

<p>صبح بلخ خلد ہے چاک گریبان بہار کیا جنون افزا ہے ابکی سال عنوان بہار کیون نہ خوش نومنون باران بہار دیکھ کر حن سوادِ سنباستان بہار عاشقوں کی دلے پوچھے کوئی احسان بہار نظمہ توبہ کا تجھ پر مجھ پہ احسان بہار اس طرح ساغرین بھر صبا عفران بہار موج پر جکے تصدق غن شریان بہار شوق میں جکے ہر اک مومن ہر مہمان بہار جسکا اک کہنہ سرا پر رہ ہر دامن بہار دوبجائے آبِ نخلات میں گلستان بہار گلشنِ جنت پر چمکتا ن ہو عنوان بہار مٹھ نہ دیکھیں صبح پیری کا جوانان بہار اپنے اپنے لہجہ رنگین میں مرغان بہار ہر جگہ جنت بنادے جوش باران بہار آج سے تاحشر برے ایرنسان بہار جسکا نقش قدم طغی فرمان بہار</p>	<p>عیب بھی فضلِ خدا سے ہو گیا عالم پسند جانتے ہیں تحب زادہ بھی چاک آستین ذرہ خاک شہیدان بنگئے لائے کے پھول ابکھے پڑتے ہیں ہوائے زیب گیسوین جین نخل تیر بار میں پیدا ہوا پیکان کا پھل ساقیا نرود ہے بھس کر گلابی جلد لا لوگ سمجھیں آگیا برج شرف میں آفتاب وہ مئے گلگون و طاہر جسکی پیٹنے میں ثواب بادہ حب امیر المومنین جس کا ہے نام گلشنِ محبوب خالق کے گل شاداب ہیں دیکھ لے انکی گل نقش قدم کا حسن اگر انکی چشم رشک نرس کا اشارہ ہو اگر انکی گلشن کی ہوائے جانفزا کھائیں اگر حق تو یہ ہے بھیجتے ہیں ہر سحران پر درود ہو شیت سے خدا کی آپ کا ایمان اگر آپ کے دریاے بخشش کو اگر آجائے جوش مطلع تازہ پڑا اے محشر پھر اسکی برج میں</p>
---	---

بلخ عالم ہے علی کمال ہے شان بہار
طائرِ سدرہ ہوا سو جان سے قربان بہار

<p>آتشِ نرود میں ہوتے نہ سامان بہار یہی سمجھیں لحن داؤدی کو مرغان بہار اُسٹے ہر اک خاک کے ذرہ سے طوفان بہار گھیرے کون و مکان کو دور دوران بہار</p>	<p>آپ کی امداد سے محروم اگر رہتے حسیل آپ کے حسنِ حکم سے جو ہون گوش آشنا دینِ نو کا حکم اگر جوشِ طبیعت سے حضور آپ کے بھڑائی سے کی اگر پیسے شمیم</p>
--	--

طبع روشن سے جو دین اُفتادہ طینت کو ضیا
 رونق بستان عالم کو اگر کر دین دو چند
 معجزے دے گنگ فطری کو اگر گویا کرین
 حار و بار دین اگر فرمایا حکم امتزاج
 آپکا باران بخشش گرد کھائے جو فیض
 بہرہ ور ہو کر دماغ جان شمیم علم سے
 اس طرح زخمون کے گل کھلتے ہیں انکی تیغ سے
 عدل انکا قلب دشمن میں جو نیکی ڈالے
 آپکو گلہائے نقشب پائے بارغ دہر میں
 آتش قہر و غضب کے ہوں اگر پیدا شر
 دُور عالم سے مٹا دین آپ اگر دُور خزان
 نے جو نعمت بہت کو انکا گل خورشید اوج
 تیرہ بجھون کو جو دین مہر طبیعت سے جلا
 بارغ عالم میں اگر نور انکا ہو پرتو فلک
 بارغ عالم کو عوارث سے بچائیں آپ اگر
 دے اگر کم مایہ کو رنگ طبیعت انقلاب
 آپکے صدقے میں بننے جائیگے جب ہو نہیں
 ختم کر عیش و دعائے مختصر پر طول نظم
 خلق میں یارب بقا جب تک کہ ہے نور و زکو
 رند اور زاہد کے مشرب میں ہو ضد جبر و تزک
 خلق میں جب تک شراب حب حیدر کا ہو دُور

خازہ روئے جان ہو خاک میدان بہار
 شمع برق طور ہو شمع شبستان بہار
 ہو زبانِ برگ سے ہر گل ثنا خوان بہار
 بادِ صحر ہو صبا سے ملے شایان بہار
 ہو بچے گھر بیٹھے ہر اک کو نعمت خوان بہار
 ہے سبق روح الامین کو طفل یونان بہار
 سامنے جسکے ہے افسردہ گلستان بہار
 تا قیامت ہو خزان دے لے نگہبان بہار
 خلد سے بھی ہے دوبالا عزت شان بہار
 کھنڈ آتش زدہ بن جائے دامان بہار
 صبح روزِ حشر سے مل جائے عنوان بہار
 ساتویں گردوں پہ چلے مہر تابان بہار
 صبح جنت پر پہننے شام شبستان بہار
 شکرِ موسیٰ ہو شکرِ یحییٰ دیکھ لے شان بہار
 پر وہ چشمِ فلک ہو خاک میدان بہار
 سودہ لعلِ امین ہو گردِ دامان بہار
 خلد میں نکلے گا ہر اک دل سے ارمان بہار
 چسپ ہیں تیرے رفزون۔ یہ نغمہ سخاں بہار
 معتدل چلتی ہے جب تک بادِ بستان بہار
 ہے پرستی سے ہی جب تک تازہ ایمان بہار
 و حق ہے شیعوں پہ جب تک نعمت خوان بہار

نشانِ ایمان سے ہر مومن کا دل سرشار ہو

قلب دین تازہ کرے بادِ گلستان بہار

ریاضِ متقبت

آپ نیناں کی ہے صورت گریہ چشم پر آب
 زحمت تشریف سے عارض پہ سُرخ آگئی
 نقشِ پائے صفحہ عارض پہ گلکاری ہوئی
 بوندیاں پڑنے لگیں چلنے لگی باد بہار
 بلبلوں میں چھڑ گئے باہم فسانے عشق کے
 پھولوں کی کثرت میں کسے حسن کو ترجیح دے
 دیدہ عرفان سے دیکھو حسن رفتار صبا
 کثرت گل نے شادی باغ و صحرا کی تمیز
 باغ کے نظارہ گہ میں آؤ اسے موسائیو
 روح داؤد آئے گلشن میں پے سیر بہار
 چشمِ خوان سے اڑا تھا جو کہ نرم عیش میں
 فیضِ باد صبح سے اعجاز عیسے عام ہے
 کیون نہ اپنے جوش پر زور نمو کو ناز ہو
 سیر گلشن کو اٹھے جلدی میں یہ مکڑ حسین
 شاہد گل اپنی رعنائی پہ نازان کیون نہ
 جلوہ ایسے شاہان باغ کا کیا ہو بیان
 چھوٹ انکے حسن کی ہے سرسہ اہل نظر
 ہو گئے دلچسپی گلشن سے دیوانے سیر
 شورشِ دیوانگی کو لے اڑے آخر وہیں
 باغِ عالم گونج اٹھا حاصلِ عسل کے شور سے
 مرکزِ حسنِ نمو ہے یا کہ دامنِ زمین

تم مرے گھر آئے یا ہجرت میں آفتاب
 کیا ہی رنگِ حسن میں ڈوبا ہوا پھولا گلاب
 شوخی رفتار سے ٹھہرا ہوا کا اضطراب
 جنبشِ دامن تھی یا تحریکِ دامنِ سیلاب
 بتلائے ہجر کی آنکھیں ہوئیں مائلِ خواب
 صورتِ خوشبو پریشان بنے نگاہِ انتخاب
 شمعِ کو جس نے بتایا جادہ راہِ ثواب
 وسعتِ عالم ہے یا تصویرِ حسنِ انقلاب
 کوہِ سینا نہر ہے برقی تجلی موجِ آب
 جذبہ ہائے فتنہ بلبل ہوئے یوں کا یا اب
 فرشِ آسائش یہ بنے کوہِ پائیا ہوا اب
 مجرمِ الفت ہوں عاشقِ لیل جو نامِ اضطراب
 دامنِ گلزار میں ہر شے ہے فردِ انتخاب
 ہو رہے گی خود بخود زمیں زلفِ مشکناں
 بالکین سا بالکین اور قوتِ عمد شباب
 بہرِ زینتِ جنکو آئینہ دکھائے آفتاب
 رات بھر جھکا بلا گردانِ فروغِ ماہتاب
 ذرہ ذرہ ہے تناسلِ دل خانہ خراب
 عالمِ ہستی میں آیا از سر نوِ انقلاب
 بوسے گل ہے یا کہ خضرِ جادہ راہِ ثواب
 دیکھتے ہی دیکھتے پودوں کا پہنچا شباب

<p>سر نہ چشم حقیقت میں فرس نہ ہر دیکھ کر غیبیوں کو عقل فلسفی گم ہو گئی قوت اعجاز فصل گل سے عاشق جی اُسٹے آتش گل کا فروغ گرم بازاری پھوٹے خوبیان رنگینی موسم کی سمجھے عقل کیا ہر طرف بکھرے ہوئے ہیں پھول تاحد نظر فیض موسم سے اُسی کو کہتے ہیں رشاب بہشت نقش پاکینہ ہائے حسن بن کر رہ گئے چشم دل سے پوچھو احسان ہو اسے عطر بیزر جنبش گلبن گرانی ہے زمین پر برب کہ پھول بو تراب بن ابو طالب شہنشاہ نجف مہر جسکے صدقے میں زینت وہ بروج شرف جاسے بم اللہ جس کا دفتر فطرت میں نام منقبت کے جوش میں وہ مطاع روشن پڑھو</p>	<p>خضر کے جلوے دکھائی دیتے ہیں مابین آب اک طلسم غیبی نہاں ہے حجاب اندر حجاب آگے قابو میں وہ دل جوتھے محو اضطراب اور بھڑکے چاہے گل کرنا جو دامن حجاب صفر ہے جسکے مقابل قوت علم احساب صحن گلشن بنگیا بزم کو اکب کا جواب حضرت واعظ کی نظروں میں جو تھا دار الفراب نوجوانان چہن کا اس طرح آیا ثراب جب ذرا سکی اُٹ دی شہ جانان کی نقاب کہتے ہیں غنچے چٹک کر الٹی یا بو تراب جسکے جلوے سے بہار باغ جنت فیضیاب مقتدی پوتے کا جسکے عیسیٰ گردن حجاب ذکر سے جسکے بیاض کن بسیط ولا جواب جسکا ہر مصرع ہو محشر آفتاب دماہ تاب</p>
<p>مختل فطرت میں جب ڈالی نگاہ انتخاب یا رسول اللہ کو دیکھا یا جمال بو تراب</p>	
<p>تخت پر نوروز میں بیٹھا ہے یہ صاحب جمال شمن جہت میں سکھ امن و امان چلنے لگا سرحد ملک عمل تاک حاکم کرانی ہو گئی اب رسالت اور امامت ایک ہی مرکز ہیں سوز الفت فرد عصیان کی طرف بڑھنے لگا حشر میں اپنے پریشان خاطر دن پر اک نظر تیرے سوز عشق سے فرد گنہگار جاتی رہی</p>	<p>تاج سلطانی پر سدا سے ہو رہا ہے آفتاب ربع مسکون پر ہوا زور عدالت کا میاب شہر علم دین حق کا ہو گیا مفتوح باب جسکا حق تھا اُس نے پائی مسند ختمی تاب دل جلے تجھ پر خدا سے شافع یوم حساب اکتی ہے تجھ کو خدائی شافع یوم حساب ورد آفت تھا مرا ہنگامہ عہد شباب</p>

خوب پی نچانہ ہستی میں جی بھر کے شراب
 ہاتھ پر مثل گل خود رو ہوا خیمہ کا باب
 مثل یوسف قید مغرب سے پھر آیا آفتاب
 موبو کھل جائے جس سے عقدہ زور شباب
 بول ہی اٹھے گا گو پیہ دہن ہے آفتاب
 ہم کھیتے ہیں تہہ سے لے دل خانہ خراب
 ہر نفس ہو گا کشادہ جادہ راہِ ثواب
 داغِ فرقت ضوِ فلک ہو گا بشکل آفتاب
 صورت کا فوراً اوڑے گی گرمی روزِ حساب
 آبِ دنیا وہ نہو گا بلکہ کوثر کی شراب
 دونوں فرستِ عمل میں کارنامے انتخاب
 روحِ ادھر نکلی کہ پایا غیب سے ناجی خطاب
 جلوہ گاہِ طور سے موسیٰ پھر بن ناکامیاب
 گو سوالِ موسیٰ کا لن ترانی ہو جو اب
 وہ علی جو ملک دین کا تاجور مالکِ رقاب
 مصطفیٰ کا جز علی کوئی نہیں نائبِ مناب
 آج سے جوہرِ بتان کا ہو گیا مسدود باب
 بنگلی دنیا سے ہستی بستان دارِ اضراب
 بابِ خیمہ تھا زمین پر پاکہ دارِ انقلاب
 دلپہ نقشِ ابھرانہ کوئی مثل نقشِ بدراب
 جادہ مقصد یہی ہے اور یہی حق المآب
 مدہی میں آکے بیعت کر گیا زورِ شباب
 تیغ و حاملِ عالم امکان میں دونوں انتخاب

تھا مہر آفتاب جامِ کوثر کا خیال
 انگلیوں کے غنچے آہن میں سما کے جب کھلے
 جذبِ طاعت اسکو کہتے ہیں یہ ہو جن قبول
 آنکھوں کو اسے فاتحِ خیمہ دکھا وہ معجزہ
 پوچھو تو کیونکر جالِ عالم آرائی بلا
 جان دے عشقِ علی میں زندہ جاوید ہو
 بتلا سے بھر ہو کر صبر سے لیگا جو کام
 صبحِ باغِ خلد ہو گی تیرگیِ شامِ قبر
 یاد رکھنا یہ تپِ فرقت اگر لازم ہوئی
 حلق میں ٹپکایا جائے گا جو پانیِ وقتِ نزع
 زندگی و موت کی روحانیت کیا ہو بیان
 دم میں دم جب تک رہا ہر ایک نے شیعہ کہا
 بے تکلفِ قبر میں پھر دیکھنا حسنِ علی
 آنکھیں مجھو دید ہو گئی اور زبانِ محو سخن
 جلوہ روئے علی ہے اور نگاہِ چشمِ شوق
 یہ صدا سے باز گشتِ ابتک غدیرِ خم کی ہو
 وقتِ پیدائش جدارِ کعبہ نے کھل کر کہا
 جب رکے دوشِ رسول اللہ پر کعبے میں پاؤں
 غصہ ضرور یدِ الہی کا یہ دیکھا طلسم
 کامِ حسنِ مشترک کا عمر بھر ہوتا رہا
 جھڑپ لیجائے جذبِ عشقِ مولا چل اُدھر
 دے رہا تھا یہ شکافِ کلمہ اثر در صدا
 لافتا لا علی لا سیف لا ذوالفطار

<p>ماسوا اللہ مختصر سی جس کی فہرست مجھیز ہر زبان پر عالم فطرت میں جتنے ہیں نیام جز علی کفو حقیقی جس کا عالم میں نہ تھا پائے وہ فرزند جو سردار ثبان جستان پڑھتے ہی کلمہ مسلمان ہو گئی قوم یہود ڈر ہے انکے جلو سے پر سہوا نہ پڑ جائے نظر ذکر کیا اسکا جوتا لے نے کیا گھر کا طواف ایسی شہزادی کا تخت سلطنت ملک خدا طاہرہ دھوئی تھی جتنا خون مرچتے تیغ سے بو تراب آقا زمانے کا کہ جس کی مدح سے المدد بابا کھواج وقت امداد آگیا دامن ارض نہ بھٹ ہوا اور اپنی خاک کا ہو</p>	<p>پائی وہ زوجہ جو بنت حضرت ختمی مآب فاطمہ ام الائمہ سپیدہ عالی جناب جسپہ نازش غلست عصمت کو وہ عفت آب شومہ ایسا جسکو کیئے شافع یوم الحساب رحمت تشریف شادی بنگی فصل الخطاب روز و شب منہ پھیرے ہوئے زین سے آفتاب ایک اشارہ دین تو پا بوسی کو آئے ناہتاب سے ازل کے روز سے سرتاج جسکا بو تراب اور بھی ہوتی تھی شرح کتبہ فضل الخطاب بنگنی تخیل محشر جاوہ راہ تراب شور ارمانوں میں ہی یا لینی کسنت تراب حشر تارک دھننے نہ دے یوں برے بخشش کا عتاب</p>
--	--

بج شرف

<p>لئے بیٹھا ہونین داغ وفا قلب پر ارمان پر ریاض عشق میں فصل بہاری ہے مرے دم سے چمن زار جنوں پر قیس کس رستے سے آیا تھا گلستان محبت کی بہار میں دیکھنے والے نگاہیں ان کی اس گلشن کا دورہ کرتی پھرتی ہیں یہ سودائی ہیں ایسے نکست باد بہاری کے یہی وہ صاحب دل ہیں کہ وقت ریزش شبنم ریاض عالم معنی کی گلشت اور ہی کچھ ہے یہ ایسا بیخزان گلشن ہو جسکے سیکڑوں نقشے</p>	<p>گمان بج شرف کا ہو رہا ہے نرم جہان پر چڑھاتا ہوں گل خن نابل قبر شیدان پر لگا رکھے تھے خاتین نے ہی دامن بیابان پر نظر کرتے نہیں باغ جہان کے ساز و مان پر کہ ایک لک برگ جسکا خندہ زن گلزار ضوان پر تصدق دامن یوسف بھی ہو چکے گریبان پر اٹھا کر رکھ لیا بھول کو اپنی چشم گریان پر وہ اٹھ جاتے ہیں پردہ چڑھے ہون انسان پر کھینچے کلک نظر سے دامن قلب پر ارمان پر</p>
---	--

ہیں کی فصل گل سطلی نظر والوں کو خشک ہے
 دکھا دوں اک بھلاکس باغ کی لے دیکھنے والو
 زہے قسمت شب روز آجکل موتی بستے ہیں
 امید دخل باغ آخر بجر ان کو اٹھا لائی
 وہ دیوانے بھی سیر سبز گلشن کو آنکھلے
 بست راس آگیا نظارہ ان کو خندہ گل کا
 رگ بہستی گل میں خون تازہ اور پڑھتا ہے
 جمال حسن فصل گل سے ابہ عام منظر ہے
 دماغ روح میں لیکر اڑ سینے نکلتے گل کو
 ہوا سے جان تازہ آئی ان پھولوں کی رگ رگ میں
 زمین حذر تک عکس گل سے ہو گئی رنگین
 حضور خسرو گل سے ہو شاید حکم آزادی
 ہوئی گنجی ان کو منظر شاہی دانی گل سے
 دل نازک پہ اہل درد کے بھی یہ عایت ہے
 شگوفوں پر شگوفے نکلے سوسو کو پلین پھوٹیں
 ہوئے معتدل کے دور سے رنگ جہان بدلا
 بزور نامیہ ان کے بھی ہاتھوں میں سکنت آئی
 بجوش نامیہ بہرے میں پہان ہو گئیں قبرین
 نسیم جانفزا کو فلسفہ اس کا سمجھ لیجئے
 زہے اعجاز فصل رٹنے لگے بے بال پر دالے
 میاں ہو گیا شیب اسکا بھی عہد جوانی سے
 گلون نے باد نور فری سے نہر کیر یہ صبا میں
 نہا ہر گل ارالہ ہر زبان کا

یہی بہستان ازل سے دقت ابراج خان پر
 وہ دیکھو ابر نیان چھا گیا کوہ و بیابان پر
 زمین سراپہ گردون لئے ہے اپنے دامن پر
 کہ جو خروم بیٹھے تھے زمین کو سے جانان پر
 جو سوسو مرتبہ کھائے ہوئے فشر گرجان پر
 کہ جو روتے تھے دونوں ہاتھ کھڑے زبان پر
 کہ جب سنستے ہیں باغ عند لیباغ خوش جان پر
 قیامت کر گیا جسکا اثر موسیٰ عمران پر
 صفین باندھے ہوئے بیٹھے ہیں ابرام بہتان پر
 پڑے تھے جو کر جھائے ہوئے قبر شیدان پر
 گمان مشرہ عشاق ہے صحن گلستان پر
 کھڑے ہیں الفیہ جانان کے قیدری زبان پر
 کہ جو روتے تھے اپنی حالت طبع پریشان پر
 کہ غنچے باندھے ہیں تیرنگون نے نک بیگان پر
 نو دور جھانکا پھٹ پڑا اشجار بہستان پر
 جوانی سی جوانی آگئی اہل گلستان پر
 کہ جنکا دلولہ موقوف تھا جاک گریان پر
 مبارک فتحیابی خضر کو شہر خوششان پر
 فلک سے مجرہ اترتا تھا جو عیسیٰ دوران پر
 یہ قطرے اُدس کے جگنو ہیں یا اشجار بہستان پر
 پڑا تھا ہاتھ سے جس بیدر کا یوسف دکان پر
 مبارکباد اور نگ خلافت شاہ مردان پر
 شہنشاہ عرب کا بھائی بیٹھا تخت ایمان پر

<p>ہو امین معتدل چلنے لگیں باغ امانت میں عرب کی سرزمین کے ذریعے ایسے ہو گئے روشن کہ یورینلو آکر ابن عباس ایک شب تم بھی مبارک تھو لوے رضوان والو جنتین آٹھون ہو آنحضرت عالم کا حاکم ساقی کوثر علی گلدستہ معراج کا سر رشته حکم ریاض حبیب حیدر کا ثمر گلزار جنت ہے بجوش منقبت عشرہ پڑھو اک مطہر رنگین</p>	<p>شبائے سحر کا رنگ آگیا رخسار سلمان پر لگائی چرخ نے نشان رخ ماو درخشان پر بہار باغ ہے گلشن تفسیر قرآن پر مبارک ہم کو قبضہ باغ حبیب شاہ مژدہ پر مئے عشرت کی چھائی بخودی ہرک سلمان پر بہار شام و صلت جگہ دم سے عرش یزدان پر انہریں سہا تنہا خیراں گلچین شان رضوان پر بہار آجائے جگو سنتے ہی گلزار ایمان پر</p>
--	---

ہو ادل کا ہو یون صرف تحسین یزدان پر
کہ دوزارنگ کاکب قدرتی یا سنا قرآن پر

<p>یہ آٹھون جنتین یہ حور و غلمان کیا ہیں آساقی علی دامان طہرست میں تھا ایسا گل تازہ غیر خم کے جنگل کو بنایا دین کا گلشن وہ سرسبزی نہال منبر پالان اشتر کی گل خورشید کی وہ دو پہریں آتش فشانہ برنگ دستہ گل وہ ہجوم اہل تولا کا مبارکباد کا غل نعمہ بلبل کی صورت سے غیر خم کی تاثیر ہوا کا پوچھنا کیا ہے زہے فیضان غیبی خشک کا ٹوٹھیں بولنے لگے وہ سایہ جو کہ محروم کین تھا ایک مذلت غیر خم علی مصطفیٰ سے یون ہوا روشن بہار گلشن بلخ کی اشدری دل آویزی علی کا دم بھردا سے بھرتے والو باغ ہستی میں</p>	<p>نہا و در کوسے نشان بخت کے ساز و سامان پر کہ قبضہ جگہ رنگ و بڑکا دور باغ ایمان پر مئے اتام نعمت قف کر دنی و قیاسان پر حد تکمیل تک چھائی ہوئی جو چشم ایمان پر شرف لیجائے جو خشکی میں عکس ماہ تابان پر وہ زیب خلعت مند نشینی شیر یزدان پر وہ فہر گل کی آبرو کا شمس کام جان پر نہ دیکھا تھا ملا آکٹس بہ عالم بلخ و ان پر ہوئی ہے قوت اشتر زنی مژگان جان پر نہا ہے چتر راحت و آسائش میں فخر یزدان پر پڑے گی چھپٹ کی اقباست خوش جان پر کہ لا کھوں تنہا کی آسائش پر کھنچ کر جان پر کہ وارفتہ ندائی بہرے ارشاد نمایاں پر</p>
---	---

نشد نغمہ لبیل سے عالم بھر کا گونج اٹھنا
 میان آبِ بحرِ قنار نازک آبِ شیرین کی
 برسا وقت کے کالی گھٹا کا دورِ عالم میں
 بچشمِ معرفت ہر برگ تصویرِ مناقب ہے
 کہاں ہوئے بہارِ ماسوا شد دیکھنے والو
 یہی اس بیخِ ان گلشن کا طرزِ آبیاری ہے
 بخاراتِ زمین خلدہ گلگونہ یوں اٹھیں
 ہوا سے دورہ ساغر سے ہوش اٹھو بھی آجائیں
 صراحی خود بخود ابلے شرابی جھومتے نکلیں
 دم پیمانہ گردانی ہے ساتی حوصلہ نکلیے
 وہ جامِ آتشین دنیا تصدیقِ پنی اہنت کا
 تناسل ہے پھلکتے جام کی ساتی سرے زمین
 ہوا نوروز اور جرجل میں آفتاب یا
 گمان تک عرضِ حال میکشی انگڑائی آتی ہے
 وہی میں ہوں کہ جوشِ نشہ میں میری نگاہوں نے
 وہی مینوش ہوں جو وقت کھولا منہ صراحی کا
 ازل سے سلسلہ ہے میری مدہوشی کالے ساتی
 نہ دے ساغر مگر دیکھ اس طرف اس چشمِ سیگون کے
 اگر محشر ہوں پی لوگادہ بن اکدنیت بھر کے
 یہ دنیا درمیان میں اک حد فاصل ہو کیا معنی
 تری الفت میں جو سانس آئے وہ بادِ بہاری ہے

بجوشِ رنگِ گل اک حسن کا عالم گلستان پر
 صفا جلی کرے خشک زنی ماہِ درخشان پر
 لئے رہنا زمین کا خرم فیض اپنے دامن پر
 نظر ڈالو ذرا نقاشی گلہا سے خندان پر
 یہ سب فون ہے جوشِ دلائے شاہِ مہران پر
 کہ رہے ابر کوثر بارِ بزم سے پرستان پر
 شفقِ بنکر نایان ہوں رُخِ گردن گردان پر
 گرا تھا لڑکھڑا کر جو کہ طور جذبِ بہان پر
 نگاہیں پڑ رہی ہوں سب کی اک زانیان پر
 فدا ہے چشمِ ستانہ اگر نیت ہو ایمان پر
 تجلی جسکی غالب ہو فروغِ شمعِ عصیان پر
 گلِ امید بجا لگے قطرے گرے دامن پر
 سسے کہنہ ہو وقف اب جامِ زمین نامِ زندان پر
 خدا معلوم کیا گزیرے رگِ قلبِ پراران پر
 لگائے بارِ انشتر رگِ ابر بہارِ ان پر
 اوڑا اس طرح جو ہر جھپٹا گئی بدلی گلستان پر
 کھینچے ہن جبکہ نقشے دیدہ عرفان کے دامن پر
 کہ جسکی آبداری کوثرِ دبستانِ رضوان پر
 قیامت کا بھروسہ ہے تجھے جذباتِ بہان پر
 جیون کا تیرے اسان پر مرنیکا تیرے آسان پر
 حیاتِ فانیہ کیا جوش ہے فصلِ بہار ان پر

رباعیِ منتخب میں اگلے سال آؤنگا پھر ساتی

سلامِ شوق اب غنچوں پہ اور گلہا سے خندان پر

پنجستان نوروز

قبضہ موسم گل میں ہوا باغِ عالم
دی جا ہی نے شکستِ درتوبہ کی خبر
جذبہ حسن رخ گل سے کھینچا سوے چمن
نقش ایسے چمنستان کا بنائیں کیونکر
سکے بیٹھا ہے صبا پر بھی سکر وحی کا
اُس کی قدرت کے طلسماتِ حقیقی پہ شار
چشمِ نرگس کی مسیحا جانی پہ عشاقِ نثار
ڈر رہے ہیں دمِ نظارہ جو انانِ چمن
کثرتِ گل سے فنا کی بھی ہوئیں راہیں بند
فیضِ قدرت نے چمن کو دیئے بابِ ثبات
طالبِ صل چلے خلوتِ جانان کی طرف
سنگِ بنیادِ جنون توڑ کے دیوانے چلے
دفترِ عشق کے ادراق بنے صفحہ نور
اشکون میں بوبے وفا آئی رہے فیض ہوا
باعثِ نطق ہے اعجازِ نوا کے بلبل
عالم اٹھا چلا آتا ہے پئے سیر بہار
پھولوں میں پھولِ شکوفہ میں شاوئے بیکھلے
مرہمِ زخمِ جگر کی ہے گلون سے خواہش
آشنا یان چمن مل رہے ہیں دوشِ بدوش
خشکِ طینت بھی ہوا فیضِ نوسے شاد بہار
نازِ اس کا کہ ہوں تصویرِ کسِ حسن بہار

آگے بُرجِ شرف میں شہِ خاورد کے قدم
لیکے انگڑائی اٹھے مقفلتِ دیر و حرم
کوئی اللہ کا بندہ کوئی شیدا ہے صنم
جس کا ایک ایک گل تازہ ہو تصویرِ ارم
یون بہار آئی نمایان نہ ہوئے نقشِ قدم
رنگِ برگ گل تازہ ہیں کہ اسرارِ حکم
پھیر دے ایک اشارے میں تھلائے مبرم
زلزلِ سنبل ہے کہ دلبر کا مزاجِ رہم
تھم رہا راستے میں قافلہ ملکِ عدم
مٹ گیا دعویٰ تغیرِ نظامِ عالم
دیکھ کر وقتِ سحر جذبہ مہر و شبنم
صاف آئینہ ہوئی راہِ فضاے عافہ
شکل کا فور اڑا نامِ سوادِ شبِ غم
یاسمن زار ہے عشاق کی چشمِ پر غم
کلمہ پڑھنے لگے باغ کا احنامِ حرم
اللہ اللہ چمنستانِ جہان کا عالم
شاخیں ہیں فیضِ نوسے صفحہٴ دستِ کرم
بلبلین دے رہی ہیں خونِ شہیدان کی قسم
بجے گل موجِ صبا کی ہے نیس و ہم
دستِ محشر میں ہو بھول کی پھڑکی کاکِ رقم
چل رہا ہے سرِ قرطاسِ ادائوں سے قلم

<p>دورِ عشرت میں یہ پھیلا ہے رواجِ ولایت حُسن اور عشق میں ہلکا سا بھی پردہ نہ رہا خسر و گل نے گلستا کی حکومت پائی صورت ایسی جسے عالم نے کہا وجہ اللہ ساقی کو شر و تسنیم شہنشاہِ غدیر ہمت بت شکنی کو ہوئی معراجِ نصیب فتح نے بوسے دیئے ہاتھ پہ بیعت کیلئے اسد اللہ وید اللہ علیٰ جناب اللہ مکتبِ غیب میں جبریل بھی شاگرد ہوئے آیا مسجد میں جو محتاجِ فرشتہ طینت نیزد کیونکر شبِ ہجرت میں نہ بے خوف آتی نور اللہ لباسِ بشری میں پہنان جنہش لب میں نہان قدرت اچالے نفوس مطلعِ مقبوت شاہ پڑھو اے محشر</p>	<p>نام لکھنے لگے عشاقِ بختِ تو ام بلبلین رازِ دل گل کی بنی ہن محرم زینتِ تختِ خلافت ہوا مولودِ محرم سیرت ایسی کہ جو آئینہ اسرارِ قدم جسکے زندون سے بہارِ چنستان ارم کعبے میں جبکہ رکھے دوش محمدؐ پہ قدم کھینچ لی جبکہ سرِ معرکہ شمشیرِ دوم جسکے اسماء سے عیان معنی اسمِ عظیم نامزدِ عالم زریں تھا خطابِ علم لے دی سرِ حلقہ اربابِ سخا نے خاتم مطمئن دل پہ جوانی کا ابھرتا عالم ضوفاں پر وہ دنیا سے ہن اسرارِ قدم باتون باتون سے عیان معجزانِ مریم دیکھ لین اہل نظر معجزہ کلک رقم</p>
--	---

کعبے میں دوش محمدؐ پہ علی کے ہن قدم
صدرتے ہو نیکی لے ڈٹے ہی پڑتے ہن صنم

<p>دیدہ دل سے اگر دیکھے رُخ وجہ اللہ نائبِ ختمِ رسل بادشہ کون و مکان اسد اللہ علیٰ قانع بابِ خیمبر نفس کے آگے رہ شوق میں جانے والا عسکرِ یمنہ قدرت تھا جمالِ باطن روشنی اسکے لئے باعثِ نازش کیا ہو پڑھنے کے طرز پہ سلام جو قرآن پڑھے</p>	<p>مادہ جمین نہو سمجھے وہ اسرارِ قدم مالک مالکِ عرب خسر و تسلیمِ عجم حامیِ دینِ بینِ حالِ شمشیرِ دوم شبِ معراج میں محبوب و محب کا ہدم خلوتِ عرش میں اسرارِ خدا کا محرم پھرتی ہے جسکے اشارے میں زمامِ عالم کشمکشِ آیاتِ ہن و صاف علی کے ہن رقم</p>
--	---

تر زبان تسلیم فیضان ید اللہ میں نہیں
 اُسکے عرفان کو قرآن مبین سے پوچھو
 دیکھنا شرح مناقب کو جو ہو مد نظر
 طے نہ ہو گا نہ اگر قلب میں ہو حسب علی
 کسکے صدقے میں ہوئی وصلت روح و پیکر
 بطن ماہی کے اندھیرے سے نکالا کس نے
 جو رنمود سے کس طرح بچے ابراہیم
 گریہ نوح کے سیلاب کو روکا کس نے
 امتحان جذبہ موتے کا لیا تھا کس نے
 کیا پر نور چراغ ید بیضیے کس نے
 کس نے عیسے کو دیا چرخ چہارم پہ عروج
 دوش احمد ہوئے کسکے لئے عرش معراج
 کسکے اعجاز ہین غیر دین میں محال عقلی
 ہاتھ پہلے پہل اثر پر کھلا تھا کس کا
 قطرۂ جذب رسالت کی تھی قدرت کس میں
 ساتی مست ہوا کون عند یر خم کا
 رہبر خلد و گنہ سوز ہے اُلفت کس کی
 میرا آقا مرا مولا مرا ممدوح عسے
 معجزات اُسکے حد وصف پہ کیونکر پہنچیں
 ختم کر نظم گہر بار کو بس اسے محشر
 اسے خدایے دو جہان سن لے مرے دلکی دعا

خلد میں کوثر و تسنیم زمین پر زمزم
 جسکو محبوب لکھی نے کہا باب حکم
 دیکھ لو دیدہ دل سے طرف لوح و قلم
 وسعت طاعت معبود کا بر اعظم
 مجھ سے چار آنکھیں کرین آکے جاب آدم
 کون ہے نور خدا کون ہے ماحی نظم
 شعلہ نار کو کسے کیا گلزار ارم
 نا خدا کون تھا طوفان میں تھی جب کشتی غم
 رحم آیا تھا کسے دیکھ کے غش کا عالم
 کس کے اعجاز سے احسگر ہر گل بانعام
 کس کے صدقے میں بنا مہر انیس و ہدم
 کون کہے میں ہے غارتگر ہستی صنم
 کون ہے زیب دہ خلوت عرش اعظم
 کس کے میلاد پہ شق ہو گئی دیوار حرم
 عالم نور میں تھا کون نبی کا محرم
 کسکے انجمن ایمان میں قدح نوش ہین ہم
 کون ہے حشر کے دن شافع عصیان امم
 جسکی شاہی سے خدائی ہوئی منوں کرم
 شعرا مدح سے جسکی ہوئے اعجاز رقم
 آ رہا ہے طرف کشت امید ابر کرم
 جان نثاران علی کے لئے ہو بلع ارم

دشمنوں کے لئے عقبے میں جو ہونا ہو وہ ہو

دور عالم میں رہیں مورو آفات دالم

گلابے خندان

اٹھوئے سرخوشان ساغر صہبائے گلناری
اٹھوئے سونو الو حیل میں پہلوئے دلبر کے
مقیمان فضا ئے وادی ایمن ذرا اٹھو
بجذب شوق اٹھوئے جانیا لو کہ سینا کے
اٹھوئے نجد میں زور غنوں سے گھونٹنے والو
اٹھوئے میستوں پر جا کے قسمت پھوٹینوالو
تجار نگاہ محسن کے تجار اٹھو بیٹھو
اٹھا ہے سبزہ تحریک ہوا سے لیکے انگڑائی
اٹھوئے بیٹھنے والو زمین کو سے دلبر کے
شیم زلفِ نبل کہ ہے دعوئے دم عیسے
اٹھوئے پاسبانانِ حسین ناز جانانہ
اٹھو برسانے والو آنکھ سے غن ناپہ دل کے
اٹھو بل کھانیوالو توت عہد جوانی پر
ترانہ سنجی لبیل جواب قم باذنی ہے
اٹھو فرقت نصیبو باغ میں آؤ تین لکے
بقدر دربوے گل ہوئی آزادی لبیل
اٹھوئے دیر والو الفت ناقوس کو چھوڑو
چلو اس خضر قم سے بڑھکے اسکو کون سمجھے گا
اٹھوئے دلپہ کھانے والا زخم عشق سنس نہکے
ہبا رگشن جنت ہے تمہید اس گلستا کی
چلا ہے کاروان بوسے گل کیسے تجل سے

گیا بیج حل میں آفتاب چرخ زنگاری
تا شاہنگی بجخت گل دلیل کی بیداری
تجلی زار ہے یہ فصل گل کی رات اندھیاری
ہوئی زگس یہ برق حسن گلشن غشی طاری
رگ گلبن پہ گچھین کی ستم ہے نیست کارِ ی
نمود صبح فصل گل سے جو بے شیر ہے جاری
مبارک یوسف گلزار کی تم کو خریداری
اٹھوئے بتلایان جفا سے چرخ زنگاری
کہ دیکھو دنیوی جنت سے شانِ ایزد باری
اٹھوئے ہجر کے پیادہ زمین لگائیں بھاری
لسل بھر وقت تم ہوا و چین کی چار دیواری
رج گلپر ذرا دیکھو تو شبنم کی گہر باری
نہوئی رنج مسکون چین پر سہمہ علداری
اٹھوئے خفتگان قبر آیا وقت ہشیاری
کہا تک حلقہ ہے چشم میں آشوب بیداری
اٹھوئے عشق میں لذت کشان نوگر قتاری
کہ گلاب گچھن ہے وجہ تردید غلط کاری
یہ سبزہ ہے زمین پر یا کہ شرح صفات باری
قطارہ کر لوز گ خامہ قدرت کی گلکاری
لسل ٹھو دا غلو دیکھو ظہور قدرت باری
کہ رضوان شوقین آیا ہے فخر جلو داری

پر شعلہ لگا کر فیض باد روح پرور سنے
 ہو اسے روح پرور نے یہ دعویٰ بھی کیا باطل
 نمونے فیض سے ظاہر ہوئے کارِ محال آخر
 اطبانے بنایا تختہ مشق اپنے مریدوں کو
 دوکانوں پر دکانیں کھل گئیں نشتر فروزوں کی
 یہ ہے فریادِ اہلیات کے مشکل مسائل کی
 حدیثِ عشق کی تفسیر سن لے جن کا جی چاہے
 ریاضتِ باغبان کی دیکھ کر ہے عقل کو چکر
 گلستان کو طبعیات کا اک مدرسہ کہئے
 خیالِ فلسفی حوتِ غلط ادراک میں جسکے
 ورقِ اولیٰ نجوم و علم طب کا فطرِ صحت نے
 دلِ غنچہ کو کہئے فلسفہ اسرارِ غیبی کا
 فدائی علم معنی و بیان کے لوٹے جاتے ہیں
 گیا گذرِ افقِ حکمتِ علی صحت کا یون بیٹھا
 بدہیاتِ باطل کر رہے ہیں سحرِ معقولی
 جسے لینا ہو درسِ خارجی فقہِ محبت کا
 ہر اک تہی پیشِ علم رسمِ انخط ہے آخر تک
 شگوفوں کو گھنڈا استادِ علم مقام پر
 کہان تک مشقِ علم ہندسہ کی ہو سکے آخر
 ہوا ہے اور ہوگا عقلِ ہدایت ان سے ثابت
 مرادِ کیمیا گر ہے بہارِ گلشنِ عالم
 جدا جزائے گلشن ہوں جو زورِ کیمیا دی ہو
 منازلِ علم موسیقی کے پیدا ہوتے ہیں کیا کیا

اڑی جاتی ہے جگنو کی طرح قتل سے چکاری
 سنا کرتے تھے نازک ہوتی ہو فرقت کی بیماری
 بھرائے عاشقوں کے دلیں جتنے زخم تھے کاری
 جنہ کا مادہ ہر جزوِ خونین ہو گیا ساری
 بڑھانے کو چلے ناسا د اپنی گرم بازاری
 سراورق گلِ غافلِ نظر کر شانِ گلکاری
 چھڑی ہے عندلیبِ نینِ جو بحثِ لغزِ گفتاری
 بنائی صورتِ اشکالِ اقلیدس ہر اک کیاری
 چمن بندِ حقیقت کا یہ فیض عام ہے جاری
 منقش یون ہین برگ گل پہ رمزِ غنّت باری
 نہ ہین بیمار پر راتین نہ بدقت کے دہج باری
 کھلا منہ اور تقریرِ مسلسل ہو گئی جاری
 یہ ہے آہنگِ مغانِ چمن میں لطفِ نشاری
 مبارک ہوا طبائے کن کو شغلِ بیکاری
 کہ آیت ہے ثبوتِ ہستی صانعِ بگلکاری
 سرشاد وہ قمری کی سن لے نغمہ گفتاری
 دکھایا خامہ قدرت نے یون نورِ قلبکاری
 سخنِ جہکا بظاہر سہل اور باطن میں دشواری
 شمارِ گل سے اس عقلِ مہندس ہو گئی عساری
 زیادہ ہے فضائے دہر یا گردوں زنگاری
 ہوئی ہر برگ پر غیبی خزانے سے طلا کاری
 دل ہر ذرہ میں پیدا ہو جو شِ قدرت باری
 ہوا ہوتی ہے جہاں خون میں کبوتری ساری

<p>ریاض دہر دالمسلم و عرفان کیون نہ بجائے جواب عالم انوار میں دل کلمہ گو یوں کے ضلالت نے دلالت ذابل میں چھاپو بی چھائی ریاض حسرت اصنام پر قہر خدا آیا رگون میں شاید اسلام کی دوڑا ہوتا رہے نصیری پھر علی اللہ کہتے سرکھن کھلے سہوئی تکمیل دین کے ساتھ تکمیل خلافت بھی نضائے سرزمین شریعین تازہ بہار آئی سناسے بلبل باغ سخن وہ مطہر رنگین</p>	<p>کہ بانب علم و حکمت کو ملاحتوت جہان داری نضائے دہر میں طالع ہوا خورشید نینداری ملی نفس رسول اللہ کو عالم کی سالاری ہوئی بام و در کعبہ پر رنگ دین کی گلکاری نظر من جانب اللہ آئے آثار دہ گاری ہوا عجاز احوالے شریعت آج پھر جاری مبارک یا علی دنیا و دین دونوں کی سالاری داغ دہج مکون تک گئی خوشبو سے دینداری کہ جسکے ایک اک نکتے میں ہوں جذبات لاری</p>
--	--

تعالی اللہ شریعت اور ظہور قدرت باری
علی تو ایک اور چالیس گھر میں میہان داری

<p>قصیر الفہم مستبعد عقلی اس میں کیا آخر بدیہیات سے ثابت نہ کر دوں تو مراد مہ نظر کراہ تا بان ایک ہو اور چاندنی ادھی مقید گنبد افلاک میں نیستیر اعظم بس اب انصاف کرجو سرے پاک فوجاں ہو یہ اک اونا سا پرتو تھا یہ الہی کی قدرت کا علی کے نور سے پیدا ہوا جب نیر عظم فدائی کہتے ہیں یوں شاہ حسن محبت سے الٹ دے ہضمیر لہن ترانی گو نقاب اپنی لبو سپر کھینچے دم آیا مگر اللہ سے استغنا سنا جب سے کہ کبج قبر صلت گاہ اصلی ہو سنا جس روز سے نظارہ وقت جاگنی ہوگا</p>	<p>بڑھا کر بحث بیجا کیوں نکالا شغل بیکاری زرا سی بات میں اللہ و اکبر لیسے لالچاری زمانے بھر میں جاتی ہو زور برق رفتاری اور اسپر ساعت واحد پہ ہر گز نہیں یا باری اُسے کہا ہر جگہ موجود ہونے میں ہم دشواری اشاے سے پھر آیا آفتاب چرخ رنگاری قبول جذب جنسیت میں پھر کیوں عقل بوعاری مبارک نزع تک ہم کو ہوتیری ناز برداری کہاں تک شوق نظارہ میں جوش گریہ زاری کہ رخ کرتے نہیں عیسیٰ کی جانب تیرے آزاری فراق جسم و جان کی کرد ہے ہن ہن ہن زاری زبان ذرات ہو محمود عاے طول ہیاماری</p>
--	--

کھدین گوش بر آواز نفع صور رہتے ہیں
 ملال بربخ فرقت کی جانکاہی سے کیونچ ہیں
 ترقی دیکھ کر نوز جگر کی دل بڑھایا کیا
 کہاں تک ہمتان دل بھلائے آسمان بس بس
 بوقت نعرہ مستی زبان تک کھینچ لے کوئی
 بلائیں لیتے ہیں بڑھ بڑھ کے یون تیج محبت کی
 حسین کعبہ دل کو بنایا عرش کی صورت
 ہوائے دامن حسرت کا بھرنا ہے کیا مشکل
 ہوا مشکل کشائی کا رواج اس طرح عالم میں
 چلے جب تیج لیکر شکر اسلام کے آگے
 خدا کے گھر کی بھی دیوار شق ہو چکی آہستہ
 بد اللہی کی قدرت جسکا اک ادنیٰ کرشمہ ہو
 دم تکسیر اصنام حسرم دکھلائی وہ قدرت
 قائم جب بستر محبوب پر رکھا شب بھرت
 ضیاء چاندھیائی جاتی تھیں بیدینوں کی گھن
 دہان کیسے نقد رضا آواز دیتے ہیں
 بیان ہو پیکر مولا میں کیا حسن شجاعت کا
 حقیقت کی نظر سے دیکھ غافل رہے جیہ کو
 محمد سے علم لیکر چلے جب تیج خیبر کو
 سانی بائے بزم اللہ کی تفسیر اس فصاحت
 انگوٹھی دیکھ اس سر حلقہ بخشش نے طاعت میں
 نہ اس باد مقصود جنبش کھاتے ہی اٹھی
 اٹھا وہ تیز برج عبادت جب وضو کرنے

مناجبے ہو روز حشر روز باز برداری
 کئے بیٹھے ہیں ہم صبح است اقرار دلداری
 کہ خاکستر ہوئی جل جل کے جہنم دگن گاری
 کہ قبل کے بہت کچھ ہو چکی ہو بیشتر کاری
 نہ نکلے گا رگ دل سے مگر جذب غا داری
 کچھ اسکا غم نہیں دلیہ خون ہر گز ہو جاری
 اسے پہلو بہ پہلو سے رموز قدرت باری
 قدم آئے ید اللہ کے سر تخت جہان داری
 ہوئی مشکل تیز فرق آسانی و شوق داری
 ہر اک جو ہر تھا گویا کو کب اقبال سالاری
 کشادہ باب خیبر میں اسے کیونکر ہو شوق داری
 در آہن اسے کس طرح سے معلوم ہو بھاری
 ہوئی ناقوس سے اللہ واکبر کی صدا جاری
 علی سویا کئے پہرہ دیا کی دلکی بیداری
 منور تھی چراغان وفاسے رات اندھیاری
 مبارک ہو نفس مطمئنہ کی حسرت داری
 فلک سے تیج پر آب آئی بہر آئینہ داری
 اگر زخموں کو کشف رموز ایزد باری
 چلی آتی تھی برج سے ہوا شان کرانہ
 کہ روشن شعلہ تقریر تھی راہ اندھیاری
 عن جہلا دیا بارگاہ امتزداری
 معاذ اللہ مولے کو کشف کی تیز زقاری
 سے آیا آفتابہ آفتاب چہسرخ رنگاری

<p>حلی کے بحر بخشش سے بخارات لطیف اٹھ کر رگون میں نشہ صہبے ولاک مثل خون دھڑا چل لے ساقی کہ لی انگریزی زندان حقیقت نے ہمایون ساعت تحویل خورشید منور ہے خبر کر دی ہوا معتدل نے رنج مسکون میں میان ابر مفہوم صداے رعد بتلا دودن کلیجہ مل رہا ہے باد نوردزی کی شوخی سے کہان تک امتحان جذبہ شوق قدح نوشی قسم ہے تجکو میرے خون کی ساغر دیے جانا یہ وہ دن ہے سلامت فوج پہنچے کوہ جوتی تک مرا دین اپنے اپنے مرتبے کی پائیں عالم نے کسی کو منبر پالان اشتر پیر سر صحرا یہ وہ دن ہے کسی محبوب تک پیک چمکیا میان حلقہ چشم اتنی ہیستی کا خواہاں ہیں</p>	<p>لباس ابر نیسانی میں کرتے ہیں گہری زبان پر جبکہ نام ساقی کوثر بودا جاری جنون جوش میخواری ہر اک گین ہوا ساری بجذب خاصخ در حرکت میں آئے جام گناری بٹھانے کو عمل دنیا پہ اٹھا ابر کساری دہان قاضی گردون سے ہر فتوے میخواری چھلک کر گر نہ جاے جام سے صہبا گناری ترے صدقے کہا شک طول ہنہام انگاری بلا سے قلب بدین بر اگر خبر پڑے کساری سر ساحل نگا میری تھی کشتی قدح خواری ملا برج حل میں مہر کو تخت جہان داری لی ہے سرخوشان ساغر ایام کی سالاری شراب دہی کا لبریز لیکر جام سرشاری بھرا ہے جام ولین جقد رفوق قلی خواری</p>
---	---

بلا کر آج محشر سے سلام رخصتی لینا
کہ وہ ہو جائے تجھ پر عقدہ مستی دہشاری

باد بہار

<p>فصل بہار آگئی دور شراب ناب ہے بج شرف میں آتے ہی مہر کو دین ہوا فرغ زور شکست توبہ سے زندان کے دل پہنے قوی پھول ادھر کھلے ہیں دورہ چام اسطرت ایک ہو تو صفت کریں وہ ہوں ہوں کچھ شائین</p>	<p>سر پہ گھٹا گہری ہوئی ہاتھین آفتاب ہے خاتم دور چرخ پردر نجف خوش آب ہے ظاہر و باطن ایک ہی سدا کشج و شاب ہے دوست گلشن جہان عالم ہا ہتا حب ہے میکہ سے کا ہر ایک جام نقطہ آفتاب ہے</p>
---	--

<p>آب روان کو نہر میں کسکی جال روکنے نغمہ زنی کے دولے حدادب میں آگئے ٹوٹ کے جب برس پڑا جان میں جان آگئی زندگی نظر میں نشہ میں کسلے دور میں نہون غنیہ نامتگفتہ کو دیکھ کے رمزیہ کھلا موج عیسوی کی شرح بادہار سے ہوئی لالہ دگل کے نقش ہیں دستہ درین معرفت محو نظارہ جو ہوا نشہ میں آنکھیں چڑھ گئیں جذبہ شوق دل بڑھا ہونٹوں سے جام مل گیا بلبل دگل کے صل سے راتیں مبارک آگئیں پودے نکل رہے ہیں جو سطح زمین کو توڑ کے شاہ نجف ابو تراب عالم ستر کو کشف زورج بتول ابو الحسن شیر خدا سے دلی طبع سخن طراز سے مطلع نر کا ہو ظہور</p>	<p>صورت قلب عاشقان شدت اضطراب ہے بلبلین بھٹیں ہیں خموش سبزہ جو مٹوا ہے زندگی ریاض دہر ساتھ لے سجا ہے زیب فلک فتنہ نہیں موج شرابنا ہے جیسے کسی حین کا حسن تر نقاب ہے روح گلاب بے خوش بوج چین گلا ہے اہل نظر جلو جلو سیر چین نوا ہے پھولوں کا سخن رنگ ہے جام میں یاثر ہے خمدہ جہان میں آج جو ہے اہ کامیا ہے ہجر کی شب کا جاگنا ابو خیال خوا ہے نطق زبان برگ میں مدحت بو ترا ہے جو کہ فضل ایزدی علم نبی کا با ہے جسکی فضیلتوں کا اک دفتر ہے حا ہے سننے ہی کہیں اہل دل فکر یہ لاجا ہے</p>
--	---

نحت نبی پہ جلوہ گر آج ابو تراب ہے
دن یہ بیاض دہر میں نقطہ انتخاب ہے

<p>برج شرف میں آگیا زینت محفل جہان صورت عالم وجود آئی نظر کے سامنے توبہ ابو البشر کی بھی باب قبول تک گئی کشتی نوح خیر سے قلزم عفو تک گئی شیعوں کی کشتی مراد آئی سوے غدیر خم واعظ درندہ قسب ملے سہا یک ہو گئے نشہ کی دھن میں آج ہی کھینکے بادہ کش ہے</p>	<p>چوتھے فلک پہ کوکب قسمت افتا ہے دیدہ دے محمد شوق میں شیخ نفا ہے چشم کرم کی شکل میں دیدہ پر عفا ہے بحر فنا کا جذرو مد شرم سے آبا ہے پڑتا ہے جو بھنور کہیں جام شرابنا ہے توت جوش میکشی مانع جہت نا ہے جسکا کہ دہ جان میں مہدیٰ بن خطا ہے</p>
---	--

دور جهان میں ساعت خلقت آفتاب ہے
بعد فنا بھی قلب میں حب ابتر ہے
دیدہ دل پکار اٹھے صن یہ لاجواب ہے
بحر علوم انہیسا پیش نظر سراج ہے
جادہ مرضی خدا یا کہ نفیر خواہ ہے
دست خدا میں کس قدر قدرت اقلاب ہے
بنت اسد کی گود کے بچے کا اب شباہ ہے
جسکے اشلے میں نہان رحمت آفتاب ہے
صبح سے صبح تک کھلا علم نبی کا باب ہے
موشر اسے بحیم کا خوف خیال خواہ ہے
کہنا کہ کچھ نہیں ہے ساتھ مدح ابتر ہے

صورت قلب زاہدان آئی نجوم میں ضیا
سافر کوثری بنیں کیرن نہ ہماری خاک ہے
چشم خیال کی نظر حسن علمی پہ جب پڑی
قلزم علم حیدری آنکھوں میں جب کھپ گیا
فرش رسول پر علی سوسے ہیں نفس بیچ کے
جانب خیبر آئیے ہونہ یقین تو دیکھئے
سرے جواب آہنی آترا جو صدر نہ کھل گیا
صرف ہوں پوری طاقیتیں انکی تو کیا ہوا فلک
دوست جو ہیں وہ بے خطر آکے کتابیں پرین
حب علی میں مرتے ہی ہو گیا جو میان قبر
حشر میں وقت باز پرس پڑھنا قصیدہ مدح کا

تقویم محبت

کہا کہ ہم نہیں لینے کے کہنہ یہ تقویم
جدید عہد میں کس کام کا مذاق تسلیم
فضول جانتے ہیں لوگ ذکر طور و کلیم
کہ رہ گیا یہی پیمانہ مذاق سلیم
محال عقل ہوا ذکر کو شرو و تسنیم
رہے نہ عشق کے اسرار کا بل تقسیم
کھلے ہوئے ہیں جہان میں وہ ملت تعلیم
گوئے رقیس کی آٹھ آٹھ کے کرتے تھے تظہیم
خلان سبھی گئی رسم التفات عیسیم
رہی نہ دین کمین جاے اعتقاد سیم

دیا جو نذر اونھیں میں نے اپنا قلب دو نیم
ادائیں حسن کی بدلیں رموز عشق ہیں اور
فراز جذب و فاسے بلند کی تحسین
زبان کی حرکت و جہ جوش قوم ہوئی
نشاط جام تہہ ہر کی آفت ری سستی
شہید حسن پہ دیوانگی کے ہیں الزام
سبق کتاب وفا کا ہوا ہے حرف غلط
گیا وہ دور کہ شاہی تہی اہل باطن میں
کہیں نہ خاک نشین سے ملے ہو تو میں
محل جنت دنیا میں آف ری سستی

وفا کے جائے میں وحانیت سے کوسوں دور
 حدیث جذبہ باطن کا اعتقاد حرام
 کبھی گرسے بھی نہ منہ کر کے طور عشق کی مست
 نہ آئے چشم حقیقت نگر کی زد پہ کبھی
 خلاف منطق فطرت میں جملہ لغت یرین
 یہ اس زمانے میں جاری ہے رسم بھڑوسی
 نہ ملتفت ہوئے سے طیب روحانی
 ہزاروں قاف لے تیغ زبان سے لوٹ لے
 بہک بہک کے کہاں سے کہاں نہیں پہنچے
 تباہ ہو گئی آخر کو رونق مذہب
 ہوا نہ چارہ جنون حصولِ مونس کا
 ہزاروں مرتبہ برج محل میں مہر آیا
 جتائے دیتے ہیں ہشیار ہو پھر آئی بہار
 چمن چمن ہوا فیض ہوا سے نور وری
 گلوں نے بڑھ کے دعاے محال لالہ
 یہ قطرے اوس کے ہن یا کہ ٹوٹے ہن تارے
 ہوا مناسبت رنگ گل سے فیض بہار
 بخون عشق کے دیوانے ہوش میں آئے
 اثر کی روح نہان ہے نوائے بلبل میں
 چمن چمن سمن و یاسمن کے ہن انبار
 بعید کیا ہے کہ اعجاز موسم گل سے
 سلام خسرو گل کے لئے جھکیں کشاخن
 ہرے سیر ہوئی بلبل اس طرح آزاد

بھلائے بیٹھے ہیں رفتا رسا لکان قدیم
 حرام قصوں کی دارالعلوم میں تعلیم
 قدم قدم پہ ہے دعویٰ کہ ہم ہیں شک کلیم
 بہادر ایسے کہ لے لینگے جیسے ہفت کلیم
 اور اوسپنہ عوے بل کہ ہے ذوق سلیم
 دو این موت کی ننھنیں لکھ لے ہیں حکیم
 بنایا اچھے بھلے دل کو اپنے ہاتھوں تقسیم
 نشانہ مردی و مردانگی پہ قلب و دہنیم
 میان کوئے طرقت کبھی ہوئے نہ مقیم
 نہان تھی جو صدف دلمین مثل درتیم
 کہ آئی باغ حقیقت سے لاکھ بار نسیم
 مگر جلانے سکے شمع بزم عقل سلیم
 نہال باغ میں چٹک زن ریاض نسیم
 شمیم گل کا بڑھا جوش مثل طبع کریم
 سروں پہ رکھ لے بانکی اداؤں سے دہیم
 بھرے ہیں سبزے کے دزن میں یا کہ درتیم
 کہ خون چلوون بڑھ بڑھ گیا جب آئی نسیم
 پے دلمنج سیما نفس ہے مرج نسیم
 بیان سانحہ عشق اور مذاق سلیم
 ابل رہے ہیں زمین سے خزانہ زر و نسیم
 دلوں میں آتش الفت ہو باغ ابراہیم
 بزرگ سرواٹھے اہل چمن سے تعظیم
 کہ جس طرح سے ہوضوان بیان باغ نسیم

حواس اڑتے ہیں پھولوں کی جلوہ بازی پر
 کلیدِ بابِ قفسِ جوشِ انبساط ہوا
 مریض ہجر اٹھے پڑ کر بہار کا کلمہ
 شبِ فراق کے جاگے ہوئے کو نیند آئی
 قریب جتنے گئی اوسکو کر دیا زندہ
 درجن کی طرح بابِ نیکہ بھی کھلا
 گھٹا کی شکل سے آئی ہے بھیڑ اڑی ہوئی
 تریبِ شیشوں کے صفِ بازہ کر جو بیشیہ زند
 خوشا نزاکتِ ساقی کہ بادہ نوشون میں
 دماغ مہر کا برجِ شرف میں اور ہوا
 زمین سے شور اٹھا اشرِ روا کا چھلکی جوئے
 جہانِ مسکدہ ساقی نے آج لوٹ لیا
 روش ہے جام کی مانند مہرِ جِ شرف
 بسے است کے بدوش صفِ بصفت آئے
 خمِ غدیر کے بھی آگے زلالِ آسمان
 دماغِ عرش پر ساغرِ کشون کا پہونچا ہے
 کھلے خزانہِ تکمیلِ دین کے دروازے
 بشر کی شکل میں گیا مرتعِ قدرت
 ہواے عفو چسلی گلشنِ امامت سے
 علی کے نور سے روشن ہوا یہ بلغِ جہان
 ہٹا و مطلع نورِ اہلِ بزم کو چھٹسور

دمِ نظارہ ہے تجدیدِ واقعاتِ کلیہ
 رہا نہ قید کا بلبل کے سرِ عذابِ الیم
 ہوئے ہیں برگِ خزانِ دیدہ ہاے حکیم
 ہوئے دامنِ محبوب ہے کہ موجِ نسیم
 یہ روحِ اہلِ گلستان ہے یا گلون کی نسیم
 ادب سے زندون نے ساقی کو جھکے کی تسلیم
 میانِ ٹکدہ کیون ہو نہ بارشِ زروِ نسیم
 تو شورِ قفلِ مینا اٹھاپے تعظیم
 یہ جام چلتا ہے یا چل رہی ہے موجِ نسیم
 فلک پہ جامِ طلا کا رکی جو پہونچی نسیم
 کہ روحِ تازہ ہیں قطرے پئے عظامِ رمیم
 چلا کے زندہ نہ سحرِ حلالِ لطفِ عیم
 کہ بیٹھا تخت پہ ساقی کو ثروتِ نسیم
 کھڑے ہوئے ہیں ادب کی جگہ پئے تسلیم
 سنا کہ بادہِ اُلفت کی عام ہے تقسیم
 ہوا خدا کا ولی بادشاہِ ہفتِ استلیم
 نبی کے تخت پہ بیٹھا کریم ابنِ کریم
 نصیرِ دینِ خدا ہندہ عیٰ عظیم
 برگِ سبزہ نظر آئے شعلہ ہائے جمیم
 ہر ایک برگِ شجر ہے بیاضِ دستِ کلیہ
 جو چشمِ اہلِ غن میں جدید ہو تقویم

ادب سے عرش کے حامل جیسے پئے تعظیم

علی ہیں تخت پہ یا جلوہ عیٰ عظیم

جلال و رعایا است کا گھر ہن چشم و ذماغ
 سرار کیہ عدل اس طرح سے بیٹھے ہن
 سنا کہ نور خدا کی ہے اب زیارت عام
 بھرے ہی لیتے ہیں دامن دل کو اہل مروت
 خوشامراتب و شان عسلی الشہ
 میان کتب عرفان مدرس اول
 دکھا دی قدرت حدیث پرست یوں سب کو
 علی سا شاہد عاشق نواز کون ہو ابا
 اس کے بغض سے جانیں گے غیر دوزخ میں
 رکھے اور نہ رکھے گا ازل سے تا بہ ابد
 علی کا نام لیا اور چین سے سو یا
 شعل گنبد مدفن کا ہے یہ حُسن ادب
 دعائیں لکھو لے نہ کیوں اُن کا نام با قبول
 نجف کی آفت ہوا کے مزے وہی جانے
 علی کے عشق کا دم بھرنے والے امین ہیں
 خدا کے حکم سے پیدا ہوئے حرم میں علی
 ہم او کی حد تقرب سمجھ سکیں کیونکر
 علوی مرتبت اُس کا بشر نہ سمجھے گا
 کرے محال کو ممکن اگر عدالت شاہ
 بھری ہوئی ہے زمین جلوہ حقیقت سے
 اگر لے سگ دربان کو چہرہ مولا
 بجز خدا کوئی یہ رمز خاص کیا سمجھے
 بشر مناقب حیدر لکھے تو کیا لکھے

اُلگی ہے ڈاب میں تلوار سرفی پر دہیم
 کہ جس طرح دل زاہد میں نور دین ہو مقیم
 جہان میں پھر رانی کہتی آئی رنج کلیم
 زرو جواہر ایمان کی عام ہے تقسیم
 جو سر سے تا بہ قدم قدرت خدا کے کلیم
 رموز علم کے جبریل کو لے تسلیم
 کیسے تھے شبِ ہجرت بغیر ہشت و نیم
 ہزار دن جوڑ دیے بیکسوئے قلب و نیم
 اس کے عشق سے پائینگے ہم ریاض نعیم
 خدا نے ہاتھ کو دی ایسی قوت تقسیم
 کیسے قبر میں کیا ہی ہو عذاب الیم
 سحر کو مہر بھی کھینچ آتا ہے بے تسلیم
 ہوئی تھی خوف سے جگے جگہ رکعبہ و نیم
 فضا کے کوچہ جانان میں جو ہوا ہو مقیم
 نفس بنا خضر راہ بوستان نعیم
 قبول ہو گئی نذر جناب ابراہیم
 رہا جو شب معراج میں خدا کا ندیم
 کہ جسکی زوجہ کو دی ہو رسول نے تعظیم
 ہو جزو لای تجزی کی حشر تک تقسیم
 نجف کے ذرے ہیں یا منظر نگاہ کلیم
 بنا لیں راہنا صاحبان کف و تقسیم
 سمجھتے تھے جوید اللہ کو رسول کریم
 کہ زور خامہ کن چاہئے دم و تقسیم

درد بھیجے اوسپر کہ جس کی زودجہ کو بس اتر و طور فضائل سے اتر و طے مختصر اٹھاؤ ہاتھ یہ کہ مکر بحق مشاہد غدیر خزان رسیدہ ہو دور محرب ایمان	کے سلام سر عرش سے خداے کریم زبان کلاک سے بکتک ظہور شوق کلیم سر دعا یہ ہو یا رب قبول کا دہیسم پھر آئے گلشن اسلام میں بہارت یلم
--	--

فہرست دفا

ننگے دلف عشق ہے شرح جفاے یار کی شام فراق پر خلاتا اسی آنکھیں ہو گئیں چارہ کا در و دل ہو گئیں بقراریان ہمدم و ہمنفس کے ساتھ خوب ہی جی بھل گیا نمکدہ خیال میں اپنا راہ دہی مزاج پردہ ابر تیرہ سے ٹوٹ کے بجلیاں گرین برق جمال کو و طور ہو گئی سامنے کی بات دل سے خلافت ہم رہے ہمسے خلافت لہا الٹا ورق نہ عسبر بھر شرح بیاض ہجر کا اشک جگر گداز کا زور تراوش اٹھار دل نے نکل کے جد دل دامن عرش بنگئی نمکدے کو جواب قبر مدون سے سمجھ لیا دعدہ خلافت حبیب رنگ سخن بد گئی زخم جگر بہا ہوا ہنسنے کا قصد اگر کیا جوش جنون میں گرم رو ہو گیا یون قدم قدم مست و سیاہ مست ابراہیم سے مقابلہ قلب و نیم تم گیا سسکے یہ فردہ جانفزا	اسلے ہننے ہجر میں جان حزمین نثار کی سرمہ بنی تھی تیرگی دیدہ انتظار کی شکل نظر نہ آئی جب غمکدہ میں قرا کی دیکھیں ہین گل نشانیان شمع سرمزا کی روح روان دہر تھی گو کہ ہوا بہا کی داد ملی تو یون ملی دیدہ اشکبار کی دیکھیں ہین یون نزاکتیں جاوہ حرم کی زہر تھی راز دار کو بات بھی راز دار کی کھائیں ہوا یون نہ نفس گلشن روزگار کی صورت شمع فطرتا شکل تھی سو گوار کی پوچھو نہ سر بلندیاں آہ جگر ننگار کی موت حیات ایک ہے عشق میں جان نثار کی ہو گئیں غیر معتبر تو تین اعتسبار کی حرف غلط دکھائی دین کشین نگار کی سخنیاں نرم پڑ گئیں تلوئے نوک خار کی رکھ لی خدانے آبرو دیدہ اشکبار کی آج ہوئی ہو سلطنت صاحب ذوالفقار کی
--	--

<p>برج شرف میں مہرنے پائی جگہ قرار کی سیر ہے معرفت اثر گلشن روزگار کی ہو گئی آج ہم نفس فضل خزان بہار کی بلبل و گل میں دھوم ہو فکر ثنا نگار کی</p>	<p>گلشن شرع کھل گیا چٹنے لگی ہوا سے دین غنجے چٹک کے متصل کہ ہے ہین علی علی دورہ عدلین بڑھا دشمن جان بھی دوست ہین طبع سخن طسراز سے مطلع تازہ چاہئے</p>
<p>فیض علی سے آج کل فضل ہے یوں بہار کی شرح زمین بنگلی قدرت کردگار کی</p>	
<p>کھل گئیں سب حقیقتیں نیت بادہ خوار کی مشگین جملہ گردنیں دورہ روزگار کی پونجی کہاں نہیں شیم ساغر عطر بار کی سینے میں روح تھم گئی عاشق بیقرار کی قہر خلد نہیں تیوریاں حال ذوافقار کی نظرین ادا شناس تھیں چشم امید ار کی دیکھیں کبھی نہ آنجھنیں عاشق جان شاکر کی قدر بڑھا دی جو ہر آئینہ بہار کی ہمسے حدیں ہوں کیا بیان قدر کردگار کی سو جھی نہ انبیا کو جو راہ وہ اختیار کی موت مسیح بنگیہیں ضربتیں ذوافقار کی روکش ماہ مصر ہے شکل گناہگار کی شکل فنا میں آگئیں گردنیں بدگار کی راہ نہاں تھی نفس میں مرضی کردگار کی اتری تھیں جتنی آیتیں عزت اختیار کی باتیں ہیں چند مختصر آپ کے اختیار کی کنج لحد میں تو تین کیوں نہ دین نشا کی</p>	<p>دیکھ کے جوش کو تری توبہ نہ روکے کر سکی دست خدا سے مل گیا ساغر بادہ کہن مست خیل بنیا پڑ رہے ہیں ملک و دود جام ولا سے حیدری ہونٹوں سے جبکہ مل گیا لشکر کفر جنگ میں سلنے آئے کس طرح قبل سوال مدعا رہو تھا سمجھ لیا لطف خدا کی شکل سے نزع میں آکے کام آئے نقش قدم کے جلوے کا باغ جہان میں نور ہے خلوت قدس میں ہوں اُن سے یہ راز پوچھ لو بہر بری جہان شرع کام تھا اکلائے کا کفر کو کر دیا فنا۔ دین خدا جلا دیا جوش ولا بروز حشر ہے کا غارہ بنگیا پائے ثبات مثل قطب جگہ ہٹے نہ اک قدم فرش نبی پکھل گیا راز نفیر خواب سے حالی وحی مصطفیٰ شاہد عا دین ہیں بحسب عدم ہوا وجود قصہ ممکن محال فارغ خبر واحد آئے مدد کے واسطے</p>

<p>آج ہوئی خدائی بھر سال ذوالفقار کی آیتیں ہیں یہ آپ کے ادراج اہد قزار کی سوزش حب حیدری شمع بنی مزار کی مدح سرائیان قبول ہو گئیں تہت چادر کی</p>	<p>پائی جو سند نبی مستح بین بکار امشی ماہ و نجوم و آفتاب دیکھ کے ہم سمجھ چکے فرد گناہ جلنے سے قبر میں روشنی ہوئی وجہ تجلی بروح مہرین کا دور ہے</p>
<p>سوز دلا سے دل مرا باغ خلیل ہو چکا محشر اب آگے جو خوشی قاسم خلل ناک کی</p>	
<p>تقدیر نے یہ روز دکھایا ہے مجھے پڑھتی ہی گئی نعمت ایمان محشر</p>	<p>رباعی</p>
<p>مانگا جو کچھ وہی دلایا ہے مجھے کیا عشق علی کا راس آیا ہے مجھے</p>	<p>رباعی</p>
<p>پابند ہوں تسلیم و رضا کا میں بھی بندہ ہوں نصیری کے خدا کا میں بھی</p>	<p>رباعی</p>
<p>داندہ اسرار حقیقت ہو گا وہ طفل جوانی میں قیامت ہو گا</p>	<p>رباعی</p>
<p>باز آئے نہ حق کہنے سے باز آئیں گے ہم کہتے ہوئے علی علی جائیں گے</p>	<p>رباعی</p>
<p>بعد اسکے خوشی سے یا نبی کہتے ہیں منزل جو پڑی علی علی کہتے ہیں</p>	<p>رباعی</p>
<p>حق بات یہ ہے نفس نبی کہتے ہیں کہتے ہیں خدا اپنا نصیری جس کو</p>	<p>رباعی</p>

قصہ بہاریہ

کے قریب ہے میری شہزادہ علی اللہ

بہار آئی چلے رند سوئے بادہ فروش
 برس کے کالی گھٹاؤں نے بھر دیے جل
 اہل رہی ہے صراحی چھلکتا ہو ساغر
 نہ پوچھیے کہ جو ہے سیکھتوں کا رنگ مزاج
 ہر ایک کتا ہو ساتی سے مان ہمیں دینا
 حسین بھی درمیانہ پر مین آئے ہوئے
 یہ سہل ہے کسی نا آشنا سے دل مل جائے
 اگر ہے ہی پرتے ہیں نشے میں جھوم جھوم سکتے
 حسین کروٹیں لیتے ہیں نیند آتی نہیں
 وہ باتیں ذائقہ کے کی طرح ہوئیں
 یہ کہکے مغل واعظ سے رند اُٹھتے ہیں
 کسی کو وصلت دلبر کے بھی حواس نہیں
 عجب فرے پہ ہیں نشے میں رند و کی تہین
 خمار میں جو کسکو جما ہی آتی ہے
 چلے ہی آتے ہیں عشاق کی طرح میکش
 ستم ہوا کہ جو تھے تر زبان بغیبت سے
 کہا ہے جامہ تقویٰ کو رہن درو شراب
 شکست تو بہ کو زہاد جانتے ہیں ثواب
 یہ ہے وہ ہے ہی جیسے پی کے بد و قوت ہیں
 یہ ہے وہ ہے ہی جو ہو آج فی سبیل اللہ

اڑا ہوا ہنر مینا سے بے بصورت ہوش
 نکالیں آرزو میں میکشان دریا نوش
 اڑا رہی ہے ہوا جو ہرے سر جوش
 ہنسی لبوں پہ زبان پر صد گونش نوش
 برنگ شور قیامت ہو میکشوں کا خروش
 مگر بپاس نزاکت کھڑے ہوئے خاموش
 مگر کبھی نہیں ملتی نگاہ بادہ سروش
 اٹھائے جاتے ہیں مانند خم کے دوش
 محل خواب ہو اسے صراحیوں کا خروش
 کہ جنکو حضرت ناصح سمجھتے تھے درگوش
 حضور آپ کی باتوں سے ابھڑتے ہیں ہوش
 سب سے خوبی قیمت سے زینت آغوش
 کہ جیسے ہوتے ہیں افعال طفل بازی کوش
 تو کھل کے کتا ہے شیشے کا مٹھ بیا و بنوش
 یہ کوئے دوست ہو یا ہو دوکان بادہ فروش
 و فور شوق نے اُنکے اڑا دیے یون ہوش
 یہ شوق ہے کہ ہمیں بھی کہے کوئی مینوش
 خدا کی شان کہ یہ حرمت سے سر جوش
 تمام رو حین دو عالم کی ہو گئیں دیوش
 کہ عشق ساتی کو تر ہے جسکا جام فروش

وہ کون ساقی کوثر علی ولی اللہ
 آلت دے قلعہ مضمون کو صورتِ خیر
 علی انہیں کے ہیں ساقی وہی علی کے ہیں ہند
 خوشامرات بہارِ زمان ساقی تسنیم
 بہتانِ کعبہ نہ کیوں کر کے چوم لیتے قدم
 غلامِ مالکِ قبر جو ہیں زمانے میں
 بہارِ عشقِ علی میں اگر کوئی مرجائے
 وہ کون تھا کہ جسے وادیِ مقدس میں
 وہ کون تھا کہ جو کبے میں وقتِ بہت شکنی
 بینِ تفاوتِ رہ از کجا ست تابجا
 شجاعتِ آپ کی ہم کیا بیان کریں مولا
 اگر مناقبِ حضرت کی رد کرے کوئی
 وہ آپ ہی کی تحسینی تھی کوہِ سینا پر
 خدا سے دی ہے یہ نختانہ نخت کو ضیا
 پیما ہی کرتے ہیں دن رات سب سے عرف
 کہاں ہے اسے ساقی ذرا خبر لینا
 دماغِ سرِ سرائی کو پھر تجلی دے
 ڈرون میں کس لئے عینِ انکالِ حاسدے
 بڑھے وہ نقشہ کہ دنیا کی کچھ خبر نہ رہے
 اگر دن تو مٹھ رہے تھا نہ نخت کی طرف
 مساکون میں اسی حالت میں ایسا مطلع نوح

قطعہ

کہ جسکے میکدے میں انبیا ہیں ساغرِ نوش
 اگر حضور کے مداح کا معین ہو جوش
 خدا کے فضل سے دنیا میں جو کہ ہیں دیوش
 پکارے خود لب کوثر جنہیں بیا و بنوش
 کہ انکے پاؤں حبیبِ خدا کے تھے سردوش
 متاعِ دورِ دو عالم ہے انکے حلقہ بگوش
 عروسِ نو کی طرح اُس کی قبر ہو گلپوش
 ملا یہ حکم کہ اپنی اُتار دو پا پویش
 دھرے ہوئے تھا قدم کو رسول کے سردوش
 یہ تَبَّہ قدمِ صدق دیکھ لین دیوش
 فرشتگانِ فلک میں ہو لافنی کا خروش
 برنگِ شمعِ سحرِ موت اُسے کرے خاموش
 کیا تھا جسے جنابِ کلیم کو بیہوش
 کہ مہرِ مہ کا بناتے ہیں جامِ ساغرِ نوش
 اشارہ کرتے ہی دیتے ہیں جامِ بادہ فروش
 خارِ بادہ کئے دیتا ہے مجھے خاموش
 پلا دے پھر مجھے دو چار ساغرِ سر جوش
 کہ دے رہا ہے ہنسیا کا مرزہ مجھ کو سروش
 حریفِ یون کہیں ایسے بھی ہوتے ہیں بیوش
 فرشتے دوڑ کے مجھ کو اٹھا لین دوش بدوش
 بشوقِ سمعِ فلک بھی نکالے پنہ گوش

شرِ حُجُبِ عیسیٰ سے ہے ہیں جو مدہوش
 فزون ہی چشمہ کوثر سے اُنکا جوش و خروش

سے ولائے علی سے غش آیا ہے جینکو
 جہان کین کوئی مرتا ہے آپ کا شیدا
 غلام صاحب اعجاز رؤشمن جوہین
 سنا جو تذکرہ علم و حکمت مولا
 نہ دیتا ساتھ جو شہباز علم حضرت کا
 ہوا سے بارغ بخت کا یہ مختصر ہے اثر
 علی کے شاہد رخت کا اوج کیا ہو بیان
 شہا یہ تیرا ہی ادنا سا فیض روشن ہے
 بنے نہ بندہ الکن کبھی کلیم اللہ
 تمام تیرے فضائل اگر بیان ہوتے
 خدا کی ساری خدائی تجھے خدا کہتی
 ملا تھا تیری ہی محفل سے خلعت اعزاز
 حریم خلوت قدرت ہو ذات پاک ماری
 ہر ایک بحر کا دنیا میں نام ہو کوثر
 انھیں کو رحمت حق سب کے پہلے پھیلے گی
 شرابِ مع کی مستی کما نیک اے خضر
 ہوا ہے بابِ اجابت جو اب خمیازہ
 مثال دستِ سبوا التجا کو ہاتھ انھیں
 آئی آج سے جب تک جیون زمانے میں
 اسی شراب کے نشے میں خلد تک پہنچوں
 ملک پکارین انھیں آنے دو بس آنے دو

ہوا سے بارغ جنان کھا کے آئیگا انھیں ہوش
 سب اُسکی قبر کو کہتے ہیں حور کی آغوش
 ازل سے ہیں مہ و خورشید اُنکے حلقہ گوش
 کفن میں ہو گئے آخر فلا سفہ روپوش
 پلٹ کے آتا نہ روح الامین کا طائر ہوش
 مثالِ سرکہ ہو ساغر میں بادہ سرچوش
 کہ نام آپ کا عرشِ علا کا تھا در گوش
 کہ آفتاب ہے سائے جہان میں جلوہ فروش
 اگر نہ ہو ترے دیدار کا زبان پہ خروش
 نصیر یون کا تو کیا تذکرہ کہ تھے مد ہوش
 اسی سبب سے جنابِ رسول تھے خاموش
 اسی سے پیر فلک آج تک ہے طلسم پوش
 ترے صفات کا دونوں جہان میں ہو خروش
 ترے محیطِ کرم کا جو ہو خفیف سا جوش
 جو ہونگے حشر میں خیمِ غدیر کے مینوش
 ذرا سنو تو کہ آتی ہے کیا صدائے سروش
 برنگِ قلقل مینا ہو اب دعا کا خروش
 ادھر سے سانی رحمت کو آئے جوش پہ جوش
 رہوں شرابِ مدحِ علی سے میں مد ہوش
 زبانِ موجد کو تر سکے بیا و بنوش
 ارے یہ سیکدہ خاص کے ہن سانعوش

قطعہ

پہنچ کے سانی کو ثر کے پاس دم لینے
 انھیں کے ہاتھ سے پی لینے جب تو آئیگا ہوش

درمکھ امیر المؤمنین علیؑ اور اہل کھال علیہ السلام

نہ پوچھا اسے بنفس بنس نہیں کے اسے لذت شادی
کمال کارِ غم سُنتے ہیں ہم اچھا ہی ہوتا ہو
خدا جانے کہ ہو کب شاہِ مقصد کا نظارہ
ابھی تو ہم ہیں اور خون گشتہ دل آغوشِ حسرت میں
قدمِ جسوقت راہِ مدعا کی سمت اٹھتا ہے
کہاں تک جوے شیرِ ناامیدی کی کدو کاوش
قدم گھر سے نکلتا چاہیے لے دوری منزل
صدائے ارجیل اپنے لئے ہے دوری منزل
تلاشِ دلربا میں رنجِ غربت ننگِ عاشق ہو
ملالِ انگیز ہے صبحِ وطن اہلِ محبت کو
نقابِ رنج اٹھائے جبکہ ہر آسمان پیا
چلون خونِ نابِ قلبِ جگر سے ہاتھ منہ دھو کر
تکستہ میری ٹھوکر سے ہوسنگ راہِ ناکامی
کروں اپنی سی کوشش پھر تو جذبِ بل ہو درِ منزل
وہ منزل نقشِ اولِ جو نگارستانِ عالم میں
وہ منزل خلد کیے جسکو یا عرشِ برین کیے
وہ منزل جس جگہ دامانِ امید اکے بھر جائے
وہ منزل مرکزِ امن و امان جو درِ عالم میں
وہ منزل جو زمین سے آسمان تک نورِ ستار
وہ منزل مدّتوں سے کج تک جسکے تصور میں
تعالیٰ اللہ وہ منزل جسکو بستانِ نجف کیے

بنار کھا ہو جسکو دل کی بیتابی نے فریادی
مگر تا چند آخرِ مجمعِ حسرت کی بریادی
خدا معلوم کب ہو کب ہو قیدِ غم سے آزادی
ابھی یہ آسمانِ پیر ہے اور زورِ جلا دی
دکھا دیتی ہے قسمتِ دور سے زنجیرِ فلاوی
کہاں تک بیستونِ غم پر سر کوئی و فریادی
سوا دشہر بھر ہو گا نہ انسان کی آبادی
ہمارے کان کو بانگِ جرس ہو نغمہ شادی
زہے قسمتِ وطن سے چھوٹ کر پائینِ جوازی
مڑے سے نیند آجائے جو آئے شامِ بریادی
کر سے بیدار پہلو میں ترپ کر قلبِ یادی
کروں طے شوق سے پھر منزلِ الفت کا ہادی
ہٹا دوں ہوا اگر ستر سکندر کو وہ بریادی
وہ منزل قیدِ غم سے جس جگہ ہوتی ہو آزادی
سراسر جس سے روشن صنعتِ قدرت کی آبادی
دلِ غمگین کی خاطر وقت جس جا عیشِ شادی
مرادینِ دل کی خاطر خواہ پلے لیکے فریادی
جہان سے منزلوں و درِ آسمان کا زورِ جلا دی
جہانِ انسان کے بدلے فرشتوں کی آبادی
بُستانِ کعبہ پتھر بن گئے یوں بھوسے لکیرِ یادی
اسیرانِ گنہ کو جس جگہ حاصل ہو آزادی

<p>وہ منزل آستانہ جسکو بابِ علم کا کہئے وہ بابِ علم یعنی شوہرِ بنتِ رسول ﷺ وہ دامادِ قوی باز و نصیر احمد مرسل وہ فولادی حسام برق زرا جسکی ضیا باری وہ ہادی کفر کے ظلمات سے جس نے ہزاروں کو وہ آزادی کہ جس سے اب مرنے میں انکو حجت بنا</p>	<p>کہ جنکا گردن جبریل پر ہے حقِ اُستادی کیا تجویز جس کو خود خدا نے بہرِ دما دی رُکی زورِ ملائک سے نہ جسکی تیغِ فولادی پئے اہلِ ضلالت بن گئی تھی رہبرِ و ہادی نکالا اور عطا کی محبسِ دوزخ سے آزادی تصدق انکی ہر اک آرزو پر عشرتِ شادی</p>
---	--

بنایا کل جن والنس و ملک کا آپکو ہادی
زہے قدرتِ خوشا صنعتِ گرِ عالم کی اُستادی

<p>وجود ذاتِ حضرت سے ہوا آباد ستراسر اٹھا دے آپ کا الطاف اگر بیمِ دل آزاری شجاعت آجکی جب یاد آتی ہے غلاموں کو دمِ اظہارِ قوت بھی مراعاتِ کرم رکھی حرم میں آپ نے وہ بت گرائے جسکی سیدیت ہے دکھائیں آپ اگر کچھ شائبہ زورِ امانت کا مراذمتہ جو کوئی روک لے پھر بابِ جنت پر یہ پہلی آپ کے قدحوں کی برکت تھی زمانے میں نخف کی خاک میں لمبا بن تو حاصل ہو دُجھی جو ادنیٰ شمعِ عدلِ شہِ والا کا ایا ہو یدِ الہی دکھائی آپ نے یوں جنگِ خیبر میں ہوا جب سیدہ سے عقدِ شوہر اٹھا ملائک میں نکالین دستِ ظالم سے جو مولادِ شکستہ کو محیطِ الفتِ مشککشائیں غرق ہوتی ہے پکاری شانِ اسلام انکی پیدائش پہ کہیں میں</p>	<p>طلسماتِ جہان تھا ورنہ اک تصویرِ بربادی نہو زلفِ حسینانِ جہان سے کا حصیادی تو پھرتی ہے نگہ میں خیبر و خندق کی بربادی دلِ دشمن نہ توڑا توڑ ڈالا بابِ فولادی برہمن پر وہ ناقوس میں اب تک ہیں فریادی تو اُکھڑے قلعہ ارض و سما کی خشیتِ بنیادی درِ مشککشائیں پر ہوا اگر سدا د فریادی کہ اُجڑا گھر بتوں کا اور ہوئی کعبہ کی آبادی بگون کو اسی سے دشت میں ہی شوقِ بربادی نہ لے مرتج پھر صبحِ ابد تک نامِ جلا دی کہ توڑا کفر کے رشتے کی صورتِ بابِ فولادی مبارکباد یا حیدر رسول اللہ کی دامادی ہلا دے گنبدِ ورفلک کو نعرہ شادی ہی یونس کو بطنِ حوت کے زندانِ آزادی اسی بچے کے ہاتھوں ہی بتوں کی خانہ بربادی</p>
---	--

<p>کہ کائناتیں دست ساری اور نہواں سے فریادی فلک سادشمن عالم بھلا دے اپنی کتادی وگر نہ پہلے دنیا بھر میں تھی تقلید شدادی جس وقت سفر بیتاب بن کر ہونہ فریادی ہنیں زیبا ہے پابند ادب کو اتنی آزادی تھے اے شوق دکھلا دوں سخن کا طرز استادی خدیو کو کشف کا نام لیکر اب ہو فریادی زیادت سے بخت کی پھر مجھے ہو عشرت شادی زمین پر پھر دکھائی دے مجھے جنت کی آبادی صدائیں غیب سے آئیں کہ یہ ہے شان استادی</p>	<p>عدالت اسکو کہتے ہیں یہ ہو لطف ید اللہی طریق راستی کر دین جو تعلیم آپ اشارے سے کیا جنت کو آباد آپ نے اسلام پھیلا کر شریک کاروان لطف حضرت ہوا اگر اگر قدم فرسا کما تک دادی رحمت میں ای محشر باسید دعاتھ میں زبان ہو خار کی صورت مبارک ہو کہ اُسٹھے پر وہاں نامرادی بھی خدا دندا مرے شوق دلی کی پھر حمایت کر ہو امین اڑ کے وان کی خاک پھر کل بصر ہو جا پڑھوں پھر میں قصیدہ روح باب علم میں لک</p>
--	---

دُرُودِ اَبُو الْاَیْمَنِ مَدَامُ الْمُؤْمِنِينَ عَلٰی رُوحِ الْعَالَمِ اَمَّا

<p>کہا تک بیٹھ کر تجھ کو سنا کین قصہ مجھوں شفیق گون تا کجا آخر یہ رنگ دیدہ پر خون فقط اک خفتہ قسمت تو ہے بخت اور کین میں قریب اٹھنے کے ہو اب میت پر دافہ منقون میتس ہو کہ میں جلدی سے دیدہ عارض گلگون کوئی عالم دکھانے ہی کو ہو پھر گردش گردون عروس برسے گل جھلے سے اپنے ہوئی برون بڑی محنت کے بعد آخر کسی کا چل گیا فون ابھی تک ہو کہ میں پرا بتلے غم فرا مضمون کہیں اب تک ہو جاری دور جاہر بادہ گلگون کیسی آنکھ سے ہتا ہو رنج ہجر میں حجون</p>	<p>بہت رات آگلی بسد سورہ اسے دل محزون کہا تک چشم انجم کی طرح شب بھر کوئی جاگے سر بالین آسائش زمانہ مجھ راحت ہے فراغت پانی سوز دل سے شمع انجم نے بھی کسی کے زیر بالش چشم آئینہ کو شوق اسکا لڑی ہین سوئے مشرق سب کی نگہیں بزم بزم صبا سے غنچہ سر بستہ کی مشکبک شامی ہے ہوئی رخصت کسی دربان کی آنکھوں کی یاد کسی محفل میں دفتر عشق توں کا خالے پر ہو بقصد توبہ اٹھا ہو کوئی بالین غفلت سے کیسی نظر میں سوئے درہن گہرا نیکی عشرت</p>
--	--

<p>جلی ہی آتی ہو گویا صدائے ربط و قانون کہ جاسے دلربا پہلو میں اب ہو گا دل محزون ادا جی کھول کر نکھرا چکی ہو گیسوئے شگون رٹا دی شوق منزل سے دلون کے دہشت بخون کسی کے خارِ بستر کروٹوں میں ہو گئے گنگون بجھا آئی چراغِ عمر شمعِ تربت مجنون امید صبح میں دیکھا کسی نے جانبِ گردون کہ کوئی کسے غفلت میں بہا رہا غرضِ گنگون کسی کے کارِ دانِ عیش پر پڑنے کو ہی بخون کسی کی آنکھیں بیداری کے باعث ہوئیں گنگون بجھا جاتا ہے شکلِ دل چراغِ تربت مجنون بڑھا پیک اثرِ سنتے ہی پیغامِ دل محزون دعائیں کعبہٴ دل سے جلی ہی آتی ہیں برون زبان پر ہو خلوصِ دل سے شکرِ خالقِ بخون علی دریائے علمِ کبریا کا اک درِ مکتون برہن کے خدا جسے حرم سے کوئیے برون وہ مطلع ہو سراپا جس جیسا شاہِ مضمون</p>	<p>کسی محفل میں بد سے ساز کے اب کان بجتے ہیں کسی کو یہ تصور وصل میں تر پائے دیتا ہے خبر ہی کیا کسی سر مست خوابِ نوجوانی کو مسافرِ بسترِ راحت سے آنکھیں کتے اٹھے ہیں کسی کے بسترِ گل میں وہی بوباسِ لبتک ہو کہیں گرمیِ رفتارِ صبا سے صاف ظاہر ہو کوئی مظلومِ مشقِ نالہ شہگیر کو اٹھا کوئی ہوشیار ہو کر غیظ میں جویا ہوا بسکا کسی کا تیرِ شامِ مصیبت ڈوبنے کو ہے خارِ نئے کسی کی آنکھ سے پکا ہی پڑتا ہو زمانہ فیضیابِ قوتِ تازہ ہوا لیکن مثالِ گوشِ شنوا کھل گئے بابِ اجابت کی مناجاتی ہلائے دینِ عرشِ معلیٰ کو عبادت کے لیے اٹھا ہے کوئی یا علی لکھ کر علی وہ جو مشنا در بحرِ اسرارِ انہی کا نصیری نے خدا جسکو کہا قدرتِ ہقدرت کی انامِ اولین کی مدح میں عشرِ پڑھو مطلع</p>
<p>بشوق دیدارِ مریضی جسکا ہو دل محزون ہر آنسو اسکی چشمِ منتظر کا ہو درِ مکتون</p>	
<p>تو اس کے سامنے طفلِ بتانی ہوا فلاطون بحرِ اسکے نہین کچھ بھی کمالِ گردشِ گردون ستونِ گنبدِ گردون ہو اٹھ کر موجبِ جیون زمانے کو بناوے رشکِ حاتمِ ہمتِ قارون</p>	<p>اگر علمِ علی سے بہرہ ور مجنونِ فطری ہو طوافِ گنبدِ قبرِ علی کرتا ہے ہر ساعت اگر زورِ انکا نامن کو بخشے قوتِ امکان اگر ہو بہرہ اندوز آپ کے جو دو سخاوت کے</p>

ملے خورشید آنکھیں نقشِ پاکے شاہِ دالہ پر
 اگر شمعائے زہرہ شہ کرے شغلِ نمک پاشی
 جو دیکھے کو کب علمِ علی کے اوجِ رفعت کو
 گواہِ عصمتِ مولا کو کافی یہ فضیلت ہے
 نکلتا خلد سے آدم کا تھا اس شوقِ حسرت میں
 روانِ فطرت کو مولا کا اگر حکم سکون ہو جائے
 پے تعلیمِ دین کا فر کو راہِ حق پر گرا لیں
 متاعِ عالم بالا نثار اُس کے مقدر پر
 رموزِ عبد و معبود اپنے اس طرح بتلائے
 اگر ہو بہت انزائے بخیلان بخششِ مولا
 اگر نورِ آپ کا صبح ازل کرتا نہ صنو پاشی
 ثمرِ پایا یہ اُن کی عاشقی کا دم نہ بھرنے سے
 بشر کیا وصف کئے سینہ شاہِ ولایت کا
 پے اسلام یہ بھی آپ نے مشکِ کشائی کی
 بیان کیونکر ہو اُسکی قدرتِ بھرنائی کا
 نہ دم بھرتے جو انکے عشق کا دنیا سے فانی ہیں
 اگر دیکھیں وصیِ مصطفیٰ کے اوجِ قدرت کو
 نہ اُس کو سحر کا دھڑکا نہ اُس کو بیمِ بتیابی
 بس اسے شرِ کمانک ناخنِ تدبیرِ کام آئے
 چلا پیکِ اختر لے کر دعائے صبح کا ہی کو
 انوارِ سابقِ مقصد کا دل تڑپا ہے بیتاب
 تائبِ پذیرِ زرد نیلینِ رندانِ بختِ اُستے
 لیے جانا ہو عیشِ دائمی و امنِ کثانِ سب کو

جو منظورِ نظر ہو چارہ کارِ قسمتِ واژون
 زبان کو ذائقہ سر کے کا بخشنے بادہ گلگون
 بشکلِ آسمان گردشِ مین آئے عقلِ افلاطون
 کہ زوجہ بانی الطافِ خدا سے سیدہ خاتون
 کہ پہلوئے امیر المومنین میں مر کے ہوں مہزون
 مثالِ تحتہِ سخنِ بستہ ہو طغیانِ جیون
 اذان دے آ کے کعبے میں بھلا کر سامی افسون
 فنا کے بعد جو ارضِ نجف میں ہو گیا مہزون
 نہ نکلیں گے دلِ جبریل سے تاحشر وہ مضمون
 فدائے نامِ سائلِ شوق سے دل کو کرے تارون
 نہ ہوتی عالمِ افروزی کے قابلِ شعلِ گردون
 کہ ہر دم خاک اڑتی ہو میانِ سینہ ہامون
 رموزِ خالقِ ارض و سما جسمیں کچھ تھے مخزون
 کہ آسان کر دیے سب پر کلامِ اللہ کے مضمون
 کہ جسکا علم تاحشرِ رصنائے خالقِ بیچون
 نہ ہوتا رشتہ عمرِ خضر تاحشرِ روزِ افزون
 گرے سر سے کلاہِ افتخارِ حضرت ہارون
 دو عالم میں خوش و خرم ہو شاہِ آپ کا مفتون
 کہانتک کھولے گا بند نقابِ شاہِ مضمون
 جدا رکعبہ کی صورت دوبارہ ہو گیا گردون
 پُر از کوثرِ دکھائی دے رہا ہو ساغرِ گلگون
 اب آج آنکھوں میں نشہِ مغرت ہو تھیں بخون
 مسرت وہ جسے کہیے حدِ عقل سے بیرون

درجنت پہ جب پہونچے تو یہ جو رین پکارا ٹھٹھین تمھاری شادمانی دکھیں ہم اس سے نہیں افزوں

افسانہ دل

در حد صحت کد کو اذ قاتل کفاح علو دل بے کلام الیہ السلام

دکھا کوا ای تہان کعبہ اندازِ فسون سازی
وہ دل جو مدتوں سے تختہ مشق جو زبان پہ
وہ دل جسکی ترپ گاہ وزین کا دل ہلاتی ہو
وہ دل افتادگی دامن سے جسکے لپٹی جاتی ہو
وہ دل جس سے عداوت باندھ لی غریبی قسمت نے
وہ دل میری مردوں کا جو محبوب حقیقی ہے
وہ دل جو محفل دلدار کا ناخواندہ مہمان ہے
وہ دل جس کو سکون دم بھر نہیں درو محبت سے
وہ دل جس پر ہیں آئینہ ادائیں یارِ دلبر کی
وہ دل جسپر نگاہ دوست کی بید عنایت ہو
وہ دل جس نے کہ شہرت پائی بے نام و نشان ہو کر
وہ دل جسکے مضامین غزلِ الفت کے دلکش ہیں
وہ دل جو عشق کے مکتب میں ہو استاد و مجنون کا
وہ دل گھر کر لیا جہین کہ عکس حسن و بے سرنے
وہ دل جسکو محبت میں شہید ناز کرتے ہیں
وہ دل جس نے کہ پائی کشورِ تن کی شہنشاہی
وہ دل جس نے نہ دیکھا خواب میں بھی خندہ شادی
وہ دل جو ہر چہ لرغ کشتہ تر تھامے کہنہ کا
وہ دل شعلہ ہو جو اہل فنا کی شمعِ مرقا کا
وہ دل جو صبیحِ فرقت میں تھا میرا سوس و ہدم

کہ ہم آئے ہیں دل کو ساتھ لیکر بہر جان بازی
وہ دل چشمِ حسینان کی ہو جسپر ناک اندازی
وہ دل نالوں نے جسکے متصل کی عرفین پر ازلی
وہ دل جس سے کہ کوسوں دور پر شانِ سرفرازی
وہ دل جس سے کہ بکینی کو ہو دعوائے و مسازی
وہ دل میری تمناؤں پہ جس نے کی ہو جان بازی
وہ دل آفت ہو جسکے واسطے غیروں کی غمازی
وہ دل دستِ حسینان میں جو ہو مثل گلِ باغی
وہ دل جس میں بھرا ہو جلوہ شوخی و طسازلی
وہ دل جو ہو جراثیم خورہ تیر فسون بازی
وہ دل جس نے کہ پائی خاک میں ل کر سرفرازی
وہ دل جسپر تصدق ہو دلِ سعدی شیرازی
وہ دل آسان ہو جس سے کہ کون پر درجِ جان بازی
وہ دل جس نے سکندر کو سکھا دی آئینہ سازی
وہ دل جو ہو قتیلِ خنجر شوخی و طسازلی
وہ دل حاصل ہو ملکِ روح میں جسکو سرفرازی
وہ دل جسپر ہمیشہ کی فلک نے برق اندازی
وہ دل جس کا کہ بابل فنا سے ذوقِ مسازی
وہ دل سوزِ دردن جسکا ہو خود ہی وجہِ جان بازی
وہ دل ستایم وصالِ دوست جس نے کی ہو جان بازی

<p>وہ دل خواہ سے جسے غلامین کی فتنہ پروازی وہ دل ایذا اور احتیج ہے جسکو شوقِ دساز وہ دل روحِ خلیل اللہ جو تھا وقتِ جانبازی وہ دل جاگی ہے جس سے چشمِ جانان کی فوسازی وہ دل سرسبز کر جسے لیا میدانِ جانبازی وہ دل بول اٹھتی ہے جس سے کہ صنمِ چہرہ پروازی وہ دل جس سے کہ ہے واعظ کو امید ہم آوازی وہ دل جسکی شریکِ حال ہے قسمت کی ناسازی وہ دل جسے سکھا دی قیاس سے تہا ہر جانبازی وہ کعبہ جائے میلادِ عسلی اشجعِ غازی زمین پر بادشہ باران کی صورت تھی ہر اندازی مٹی اللہ کے گھر سے بتوں کی فتنہ پروازی دکھائے شاہ کا دل لکھنؤ میں جگ تازی ہر اک سرور چین کو مثلِ طوبی ہو سر آوازی ادھر ناحق ہوا اگر دونوں میں شوقِ ناوازی کہ روئے مہر پر ہو مطلعِ نو سے جلا سازی</p>	<p>وہ دل آدم کو جو جنت سے لایا باغِ عالم میں وہ دل مہر آجیسے کہئے سکون و بہقاری کا وہ دل جو وقتِ بدین ہو خلیلِ حضرتِ یوسف وہ دل بخود کیا جس کو نگاہِ مست دہرے وہ دل کشتہ ہوا جو کر بلائے عشق میں آکر وہ دل جس کا مہر رنگ تصویرِ محبت کا وہ دل زندوں کی قفل میں جو ہو چلتا ہوا ساغر وہ دل بیمار کے دل سے بھی جو نازک زیادہ ہو وہ دل جسکی رگون سے خون نکلا قصبہ لیلیٰ پر وہ دل جو کعبہ اصلی ہو چشمِ معرفت میں وہ غازی جسکی ابرت سے میدانِ ہجرت میں مبارکباد سے روحِ خلیل اللہ سے مزوہ تہہ سس شوقِ بابالی میں دل رکھ دے ہر اک ذرہ ہنوا کھائے جو انکے گلشنِ اعزاز بخشی کی سہرے سایہِ حفظِ علی ہم سے غلاموں کو ضیاء باری کرا دے تیغِ زبان پھر یوں سرِ قفل</p>
---	--

<p>نصیری کی طرح ہونا خضر کو شوقِ جانبازی خدا معلوم کیا صورت دکھائے شانِ عجازی کہ باتے ہیں ظفر برکت سے جسکے آج تک غازی یہ کیا ممکن کوئی کہوئے زبان تک بہر غازی فلک تائب ہو دل سے ترک کر کے ہر پروازی</p>	<p>اگر اعجازِ تیغِ مہر تھے کچھ بھی سمجھ جاتے کہیں اظہارِ قدرت آپ اگر منکر پہ غصے میں خدائے وہ اثر بخشنا ہوا انکے نام نامی کو حکومت آپکی مرزہ امان کا ہے جو عالم میں جو دیکھے چشمِ مہر و مہر سے شانِ زہرِ حضرت کو</p>
---	--

زبان تیغ اعدا سے امان کی آئین آواز میں
 اگر خورشید لطف مرتضیٰ کی کچھ توجہ ہو
 کرین تعلیم وحدانیت خالق جو عالم میں
 اگر رعب آپ کا جنگاہ میں ہو سرکہ آرا
 لبون پر روح اگر آئے مریض عشق حیدر کی
 چلے تیر شجاعت گر کمان رعب مولا سے
 بلکہ اگر جانب مغرب سے دست فیض حضرت نے
 رہا جاتا تھا اک عنوان اظہار شجاعت کا
 خذت کی طرح جلو ہو جان یا قوت و گوہر سے
 اکھاڑ جب زمین سے کاہ کی صورت درخیم
 رسول اللہ سے باتیں ہوئی تھیں انکے لہجے میں
 ولی نمود زنجی ہو میان عالم برزخ
 طلسم کار عالم کو ہر اک پل سو تفتیر ہوں
 سواری میں فرس مانگے اگر اقبال مولا کا
 نظر کو صاف بتلاتے ہیں احب رام سادہ
 اگر دین توست اعجاز مولا غیبر مری کو
 سیہ خانے میں عاشق کے چراغ مہر روشن ہو
 جو در ماندہ ہوز اگر آپ کا میدان غربت میں
 مٹی حریف غلط کی طرح سب انکی ہدایت سے
 اگر ہو خواب میں دیدار انکی چشم حق بین کا
 جو دم کرتی زلیخا ہاتھ پر نام ید اللہ کو
 ملائک بن گئے تصویر حیرت بدو فطرت ہیں
 جہان ہوتی ہو برپا زم حضرت کے فضائل کی

قدم رکھیں اگر مولا سر سیدان جانا بازی
 ہر اک شہنم کی قطرے ہیں ہوز و برعش پردازی
 کرے ناقوس تجا نہ موزن سے ہم آوازی
 سر طاعت جھکا کے تیغ کی صبر سے ہر غامی
 کرین حوران جنت جان و دل سے اسکی مسازی
 تو ہوں حلقہ بگوش اگر بلیان ترکی قازی
 سلطان خاور پر رکھا تاج سرافرازی
 شب بھرت میں کی فرش نبی پر ہوئے جانتا بازی
 اگر دست عطا سے شہ دکھائے شان اعجازی
 تصدق ہو گئی پہنچے پہ آکر روح ہر غازی
 شب معراج کی معبود نے ان کی ہم آوازی
 اگر دکھلائیں دست حق نہا سے تیر اندازی
 ہویدا ہوں اگر حضرت سے تو تہا سے اعجازی
 کرین غریبہ ادریس انکے دل سے غاشیہ ساوئی
 علی کے نام اعلیٰ سے ہوئی سبکو سرافرازی
 پر مرغ تصور میں ہوز و برعش پردازی
 اگر زور ید اللہ دکھائے شان اعجازی
 وطن تک رحمت حق ساتھ جائے بہر مسازی
 قیامت خیز تھی جتنی بتو کی نقشہ پردازی
 بستان دہر آئین راہ پر چھوڑیں فسون سازی
 نہ سنتا کوئی چاک دامن یوسف کی غمازی
 دکھا یا جب ید قدرت نے حسن چہرہ پردازی
 ملائک عرش سے آتے ہیں بہر انجن سازی

<p>پسند خاطر احباب ہو اندازِ ایجازی کہ وہ رحمت چلی عرشِ برین سے ہر مساوی نگاہ یار کو جب تک ہو مشقِ نادک اندازی دلِ عاشق ہی جسد تک شمارِ ذوقِ جان بازی گرین بھی جوشِ مستی میں تو حاصل ہو سرفرازی کھلین آنکھیں تو دیکھیں جو روئی خوشی و طنازی</p>	<p>بیانِ منقبت تا چند میں خاموش اسے محشر و عاکسِ شوق میں بس دل اور حق بجانب ہو خدا یاں میں عاشق کے خراشِ زخم ہی جہت تک دلِ معشوق ادا سے جانتاں پیدا کرے جہت تک رہیں سرشارِ سب خونِ شرابِ حبِ حیدر سے اسی نشے سے پونچھیں خلد میں کوثر یہ دم لیکر</p>
---	---

قصیدہ در مدح مولانا علی گرامی و فیضی رحمہما

<p>چلے نظارہ کش برقی جمالِ روئے انور کے ہنسے حالت پہ اپنی رونے والے زندگی بھر کے کہ جاگے بخت چشمِ عاشق بیتاب و مضطر کے بڑے ہنگامے گر ماگرم ہیں خورشیدِ محشر کے فسانے چھڑ گئے جو رہتاں فتنہ پرور کے اٹھے دفن سے گشتے اضطرابِ قلبِ مضطر کے مثالِ پیہ ٹکڑے اڑ گئے جریخِ مدور کے کھلے تقدیر سے دروازے دیوانہ گاہِ محشر کے مڑے ملے تھے جنکو قبر میں آغوشِ مادر کے اٹھے انگڑائی لے کر شفیقہ زلفِ معنبر کے سحر ہوتے ہی افسردہ ہوئے وہ پھولِ بستر سے ہوئے خواہانِ جزائے زخم تیرنازِ دلبر کے ہیولائے فتلے دہر میں آثارِ محشر کے کہان میں شفیقہ تزیینِ گیسوئے معنبر کے کہ ٹکڑے اڑ گئے آئینہ ماہِ منور کے</p>	<p>قیامت ہو اٹھے پردے حجابِ حق و دلبر کے مبارک ہو ہوا اتمامِ طولِ قصہ فرقت مٹا فضلِ خدا سے دور دورہ لن ترانی کا ہوئی واجبِ حفاظتِ دامنِ چشمِ تماشا کی کھلے دار القضا مثلِ جبارِ خادہ کعبہ فغانِ صور سے ہل چل بڑی شہرِ خوشان میں پریشان ہو گیا سطحِ زمینِ ذرات کی صورت سستی جانے لگین عالم کی درد انگیز فریادیں ہوئے سپردِ درہ بھی مسکرا کر خوابِ راحت کے ہر اک سر سے ملی کالی بلا شہما سے مدفن کی بچھایا تھا جھین ہنگامِ شب کن کن مرادوں سے نگاہِ داورس کو دُعاؤں جیسے عاشقِ مزاج اٹھے بقائے عالم اجرام و اجسام اب ہے ناپیدا ذرا آئینہ صبحِ فنا میں دیکھیں منہ اپنا یہ کیسی صورت نے بھونکی ہو گری ہر تابان میں</p>
--	--

غضب ڈھایا ہو کسی آتش بھج کی حرارت سے
 ہوئی بنداب درتو بہ زبانِ مردہ کی صورت
 چمک اٹھا ستارا قسمت لیلی و مجنون کا
 مقام عدل میں آتا ہے جمع داد خواہوں کا
 خدنگ ناز کا اب ڈرنہ و ہشت تیر مرزگان کی
 سرسحر اپ رحمت بل گئی اُن کو جگہ آحسنہ
 کیا بے دست و پا اُنکو بھی تخیلاتِ فاسدینہ
 اصفین شعلے جہنم کے لپک کر لینے آئے ہیں
 سرسیدانِ حشر اپنے کئے پر سرسبٹکتے ہیں
 سرون میں جنکے تھا سوداے دعوائے انا اللہی
 جہانگیری میں جن کو خطبہ تھا نو شیر دانی کا
 بجمودی برہنہ آئے ہیں بازارِ محشر میں
 جبین تھی جن کی وقفہ سجدہ اہنامِ نبیین
 خلیلِ توبہ نے داماں دل میں کی ہے روپوشی
 تلمائے جا رہے ہیں ناصرانِ مہدی دین بھی
 نقیبِ مرزہ گلزارِ جنت آگے آگے ہے
 سرون پر سایہ طوباءے بُستانِ امامت ہو
 چلے جاتے ہیں شوقِ وصلِ حورانِ بہشتی میں
 خمارِ بادۂ عشرت میں یوں انکڑائی لیتے ہیں
 نگہ بازوں نے جب دیکھا کہ آئے ہم مذاق اپنے
 ہوا انہو جب زندانِ صہبائے حقیقت کا
 اٹھا اک شورِ رندوں میں الایا یہاں اتاتی
 ہمارے شوق کی حالت ہے ساقیِ تحبہ آمینہ

پسینا ناگلو ہو چکا ہے ہر اک اہلِ محشر کے
 پڑھے جانے لگے مضمون کتابِ نیکی و شر کے
 ہوئی صبحِ ابد شکوے مئے بیدادِ دہر کے
 مزاج اب پوچھے جائینگے کسی سیدادِ گستر کے
 نکالے گی زبانِ کھل کھل کے ارمانِ زندگی بھر کے
 ستم کش تھے جو دنیا میں کسی بچے آبِ خنجر کے
 خدا کے باب میں ساعی تھے جو اثباتِ پیکر کے
 دلائل پیش کرتے تھے جو عصیانِ پیر کے
 کہ آفتاب میں ہیں سجدہ کر نیوالے شاہِ خاوی کے
 وہ مستوجبِ ہین تہر بادشاہِ عدل گستر کے
 وہ مظلوموں کی صورتِ نظر ہیں لادار کے
 نکلتے ہی نہ تھے جو گھر سے بلبل ہوئی زار کے
 سنے وہ شدتِ بیم درجائے آج پتھر کے
 چلے ہی جاتے ہیں ولسوز مشقِ صنعِ آذر کے
 ہوئے جو ہر نمایان جن سے شمشیرِ دو پیکر کے
 غضب میں سیکڑوں پیغامِ خوشنودی وادار کے
 بھرے ہیں دامنوں میں بھول گلزارِ پیر کے
 ٹھہرنے ہی نہیں دیتے ہیں ارمانِ قلبِ مضطرب کے
 کہ نظروں میں مرقعِ کھنچ رہے ہیں ورسافر کے
 بڑھے خود ان کو لینے بادِ کش ساقی کو تر کے
 بھرے جانے لگے ساغرِ شرابِ وحِ برور کے
 چلے آتے ہیں وعدے مدتوں سے روزِ محشر کے
 دکھائے آج جو ہر تو بھی طبعِ فیضِ گیت کے

<p> مرنے آئین زبان کو ساقیا قند نکر کے کہ تو نے ہمدین پارہ کیا کلمہ کو آذر کے خوشی سے بار سائل کو دیے ہفتا و شتر کے برابر بانٹے تو نے کر کے ٹکڑے باب خیبر کے کہ بچے بھی ہین تیرے پیشوا عیسیٰ رہبر کے ارے او زینت افزا اگر می بازار محشر کے ارے اوفس محبوب خدائے عرش اکبر کے کہ ہم سرست ہین ساقی غدیر خم کے ساغر کے ارے نائب خطیب ممبر پالانِ اختر کے کہ ہم تے نوش ہین ساقی تجھ ایسے بندہ پرور کے نصیبے جاگے ہین تیری بدولت مہر نور کے پلادے مجھ کو صہبا جام مین ماہِ منور کے ترے مو نوش اب محتاج ہین اور ایک ساغر کے بڑھین سیلاب جوش اضطرابِ قلب مضطر کے </p>	<p> پلادے بادہ تسنیم جامِ حوض کوثر مین دربانِ شیشہ تیرے ہاتھ سے کھلے مین وقت کیا تجھے مشکل نہیں دو چار شیشون کا اٹھا دینا عدالت تیری وقت جام بخشی کیون نہ ظاہر ہو دم نہ سنبھالے کیون نہ تو اپنے شرابی کو اُدھر بھی اک نگاہ لطف ہو ہمراہ پلادے بجائے روح صہبا بھرنے جسم بادہ شاد مین نہ کیونکر تجھ سے وابستہ ہوں ہم سب کی تن مین جواز اسکا بھی تیری ہی زبان سے نکلتے آتے ہین خطا گستاخون کی عفو پور نشے کی باتن مین دماغ مے کشان کو عالم انوار کر دینا علی کہتے ہین تجھ کو تو وہ عالی ظرف ساقی ہو خمارِ مطلع نو ہے ذرا ساقی خبر لینا وہ مطلع جس سے سرستی ہو سب راہ بابِ محفل کو </p>
<p> ازل سے جو کہ تھے سرست جامِ عشق حیدر کے دل اُنکے بن گئے ساغر شرابِ حوض کوثر کے </p>	<p> ازل سے جو کہ تھے سرست جامِ عشق حیدر کے دل اُنکے بن گئے ساغر شرابِ حوض کوثر کے </p>
<p> کہ دل ہی جانتے ہین عیسیٰ و خضر و سکندر کے فدا ہوں دو جہان تیری نگاہ بندہ پرور کے کہ پھر انداز دیکھین رجبت مہر منور کے خدا کے فضل سے بند جو ہین سلطانِ قنبر کے اگر احوالِ خیبر سننے ہین دربانِ ترے در کے دو پارہ کیون نہ کر دے ہمدین کل آذر کے دماغِ اسدن سے ہین چوتھے فلک شہِ غادر کے </p>	<p> جہان مین بہری یون کی ہو تو نے اومے مولا نظر انداز کیجیے واقعہ قومِ نصیبِ سری کا اسی خاطر ہے دنیا لہ دوی ماہ و کواکب کی فروغِ نجم شاہی اُنکو مثلِ خال زنگی ہے و نورِ جوشِ بن کس قبر کی انگڑائی لیتے ہین جدا کہہ شوق ہو روزِ اول جسکی ہیبت سے کبھی حدادِ پیر کی تھی تیری آستانِ بوسی </p>

قدم دوڑیں نبی براس سہی حق نے جب رکھا
 ترے آئینہ نقش کعبہ پاکو اگر دیکھیں
 بلائیں کیوں نہ لے شان یہ اللہ کی کعبہ عالم
 دیا تیری عنایت نے اٹھیں اکیلے دارانی
 جلالت نے تری بستی کیا چرخ ستار کو
 پھٹک جاتے نہ کیونکر مرغ دل تیری اللہ
 ترے دور عدالت میں یہ کہتے شرم آتی ہو
 لو اے حمد خلاق دو عالم کیوں نہ دے تجھ کو
 اگر دیکھے تری تیغ دو پیکر کی سراندازی
 کوئی روح الامین سے قدر ضرورت کی ذرا پوچھے
 ملائک کیوں بوسے میں ترے قدموں کے لے مولا
 نگارستانِ فطرت میں تو ہی تو نقشِ اول ہو
 کر گیا مصطفیٰ دمِ قضیٰ میں فرق کیا کوئی
 مبارک نصرت تجھ کو اے زائرِ مبارک ہو
 فضائل تیرے او مولا نہ ہونگے ختم انسان کے
 کہانتک شورِ مشرقیت بس چپ رہو محشر
 چلو غمانہ محشر کی جانب آؤ بس اٹھو
 سیہ سختی زمانے بھر کی چھوڑو کیچ مدفن میں
 وہ دیکھو موجبہ تسنیم اٹھ اٹھ کر بلاتے ہیں
 پیو جی کھول کر نشے میں غش آئے تو آنے دو
 نصیری محبت ہو چلو حورون کی جانب تم
 درجہ بندی نہ کھولے گا اگر رضوان تو کعبہ بنا
 بس اتنا سنتے ہی لبتیک کی آواز آئے گی

زمانہ بھر یہ معنی کھل گئے اللہ اکبر کے
 خدا ہو جائیں دل سوجان سے خضر و سکر کے
 قوی جسکی مدد سے ہو گئے بازو پیمبر کے
 کہ روزِ بد و فطرت جو کہ شاکی تھے مقدر کے
 یہی ہیں رمزِ خط استوار و خط محور کے
 کیا دم بھر میں فیصلہ قصہ بازو کبوتر کے
 کہ ہم کشتہ ہیں اُلفت میں کسی پیلہ دستر کے
 زمانے بھر میں جھنڈے گاٹے ہیں شرحِ پیمبر کے
 قدم اٹھ جائیں میدان میں لاور سے لاور کے
 کہ شہر کر دیے صدقے تری تیغ دو پیکر کے
 جوابِ عرشِ اعظم کر دیا عرشے کو منبر کے
 مقدم تو ہی ٹھہرا علم میں خلاق اکبر کے
 لکھے ہیں ناظمِ قدرت نے دھن میں برابر کے
 یہ معنی ہیں صدائے گنبدِ قبر منور کے
 نمایاں ہوں اگر آثارِ صبح روزِ محشر کے
 شمار اب ہو گیا خدام میں ساتی کوثر کے
 شرابِ مدعا پینا اگر ہو تکو جی بھر کے
 بہت دن سوئے اب اٹھو کہ ہم محفلِ ہفتبر کے
 وہ دیکھو کھول کر آنکھیں اشارے خیمِ ساغر کے
 پڑینگے چھینٹے آبِ رحمتِ خلاق اکبر کے
 کسی کا خوف ہی کیا ہو کہ تم بندے ہو حیدر کے
 کہ ہم بندے ہیں دل سے فاتحِ صفینِ جبر کے
 ہزاروں ہونگے خواہاں اس طرف سے ایک محشر کے

مبارک کتا ہو گا شاہراہِ انعام عشرت میں پلٹ کر ہم یہ پوچھیں گے کہ کیوں کو اس میں مشکلیں نتیجہ کیا فغانِ بے محل سے کون سُنتا ہو	فدا آغیار چون گے اپنی غزلی مقدر کے تھیں دشمن تھے کیا دنیا میں بازو پیمبر کے کہ دروازے ہوئے مسدود دیوالگاہِ شکر کے
---	---

قصیدہ

جناب قلیو لانا الیہ صبر صاحبِ ظلم نے ہفتہ ذیقعدہ سن ۱۲۸۵ ہجری میں مکمل علوم کے لئے لکھنؤ کے کولہے محلے اسم فیکلٹی اور صدر فرغ چار دم شہانِ اعظم سنہ ۱۲۸۵ھ کو دس تشریف لائے عرض الصدق تہذیبِ آدمیہ تصدیقِ خاں سار	
---	--

جذبہ دل کا مجرہ دوست کو ہم دکھائیں گے راہِ وفا کشادہ ہے جادہ شوق بے خطر دیدہ و دل کی آرزو نہ نظر ہے ہر نفس عشرت شوق و وصل میں ہوش اگر نہ اڑ گئے دامنِ چشم شوق سے پوچھیں گے گردِ راہ کی پاؤں پر آنکھیں کتنے ہی ہونگی نگاہیں دوزخ میں حسنِ شباب کی ادا کوئی بگڑ گئی نہو شکوہِ غم نہ ہو ہی پاکے منائینگے آنکھیں مل گئے جب تو گردِ غم سرِ سرِ چشمِ عیش ہے مخملِ اہل دل یہ ہو محشرِ غمہ سنج بان	چاہیے تھا کہ جائیں خود لیکن انہیں بلائینگے کتنے ہیں دل کے ولولے آئینگے اور وہ آئینگے تعم کے نظر جائینگے بڑھ کے گلے لگائینگے حالتِ دل دکھائینگے قصہ غم سنائینگے جلوہِ رش کے شوق میں بڑھکے نقاب اٹھائینگے گردِ قدم کو سرِ سرِ دیدہ دل بسناائینگے دل کی صفا کا آئینہ سامنے دکھائینگے بگڑے ہوئے نصیب کے نازیو نہیں اٹھائینگے کہہ کے فسادِ فراق اشک نہ ہم بہائینگے زنگِ غزل میں ڈوب کر سطحِ نو سنائینگے
---	---

جاتے ہیں کوئے دوست میں جان گولے آئینگے
شمعِ حیات پھونک کر دل کی لگی بجھائینگے

ہجر وصال دونوں میں رنگِ مزاج ایک ہی بیٹھے تھے اسرارِ لگائے شکر سے کام ہر نفس خندہ دوست کی ادا دیکھیں گے اس بہا سے شکر کا فلسفہ یہ ہو صبر کی معرفت یہ ہے عشق کی سختیاں بُری فرض کیا مری سہی	شکوے زبانِ بروہی آئے تھے اور نہ آئینگے بابِ قبول سے دوا مانگی تروہ جو با آئینگے اپنے ہی دل کو آپ ہم شوق میں گڑا آئینگے راہ میں سو قریب ہوں خیر سے بھرتک آئینگے ناصحِ شفیق آپ کو کیا ادب جو ہم اٹھائینگے
--	---

شور جنون سے ڈر کے آپ رہ جیٹھ کا
 صاحب فیض اگر نہ تنگ بقات روح ہے
 آپنیں تو ہنس کے یہ کہدین چلو بھلا ہوا
 اب بقا کی جستجو آپ کرین نہ چار سو
 چشم کرم کو کر لیں بند پھیر لیں اُدھر سے آپ
 روز ہمارے واسطے پڑھئے گا اُنٹی سیفی آپ
 آپ کو اعکاف دینے قسم نہ اُوسٹھنے کی
 دل ہی نہیں ہے سینے میں بو بھی ٹول ناگہی
 خلوت شوق کا جنون ہوا مبارک اسے حضور
 عشق کی خوبیاں سہی حسن بیان بھلاں لین
 آپ کو جان پیاری ہو عمر خضر بھی ہو نصیب
 جذبہ حسن و لفریب لاکھ طرح سے ہو بیان
 وقت نماز صبح بھی بہر خدا نہ چوکیں آپ
 اپنی زبان اپنی بات آپ بخوش ہی رہیں
 زخم نگاہ نازکی نہ پہ نہ آئیے گا آپ
 کعبہ دہم کا طواف کیجئے جا کے شوق سے
 شاہر اعتقاد کے دید کی مشق کیجئے
 زحمت چند گام سے ہونگے حجاب برطن
 بلغ نجف کے مرتبے پہ چھنا ہوں تو آئیے
 سینے میں تازہ تازہ علم و دین شباب کی منگ
 روئے زمین پہ چلج بلغ نجف ابد قرار
 آئے ہیں چلکے دور سے تھم کے ذرا سام تو لیں
 فیض سے باغ علم کے لائے ہیں جو خزانہ ساتھ

سارا جہان چھانین گے آپکے گھر آئیٹھ گے
 نزع میں آپکے عوض موت ہی کو بلائیٹھ گے
 ناز حبیب پر جو ہم جان حزن گنوائیٹھ گے
 اپنی مراد دین کو جو ہم جام فنا پلائیٹھ گے
 بنجیہ گروں کو جب ہم زخم جگر دکھائیٹھ گے
 نقش طلسم مدعا ہم جو کبھی بنائیٹھ گے
 بندہ نواز ہم اگر کوئے صنم میں جائیٹھ گے
 آپ کو کس مہر پر قصہ غم منائیٹھ گے
 دلی نہیں گے بیٹھ کر اپنی اُسے کسائیٹھ گے
 آپکے منہ سے سنئے کو ہم تو کبھی نہ آئیٹھ گے
 ہو کے شہید ناز ہم تازہ حیات پائیٹھ گے
 آپ کی نرم و عظیمین ہم تو کبھی نہ آئیٹھ گے
 نالوں سے ہم شب فراغ حشر اگر اٹھائیٹھ گے
 ہو وہ خفا خدا کرے دوست کو ہم منائیٹھ گے
 ہمتو ہزار ایسے تیر شوقے دل پہ کھائیٹھ گے
 آپ کا پوچھنے مزاج ہم بھی کیدن آئیٹھ گے
 حوصلہ سوز موسوی جلوہ کبھی دکھائیٹھ گے
 شان خدا دکھائیٹھ گے بارغ نجف میں لائیٹھ گے
 سیدنا نصیر سے پوچھئے وہ بتائیٹھ گے
 اُسے کتاب معرفت پڑھئے اگر پڑھائیٹھ گے
 صفحہ دلیہ نقشن دین یہ بھی دین جائیٹھ گے
 جد و پدر کی شکل سے راہ خدا دکھائیٹھ گے
 خلق خدا پہ بانٹ کر اور اُسے بڑھائیٹھ گے

<p>عہد شباب علم ہی تو بیان کہہ ہی ہیں سات گلشن باب علم کے پھول چنے ہیں تہ توں باب علوم مرتضیٰ ہادی راہ مستقیم نور خدا علی ولی نائب ختم انبیا اُن وہ سوال کنج قبر رہائے وہ اپنی کسی کو تر د آسبیل ہاتھ سے ان کے فضل علم رواق بزم معرفت گو ہر گوش سامعین</p>	<p>حرف غلط کی شکل سے نام نہ ٹائینگے وعظ میں سامعین کو بلغ جان دکھائینگے ہم کو جو اپنے ساتھ ساتھ خلدین لکے جائینگے تیرہ و تار قبر میں جلوہ رخ دکھائینگے شان کرم دکھائینگے سب کی مدد کو آئینگے خسر کے دن کی پیاس میں آبِ خنک ٹپکائینگے محشر بذلہ سنج ان مطلع نورنا ٹپکائینگے</p>
--	--

طور پر جاؤ اسے کلیم ہو تجھ کو جائینگے
یہ ہے صراطِ مستقیم یاں سے خدا کو پائینگے

<p>مقصود انا علی معنی اہل اسے علی مطلب لافنا علی بندہ حق نما علی حورین بیاض خلدین پہلی رہیں کہ غش نہ آئے اسکی ادا سے خواب پر کیوں نہ خدا ہو شیفتہ اسکے سوا خدائی میں کس کو امام مانے مہربوت اسکا اوج اٹھکے بتاتی ہو بہن غازی وصف نکلن علی حیدر دو بوج حسن علی خیر و خندق آپکے بازو تیغ سے فنا زور شباب یوں تو ہو جو کیا قصد ہو گیا وحی خدا ہے وہ جو آئے عرش سے جانب نبی سر پہ چشم معرفت ہوگی سمت کے تیر سرگی اہل دلا کو جوش ہے مطلع تازہ پھر بڑھیں</p>	<p>بعد شہادتین ہم قبر میں یہ بتائینگے حشر میں پیش کبریا کہتے ہوئے یہ جائینگے دارِ محبت علی سینے پہ ہسم دکھائینگے جسکو جناب مصطفیٰ اپنی جگہ سائینگے جسکو رسول دو جہان اپنی جگہ بٹھائینگے کعبے میں اپنے دوش پر جسکو نبی چڑھائینگے دشمنوں کو اشارے میں ماننے سے بھگائینگے عمر کا سر اڑائینگے قلعے کا در اٹھائینگے رنگ مزاج کہتا ہے کعبے کے بت گرائینگے عقل سے انکو سمجھیں کیا عرش پر جو کجائینگے شمع دلا سے مرتضیٰ قبر میں یوں جلائیے صل علی کے نعرے پھر عرش بریں چلائیے</p>
--	---

خلوت قبر میں علی ہر مدد جو آئینگے
ملکے اندھیری رات کو عید کا دن منائینگے

سوسے ہے نصیب کو بیٹھے ہی جگائیں گے
 چلنے والے بنیخ شوق سے ناز اٹھائیں گے
 پائیں گے آنکھوں پر جگہ مکنے کو جس جائیں گے
 لطف حیات جادوان جان گنوا کے پائیں گے
 سوزش دل بڑھائیں گے فرد گنہ جلائیں گے
 نگلیں گے منہ اٹھا کے جب سیدھے بچھ کو جائیں گے
 ایک اک ادلے ناز پر جان حزن گنوائیں گے
 مولد الفت سے قلب کو ہم بنائیں گے
 واقعہ غیر جسم بہر دلیل لائیں گے
 بیچہ ہم کیسے دست طلب بڑھائیں گے
 ہاتھ سے تیرے جام سے مست لاجوائیں گے
 نشہ میں کہہ کے خیر باد جبکہ حواس جائیں گے
 گر کے جو وقت بخودی تازہ حواس پائیں گے
 نشہ سے اترنے پر ہوش میں جب کہ آئیں گے
 حلق سے جتنی اترے گی تازہ حواس پائیں گے
 جتنی بین گے تا ابد اتنی ہی چھوڑ جائیں گے
 در شراب چھوڑ کر دست دعا اٹھائیں گے
 اپنے خیال سے سوا مانگنے والے پائیں گے
 جادہ حق دکھاتے ہیں اور یونہی دکھائیں گے

پاؤں کی چاپ پر فدا کیوں نہو نغمہ جانفزا
 عشق علی وہ عشق ہو جہین کوئی نہیں قیب
 محفل بادشاہ ہو یا کہ گدا کی خسانقاہ
 زندگی دروزہ میں چین نہیں کوئی نفس
 حب علی کے مبتلا شام و سحر یہ کہتے ہیں
 وحشی عشق مرتضیٰ رہتے ہیں اتنے باحواس
 لیگا وفا کا امتحان بڑھ کے جو حسن اعتقاد
 کا رخیل کرتے ہیں چاہیے غیب کی مدد
 نائب ختم انبیا کون ہوا علی ہوے
 نام غدیر آگیا جوش کرم ہو ساقیا
 سمجھیں گے کوئے یار کا کھویا ہوا یہ دل ملا
 سمجھیں گے چشم ناز کی بی ہوئی جان آئی پھر
 سمجھیں گے کوئی است ناز ٹھو کروں سے جگا گیا
 مثل مکلف اٹھیں گے آنکھوں سے پرے غیب کے
 تیری شراب ساقیا روح روان سے کم نہیں
 تیری شراب خرچ سے اور بڑھے گی رات ن
 باب مراد کے لئے مدح کلید ہو گئی
 جنبش دامن طلبات بتاتی ہے ہیں
 فاصیہ دین نصیر شرع بہکو یقین ہو لے خلا

قطرہ فہر علی ابن ابی طالب

عبتے ہیں تو کئی عقل حیران خدا کی باتن خدا ہی جانے
 یہ راز الفت ہو راز ایسا کہ جس کو اہل فاہی جانے

علی کے عرفان میں بحث کیسی یہ راز لب صفا ہی جانے
 علی نے فرش نبی پر سو کر گزاری ہجرت کی رات کیونکر

<p>محال علی فضیلتوں پر ہم ایسے بندہ تو مہم جو دین ز قتل مرتبہ کوئی سمجھا نہ ہم کو جبریل نے بتایا بھال حیدر کے دیکھنے کو اُسے ہیں جسے آنکھیں ملے علی ہیں نفس نبی برحق علی ہیں نور خدا اُسے مطلق قدم جودش نبی پر کسے صدائے مہر توت آئی جہان ہستی کے راستوں میں بھٹک سکے وہ غیر مکن علی سرانے ہیں جاگنی میں حیات جاوید مل ہی ہے بحر دلاے علی اعلیٰ نہ کوئی نیکی نہ کوئی طاعت</p>	<p>خدا نصیری نے کیوں کہا تھا حقیقت کی غلطی جان سکت کلائی میں تھی کہا اُنکی یہ فرستے دوتا ہی جان ہمیں جو کرنا تھا کہ چلے ہم اب گے شوق تھا ہی جان ہمیں جو کرنا تھا کہ چلے ہم اب گے اُسے خدا ہی جان کیسکو اس لوح کی خبر کیا کہ جبکہ ربّ علای جان نصیر یوں کے خدا کو اپنا جو ہادی حق نا ہی جان مرے کو اس لطف آخری کے مری ہی غیبی جان ہمارا کیا حشر ہوگا محشر اسے تو ربّ علای جان</p>
--	---

قصیدہ

<p>حسب فرانس جناب مولانا حکیم سید ماجد حسین صاحب بن جناب لانا یزدا کر حسین صاحب بلبر برادر حضرت شمس العلماء مولانا سید حسین صاحب بلبر برادر جینے کا تم نے اس سر اوقت جفا دیا تو کیا گر یہ غم کی لذتیں دلے نہ جائیں گی کبھی ہو چلے کا رنا ہے جو محو کرے گا کون انھیں داد ملے گی صبر کی خیر خدا بھلا کرے کہ ہے ہے ہیں کامیاب جسے پھر اہ نصیب لطف و ستم کی ایک ہی اہل فائین شرح ہو بخود ہی شباب کا چارہ کار کچھ نہیں داغ وفا کی روشنی دہندگی نہوگی حشر تک رہبری طریق عشق کام نہیں ہر ایک کا جسکے مزاج ناز میں معنی صلی ہوں عبث ایسے طریق ظلم پر ناز بجا نہیں حضور</p>	<p>مرنے کی جسکو ہو خوشی اوسکو جلا دیا تو کیا برق جلال ناز نے مجھ کو ہنس دیا تو کیا قبر شہید ناز کو تم نے مٹا دیا تو کیا صور نے کچی نیند میں مجھ کو اٹھا دیا تو کیا رستہ کوئے دوست کا دلنے بتا دیا تو کیا تنے ہنس دیا تو کیا تنے کو اٹھا دیا تو کیا نالوں نے خواب زسے اُنکو جگا دیا تو کیا میرا چراغ زندگی غم نے بجھا دیا تو کیا خضر نے مجھ کو اگر کوئی تپا دیا تو کیا قصہ درد ہجر اگر اُسکو سنا دیا تو کیا روتے ہوئے کو اور بھی ہنسکے اُلا دیا تو کیا</p>
--	---

<p>صورتِ وقت ہوش بھی پھر کے نہ آنا تھے دکھ زبانِ لبون پر آگئی قصہٴ عشق مختصر لہٴ تشِ جمالِ حُسن کے بننا تھے جو وہ بن چکے پیکر و روح کا فراق دیکھ کے آگئی ہنسی جذبِ تصورات سے گھر میں جو کامیاب ہو کیفِ خیالِ وصلِ پر غم کا اثر ہو یہ محال سوز و وفا کی شہر تین آیتِ عشقِ بنگلیں راہروں کی ٹھوکرین کھانی بدی ہیں کھائینگے شکوہٴ غم کی ابتدا غصے کی اُن کے اتھا دُور سے ہوا میں بنگلے آئینہٴ حیاتِ عشق ابرسیہ نقاب مہربنے نہ کچھ بنا سکا شاہِ منقبت کی بھی محشر اُٹھے نقابِ حُسن منقبت ملی حق اور بشر کی عفتل و فہم ساتی کو شر اور ثنا نوکِ زبانِ کلاک حبِ علی اگر نہو حسنِ عمل ہے بے سواد آئینِ کلیم میرے ساتھ نورِ خدا بختِ میں مطلعِ منقبت پڑھو محشر اگر ہو روحِ خوان</p>	<p>زلفِ سیہ کا خلیفہ مجھ کو سنگھا دیا تو کیا درونے ایسے وقت میں ٹھیکے مزا دیا تو کیا سامنے سے اب کینہِ دل کا ہٹا دیا تو کیا حدِ کمالِ شوق پر اب یہ سلا دیا تو کیا شوق نے بزمِ دوست میں اکو بٹھا دیا تو کیا چرخِ ستمِ شہار تے زور دکھا دیا تو کیا اہلِ غرض نے شمع کو لکے جلا دیا تو کیا ضعف نے کوئے یار میں لاکے بٹھا دیا تو کیا قصہٴ عشق یوں اگر سمجھنے سنا دیا تو کیا خاک میں آسمان نے خیر بھلو ملا دیا تو کیا جلوہٴ رخ کو زلف نے کھلے چھپا دیا تو کیا رنگِ غزل سے بزمِ میں رنگِ جاما دیا تو کیا دورِ فروغِ مہر کو ذرہ دکھا دیا تو کیا تلمذِ بے کنار میں تھڑہ ملا دیا تو کیا خضرِ طریقِ نفس کو اپنے بنا دیا تو کیا جذبہٴ شوقِ طور کا جاکے دکھا دیا تو کیا شعور نے تم نے بزمِ میں رنگِ جاما دیا تو کیا</p>
--	--

<p>خضر نے کوئے معرفت بڑھ کے دکھا دیا تو کیا حبِ علی نہو جو ساتھ لاکھ پتا دیا تو کیا</p>
--

<p>عشقِ علی اگر نہیں تبتکے کا جواب ہی دستِ خدا کے سامنے بس نہ کسی کا چل سکا وجہِ نزولِ انا خاصِ علی کی ذات ہی نقشِ دلاے حیدری دل سے مٹا نہ حشر تک</p>	<p>روکشِ کعبہٴ نفس نے دل کو بنا دیا تو کیا خیر یوں نے کفر کا زور دکھا دیا تو کیا فرطِ ہوس میں اورون بے گھر بھی ٹا دیا تو کیا اگر دیشِ دور چرخ نے ہم کو مٹا دیا تو کیا</p>
--	--

نفس نبی کی قدرتیں مجہ حیاتین ہوئیں روح علی میں آتین بول ہی ہیں آج تک حضرت بے پناہ سے بس نہ کیسا چل سکا روکے کرکی نہ ذوالفقار جانا تھا جھڑکی جذعاً دہت خدا وجہ نہ رخ پھر ہوا	فرض کرو مسیح نے مردہ جلا دیا تو کیا فہم بشر نے کچھ اگر کہہ کے سنا دیا تو کیا محببت عمر نے اگر زور دکھا دیا تو کیا روح امین نے دوڑ کر پر کو بچھا دیا تو کیا ذامن شب نے مہر کو بڑھ سکے چھپا دیا تو کیا
---	--

ملاح بہک رسول زوج بنو علی السلام

فرد گناہ جلگئی حب ابو تراب سے ورش حبیب وقت شب دگی انگلی کی میاب ذکر علی وہ ذکر ہے ذکر خدا کہیں جسے فہم ملائکہ کو بھی عجز تھا جنہن فطرتا قبر میں جلوہ عسل کر گیا مست بخودی کون علی کا مثل ہے مجمع انبیاء میں آؤ نباؤہ حب حیدری پیسے جوان ہوئے ہیں ہم حسن کلام دیکھے پھونکری بے زبانیں روح خیبر المٹ دیا اگر زورید اللہ ہی بڑھا مدح علی میں سر اگر ساتھ زبان کے قطع ہو نام دسی مصطفیٰ نقیش ازل سے دلہہ ہو دارغ دل و جگر نہیں لہر میں یہ نجات کی ہم ہیں وہ زند کو نری نشہ ہو جھکا مری دوش نبی پہ چڑھ کے جب کعبے کے بت گراؤ	دامن ترسکا لیا آتش آفتاب سے ایسے مرنے کی نیند کو بچھے کوئی شباب سے آئے درد کی صدا محفل شمع و شباب سے راز کھلے وہ سیکڑوں علم خدا کے باب سے صبح ابد تک اپنی آنکھ اب کھلیگی خواب سے دیکھ سکو تو دیکھ لو دیدہ انتخاب سے چہرے کا رنگ گل گیا گرمی آفتاب سے باتیں زمین نے رات بھر کہیں ہیں ابو تراب سے قہر خدا نہ رک سکا کوشش سد باب سے منہ نہ پھرے گا حشر تک اپنا وہ خواب سے خاک بھی ہم کو ڈر نہیں حشر میں اضطراب سے پوچھے نہ کوئی کیا ملا عشق ابو تراب سے میکادہ الست میں سابقہ تھا شراب سے طبقے زمین کے گلے قدرت انقلاب سے
--	---

عشر اٹھو نصف چلو چلے دہن کی خاک ہو
ذرے کو بھی مناسبت ہوتی ہو آفتاب سے

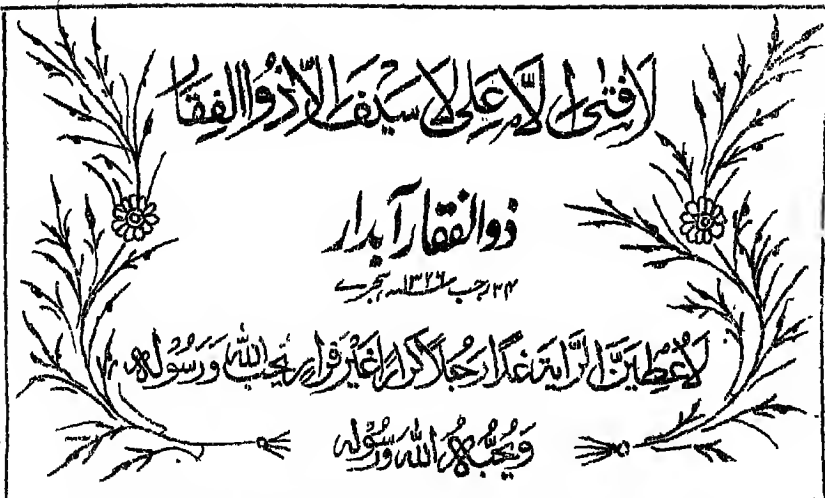
مناقب تصوی

رہا نہ دعویٰ نفی ردیت خدا کو دیکھا بنی کو دیکھا
بجز علی کے کہینش پایا وہ جذب جیسے کہ دل کھینچا ہو
فغان آتش مزاج کھینچی جلایا فرد گنہ کو ہم نے
ریاضِ جنت کو صد تے کیجے بلا رضوان ملانے دیجے
خدیجہ میں نگاہیں اپنی نہ بایں معراج کس طرح سے
اجل پر سوجان سے تصدیق کہ جسے اراد نکالے لکے
کیا جو ملانے اکل اشارہ پھر آیا مغرب سے مہر تابان
ہو سے یہ آپے سے اپنے باہر ہانکے پاس عقل دایان
نصیر دین نے خدا کہا ہے خدا کے بٹنے امام سمجھے
ریاضِ جنت کی جلوہ تابلی نظریں اپنی تما کیونکر
بغیر مانگے مراد آئی شبہ دو عالم ہوا ہے ناسب
تو کی بنیاد کبریائی بزرگ حرب غلط مٹائی
یہ حب حیدر کا ہے نتیجہ حیات ابرا بخیل پائی
نگاہ منکر نکیر محمد سے کد میں چھپے نہ کس طرح سے
نثار زرد ریل تلی کے ذرا سا تسمہ لگانہ رکھا

نگاہ باطن سے جس کسی نے جمالِ ربّ علی کو دیکھا
لگا کے آدم سے تا پیدائی نظر نے سبھی کو دیکھا
جہان سے خلد برین میں ہوئے آلِ حبّ علی کو دیکھا
عجیب شتر تکرہ بخت سے نہ ہننے نگاہیں کسی کو دیکھا
قرا ز منبر پر دو پہر میں علی کو دیکھا بنی کو دیکھا
کھلیں جو کچھ کد میں آنکھیں تو پاس پئے علی کو دیکھا
خدا کی جانب دعا میں ہننے یہ زور جذبہ کی کو دیکھا
خدا ہی جانے کہ کس نظر سے نصیر دین علی کو دیکھا
بشر ہو تصویر نشان قدرت یہ ہننے تو کچھ کو دیکھا
ہوئیں جو بند آنکھیں کجی میں ہاں برود علی کو دیکھا
ہوئی جو تبلیغ حکم بلغ تو کیا نجی شغش نبی کو دیکھا
حرم میں پوش نبی پہ ہننے عروج پائے علی کو دیکھا
فنائے تاثیر غم کو دیکھا ثبات عہد خوشی کو دیکھا
کہ میں نے جی بھر کے تخلص میں جمالِ ربّ علی کو دیکھا
برش کو تیغ دودم کی دیکھا جلال مرتبہ کو دیکھا

یہ مختصر شرح لفظ کن ہو جو کوئی پوچھے تو کہند عشر

ازل میں ہننے علی کو دیکھا ابد میں ہننے علی کو دیکھا



لے چشمِ رمد آلود نکلا خُسر و حسا و
 نجومِ نحس کا جو وقت پسا ہو چکا لشکر
 وہ آیا عسکر نورِ حسرتِ تیغ و علم لیسکر
 رگِ سبھی شبنم پر ہزاروں پڑ گئے افشکر
 دیر آسمان کشتوں کا اپنے لکھ چکا دفتر
 طلاطم خیز ہے دریا لہو کا سطح گردوں پر
 زمانے بھر پہ قابض ہو گئی صبح بلند اختر
 برنگِ لہنِ شکیں لیلیٰ شب کا بندھا بستر
 پریشان زلفِ ماتھے پر شکنِ گرے ہے تیر
 گرائی جائے گی برقِ نگہ آئینے کے دلیر
 سرخِ چاندِ عالم چلا خورِ شید کا ساغر
 نظر آنے لگی دنیا میانِ کوچہ دلیر
 پڑھا و الفجر کے سورے کو ماہِ مہر نے اٹھ کر
 مبارک ہو ہوا سرسبز باغِ طاعتِ داو
 خطِ ابھیں کو جب بچکا بد و برگشتہ خضر

رہا بیدار کئی گرمیِ محفل سے یہ شب بھر
 سوا دشبِ فراری ہو گیا مثلِ بزرگو ہی
 تہور کہ رہا ہے دن پڑے گا قہر وافت کا
 ہوئیں سرگرم ہنگامہ شاعین ہمتِ بانکی
 گئی میت بناتِ انش کی قطبِ شبلی مین
 نمودِ صبح مین عالم شفق کا لے معاذ اللہ
 قبائل ہو گئے بربادِ سیار و ثوابت کے
 اوشی رُخ سے نقابِ شاہِ صبحِ جہان آرا
 حینانِ جہان یوں خواجگاہِ ناز سے اُٹھے
 اداسے حُسنِ مین غل ہے کہ مشاطہ کو بلواؤ
 گیا آرام کرنے شمعِ ماہِ جہانِ پیما
 کیا بیتابِ جذبِ شوق نے نظارہ بازو کو
 سفیدی کے اثر نکلا ہر ہوسے تنگیِ زندانِ مین
 یہ ہی مفہومِ گلہ سے پہ آوازِ مؤذن کا
 برہنہ نہ زنجیر پر اپنے کھینچا قفقہِ منزل

اوستے زرم طرب سے خواب کس سائش کے متوالے
 حیات انتظار آمد جانان ہوئی آخسر
 ہوئی خواب خیال آخسر بہار گلشن شب
 کسیکو اضطراب اسکا کہ گھر چلے دھندلے مین
 کہیں بیزار بیٹھا ہے کوئی بانگ موزن سے
 اُسٹے وہ خاندان برباد قسمت پھوڑنے والے
 صد دینے لگا ناقوس یوں دیر برہمن مین
 گداز دل سے فرصت پائی شمع قبر جنوں نے
 تجلی وجہ غمازی ہوئی گور غریبان مین
 ہر اک پھول اسکا بختن طلسم نامرادی ہو
 خبر لیتا رہا شب بھر کوئی یوں اپنی ہستی کی
 کسی نے صبح کردی ضبط کے کار نمایان مین
 کسی نے صبح کردی سجاہ ماہ و کاکب مین
 کسیکو صبح تک سوچھا نہ درمان سیمستی
 کسی نے رات کاٹی جاگ کر پہلوئے لبر مین
 رہا شب بھر کوئی لب لبال مناجات الہی مین
 کسی نے صبح کردی حد اطمینان حنا طر مین
 پسیدہ صبح صادق کا کیسے داغ ناکامی
 کسی کا نام فرد شب مین مفرو دنگے پہلے تھا
 ضیاء صبح کا بیٹھا عمل جوق میدان مین
 جما ہی لی اُدھر مرتبے اُٹھ کر اپنی بالین سے
 اودھرتیخ دودم حارث نے اپنی ڈا ب مین رکھی
 بشوق جنگ اودھر کھولا آتش پرستوں کا

اوتالے زیور گل بہر نذر بالمش و بستر
 کہ وہ پتھر گئیں سمکھیں کھلی تھیں کشل در
 گل خورشید جب پھولا میان باغ نیلو فر
 کہ باندھے جاتے ہیں بند نقاب عارض نور
 کہیں اب تک ہو کوئی آشنائے بالمش و بستر
 کہ جبکا بالمش سر شام سے تھا زانوے دلبر
 کہ اودھو خواب سے اسے بندگان صنعت آذر
 نشان بے نشانی ہو گیا ہر عنصر پیکر
 نظر آنے لگے برباد قبروں کے نشان کثر
 چڑھائی تھی کینے شام کو منت کی جو چادر
 پہاڑ ایسی گزاری رات دلبر اٹھ رکھ رکھ کر
 کسی نے رات کی گھڑیاں گنین اکیلا یک انیس پر
 کسی نے رات کاٹی سورہ والنجم پڑھ پڑھ کر
 کسیکے ہاتھ سے چھوٹا نہ شب بھر شیشہ و ساغر
 کینے صبح کردی بیٹھ کر اپنے مصیبت پر
 کسی نے صبح کردی سنتے سنتے قصہ دلبر
 بشوق منصب بجا کوئی جاگا کیا شب بھر
 کیلے طلح اقبال پر صدقے شہ خاور
 بیاض صبح مین تعادیل کوئی فاتح خیبر
 لڑائی پر کمر باندھے تھے اودھا ہر اک افسر
 کمانین اطراف کرکین برنگ شورش محشر
 ادھر غصے کی صیقل ہو گئی بکی نگاہوں پر
 ادھر اسلامو کے قہر و آفت ہو گئے تیور

ادھر دلی گرہ دا ہو گئی زور شجاعت میں
 پرے جھنے لگے لشکر کے دان کنہ طریقے سے
 بڑے بوڑھے جری بستر سے جیتے جلگے اٹھے
 اہلکے ساتھ آئے خدمت محبوب خالق میں
 پیام جنگ لایا اسطرح سے پاک گراہی
 لئے جاتی تھی میدان کی طرف شرم علاری
 لئے اپنا سامنہ آخر کو یہ جنگاہ سے پلٹے
 سیاہی شام ناکامی کی پھیلی سائے عالم میں
 جہان میں جلوہ تابانی جب ہوئی صبحِ مذہب کی
 نگاہِ خشم اور طرزِ روش سے صاف ظاہر تھا
 ادھر سے فوج دشمن نے کیا جی توڑ کر حملہ
 ہو وہاں عرب میں آئی شامِ عیدِ فیروز
 بھگا کر بعض مددِ شانِ جامِ نامرادی کو
 پھر آئی رات نکلا ناہ تابان قصدِ فوجِ نہیں
 اڑا یا ایندھ کو اس فکر نے چشمِ مجاہد سے
 نشانِ دین حق اللہ جانے کس کو ملتا ہے
 نہ جانے تھوڑا سا کس سے نام روشن ہو
 نتیجہِ شہادتِ رہبرِ واحد کے دیکھنے والے
 خدا اساتے نجومِ وقصصِ ماہِ فریتِ عظیم
 نہیں معلوم صحراے عرب کی خشک ریتی کو
 انھیں کج بخبودینِ اسطرح شبِ لٹی جاتی تھی
 حکمِ ایزدی دو نگاہِ علم کل اوس مجاہد کو
 خداوندِ دو عالم عاشقِ اُسکی ذات والا کا

ہوا مسدود اُس جانب کو بابِ قلعہ خیر
 یہاں سے بے ارادہ مثلِ دل بڑھنے لگے صفدر
 چلے مضبوط دل کر کے پئے سالاری لشکر
 پیمبر نے علم دے ہی دیا پہچان کر تیر
 چلے یہاں سے وہی صاحبِ لڑائی پر کر لشکر
 مگر دل کشتا جاتا تھا کہ بھاگوں چکے افسر
 کہا تم سے کیا کہنا ترا سے میرے شیر نہ
 نہ سو یا افسر فوجِ نجوم اس رخ سے شب بھر
 گئے اک منچلے کس دلوں سے پھس علم لیکر
 کہ گویا جاتے ہی یہ پھین لیٹے قلعہ خیر
 پئے حفظِ علم یہ واپس آئے سوے پیمبر
 سیہستانِ جامِ کبریا میں چلنے لگے ساغر
 ہر اک کہتا تھا نئے میں انا المرحبا بالغتر
 پئے آرامِ مغرب میں لگایا مہر نے بستر
 کہ دیکھیں اصبیح کس کو ملے سالاری لشکر
 نہ جانے زیب سرکے ہو کلیں ظفر پیکر
 نہ جانے دفترِ فتحِ مبین کس سے ہو نام آور
 خدا جانے کہیں احنت کے زورِ بازو پر
 گرین اسپند کے جوہر شمشیرِ راکر
 بناوے قلمِ خون کس کی شمشیرِ ظفر پیکر
 ہوا باندھ دجی اس سمت یں ارشادِ پیغمبر
 جو ہے حکمِ خدا سے غیر فرارِ الشجع و صفدر
 اتنا حق جانِ دل سے وہ براہِ خالقِ اکبر

میان دفتر کن نام نامی جسک فاتح ہے
 یہ سکر اور گیا وان رنگ رخ امیدارون کا
 فراز چرخ سے رخصت طلب کی ماہ دہنم نے
 وہ سنا سحر کا اور نماز صبح کی نیت
 ہوئے جن جب شتم دونوں رکعتیں غزوہ عالم کی
 کھلے باب جابت شور آئین تھاملا ملک مین
 فراغت سجدہ شکر خدا سے جب ہوئی حاصل
 چراغ اسلام کا پنجے کی ضو سے ہو گیا روشن
 لب لیم آفتاب زنگانی جب نظر آیا
 بارشاد پیمبر بیان طلب شیر آہی کی
 خبر دی بیک فرخ فال نے اگر پیمبر کو
 نظر کو تا قدم ایذا سے آنا سخت مشکل ہے
 غرض سادہ گئے اور اس طرح سے لائے حیدر کو
 نبی نے دیکھتے ہی حال پر مئی برابر کی
 ہوئی جب آبیاری گلشن اعجاز عیسیٰ کی
 کھلین تالاسی آنکھیں تیر برج امامت کی
 جبین عجز کو حادوب پر رکھ کے یون بوسے
 حبیب کبریا نے جوش مین آکر یہ فرمایا
 یہ سننا تھا کہ مارا جوش ادھر خون شجاعت سے
 تہور صورت سرمہ سمایا آکے آنکھوں مین
 صد لے دور باش آئے لگی شان متانت سے
 بلایا پھر حبیب کے قریب اپنے پیمبر نے
 بچھایا جب حبیب کبریا نے اپنا پیرا ہن

اُسکے زور بازو سے کشاد قلمہ خیر
 دکھایا شاہد صبح طرب نے عارض انور
 قدم یان صاحب معراج کے آئے مصطفیٰ پر
 رجوع قلبہ جس سے کہ واقعات اکبر
 اٹھایا دونوں ہاتھوں کو دعا کے واسطے ذکر
 دعا سے فتح خیر پہنچی بیش ایزد اور
 نشان نور مثل مہر نکلا خیمہ سے باہر
 ہوا پرچم کی مثل مرگ آئی شمع بعثت پر
 اٹھا مایوس کچھ خواب پریشان سے شب خیر
 دہان اعدا پر شرح آنکھیں کئے نکلا شبہ خاور
 علی کی دونوں آنکھیں نکلتی ہیں خاصہ داود
 قدیم وہ جو کہ بیت اللہ مین تھے دوش حضرت پر
 کہ لائیں جس طرح جبریل دجی خالق اکبر
 لعاب اپنے دہن کا پھر لگایا پاس بٹھلا کر
 اٹھا اصل علی کا غل میان موجد کوثر
 کئی دن بعد دکھا آفتاب روئے پیغمبر
 کہ کیا ارشاد ہوتا ہے مجھے لے خاصہ داود
 برائے فتح خیر یا علی جاؤ علم لیکر
 ادھر اقبال یون بولا مبارک تم کو یا حیدر
 دفر عجب غارہ کشی کی روئے انور پر
 نقیب بیت و اجلال نے تسلیم کی بڑھ کر
 کہ کر دین زیور جنگی سے زیب تیکر اطہر
 بلا گردان ہوئے اور لیں باج خلد سے آکر

دماغ فتح سے آواز بسم اللہ کی آئی
 ہینکر جب پہ انگریزانی کی جوش شجاعت میں
 جنگ پا کر محل سے نیزہ خطی کہ بھی رکھا
 چوہا نیسیر پہ دکھلاتا وہ تصویر پر اللہی
 بنی سے چانچ چلتے جنگ کی مدت بھی طے کر لون
 مگر فرط شجاعت دیکھئے ہرگز نہ منہ موڑا
 سنی جب مصطفیٰ نے گفتگویہ اپنے ناصر کی
 بقلب مطمئن رخصت کیا آخر پیمبر نے
 چلا دل دل غبار اٹھا ہوا میدا کی شکی
 دہان ارض سے آوازہ یا بوتراب آیا
 کس آسانی سے ظاہر کر دیا زور پر اللہی
 فراغت دیدہ بانوں کو ہوئی اپنے فرائض سے
 ورق گردانی شرح ضلالت کر کے یوں بولا
 وہ ساعت سر پہ آن اک تن تنہا کے ہاتھوں سے
 کشائش مرزا مکن کی جسکے دست قدرت میں
 ذرا پوچھو تو دیکھو نام ہی میں کیسی ہیبت ہے
 غرض پوچھا گیا جب نام نامی اُس غضف کا
 فدائے نام حضرت جانین عالم بھر کے شیعوں کی
 دہان ساغر کہتی سے آواز شکست آئی
 ہر اک جنگ زنا قید طلسم بیم و ہشت تھا
 تمام اعدا تباہ کعبہ کے مانند بے حس تھے
 نگاہ مطمئن کو جستجوے حارث و حرب
 ہوا لشکر چین ہنگامہ برپا نا اُمیدی کا

رسول اللہ نے عامہ کھا جانبِ قیاس پر
 صدر ہر بند سے آئی کہ ادرکنی علی حیدر
 سرِ نشتِ فرخ چشمِ زدن میں آ گیا صفدر
 علم اک ہاتھ میں رک ہاتھ میں تیغ ظفر پیکر
 خیال آیا یہ دل میں بیٹھے ہی نشتِ دل پر
 ہنگامِ تکلم یقین نگاہیں جانبِ خیبر
 کہا جب تک انوفتِ قوس سے خاصہ داور
 دعاے حفظ دم کی بازے شاہِ ولایت پر
 طبیعت ہو گئی برہم قیامت ہو گئے تیور
 قریب قلعہ پہونچا را ہوار خواجہ قبر
 در آیا ایک دُجب یون نیزہ گاڑا سنگِ خارا پر
 گیا اک کاہن دیرینہ سوے حاکمِ خیبر
 کہ ہشیار و خبر دارے یودان زبون اختر
 رہیگا باپ خیبر اور نہ باقی مرحب خود سر
 مگر مضبوط باندھے جنگ پر آیا ہے وہ صفدر
 نہوتا ہو اگر تم بکو میرے قول کا باور
 ہمایون ہوں غلے ہشیار ہو سٹلے لے الکفر
 یہ سننا تھا کہ خیبر میں ہوا اک عالم دگر
 چلو بوسے مے پندار کہتے آخند ہوا ہر
 مطلق سارے اعضا مردنی چھائی تھی چہرے پہ
 کچھ ایسی شان سے آیا سوارِ دوشِ پیغمبر
 تعلق دستِ چپ کو سوے باپ قلعہ خیبر
 برنگِ بک کوکبِ مخوس نکلا حارثِ خود سر

مقابل میں علی کے آتے ہی رہوار کو روکا
 اُدھر سے پوری پوری جانفشانی فوجیابی کی
 کیا مجبوراً آخر جبکہ شوق جنگ مرحب نے
 خبر مرحب کو جوش خون نے دی قتل برادر کی
 کیا اس واقعے نے یون اسیر دام حیرانی
 رگون میں لہریں این چہ خون جہالت نے
 تن اسکا عجب دشمن کیلئے کچھ کم نہ تھا لیکن
 فرس کی پشت پر تعیل میں شکل بلا آیا
 ہوا پر سان نام فہی کی صورت کھا کے بل ظالم
 بزرگان عرب سے جنگ خندق سن چکا ہوگا
 یہ اللہ ہی مری لات و ہل پر خوب دشمن ہے
 دکھا دو گنا حقیقت کج محکو زور بازو کی
 خدا چاہے تو کوئی دم میں ابہ وقت آتا ہو
 خلاف اشتیاق جنگ ہو طول رجز خوانی
 کھنچیں طرفین سے تلواریں ہنگامہ ہوا برپا
 جھپکتی ہی نہ تھیں تصویر سنگی کی طرح آنکھیں
 جتا حقائق حمام برق و ش کا شور ایسا تھا
 اُدھر مرحب کو غرہ اپنے فن پہلوانی کا
 غور اسکو کہ میں پشت و پناہ شاہ خیر ہوں
 کبیر اسکو میں افسر ہوں افواج مجوسان کا
 تن و توش اسکا کتا ہے کہ اسلغہ لڑا یا
 وہاں جرأت یہ کہتی ہو کہ ہاں اب یہی کیا ہو
 وہاں جی ہارنے پر مہلت نرا شیخ نجدی ہو

طین آنکھیں کھنچیں تیغین پڑے بل چشمہ دہر
 اُدھر تھا محو بازی صید لاغر سے یہ شیریں
 دکھایا زور دست و برش تیغ ظفر ہیکر
 ہوا تن سے سر حارث جراثیل خیار تر
 خود اپنے قلب کی صورت سراپا بن گیا پھر
 حیاے انتقام آخر سوے میدان ہوئی بہر
 ہوا کچھ اور ابھی تیار ظالم اسلحہ سجد
 فرس مثل ہوا آیا سوے داماد ہنیمبر
 کیا نعرہ لسان اللہ نے ہشیار انا احد
 وہی میں ضارب صفین ہوں اور قاتل عسکر
 بجھایا میں نے کبے میں چراغ مصنف آذر
 میان مہم پارہ کر چکا ہوں کالہ آذر
 یہ میری اونگیاں ہیں اور باب قلعہ خیمبر
 کمر خالی ہوئے تلوار اسے مرحب کھلین جو ہر
 فلک سے جنگ کی کرنے لگا بتیں غبار اٹھ کر
 تماشاد بکھتے تھے درستہ افواج کے افسر
 کہ چپ تھے شکل آئینہ جو دِ سلم و کافر
 یہ اللہ کہ بھر دسہ اسطوت زور امامت بر
 یہاں نازش کہ میں ہوں حامی دباؤے پیغمبر
 یہاں نازش میں شہزادہ عرب کا دین کار بہر
 یہاں نظر میں یہ کہتی ہیں کہ ہو انبار خاکستر
 کہیں بھاگے نہ کافر کہتی ہو یہ ضربت حیدر
 کہ کب یہ ہر طرف ایک ایسا عت رحمت داور

عدم بین نعرہ مرحب سے لرزان موع رہتی تھی
 ہو اسے ہیبت نوا اور بڑی ہی جاتی تھی
 اور تھی فتح مرحب میں بان آفت کی بتابی
 بڑی حد سے زیادہ جبکہ چاکدستی مرحب
 کہا جبریل نے افراط شادی سے کہ وہ مارا
 تاکر خون دشمن میں جو تیغ حیدری نکری
 اٹھا شور مبارکباد انصار پیسہ میں
 شراب فتح کے نشے سے جو ہر دست بخود ہو
 نہ خوف تخت ملین نہ دھڑکا شیخ دوا غطا کا
 کشاد باب خیبر کی خوشی میں ۴۴ مے ساقی
 اسے کیشتی سے ہو کہ اب آہنی ساقی
 ذرا آسانی کا یہ حال اب دیکھنا تو بھی
 سینہ ہلے رہنا وقت لغزش ستانہ ہم کو بھی
 تھکے لڑان جام عیش کو باہر نکالیں گے
 دکھائے مجھ دست کرم کا دوست دشمن کو
 متاع میکہ ال غنیمت بہر زندان ہے
 خیار نشے سے آنکھوں میں ڈکڑا بدہ نوشہ کے
 کہا شک حرب آخر بادہ دنیا کے مستونے
 ابھی ہر چند دواک مرحلے میں ادھی باقی
 خوشی لازم ہے مستان مے الفقر فقر کی
 نہ کر تعجیل و نبالہ دوی میں ساتھ میں ہم بھی
 نگہ میں طاقت نظارہ ہو تاثیر صبا سے
 کما دست نام سے وہ گل عیار و دوا کی

غریب حیدری سے ہل رہا تھا قلعہ خیبر
 اور سر سے صفیہ کے گری جاتی تھی چادر
 لگے تھے کان اور آوازہ اللہ کبیر
 بسل خرگئی کار نمایان ضربت حیدر
 پکاری نصرت دین بس اس سے بازوے پیغمبر
 بلا میں لین پر دے حضرت جبریل نے بڑھکر
 زمین پر پاؤں رکھتا ہی نہیں اسلام کا لشکر
 زبان پر فرط مدوشی میں نام ساقی کوثر
 نظر کے ساتھ ہی چلتا ہے دور شیشہ وساغر
 خبر لینا کہ محشر جش خمیازہ سے ہے مضطر
 لگاٹے پار بٹلر بادہ نوشہ نکالیں اب ٹھکر
 وہ خندق پار مثل شیر ہو بچا دل دل حیدر
 یہ مانا پاؤں میں تیرے ہوا سے فتح نصرت پر
 بنا ہے خلدہ قمر سے اپنی قلعہ خیبر
 بانداڑی آج ٹھکرے قسمت ساغر
 یہ دن تقدیر کی خوبی سے پایا جانید کر
 رگبار بہاری کیلئے ہیں صورت نشتر
 غبار رخ کو کرے پاک لیکر دامن محشر
 غنیمت جان لیکن بزم زندان صفا پرور
 حصیر میکہ پر بیٹھ جاتا بھی ذرا دم بھر
 کہ چلتے چلتے اور اک بار دور شیشہ وساغر
 کہہ کو دیکھنا ہے قوت بازوے پیغمبر
 دلائل و گواہان آہن وہ اولیٰ در خیبر

ہوئی ہل چل قیامت خیز انہو یہوں میں
 ہر اک کہتا تھا باز آئے ہم اس کی لاش برتی سے
 جو بخندق طہیان خاطر سے تھا لشکر کو
 روانی جنگی ٹھوکر سے ہوئی تخت سلیمان کو
 حجاب فی سبیل اللہ خندق پارا وتر آئے
 ہوئی وہ جنگ معلومہ کہ دریا بگے خون کے
 دل کفار سے منہ تکھڑے الامان آئی
 شجاعان عرب نے ہاتھ روکے حکم حیدر سے
 بسم تنہیت کوئی ملائکین نہیں تھے
 بوقت واپسی اس خسرو ملکے الت نے
 پلٹ کر قادر اعجاز ردائشس جاتا ہے
 جلو میں بستہ زنجیر میں کفار خیمبر کے
 ٹکا ہوا کلو جس جلوہ میوب خالق کا
 صفیہ بھی چلی آتی ہی نہان عجلہ غم میں
 نگاہ غم سے کوسوں دور ایشان ملو کا نہ
 غور و شوکت شاہانہ نے تسلیم خست کی
 قدم اوٹھنے نہ دیتا تھا مال خانہ بربادی
 پڑی اتھین بیڑیاں خوٹے جاکی پائے نازک میں
 کھلی ہیں کاکل شکن غم مرگ برادر میں
 جیاکتی ہی بیوند زمین ہو جا تو بہت ہر
 بیان یہ حال چشم غم سے آنسو کن نہیں سکتا
 رسول اللہ کینہ دین اسیران یہود آئے
 کھلا نہخچانہ مستح و ظفر زبون کی بن آئی

حد سے چوکاٹے مرے مہنی یہ شورش عشر
 جلائے دیتی ہے تلوار کی آغچ اتو ستر اسر
 بنا تھا تخت پہل بہت یاد اللہ میں دہشیر
 وہ دونوں پادشہ تھے قاتل ہولناک اور ہر
 دیئے قدموں پہ بوسے ساحل مقصود نے بھنگر
 غصہ تھا جزوہ آب شمشیر ظفر ہیکر
 بجا اسلام کا ٹوکھا میان قلعہ خیمبر
 پیئے مال غنیمت شیر صورت جا پڑا لشکر
 مبارکباد نیکل مرحب و فتح در خیمبر
 برابر باب خیمبر کر دیا تقسیم شکر یہ
 ٹکڑے مغرب خیمبر سے شکل خسرو خاور
 قوس پر ہاتھ میں ہو خیمچکان تیج ظفر ہیکر
 میاں بہ سینہ شوق دید میں سہل دل مضطر
 فروغ شمع ہے یوں جیسے گہن میں ہو مہ نور
 غبار یاس کی اندری کثرت زلف شگوفہ
 ہوا انہو حرم اسیری ساتھ میں آکر
 برنگ سیاہی بے آب سہل تھا دل مضطر
 ٹھہر کر دم بھی بیٹھتی نہ دیتا تھا کہین قہر
 نیا اک نگ لائی ہے غبار دشت سے چادر
 لئے جاتا ہی لیکن جذبات طین سٹھے پیغمبر
 خبر دیتی ہے تقدیر سا کچھ اور ہی منسکر
 وہ فرط شادامانی اور وہ اسلام کا لشکر
 وہ خیمبر سے اوٹھا ابر غما سے ساقی کوثر

اڑا وہ پیہر مینا اوٹھا وہ شور قفل کا شاہان بزمِ ناصر سی کو طلع تازہ وہ بزمِ ناصر جہین شرابِ علم کا دورہ	جوازِ مے کا وہ دینے لگے فتوے لب ساغر بہج بادۂ گلگون اگر ہے تریبانِ محشر ہے اسوقت تک جب تک ہو دوسرے خواہ
---	---

بھروسہ کر سکیں کیا خاک استحکام تو بہ پر
دھچھوٹا ٹوٹنے سے جبکہ بابِ قلعه خیمبر

زبان سے کہے کہ ہم اندر ساغر مجھ سے ساقی بے تکمیل نشہ دوسرا ساغر نہ مانوں گا خمس اڑنے لگے ریحانِ جامِ عنبرین بوسے لبوں کا جام آیا خلق کے نیچے شراب اتری شرابِ کبوتر کا نشہ ہے تنہا سے بھلون گا مجھے دونا ہو نشہ دونوں جامِ شادمانی کا شرابِ کبوتر لیکر جش سے آیا وہ ساقی دور نشہ میں غش کھا کے گرتا ہو اگر کوئی نویا تھا پسے ساغر بمری تسلیم لے ساقی	چڑھا جاؤں میں لین لیکے نام ساقی کوثر تصور میں غیر خیم کا ہے پیش نگہ منظر بڑھایا ہاتھ اُدھر ساقی نے یاں ل بڑھ گیا محشر چلا میں ہاں ذرا لینا تو بڑھ کر مالکِ اشتر کھسٹے رہنا قریب بارے چپ تم بھی لے قنبر کہ فتح بابِ خیمبر اور نویدِ آبدِ جحفہ کہ جسکا دور چلتا ہے بیانِ بزمِ پیغمبر نظر آتی ہے بیوشی میں شکل ساقی کوثر کہا نکاح طول نشہ آیا وقتِ نصرتِ محشر
---	--

خدا حافظ رہا زندہ اگر تا سال آئندہ
منائے گا بعنوانِ دگر پھر غزوہ حیدر

قطعہ

کچھ نہ کام آئے گی او غافلِ خدا کی دوستی ضمیمِ خو خوار کے پنجے سے دوائیِ نجات نعرہ زن یوں غیب سے آئی زمین تکف والفقہا آیا تھالینے انگوٹھی پا گیا فردوس بھی ہم سے کوسوں دور ہو کیونکر نہ کورانہ روی روح نے محشر بتایا ہرگز یہ صبحِ ازل	دلین پہنان ہو نہ جب تک رضا کی دوستی روح سلمان بنگلی شیر خدا کی دوستی دوستی ہو اور شاہِ لا فتا کی دوستی مطلب سائل تھی شاہِ انما کی دوستی بنگلی رہبر علی سے حق نما کی دوستی خضر جنت ہے علی سے رہنما کی دوستی
---	---

آستانہ بہنگام نزع نجد میں لانا علیہ السلام

<p>ہمارا وقت آخر ہے امیر المؤمنین آؤ خدا کے واسطے آؤ پے تلقین دین آؤ پے امداد اسے داماد ختم المرسلین آؤ بتاؤ کیا کہوں اُتاد جبریل امین آؤ تم اپنے ساتھ لیکر شیخ خورشید مبین آؤ بچانے کو فشارِ قبر سے زیرِ زمین آؤ تھیں ہو آنے والے یا امیر المؤمنین آؤ تھیں سے ہم کو طلب ہو دہرے تھیں آؤ بتانے راستہ اسے رہبر راہِ یقین آؤ</p>	<p>سینا موت کا آیا ہے بالائے جبین آؤ تھکے عشق میں ہونٹوں پہ کھینچے جان زار آؤ عروسِ قبر کی آنکھوں میں جانیے ڈرتا ہوں مکیرین آئے ہیں تربت میں بے چہرے نہ چھوڑینگے لج کی تیرگی میں حشر تک کیونکر بسر ہوگی تھارے ہاتھ ہے ایذا و راحت دو تریابی کی پکاریں کس کو دیر لے میں ہم گور غریبان کے پکاریں عالمِ برزخ میں کس کو شرم آئی ہے صراطِ وحشر کے بھی مرط میں ساتھ لیں کسکو</p>
--	--

فراغتِ پاس کے حشر و نشر سے آگے جو بڑھنا ہو
بالینا کہ محشرِ جانبِ حسدِ برین آؤ

قطع

<p>کہ میخانہ ہمارا شیشہ و ساغر ہمارا ہے غیرِ جنم کا جو ہو میکہ وہ گھر ہمارا ہے سنا جو وقتِ امامِ اولین رہبر ہمارا ہے عیسے کے صدمے میں اقلیٰ غیر ہمارا ہے کسی کا رہنا کوئی عیسے رہبر ہمارا ہے بڑے دھوے تون کے تھے کہ کعبہ گھر ہمارا ہے قصیری کا خدا جو ہو وہی رہبر ہمارا ہے آئی یہ زمین پر عرش ہے یا گھر ہمارا ہے خوش قسمت یہ کہتے جاتے ہیں محشر ہمارا ہے</p>	<p>پہلین کیونکر نہ سہی کھول کے کوثر ہمارا ہے وہ ساتی جس کے شوقِ جگر میں ایک دھڑکے مکیرین اٹھ گئے تربت کے کہ خدا حنا انڈا اُکھڑا جب در آہنِ سلمان یہ پکار اُدر گئے معتدا پنا اپنا امین آخرِ رشک ہی کیسا مرے سولا کی قدرت دیکھ لی رہے دیکھنے والو خدا کی اطراف ہم اک طرف نہیں تہا کہنے کو فرشتے ہیں علی ہیں قبر میں اور محبتِ خلوت لے جاتے ہیں مصوین فحکو باغِ جنت میں</p>
--	--

کَلِّمْ مَنَاقِبَ صِدِّيقٍ كَبِيرٍ خَبْرًا فَاطِمَةً زَهْرًا صَلَوَاتُ اللَّهِ

تصویر عصمت

کہ عید آئی بدل ڈالے اب ردائے کفن
جہان فروز ہوا اب کوئی اور شمع لگن
زمانہ اور ہی جلوے سے ہو گیا روشن
کہ نجم علم و عمل کا ہے دہر میں مسکن
لٹا رہی ہے کمالات فن کا کیون خرمن
ہمارا نقد تمنا سے بھر گیا دامن
کہ کوئے یار ہے ابلہل عشق کا مامن
ہر ایک ذرہ ہے دنیا کا دادی ایمن
یہ شرق و غرب میں کیا ہو نور جلوہ فلک
صفا وہ جس کہ موسیٰ کی قبر ہو روشن
صفا وہ سرمہ کش دیدہ ہے قلب و دن
چمک اٹھے ہیں حیفون کے گیسوے پرفن
بنا ہے گنبد نور اہل دل کا بیت حزن
ہوا وہ محبس حسن آج وادی ایمن
کہ برق حسن سے روشن ہیں کوچہ و برزن
ہوا ہے وجہ بقا باد صبح کا دامن
دیار دل میں ہے وہ آفتاب جلوہ فلک
جہان نہ گرگ کا سایہ نہ پرتو رہزن
نہ دل کو حیرت نظارہ سواد وطن
بصورتِ دل یونس ہے نمکدہ روشن

کوئی یہ چرخ کوکب سے کمدے میرا سخن
چھپا لے ہر حجاب زوال میں منہ کو
نہان ہو دامن عیسیٰ میں نیر اعظم
دہر چرخ ہوا ببلہ میں گوشہ نشین
کیسکی جانب زہرہ نظر نہیں اٹھتی
زلزل بس اپنی نخوت کو اب اٹھار کھے
عبث دکھاتا ہے مریخ صورت خور یز
سہلے نظر و بین کیا خاک مشتری کا جال
ظہور معجزہ روشمس ہے شاید
صفائے ارض و سما پر نگہ نہیں تھمتی
صفا وہ جس سے کہ پر نور چادر کعبہ
سیاہی دل کفار ہو گئی کا فور
خیال و خواب ہوئی تیرگی شام فراق
گفتا ہی جاتا تھا جمین جال یوسف کا
کلیم طود کو کرتے ہیں دور ہی سے سلام
چرخ گور غریبان بھی سمجھ نہیں سکتا
رہی نہ تیرگی بخت عاشقان باقی
مسافران عدم کو ملا وہ جادہ نور
نہ کرب شام غریبی سے جان کو کاہش
سیاہی مشکم حوت غرق بحر ہوئی

اُڑی ہے نامہ عشاق سے سیہ بختی
 جہان میں اب کوئی تصویر سایہ دار نہیں
 نشانِ سجده زہاد میں سواد کہان
 زمین و تحت ثری آسمان و خلد برین
 وہ فاطمہ کہ جو امِ الائمۃ النجبہ
 جنابِ راضیہ صدیقہ مریم کبریٰ
 حجابِ اہل قیامت ہے جس کا حلقہ نور
 ملا وہ زوجِ خدائی میں جو کہ کفوِ کریم
 جنان سے خواہرِ موسیٰ و مریم و سارہ
 لے آیا جذبہ دل آسہ کو بھی آخر
 گمانِ عرش فرشتوں کو ہے دینے پر
 کلیم پھر ارنی کہہ کے قبر سے اُٹھے
 خوشحالِ امامت کے سر بندھا بہرا
 ردائے کہنہ ہے جس کی مرتعِ اسلام
 ملا حضور کے بیت الشرف کو ایسا اوج
 خوشا مراتبِ اقبالِ سیدہ خاتون
 انھیں کے زوج نے اصنامِ کعبہ کو توڑا
 انھیں کے واسطے آئی ہے چادرِ تطہیر
 انھیں سے کائنات و من کان کو ملی ہستی
 خوشی نے دلیں خدیجہ کے چھاؤنی چھائی
 کنا روایہ فطرت کی دختِ واحد
 ہوئے شکستِ خوشی سے علی کے بند زرہ
 ہے اہل دین کو انھیں سے افادہ قرآن

برنگ پر تو مہ ہیں حرور کے دامن
 مصلیوں پہ ہے یہ لطفِ خالقِ ذوالین
 برنگِ مہرہ خاکِ شفا ہے ضوِ افکن
 جمالِ فاطمہ زہرا سے ہو گئے روشن
 وہ فاطمہ کہ جو بنتِ الرسول شاوِ زمین
 بتول و طاہرہ و مادرِ حسین و حسن
 نقابِ شاہِ فطرت ہے شرم کا دامن
 ابو الائمۃ علی خسر و زمین و زمین
 نکل کے شوق سے آئین تہ پہر کہن
 مکانِ جنابِ خدیجہ کا ہو گیا روشن
 جمالِ فاطمہ یون ہو گیا ضیا افکن
 شاعین پہنچیں سر نخلِ وادیِ امین
 زہے نصیبِ نبوت نبی ہوئی ہے وطن
 مزیلِ کفر ہے جس کی ششیم پیرا ہن
 کہ نجمِ جبہ فدا کرتا ہے سپہر کہن
 کہ سرو قد اُٹھے تعظیم کو رسولِ زمین
 انھیں کا پڑھنے لگے کلمہ بن گانِ دین
 انھیں پہ زیب ہے عصمت کا پاک پیرا ہن
 ہوئی انھیں کے سبب خلقتِ سپہر کہن
 گلِ مراد سے جلو ہے وسعتِ دامن
 مبارک آپ کو اے مصطفیٰ رسولِ زمین
 بھرا جواہرِ مقصد سے تیغ کا دامن
 انھیں کا قولِ مسلمانوں کو حدیثِ حسن

<p>انھیں کے فرق پہ روزِ نشور تاجِ شہی انھیں کا نور عبادت پہنچا نہ میں کہا انھیں کو عہد نے بضعتِ رستی عدم میں اپنے پڑھا تھا جو درسِ عصمت کو بغیر اذن نہ روح الامیں بھی آتے تھے جب انکا حشر میں آئے گا ہو روحِ عصمت چھپالیں آنکھیں نقابِ ادب سے رہا اپنی وہ اختتامِ سواری وہ طرہ کی صدا حیانِ جبین سے ضیا کو کسبِ امامت کی وزیرِ عجب ملتے ہیں انبیا کے جسگر سہار میں خیل ملائک پئے گزارشِ حال عتب میں اُستِ مرحومہ کا گردِ کثیر قصیدہ چھوڑ کے بس آؤ تم بھی اسے شہر جنابِ سیدہ موجود ہیں سفارش کو براہِ پرستشِ حوال آگئی رحمت دمِ نتیجہ تقریر یہ بھی کہہ دیتا پھر آگے خضرِ مقدر جدھر کو لے جائے</p>	<p>انھیں کے جسم پہ دنیا میں اک ردائے کفن برنگِ مہر افقِ وقت پہ جلوہ ننگن انھیں کی کرتے تھے تعظیم خود رسولِ زمین اوی کو لکھ لیا یوسف نے بہنِ سردامن ادب کا آسپکے در پر تھا اسقدر دغ یہ حکم دے گا زمانے کو خالقِ ذوالمن کہ آتے ہیں قدمِ ادریسین و حسن وہ فرطِ نور سے میدانِ حشر کا روشن وہ سر پہ چتر نبوت کا سایہ جنو افکن گزر رہی ہے سواری بہت شاہِ زمین کہ آج گوہرِ مقصود سے بہرینِ دامن بسوقِ خلد زبانوں پہ معرفت کے سخن بحث ہے طولِ گل افشانی زبانِ دہن چلو چلو سوے دربارِ خالقِ ذوالمن بیانِ سیات کے سب کرد و واقعات کہیں کہ ہم ہیں کشتہ جو دو جناے عشق و دن کھیل ہوئے ہیں درِ دوزخ و بہشتِ عدن</p>
--	--

مَدَحِ جَبَّارِ عَزِيزِ الشَّامِ

<p>عقلِ نسانی ہو کیونکر تہ و اینِ فاطمہ جمع رہتے ہیں ملائک روزِ شبِ شام و سحر پرے فطرس کی اور ہم سب کو گلزارِ جستان بند ہو جائیگی آنکھیں اک جہان کی خود بخود</p>	<p>جبکہ ہو خلائقِ عالم مدحِ خوالِ فاطمہ ہے زمین پر عرشِ عظیم مکانِ فاطمہ عام ہے دنیا پہ فیضِ آستانِ فاطمہ دیکھ کر روزِ تیارست اور جِ دلائلِ فاطمہ</p>
---	--

رتبہ دان ہو کون اس چادر کا اللہ کے سوا رحمت حق متصل آتی ہے پر دانہ صفت پوچھ لو بڑھ کر ذرا الامین سے پوچھ لو جسکو ہو فہم رسول اللہ یا عقیل علیہ	جس کا ہر بیوند فرد امتحانِ فاطمہ جلتی ہو جس بزم میں شمع بیانِ فاطمہ ہے زبانِ معطلے گویا زبانِ فاطمہ وہ سمجھ سکتا ہے مقوم بیانِ فاطمہ
---	---

ق

جمع ہوگی ایک خدائی عرصہ عشر میں جب خیزب رحمت کے تقاضے ہونگے یوں کس لطف سے رخے گیارہ بادشاہوں کی جلالت آشکار اعتقادِ امرِ ربی ہے تو یہ بھی مانئے لمعہ نورِ جبینِ جہوت پہنچاتا فلک شاہِ عصمت کو تازشِ جبکی شعلہ بینی پہ ہر اللہ اللہ ری تجلی سراپا سے علی عالم زر سے لگا کر تا بہ روزِ انتقام نورِ عصمت کو سون آگے آگے چلتا تھا بطورِ کج بند ہو جانے لگی اک عالم کی آنکھیں خود بخود ایک عالم پر تمسک جسکا لازم ہو گیا حضرت آدم سے عیسیٰ تک ہر اک کو عجز ہے دیکھو بے چشم رسول اللہ اور قلب علی ہر چکیِ محشر اداے نذر لب خاموش رہ انگشتِ خلق سے دعا ہے صحت اور پھر نذر کر	مفتخِ انین سے ہونگے شیعیانِ فاطمہ بس چلو سرے جنان اے دوستانِ فاطمہ اللہ اللہ چادرِ کہنہ میں شانِ فاطمہ شیرِ دہیر کیا ہیں روحِ جانِ فاطمہ چوم لی تلمے نہ آکر آستانِ فاطمہ لے رہے شانِ بہارِ برستانِ فاطمہ عالم انوار تھا جس سے مکانِ فاطمہ ذکرِ خلاقِ جہان تھا اور دہانِ فاطمہ جھڑت جاتے تھے یہ دونوں نشانِ فاطمہ عشر میں سے لگا جب خوشید شانِ فاطمہ اس رہے خرو و قارِ خاندانِ فاطمہ ہے تو لبِ عالمِ خدا سے رتبہ انِ فاطمہ دیکھنا ہو جسکو دنیا میں مکانِ فاطمہ غیر ممکن ہے بشر سے روحِ شانِ فاطمہ پھر جب میں ہوگی مدحِ دو زبانِ فاطمہ
---	--

مِنَا فَمَعْرُوفٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نویبِ آغوشِ محمد ہیں جنابِ فاطمہ	”بُضْعَةُ مِثْنِي“ نہ کیونکر خطا شائبہ طمہ
----------------------------------	--

<p>میں دکھاتا ہوں مریخ شبر و شبیر کا بہر نزوح علی عاجز جوتھی عقل بشر حالم ہائے نورین رونق فرا ہوگی حضور دایب آداب رسالت افق کے خواہان رہے سجدہ گاہِ قدسیان کہنے میں آخر کیا عشو نفس مہوش عبادت بالش راحت پسہ ایسے جلوے کے لئے شایان ہی آئینہ تھا حکم ہوگا اپنی آنکھیں بند کر لین جن دہش عقل سے لین کس لئے احکام امکان و محال انبیا کی چشم دل بھی کام کر سکتی نہیں لن ترانی کہتا ہے ہر ذرہ طور شوق کا طبعِ فضا سے مادی کر دیا اپنا مزاج چشم سیار و ثوابت سے ہنسی آتی رہی عالم ارواح میں روز ازل سے تا ابد باز آئے چشم باطن تاکہ شوق محال سید شبانِ جنت ہو گیا بچوں کا نام</p>	<p>آفتاب نکالے قلب یہ ماہتابِ فاطمہ علمِ قدر کے کیا خود انتخابِ فاطمہ اللہ اللہ اہل محشر سے حجابِ فاطمہ پوچھو شہرِ علم سے عزرا زبابِ فاطمہ باب بیت اللہ سے بالاتر ہے بابِ فاطمہ ایک ہیں معنی بیداری و خوابِ فاطمہ بنگلی دامنِ رحمت سے نقابِ فاطمہ حشر میں جہوت آئین گی جنابِ فاطمہ پوچھیں بابِ علم سے حدِ ثوابِ فاطمہ ہے حجابِ قدس کا عالم حجابِ فاطمہ جب میں کہتا ہوں کہ دکھلاؤ جوابِ فاطمہ خانہ داری میں یہ تھا عدلِ جنابِ فاطمہ شکو بھی سر کی نہ چھکے سے نقابِ فاطمہ غیر ممکن ہے کہ مجھائے جوابِ فاطمہ ہے ثبوتِ نفی رویت یا حجابِ فاطمہ یوں ہوئی تقسیم میراثِ شبابِ فاطمہ</p>
---	---

دامن دل لولو و مرجان سے اے محشر بھر دو
اے سخن آفتاب و ماہتاب فاطمہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

<p>فاطمہ سے زینت دار النبوت ہو گئی آئے عالم میں قدم بنت رسولِ مد کے بضوۃ منی محبت سے محمدؐ نے کہا</p>	<p>نیرِ عظم کی ہر ذرے میں طلعت ہو گئی ساری دنیا آج دُنیا سے شریعت ہو گئی دو ہی لفظوں میں بیانِ شرحِ نبوت ہو گئی</p>
---	---

<p>ہو اگر باور نہ میرا تو خدا سے پوچھ لو دو جہان میں مثل ممکن ہی نہوگا حشر تک دل بچھا ور کرنے بلغِ خلد سے حورینِ حلین جب لے شو ہر علی بنت رسول اللہ کو پائے وہ فرزند جسے زینب کون و مکان نورِ زہرا کی تجلی کا بیان ہو کس طرح لیکھیں تشریف جگے گھر میں مہمان ہو کے آپ اسکی تفسیرِ عبادت لکھ سکے انسان کیا پانی سردارِ نسائے عالمین نے وہ حیا روزِ پیدائش سے لیکر تا فراقِ جسم و جان چادرِ کہنہ کا اللہ کیا ہی فیض عام ہے قوتِ ادراک اُسکے زہد تک پہنچے گی کیا ترکِ دنیا کا مزا اتنا معین صبرِ تھا</p>	<p>ختمِ ذاتِ سیدہ پر شانِ عصمت ہو گئی سیدہ کی ذات سے تفسیرِ وحدت ہو گئی انکی جب گھر میں محمد کے دلاوت ہو گئی ایک معنی میں نبوت اور امامت ہو گئی بازے ایمان میں جسے دونی طاقت ہو گئی گردِ جس سے نیرِ عظم کی طلعت ہو گئی اُسکے گھر کی کل زمین گاراہِ حنت ہو گئی جگے منہ سے بات جو نکلی عبادت ہو گئی حشر کے دن جو کہ خالق کی مشیت ہو گئی زندگی جتنی تھی اعجاز و کرامت ہو گئی حشر کے دن بڑھ کے پردہ پوشِ امت ہو گئی جاریہ خدمت سے جبکی فخرِ امت ہو گئی زحمتِ فاقہ کشی جزوِ طبیعت ہو گئی</p>
--	---

محبتِ صدیقہ کبریٰ لکھی صد مرجا
تقصیرِ جنت ملنے کی محشرِ صداقت ہو گئی

قطعہ

<p>یہ خبر لائیں شعا میں آفتابِ نور سے میرا دعویٰ سرمہ چشمِ بصیرت کیوں نہو دیتا ہے دارِ نبوت کا ہر اک گوشہ صدا مہرِ دم نے فرطِ شادی سے کہا صل علی جلوہ زہرا میں کیونکر عالم آرائی نہ ہو روکشِ دادی امین گھرِ محمد کا ہوا لو و مرجانِ ملیں گے مانگو اسے محشرِ دعا</p>	<p>فاطمہ زہرا کی آمد ہے حجابِ نور سے یہ بھی ہے اک فردِ فرخِ انتخابِ نور سے بہنگے دروازے گیا رہ ایک بابِ نور سے شکلِ زہرا جب ہوئی ظاہر نقابِ نور سے ماہ نے لی روشنی اس آفتابِ نور سے بارشِ برقی تجلی ہے سحابِ نور سے لو مرادین اپنی بابِ علم و بابِ نور سے</p>
---	---

درمچ ہادی و جناب امام حسن علیہ السلام

معاف تھے بین این مصروف سب خواص عوام
برائے تزکیہ نفس اتفاق کا جوشش
وہ اتفاق جو زینت فرسے بزم وجود
وہ اتفاق کہ جو وجہ خلقت حوا
وہ اتفاق کہ جو دارفج پریشانی
وہ اتفاق جو خم غدیر کے بن مین
وہ اتفاق کہ جس نے میان بیت اللہ
اسی کے ہاتھ تھا میدان خندق و خیبر
اسی کے بل پہ سلیمان نے بادشاہی کی
شرابیوں میں اگر حسن اتفاق نہ ہو
اسی کو وعدہ کی شب یار کا خضر کئے
نہ اتفاق اگر ہو تو نقش حیران ہے
ہنگاہ کر اسے غافل لبوے گورستان
بنا تعلق خاطر کی اتفاق پہ ہے
برنگ راج بھی ہے میان پیکر حسن
نہ متفق ہوں اگر چند لفظین خوبی سے
اسی نے فلسفہ از دیاد قوت سے
اسی نے چند اکابر سے ایسا ساز کیا
کنارہ کش ہو مہاترین اگر یہ ذرا
جن جن دل سے فراموش کی جو یاد اسکی
اسی کے ہاتھ ہے شیرازہ بندہ دی دنیا

یہ کیسی عید ہے یارب میان ماہ صیام
دکھارہا ہے ہجوم جماعت ہمسلا م
وہ اتفاق جو مرضی خالق عسلا م
ابو البشر کو دیا جس نے خلد میں آرام
وہ اتفاق جو بنیاد راحت و اکرام
دکھارہا تھا نگاہوں کو شوکت اسلام
ملا دی خاک مذلت میں صورت احسان
نہوں جو قوت امکان سے وہ کئے ہیں کام
اسی سے خضر کو تھا طعم زندگی درام
دل مٹان کو ہلا دے شکست شیشہ و جام
یہی ہے ہجر میں عیسیٰ عاشق ناکام
وہ بزم عیش و طرب ہر کہ مجلس آلام
ہزاروں قبروں سے زندہ ہے اتفاق کا نام
درست کرتا ہے یہ حسن و عشق کے سب کام
یہی بتاتا ہے عاشق کو لاکھ دل سے غلام
کبھی نہ جملوں میں ہو لطف و عنایت ایہام
ذرا سی بات میں کہوے ہیں لاکھوں ہی ادب نام
کہ ہمہ موسم گل میں ہوئی شراب سرام
بڑے بڑوں سے نہ دنیا کا بن پڑے کوئی کام
غریب قیس نے پایا نہ تاج تیسرے آرام
امور دین کا اسی کے سبب دست نظام

اسی کے جذبہ خالص سے مسجدیں آباد
 اگر ہے عقل سلیم اتھاق کی جو یا
 حسن امام دوم رہنمائے کون و مکان
 علی کا قوت بازو نصیب دین رسول
 خدا کا نور جسے کیئے سر سے تابہ تدم
 علی کے بعد وہ ملک خدا کا شہزادہ
 یہی ہے راکب دوشن محمد عربی
 یہی ہے دور ہدایت کا نقطہ ثانی
 اسی کے ہاتھ پہ بیعت کو پیشتر سب سے
 مبارک آپ کو اسے فاطمہ یہ نورِ مظهر
 فراز چرخ سے حسین حسن جو دیکھ لیا
 بس اب یہ طفل ہے اور دامن رسول خدا
 علی سے آج نہ پوچھو خوشی کا اندازہ
 جناب سیدہ کے ہر ماری کے نثار
 ازل کے دن سے یہ ایسا ہی صاحبِ نعمت
 فلک پہلے پہل اُترایہ ستارہ نور
 ہجوم اہل عرب بابِ حلم و حکمت پر
 کھلا ہوا ہے دامنِ خزانہ نبوی
 تمام شہر میں کثرت ہے یوں چراغوں کی
 خوشنم میں عود کر آیا شبابِ سلمان کا
 کبھی فلک پہ کبھی ہین زمین پہ روح امین
 کبھی رسول کی خدمت میں ہین بھی سرِ عرش
 جہان میں آگیا شبانِ خالد کا سردار

وہ سب کو شوقِ جماعت وہ اقتدارے امام
 مطیع خلقِ حسن ہو کہ بن پڑیں سب کام
 جہان میں جو ہوا پیدا میان ماہِ صیام
 جناب فاطمہ زہرا کے قلب کا آرام
 کہ جس نے کر دیے روشن مریں کے درو بام
 بلند رتبہ فلک بارگاہِ عرشِ مقام
 اسی کو کہتے ہیں فرزندِ کاسرِ اصنام
 اسی کو کہتے ہیں دیندارِ امام ابنِ امام
 جھکی تھی قاتلِ مرہب کی کسلبِ حسام
 کہ جس کو کیئے تنائے قلب ماہِ صیام
 حیا سے گھٹ گیا دودر جے نور ماہِ تمام
 بس اب یہ طفل ہی اور رحمتِ خدا سے انام
 کہ چاندِ عید کا دیکھا میان ماہِ صیام
 چھپا رہی ہین مشکِ ردا میں داو تمام
 لکھا تھا عرشِ خدا پر حلیِ حروف سے نام
 مکانِ سیدہ کے جگہ گا اُسٹھے درو بام
 خروشِ تہنیت اور جوشِ مجمعِ اسلام
 صلائے عام مہینے میں ہے پیرِ انعام
 کہ صورتِ دلِ تنہر ہے پُر ضیاء شام
 جگہ پہ تجتر یون کی باقی اب خدا کا ہوام
 خوشی کے جوتیں ہیں شکل ہی دو گھڑی ہی قیام
 تمام ہی نہیں ہوتے ہین تہنیت کے پیام
 چلو چلو کہ ہے کوثر پہ بزمِ شین و جام

<p>بس اب کمان کی نمازین کمان کا ماہ صیام بس اب مکابرہ شیخ سے ہونست حرام چلا ہوں جانب کوثر خدا کا لے کر نام نیا نہیں ہوں ازل کا ہوں میں شراب آشام دعا میں دوں گا کہ ہے اختتام پر یہ کلام زوالِ حرمت مشرق ہے لائے گلغام پڑھوں میں سورہ قدر اور بھر کے دے توجہ تمام دن کے تھکے ماندے آئے ہیں سرشام یہ اپنا پیر بیٹا ناسخ امام ہمام کہ جسکے در سے نہ واپس گیا کوئی نا کام یہی ہیں ماہر علم رجال و علم کلام کہ جس سے بن گیا رضوان بھی نہا ہے دام کہ اچھے ہو گئے زخم حسین تشنہ کام کہ تیرے دعوے پہ ہیں متعلق خواص و عوام مہرِ صیام میں ہوں فکرِ تام سے نا کام بجائے فکرِ مضامین ہے فکرِ آمدِ شام</p>	<p>تمام شرع کی تکلیفیں ہیں یہ دنیا تک بس اب کمان کے قتا و اسے حضرت اعظم کہندہ جذبہ عشق حسن ہے گردن میں لکھم ہے صفحہ دل پر حدیث جام کی شرح پلا دے ساقی رنگین ادا خدا کے لئے تکلیک سے حکم اتموا المصیام کا آیا سحر ہے دور ابھی مثل تصور تو بہ فقیر مست ترے سیکدے میں کھولینگے صوم یہ بزمِ بادہ عرفان ہے اب ہمارے لئے جناب سیدنا حسین عالم دہر انہیں کے فیض سے عالم میں نشرِ فہم و حصول ریاضِ علم میں اس طرح آبِ باری کی کیا یاد دے ہوں کارِ مہم کا فور غموشِ محشر اب آگے ہے طولِ استدلال مستبول ہو یہ مرا عذرِ مستیِ تالیف عطش کے جوش میں ہوں مبتلائے شیرِ داغ</p>
---	---

درمنا قسب میں علیہ السلام

جمعہ ۱۹/۶/۱۳۶۰ھ

<p>دیارِ حسن کا فرما زنا وہ بھی ہے اور یہ بھی بلا سے عاشقی میں مبتلا وہ بھی ہے اور یہ بھی اگر بات آپرے صبرِ زنا وہ بھی ہے اور یہ بھی حقیقت میں ہمارا مدعا وہ بھی ہے اور یہ بھی</p>	<p>بحال یار و عنفوانِ زنا وہ بھی ہے اور یہ بھی غمِ فرقت میں ہمدردی جگر کی دل کو لازم مٹی بزرگ ابر دریا باہر اک آنکھ ہے غم سے نگاہِ لطف یا چشمِ ستم سے کوئی دیکھے تو</p>
---	--

اداسے شرم ناز حسن کو کیونکر چھپائے گی
 ہنسی ہو یا کہ غصہ ہم تو دونوں ہی پر مرتے ہیں
 لگا ہین دوست کی شرح طلسمات تغیر میں
 جیون میں اور پاپا ہنگامہ تشریف جانان ہو
 عیادت کے لئے آتے ہی ہنس کربات کر لینا
 سنین اہل بصیرت شرح حسن عشق سن کھین
 فراق دوست میں شور فغان ہو یا کہ خاموشی
 حیات و موت کا کیونکر کوں افسانہ فرقت میں
 جفا دربان کی اور میرا نکلنا بزم جانان سے
 غم ہجران و شوق وصل کی تعریف کیا کیجیے
 بدور عاشقی سرکشگی ہر دوسرے کیسی
 اداسے بیرغی ہو یا لگا و بندہ پرور ہو
 نظر کی پہنچے جبر ساکنان کوئے جانان میں
 کرین تنقید کیونکر مذہب شیخ و برہمن پر
 ہر تقدیر ہم خوش ہیں اٹھائے یا کہ رہنے دے
 نقاب و زلف سے کسے نکالی چھیر کیا گئیے
 یہ جذبات غزل میں اُلفت شبیر و شیر میں
 ہوا بڑا جو پار اپنا کھلا جنت میں جاتے ہی
 لگا ہین اہل باطن کی قسم کھا کھا کے کہتی ہیں
 دم نظارہ حسن ظاہر و باطن پکارا اٹھا
 بوقت فکر عرفان توبہ و حیدان پکارا اٹھی
 بگوش دل ذرا تفسیر ہر مادی حسن لو
 علی کے بعد اجلال خلافت یوں پکارا اٹھا

کہو تو صاف کہدین خود نادرہ بھی سہاوریہ بھی
 ہمارے واسطے اُنکی جفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ دل لیتے ہی پھر نا آشنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 شب وعدہ مکر دلی دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 مریض درِ فرقت کی دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 فسانے کی ہمارے ابتداء وہ بھی ہے اور یہ بھی
 محبت سے حقیقت آشنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ ممنون جفا سے ناروا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 ارے اک اقصیٰ عبرت فراہ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 مگر تشریح آئین وفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جواحت خور ددہ تیر جفا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 ہماری زندگی کا آسرا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 شکایت بیج محبت نارسا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 اصولاً ایک مرد با خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 درِ دلدار پر اپنی صدا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 بہارستانِ اُلفت کی ہوا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 حقیقی عاشقی کا رہتا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جہاز مغفرت کا نادرہ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ سر سے پائون تک فریاد وہ بھی ہے اور یہ بھی
 کہ تصویر جمالِ مصطفیٰ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 دل و جان عسلی مرتضیٰ وہ بھی ہے اور یہ بھی
 جنابِ فاطمہ کا دلربا وہ بھی ہے اور یہ بھی
 حقیقی دو جہان کا بادشاہ وہ بھی ہے اور یہ بھی

جہالت ستہ کا ہر خشک و تر آواز دیتا ہے دل اہل بصیرت سے جو پوچھو صداں کہدیگا نصیری دیکھ جائے قوت اسرار مودنی فضائے دہرین روح الامین خوش ہوئے کہتے ہیں	خدائی دور کا فرماؤ وہ بھی ہے اور یہ بھی ہمارا مقصد راہ پیشا وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کا بندہ قدرت نما وہ بھی ہے اور یہ بھی مرا محروم میرا رہنما وہ بھی ہے اور یہ بھی
--	---

پڑھو محشر وہ مطلع جس کا ہر اک مصرع دلکش
کہا جائے قبائلیہ خلد کا وہ بھی ہے اور یہ بھی

دل ارباب دین کا مدعا وہ بھی ہے اور یہ بھی تجلی سخاوت کی کینہ نہ روشن کر دے مسجد کو بتوں کو کیون نہ گرنی نظر برق فنا ٹھہرے سیما کو یہیں ہاتھ آیا نغائے مسحا ئی ذرا سیما سے فرزند ان وجہ اللہ کو دیکھو دیرستان عرفانی میں باب العلم کی صورت بجز چشم خدا کوئی بھلا آنکے کا قیمت کیا خرا معلوم کن کن سائلوں کے فاسقے توڑوائے منقش ہیں پر جبریل پر قصے شجاعت کے برابر باہمی میراث پر اللہ دست قدرت سے اقبال میں کتابت کی نہ کیون موتی ہو دو ٹکڑے گواہی دیتے ہیں شمس و قمر گردن زینت سے صدائیں آند ہی ہیں آج تک محراب منبر سے کبھی محروم پھرتے ہی نہ دیکھا در سے سائل کو زبان دل سے بات ایمان کی پوچھو تو کوٹھین پڑھو تفسیر چشم و قلب سے لولو و مرجان کی جمال حسن کے تیور قیامت ہیں جوانی میں	خدائی کسے لئے فضل خدادہ بھی ہے اور یہ بھی ضیائے آفتاب اتنا دہ بھی ہے اور یہ بھی کہ ابن خانہ زاد کبریا وہ بھی ہے اور یہ بھی مرضیوں کے لئے وجہ شفا وہ بھی ہے اور یہ بھی رموز قدرتی کا آئینا وہ بھی ہے اور یہ بھی معلم حضرت جبریل کا وہ بھی ہے اور یہ بھی در شہوار بھرا سوا وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ نعمت بخش خوان ہلا تا وہ بھی ہے اور یہ بھی سر پر آرا سے ملک لافتا وہ بھی ہے اور یہ بھی سوار دوش محبوب خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی جناب سیدہ کا لاڈلا وہ بھی ہے اور یہ بھی دور آویزہ خیر النساء وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ صدر آرا سے بزم نقادہ بھی ہے اور یہ بھی خدائی دور کا حاجت دادہ بھی ہے اور یہ بھی علی کے پیروں کا مقتدا وہ بھی ہے اور یہ بھی کلام اللہ میں مددِ خدادہ بھی ہے اور یہ بھی جہان کفر کو برق فنا وہ بھی ہے اور یہ بھی
---	--

دل اہل جہان کا دعا وہ بھی ہے اور یہ بھی کہ آگاہ روزِ کبریا وہ بھی ہے اور یہ بھی برابرِ مرجعِ لطفِ خدا وہ بھی ہے اور یہ بھی دلِ بیتاب کا عقدِ کشا وہ بھی ہے اور یہ بھی شفا حاصل ہوئی وجہِ شفا وہ بھی ہے اور یہ بھی خدا کے فضل سے حاجتِ دا وہ بھی ہے اور یہ بھی	نجاتِ آخرت اس سے بھی اور اس سے بھی راستہ علیٰ و مسطفیٰ معراجِ مین خود جا کے دیکھ آئے روزِ عید و ولہوس لایا خازنِ جنت مناقبِ تاجِ عرضِ تنہا چاہیے حشر مرضِ مینِ رحمتِ سبطین دل سے نذر مانی تھی مراد امن نہ کیونکر گوہرِ مقصد سے بھر جائے
--	--

وَرَمَحْ جگر گوشہ رسولِ ثقلین جنابِ امام حسین علیہ السلام

اور آگے حکم جو کچھ ہو دلِ ناشاد کا اس طسح بھر کا کیا شعلہ کسی کی یاد کا بارِ احسان کیوں ہو کلکِ مانی دہڑاؤ کا دیکھتا ہوں ہنس کے مستندِ چرخِ ستمِ ایجاد کا ہاتھ خواہش مند کیوں ہو دامنِ حبلِ یاد کا کون باعث ہے فروغِ عالمِ ایجاد کا اب رہا کیا ہے جو مجکو خون ہو صیاد کا صبرِ میرا آئینہ ہے دوست کی بیدار کا وہ لہو جو ہر بنا جو خبرِ حبِ یاد کا خاتمہِ بانہیر ہو یا رب مری فریاد کا عشق کی دنیا میں یہ ہے قولِ اک آزاد کا غلغلہ ہے جس کی آمد سے مبارکباد کا جانشین بے فاصلہ جبریل کے استاد کا جس سے مستحکم ہے پایہِ دین کی بٹیا د کا مرحلہ مشکل تھا جتنا روزِ عدل و داد کا	بن گیا بندہ مین عشقِ خانسانِ برباد کا خرمن ہستی تھا نذرِ برقِ مشعلِ کوہِ طوبہ جب ہوا محوِ تصویر کھینچ دی تصویرِ دوست وقتِ ناکامی شکستِ دل کی سنتے ہی صدرا تنگِ پیمانِ وفا ہے شکوہِ سخی کی ہوس کھول کر بندِ قباد کھلا دونِ داغِ سوزِ عشق روزِ اولِ گلشنِ الفت مین سب کچھ ہرچکا اہلِ باطن دیکھ لین خود کیفیتِ گذری ہوئی چشمِ حق مین کے لئے ہو شرحِ آئینِ وفا محوِ ذوقِ عنسم ہوں اتنا بھی کہا جاتا نہیں غم نہ ہو کچھ روح سے چھوٹے اگر زندانِ جہم کون وہ آزاد سردارِ جوانانِ بہشت راحتِ روحِ محمدِ شیون کا مولا حسین کر دیا اسلام کو اسلام جسکی سستی نے کر دیا سہل اپنے مرنے والوں پر لطف سے
---	--

ہم سے پڑھ جائے سبق عالم خدا کی یاد کا جس کو سہرا یہ کہین طبع سخن ایجا د کا	قول نفس مطمئنہ ہے کہ جس حالت میں ہوں خانہ تحریر سے محشر وہ مطلع ہو رستم
	شور ہے بیت الرسائل میں مبارکباد کا آیا عالم میں پیر خالق کے خانہ زاد کا
سننے والا بیکسوں کے نالہ و فریاد کا کھیل بھی وجہ ترقی تھا خدا کی یاد کا کیونہو فرزند ہے جبریل کے اُستا د کا آئیگا خوش قسمتی سے دن جو عدل دا د کا ہر زبان پر ہے فسانہ ہرنی اور صیا د کا شا د ہے بیٹا رسول اللہ کے داماد کا کیونہو زینت یہ بیچہ عالم ایجا د کا جس سے قائم نام ابد تک ملت اجدا د کا ایک اک ذرہ ہے سرمہ کو ریا د رزا د کا مرکز اصلی ہے ہر دانہ خدا کی یاد کا عرش پر چمکا ستارہ قسمت عبا د کا حق ادا ہو خدمت فرزند سے اُستا د کا قوم کو رتا بتایا باطنی اُندا د کا کیونہو منجانب اللہ فخر وہ اجدا د کا کیا نتیجہ عشق قیس نجدی و فرما د کا خلد میں گھر بنگیا اس خانان بربا د کا مدعاے خاص برائے دل ناشا د کا جو رگلچین کا نہ دھکا ہو نہ ڈر صیا د کا بے تکلف پھر مزا آئے خدا کی یاد کا	عالم علم لدنی ابن سلطان نجف جب گیا دوش محمد پر ہوا سجدے کو طول دے کے پر فطرس کو عرفا کی بتا دی راہ بھی جائیسے جنت میں بے پرسش غلامانِ حین خند تھی بچپن کی کہ بسم اللہ تائید خدا عید کا دن دوش پر زلف پیمر ہاتھ میں مدح خزان مرکب کی اُمت مانج راکب بول مہدی دین بھی اسی نور خدا کی نسل سے عیسیٰ مریم سے پوچھو رتبہ خاک شفا اللہ اللہ مرتبے تسبیح خاک پاک کے بعد سجدہ خاک مولا سے جو پیشانی اٹھی اسلے گوارہ جنبانی کو آئے جبریل مذرسائل پردے پردے میں کئے دینار سرخ جس نواسے کی خوشی طاعت ہونا ناکیلے الفت شبیر میں مرتے ہی ملتا ہے خدا زار قبر سطر لٹ کے جو مارا گیا محشر اپنا بھی یہی ہو اکیں انجام کار پرستان جاننشین ساقی کوثر میں ہوں ترت شد کی زیارت پڑے اُٹے غیب کے

منافق پسینی

سراپا حسن کی تصویر بنکر آنے والے ہیں
 ہجوم شوق میں دیکھیں تو اٹھ کر کون صدمے ہو
 جمال طور کی آمد پہ کیا کم ہو گئی ہلچل
 حیات عشق کی امیدیں کتنی ہیں غیش ہو کر
 مراد آئے گی کسکی مدد بھری آنکھوں کے صدمے میں
 اٹھائے میں ورق دینے بتائی کا اُسے گلا
 نقاد صدمے محبت یہ کہ آنکھوں میں جگہ دیکھے
 خوشی میں اہل ایمان کو ہر مدد ہوشی مدد ہوشی
 رسول اللہ کے بیٹے سیدہ کی روح انھیں کیسے
 حسد کی مٹی اکثر شمس چکے جب پھر غلو کیسیا
 پروین اپنے فطرس نے نئے سر سے نو پایا
 جوانانِ جنات بھولوں سماتے ہی نہیں اب تو
 امید اہل باطن کو ہوئی مسراجِ جہانی
 صراطِ مستقیم اسلام و ایمان کو مبارک ہو
 پنھاور کو عرض بھولوں کے دل آئی ہیں حورین
 چُسانے کو زبان آمادہ بیٹھے ہیں محمد بھی
 تنہا رہ سہری پہونچی دماغ جن انسان کی
 بنا چھوڑے گی مرکب بچنے کی ضد محمد کو
 یہ آنا آپ کا گویا کہ بسم اللہ اس کی ہے
 خدا جانے عروج اُن قدوز کا کچھ بڑھ کے کیا ہوگا
 خدا رکھے یہ مشق کہ نہ ہے مسراجِ مودنی

دلوں میں جنکا گھر ہے وہ گھر گھرانے والے ہیں
 حقیقی مصدر معنی دلبر آئے والے ہیں
 ہلا جاتا ہے دل دیکھیں یہ کیونکونے والے ہیں
 نہ نکلے منہ سے اشک کوہِ زبا نہ کہنے والے ہیں
 کہ میکش ہاتھ میں لے لیکے ساغر آنے والے ہیں
 کہ چارہ ساز دردِ قلب مضطر آنے والے ہیں
 حسین ابن علی سبطِ پیمبر آنے والے ہیں
 جہان میں آج ابنِ میر کوثر آنے والے ہیں
 علی کی جان شبر کے برابر آنے والے ہیں
 یہ کیسے بزمِ عالم میں پیمبر آنے والے ہیں
 اڑا یہ سیکے میرے بندہ پرورد آنے والے ہیں
 جہان بیٹھے یہ چرچا ہے کہ افسر آنے والے ہیں
 یہ سنکر راکبِ دوشش پیمبر آنے والے ہیں
 حسن کی شکل کے اک اور رہبر آنے والے ہیں
 جنابِ فاطمہ زہرا کے دلبر آنے والے ہیں
 ہندیٰ کا کہنے کو تنہا دیکھو فراتے والے ہیں
 کہ گلزارِ امت کے گل تر آنے والے ہیں
 کہ اب شانہ کش زلفِ منبر آنے والے ہیں
 خدائی میں ابھی نوا اور رہبر آنے والے ہیں
 جو بچپن سے سر دوشش پیمبر آنے والے ہیں
 علی کی مثل یہ ہوش نبی پر آنے والے ہیں

<p>خدا مانا ہے جن کے باپ کو قوم نصیری نے علی مصطفیٰ کے دل میں جیسے رزم غیب آئے کچھ سیدہ خاتون کا ہاتھوں بڑھنے والا ہے زور شوق میں پھیلا ہوا ہے دامن عالم زمین پھولوں سے اور تاروں کی گردن جام رکھتے ہیں ابو دوزخ محمد کی رگوں میں جوشِ عشرت سے</p>	<p>خدائی: درمیں وہ بندہ پروردگار نے والے ہیں عدم سے یوں تم دامان حیدر آئے والے ہیں علی ابن ابی طالب کے دلبر آئے والے ہیں نذرانہ عفو کا ہمارے کر آئے والے ہیں کہ فرزندِ نرسیم جو من کو فر آئے والے ہیں حدیثِ محکمہ کی سے منظر آئے والے ہیں</p>
---	--

علی کا عشق دل میں ہاتھ میں شہید کا دامن
 میانِ حشر اس صورت سے محترمانے والے ہیں

شہداءِ فرات

<p>کیون مثل دامن صحرا ہو دامانِ فرات جو گرا قطرہ رگ جان سے بنا جانِ فرات زندہ ہیں دورِ خدائی میں شہیدانِ فرات کون ہے دورِ جہان میں مرتبہ دانِ فرات مر گئے پیاسے لیا سر پہ احسانِ فرات پایہ گل دکھلائی دیتے تھے نگہبانِ فرات لاکھ جانیں ہوں تو کیجے چلکے قربانِ فرات بنگیا شہداء ہر جہاں مرد میدانِ فرات حشر میں ہو گا مرا ہاتھ اور دامانِ فرات حوضِ کوثر کے برابر کیوں نہ نشانِ فرات اسطوت بھی اک نظر لے سیدانِ فرات</p>	<p>الطش کہتے ہی کہتے اٹھے مہمانِ فرات دیکھنا نہیں شہیدانِ ستم کا مجسمہ صدقِ دل سے دو اگر آواز مدفنِ لُٹھے موجِ تسنیم کو نرکی زبان سے پوچھ لو دیر کے قابلِ اتھین اہلِ کربلا کی ہمتیں تین دن کی پیاس میں تھارے عباسِ شہد بنگیا ایک ایک قطرہ مرکزِ روحانیت فراتِ ہرأت میں برابر ہیں بنی ہاشم کے سب اپنی چادر سے شہیدِ دن کو نہ دلا اکفن مہر میں یہ سیدہ کی وہ علی کی نکاح میں شوق میں یہ ہے دامنِ حرام کو نرکی صدا</p>
--	---

انگیا خونِ شہیدان ہو گیا دما عروج
 ہم تو سب شہداءِ کربلا ہیں ثنا خوانِ فرات

السلام علیک یا ابا عبد اللہ

<p>السلام اے تشنہ و مغموم شاہ کربلا السلام اے بے انیس و یاد و تنہا حسین السلام اے بے دیار ابن مشرخیبر کشا السلام اے زینت آغوش حیدر السلام السلام اے زینت اورنگ شاہ امت درہجوم اشقیات تنہا شد و بیچارہ شد روز عاشورا نہ کردند اشقیاء بر تو سلام بر دولت پیکان تیر دشمنان جانستمان السلام اے کعبہ دارین شاہ تشنہ کام السلام اے طور سینا کے شہادت را کلیم السلام اے نوگل بانج امیر مومنان السلام اے ماہتاب و آفتاب فاطمہ السلام اے بے نوا و خامس آل عبا السلام اے غلسار حضرت زین العبا السلام اے ریخت طرح تربتش از ذوالفقار السلام اے بعد عباس دلاور خستہ تن</p>	<p>السلام اے یکس و مظلوم شاہ کربلا السلام اے ہادی دین بادشاہ مشرقین السلام اے خانان بر باد سبط مصطفی السلام اے راکب دوش پیمبر السلام السلام اے جانشین تاجدار ہل اتما السلام اے کز نجم اکبر دلش صد پارہ شد السلام اے کشتہ غربت اسیر فوج شام السلام اے قبر تو اندر قلوب مومنان السلام اے قبلہ کوفین امام ابن امام السلام اے راز دان مسیح ذبح عظیم السلام اے سید شبان گلزار جنان السلام اے درۃ التاج جناب فاطمہ السلام اے زہر و مہاج تسلیم و رضا السلام اے سوگوار ناصران و استر با السلام اے نوحہ خوان بر حال اصغر شیر خار السلام اے نوحہ خوان قاسم گل پیرین</p>
--	--

محشر در لیش ہم حاضر ہے عرض سلام
بر درت خواہان اذن است اشعہ عالمقام



کرمیچہ جگہ ابوالفضل العباس علیہ السلام

ہوا وز ازل جب پہل و لکا بزمِ فطرت میں
خیال و خواہجہ لب تش رنگ بزمِ امکان کا
شہیم گل کی صورت پائی آزادی سے آزادی
حواسِ خمسہ کی دنیا میں پہنا تاجِ سلطانی
پھر افواج کو اک لیکے شب کو دور گردن پر
غضب کا جھرو مد آیا فراتِ نوجوانی کا
مباہات ملا تک پر تفاخرِ تنگ ہستی تھا
اگر وقت آپڑا خونِ رگ جان کر دیا پانی
کمان جبریل کو یہ تاب سایہ چھو سکیں بڑھ کر
لوہرِ رگ کا جتنا نذر سیلابِ تم کروے
زبان سے ترجائی دفترِ اسماءِ باطن کی
کبھی تھا امتحانِ صبر میں یعقوب سے بڑھ کر
نظر آتی ہے شانِ کبریا ہنگامِ نظارہ
کبھی آپ فنا کو صورتِ آپ بقا سمجھا
قریب آتے نہ دیکھا اختلافِ عنا سر کو
حواسِ خمسہ کے آئینے پر دوئی جلا دیگی
ہنسی نہ پر رہی مصورتِ صبحِ وطن گویا
لو اپنا سپردِ کلک نقاشِ ازل کر کے
بشرقِ سرفروشی کہہ کے لبیک آگیا زو پر
جہاں طور کہ مانند سے خیر خاموشی

لکھا نام وفا کلکِ قضا نے لوحِ قسمت میں
فراغت بسر کی عالم اسرارِ شہرت میں
نہار دن رات میں یقینِ ہیبت گلزارِ وحدت میں
رہا زینتِ فزائے صدرِ ایرانِ شجاعت میں
قمر ہو کر بڑھا ہے نیرِ اعظم سے رفعت میں
اٹھا کر ہاتھ انگڑائی جوں جوشِ طہارت میں
حدِ امکان سے باہر صبر کی قوت مصیبت میں
خدائی بھر کے آگے آگے اظہارِ مؤقت میں
پیرِ روحانیت سے یوں تھا محو سیرِ حنت میں
ترقی دے خدا اتنی شکستہ دلکی طاقت میں
فنا ہو جانے والا ذوقِ دعوائے محبت میں
کبھی مثلِ مہرِ کفان تھا بازارِ تجارت میں
برنگِ روح کئے محفلِ اہل بصیرت میں
کبھی ڈوبا ہوا سر سے قدم تک بکراقت میں
مزاجِ متقل کی ایک حالت رنجِ درجہ میں
بڑھی چہرہ کی رنگت کلفتِ گرد و گردت میں
رہا دوب کر نہ جو آسمان سے شامِ غربت میں
اضافہ کر دیے تازہ رنگِ نورِ حقیقت میں
کہ جب دن پڑا تو آتا تھا نہایت میں
کلیم اللہ کی صورت بزمِ اظہارِ حقیقت میں

<p>سحر تک چشم انجم کی طرح آنکھیں نہ جھپکائیں سربالین آسائش یہ نیرنگ لک قیامت ہے میانِ عالم فطرت خدا کے فضل سے دل ہے خدا کی ہمزبان ہو کر جسے عباس کہتی ہے بنی ہاشم کا چاند اہل عرب کہتے تھے خوش ہو کر علی کے بعد یون شبیر نے آغوش میں پالا بنان علم امامت میں ابھی تھی صورتِ معنی عیانِ فوجوں پہ یون کی شوکتِ شانِ جلدی ابا کے پوچھے روحانیت شبیر و حیدر سے جالِ حسن سے ہیں مصر میں دوست بھی شرمندہ بوقتِ جنگ تھی تلوار میں جھنکار دہی ہی ملاؤ زندہ بیٹا جو ہے مولودِ کعبہ کا یہی غازی خضر سیرت پئے امداد آتا ہے بجز شبیر کے عرفان اسکا ہو ہمیں کیونکر پڑھو مشر وہ مطلع اہلِ باطن سنتے ہی کہیں</p>	<p>غضب کیا جا گئے دالہ بلاے شامِ فرقت میں کہ خود بیدار لیکن دونوں آنکھیں غبارِ بخت میں گر شبیر کا بازو ہے دنیا سے شجاعت میں ما حصہ ازل کے دن جسے حیدر سے جرأت میں کہ جبکہ دیکھ کر ہوتی تھی عید اہلِ بصرت میں سکت بڑھتی گئی ہر لحظہ بازو سے امامت میں گر شرکت رہی قلع درخیر کی قدرت میں یہ اللہ کی تصویریں دکھا دیں اپنی ہیبت میں ہمیں معلوم ہے پالا تو تھا آغوشِ عصمت میں غلامی شوکتِ شاہی تھی بھائی کی اطاعت میں سرِ حرب پہ جیسے فارخِ خیر کی ضربت میں خدا برکت دے لے ام المہنین آغوشِ الفت میں اگر رستہ کوئی بھولے رسولِ نڈر کی مست میں رہا ہود توں جو صلبِ بابِ علم و حکمت میں کہ یہ ہو آفتابِ محبت عباسِ طلعت میں</p>
---	---

ستارا جو کہ اُترا تھا کبھی عہدِ نبوت میں

ہوا تابان وہ ابابہ بنی ہاشم کی صورت میں

<p>برائے پرورشِ سبطین کا سایہ بڑھا آگے مبارک خزانِ اوکی جوانی کیون نہ ہم سمجھیں میانِ عالم ایجادِ اسی خدمت کو آئے تھے علی سے جو شجاعت پائی تھی وہ ایسی کامی اگر باور نہ ہو میرا علی سے پوچھ لو چل کر امامت کے سوا میراثِ حیدر اس طرح پائی</p>	<p>ہو۔۔۔ عباس پیدا جبکہ ایوانِ امامت میں رہا ہو جو کنارِ سیدِ شبابِ جنت میں بسر ہو زندگی شبیر کی حفظ و حمایت میں کہ حصہ لے لیا اللہ سے گنجِ شفاعت میں شریکِ باطنی اکمالِ دینِ اتمامِ نعمت میں لیا شبیر جتنے برابر کا شہادت میں</p>
--	---

نظر آتا تھا وقت جنگ ہنگامہ قیامت کا
 نہ چھوڑا بعد مردن بھی علمداری کے منصب کو
 صد دیتا تھا رگ رگ میں یہ خون قلع خیر
 فرات کر بلا کی اس کے آگے اسل ہی کیا ہے
 جلال و نموشیران سے ظاہر یہ ہوتا تھا
 منہ اپنا پھیر لین او کی طرف سے سند خاتون
 مجاہد فی سبیل اللہ ایسے کب نظر آئے
 آخر کر نہ میں پانی وہ پیتا بھی تو کیا پیتا
 دم تحقیق روشن ہو گیا اوصاف صوری سے
 انشا اس کی لک فرہ ہوا سے اٹکے کہتا تھا
 یہ اللہ کی میراث اس طرح حاصل ہوئی آخر
 ابو الفضل ابن حیدر کے مناقب اب ہی لکھے
 زمانہ ہو گیا جب کی تھی عشر آستان بوسی
 خیانت آخرت کا نیز مقصد چاک اٹھے
 نما میری حیات خضر پر بھی روشنی ڈالے

خدا کی تھی کہ قبضہ تیغ کا تھا وقت رست میں
 چلے شبیر کے آگے ہی آگے راہ جنت میں
 کہ عباس علی بھی فرواں تھے نجات میں
 خدا کے فضل سے کوثر ہو جسکے دست قدرت میں
 علی خود بین بہان میں روح ہر گلوخت میں
 کئی سہوا بھی جزا کر کے انکی نیا رست میں
 قیامت ہو جھینم رک رک گھر شی ق شہادت میں
 جو ہو سرتا قدم ڈوبا ہوا دریا سے رحمت میں
 کہ تصویر علی تھا جیسری بھی معنویت میں
 عیان ہے صورت برقی تجلی رخ کی طلعت میں
 پڑھائے ہاتھ پہلے روح کے درگاہ قدرت میں
 بہت کچھ داد پائی محفل ارباب ملت میں
 دیار ہند پھر چھوڑ چاد شوق زیارت میں
 بسر ہو زندگی ماہ بتی ہاشم کی خدمت میں
 لگا دے چار چاند آئینہ جذب محبت میں

شہیدانِ وفا کا ہاتھ میں دامنِ ادریں ہون
 زمین کر بلا سے جبکہ اٹھنا ہو قیامت میں

۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲۲ھ ہجری

رباعی

شبیر کرین کیون نہ شفاعت تیسری
 پہونچا جو میں کر بلا میں قسمت بولی

رباعی

ایمان کی شان اور شوکت رکھ لی
 رونا غم شہر میں ہوا خضر دہ خلد

ہدیج جناب الہیہ پیدین امام المسلمین حضرت علامہ خلی و حبلی ہم نام حضرت مرتضیٰ علی زین العابدین علیہ السلام

رہنا دہم نفس میں جیسی گردون نشین
رہیج مسکون ہے مری ہستے لگے چار گام
آگئی ہے برق کی فوت عناصر میں میرے
شوق میں مشق حصول اوج کے یک خیال
طاثر ذہن رسا کو خوبی تقدیر سے
ہی وہ نور اب میری آنکھوں میں کہ جسکے سامنے
دیکھ لے چشم حقیقت سے جو میرا نقش پا
کہہ رہا ہے داسب دم میرے تصور کا عروج
ذہن انسان سے ہو کو سون و درخت فکر کی
بون کیا قید علائق سے رہا تقدیر نے
کیا رفاقت کی ہے آزادی نے میری نفس
ہر گری کی کو نہ میں سرست لا بقل ہوں
ہوں مدام بغی سے اسطرح مدہوش ہیں
طاعت و لدار میں کٹتے ہیں ایام حیات
ہر جفا سے جاگزا میں سو طرح کا لطف ہی
میں بھلا اور شکل شعلہ میل انظار تیش
اک قیامت دلو سے نظارہ حسن حبیب
شوق آرائش میں زحیم دان دلکش لباس
اسطرح زلفین بنائی جاتی ہیں سو طرح
دان خابندی کی تدبیر میں ہوں سو دور نگے

لیجلا مجھ کو تصور سے چرخ چار ہیں
تنگنائے دھر نظر واپس سنا ہی نہیں
خاک دیکھے گا مجھے اب کوئی بالائے زمین
تسکیر مانند جاتا ہے جو ہے عرش وین
ملکیا زور پر پرواز جب میل امین
نگلیا خال رخ مشق خود شمشید میں
پاک ہو عیب کلفت سے ماہ تابان کی چین
کیا حقیقت ہی تری لے اوج چرخ آفتین
لا مکان ہے میرے صحرے تصور کی زمین
رگیا سایہ بھی میرا چھوٹ کر مجھے کہیں
عالم تجرید میں گویا کہ میں ہوں جاگزین
فخر کی جا ہے میرے دل کو عشق و انہیں
دلکش شیشے کی طرح توڑوں اگر دیکھوں زمین
عاشقی میرے لئے ہے حاصل دنیا و دین
ہر ادرا پار سکی قربان ہے دل طاعت گزین
صورت اشارہ ہے شمس ضبط آفتاب میں
کیا کون کیا قہر ڈھاتی ہے ہما و سیرین
یاں جنوں دوق حیرانی میں صد کیا تین
یاں یہ اوجھن ہی نہ بیکھ غیر کی حسرت کہیں
یاں ترقی پر ہے ہر دم سوزش قلب خیرین

<p>وان لگایا جا رہا ہے سروسہ دُنبالہ دار یان ہین آنکھیں محدودیدار ادا لے بخودی جستجوئے وقت ہیکو عرض مطلب کیلئے ہکو یہ حسرت کہ ہو جی بھر کے دیدار جمال شوق پامالی یان دل شل ماہی بقرار اس طرف بھر بھر کے ساغر نذر اہل بزم ہین اس طرف بے زخم بسمل ہو رہا ہے دل میرا خصلت ایذا رسانی پر او دھڑ بحد غرور شوق ایجا دست نگار می کا انکو دلولہ عادت طاعت اگر عشق مجازی یان رہی کیون نہ ہو سکی غلامی کا یہ محکو فیض ہے</p>	<p>پہل رہے ہین دل پر یان تیر نگاہ شیر مگیر دور یان ہے اس طرف جام شراب آشیر کان رکھ کر وہ کیسی بات سنتے ہی نہ ہین او کو ضد گرد نظر آئے نہ عارض کے قرین وان زمین پر پاؤں نخت سے وہ کہتی نہیں اس طرف بیٹھے ہین ہم مانند دردتہ نشین اس طرف گھٹتے ہوئے ہی نیمچہ چین چین صبر کی عادت پہنا زان اس طرف تلب حزین اس طرف ضبط و تحمل پہلوئے ولین مین ایک دن عشق حقیقی ہو گا اپنا ہم نشین خود کہا خالق نے جسکو انت زین العابدین</p>
--	---

خسرو ملک شریعت مالک دنیا و دین
 حاکم تسلیم ایمان و امام ملتفتین

<p>باعث تزلزلین تخت و تاج شاہ کربلا حامی شمع نبی و ناشر حکام حق سرور عباد و سرتاج ہجوم ز اہل ان دین جو فیض طبع سے شبنم کو حکم بسکی آپ کے روئے مصفا کی اگر ہو کچھ ضیا آپ کا خادم اکیلا ہو اگر وقت سحر حیدر کرار کے پوئے سے آکر بھر یسین چاکر انکا تاج بخش خسروان کو درنو خاک چھائے سے اگر لہجائے انکی خاک با طاعت خالص ہین انکے مختصر ہی یہ حدیث</p>	<p>مالک گلزار جنت رونی عرش برین مونس ارباب ایمان دشمن اعدائی دین سرگردہ اتقیا سردار جملہ ساجدین سعدن الماس بجائے زمانے کی زین روکش غور شید ہو داغ دل ماہ سپین ہور فیق در ہیرا و سکا ضیفم صحرانین بھول بیٹھے ہون سبق اپنا اگر روح الامین سایہ بال ہا ہے سایہ دامان زین ہو محسوس کے لئے سرمایہ دنیا و دین بان حضوری کا مزا ہے پیش رب العالمین</p>
--	--

گر بڑا بیٹا کنوین میں اور رہے محو نماز
بعد ختم آئے قریب چاہ اطمینان سے
موجزن یاں دل میں بحر طاعت پر درگاہ
دیکھ کر دل بند کو اپنے سلامت ہر طرح
ہاتھ پھیلا کر لیا یوسف کو اپنی گود میں
لے لیا پھر مادر بناب نے آغوش سے
انکے گھونگر کل فرشتے روز شب محو طواف
آپ انارسیہ جو دین حکم تنزل غرض میں
انکے پاہے مبارک قلب میدان معائنہ
مثل معدن حشر تک کم ہو نہ انکا سیم دزد
ہو اگر وقت سواری طبع خدا ہاں حشم
دیکھ لین فرط تہور میں جو چشم نرسے
قوت اعجاز اگر شان پد اطمینان دکھائے
جام جم سے نسبت انکے دکو دنیا ہے گناہ
کھل گئے باب اجابت آگیا وقت دعا
جنت بر حب تک ہو یا رب ماہ کو تابندگی
دور گردون کو بقا جس روز تک عالم میں ہے
جو مشوقان کا جب تک زور اس دنیا میں ہو
ستے ہیں واعظ سے جب تک نام گلزار جنان
موتے ہیں کوثر پر جب تک زاہدان پاکباز
قاصد عشاق جب تک کرتے ہیں پیغمبر
دین پر مفتون رہے ہر ایک سو سو جان
دسہدم ہر ایک کو شوق عبادت یوں بڑھے

کیا رجوع قلب تھا کہتے ہیں اہل کوشش ہیں
اوج پر مائل ہوا دوست آب نہ نشین
آگیا یکبار سطح آہنا سطح زمین
دل ہوا محو ادائے شکر ربانہا لمین
پیار سے چمے مکر چشم و رخسار جو بین
یوں عبادت کا صلہ پاتے ہیں ارباب یقین
انکے دیکے ایک دربان حضرت روح الامین
ہو سوزانیرے پر قائم آگے خود شیر میں
ہاتھ انکا حامل تیغ امیر المومنین
جھاڑ دین جوش سخاوت میں جان پر استین
تھام لین اگر طایک فخر سے دامن زمین
مرد کا کی طرح ڈر سے شیر ہو گوشہ گزین
پھیر دین عالم کی جانب رخے خوشید میں
ان یہ ممکن ہے کہیں نہ کہیں شرع متین
ختم کر محشر مدح افتخار سا جین
ضد نشان جو خلق میں جب تک کہ خوشید میں
آب سبیا یاں پر جب تک فرشتہ بر سج زمین
صبر جب تک عاشقون کا ہوا نیس دہم نشین
دلین زاہد کے ہو جب تک شوق وصل جو بین
زندہ جب تک پیتے ہیں جام شرابہ آتشین
نام پہنک لیتے ہیں فرط تغافل سے حسین
ولسین فیعیوں کے رہے حب امیر المومنین
آتشائے سجدہ خالق رہے سدا کی جبین

نیر اقبال ہر بہن کا چلے مثل مسر اگر ہی شمشیر میں چتر ایدرجنہ سر پہ ہو روستہ میں نہ ہو اسید شفاعت میں نظر بخشہ ہے ہر ایک کے عہدیان بے پایاں کرم	راہ پر ہرگز نہ آئے قسمت اعدائے دین اپنی اپنی قبر سے جوت اٹھیں مہین اتھ مہین ہر اک کے ہوا مان خمدار مہین شوق میں نہ داسے دروازہ خلد مہین
---	--

جوش شمشیر میں بڑھیں غمان استقبال کو
کستی ہوں حورین کہ طہتم فاد خلوا خالدین

از مرزا محمد علی شاہ

یہ خدا معلوم عیسیٰ پاکہ قاتل ہو گئیں وہ نگاہیں جو مرقع خیمین جفا و لطافت کا محبت کو حسن کی بو پھوڑ نان مصر سے اے غدر حسن کس سے دعا میں دن تجھے اسرا داسے چہرہ دلدار کی اٹھلی نقاب ایڑیوں تک جاتے ہی حسن درازی ختم تھا وصل کی شب آمد جانان پر یوں چکا انصیب دیدنی ہے ذبح کے ہنگام جذب شوق جمل صدق دل سے یلیا جب جمل میں نام حبیب کیا قیامت تھا قدیم رکھنا طلسم عشق میں قدرت دیدار نے آنکھوں کو وہ سنجھا فروغ کون عابد مہربان عالم علی ابن الحسین غیب سے آواز آئی آنت زمین العابدین جس نے لائی نہ ان کی منت بقا دم بھرا خبر نہ ہو جس نے جہنم کی زبانی	دوست کی باکی ادا میں حسرت دل ہو گئیں چشم عاشق میں فروغ زنگ محفل ہو گئیں کاٹنے لکھتے تریج اور خود ہی گھال ہو گئیں کوشش میں جو تریج میں کین نفیر باطل ہو گئیں جستہ در خیمین آرزو میں دلیں بسمل ہو گئیں انکی زلفیں یوں بڑھیں آخر سلاسل ہو گئیں رات کی جتنی خیمین گھرا یوں ماہ کامل ہو گئیں خون کی بوندیں جو ہر شمشیر قاتل ہو گئیں سختیاں راہ عدم کی خفس منزل ہو گئیں تجھے تجھے آسانیاں جنکو وہ شکلی ہو گئیں حسن عابد سے جو اسید ماہ کامل ہو گئیں قدرت میں جن کی چراغ راہ منزل ہو گئیں ظلمات میں جن کی زلفیں خاند میں شامل ہو گئیں جتنی انھیں شہر سے نکلیں قوت دل ہو گئیں سب مدد میں باغ و بہار چشمت ہو گئیں
---	--

<p>دندہ نکلا جب کنوین سے آپ کا ذر نظر ہو گیا حاصل تمتک جبکہ فخر فرج سے ایک بیل چسپہ نگاہ لطف مولد ہو گئی آسان پر آپ کے جو آیا وقت بیکسی آپ کی الفت کے پر تو میں ہویہ حسن اثر حسن رخ کو دیکھتے ہی جو ثنا گستر ہوا سنگرمز سے قدرت اعجاز سے موتی بنے وقت نظارہ شعا میں آفتاب حسن کی عصمت اجداد مولا کا دیا جب واسطہ صبر حضرت کی حدیثوں میں یہ جو جذبہ اثر طسیر کیا پایا کلام اللہ ناطق کا اثر زندگی بھر جتنی سانسین میں خدا کی یادیں آپ کے جد کی خدیہ خم میں بزم آرائیان آپ کے پوتے کی آمد پر ہوا حق کا یہ زور</p>	<p>موت کی تاثیر میں غرق چاہا بل ہو گئیں کشتیاں عمر و دان کی زیب ساحل ہو گئیں جوہر ادب دین و دنیا کی ٹھین حاصل ہو گئیں زحمتمیں رستے کی وجہ حل مشکل ہو گئیں حسرتیں نقش و نگار کعبہ دل ہو گئیں اسکی آنکھیں لب کلام اسکی منہ ہو گئیں جو خدا نے دو تین دین نذر ساریں ہو گئیں دہر اہل ہر سہ کو رگ دل ہو گئیں جستہ رتھیں تھیں یوسف پہ باطل ہو گئیں جتنے سن میں جو ہر اسینہ دل ہو گئیں ستنی بائیں گئیں وہ تفسیر حائل ہو گئیں بنکے سطرین دفتر ایمان میں داخل ہو گئیں دقہر دین مبین کو جزو کامل ہو گئیں ہنسیان باطل کی شکل نقش باطل ہو گئیں</p>
---	---

خوب لے محشر باطن منقبت میں سیر کی
لذتیں جنت کی دنیا ہی میں حاصل ہو گئیں

در کستایں شمع حضرت امام محمد علیہ السلام

<p>ترقیوں پہ جہان میں نفاق کا ہر تین جنہیں سمجھتے تھے ہم رہبر رہا اسید مدارجن پہ کبھی لذت حیات کا تھا نگاہ لطف تھی جن کی ہمیشہ میری طرف دہی تھا میں کہ کبھی شام غم تھی صبح طرب</p>	<p>خواس خمسہ ہوئے جاتے ہیں ہم دشمن رہنہ نصیب کہ آخر وہی ہوئے بہرین دکھا دی ان کی اعانت نے صورت مدفن دہی ہیں اب سحر و شام مجھ پہ چشک زن دہی ہوں میں کہ سحر عید کی ہے شام سخن</p>
--	---

ہذا کی طرح شب دروز محو بربادی
 خوشی کے نام سے گوش آشنا ہو ہوں
 جہاں گو ہر مقصد کن آنکھوں سے دیکھوں
 جن جن ہیں یہ خزان موسم بہار مجھے
 رہ نظارہ جانان میں ہر قدم غش ہوں
 دکھاؤں گرم روی راہ مدعا میں اگر
 کبھی کلید در مدعا تھی میری زبان
 پسند تھا کبھی دل سے مذاق آزادی
 شراب عیش پیا کرتا تھا کبھی شب دروز
 ہجوم ماہ جبینان میں زندگی کا ٹی
 کسی کا وعدہ کبھی راتوں کو جگاتا تھا
 کسی کا ہاتھ گریبان تک پہنچتا تھا
 کسی زمانے میں یادش بخیر بسف دل
 شبیم زلف تھی ہنرم دماغ جانکی کبھی
 کسی کے تیرنگے سے کبھی تھا دل زخمی
 کبھی کسی سے یہ شکر جنون ہوتا تھا
 کبھی کسی کا یہ کہنا تھا دشمن ایمان
 کسی کا جھوم کے نشے میں لوکھڑا جانا
 عدد بھی مجھ سے موافق تھے زور قسم سے
 ہر ایک بزم میں تھا میں بزرگ شمع امید
 کبھی تھا میں خرد آموز و حشی الفت
 کبھی خلیل تھا میں دلے اہل کعبہ کا
 کسی مقام پہ جو یائے وصل کا ناصح

کہیں قرار ہے دم بھرنہ ہی کہیں مسکن
 حسام غم سے قلم ہوتی ہے مری گردن
 بھرا ہوا ہے در اشک یاس سے دامن
 بزرگ خار کھٹکتا ہے آنکھ میں گلشن
 ہر ایک گام پہ ہے لطف داوی امین
 جلا دے پاؤں میرے برق حبش دامن
 قبول خاطر احباب تھا ہر ایک سخن
 نہ پائے بند مست نہ تھا اسیر محن
 دماغ تھا کبھی اس آفتاب سے روشن
 کہ یادگار تھا میں بھی نہ سپہر کہن
 کبھی رولاتا تھا شبنم سا کوئی عہد شکن
 کسی کے ہاتھوں سے تنگ آگیا تھا پیراں
 رہا اسیر ہمت دن میان چاہ ذوق
 چراغ رشتے کبھی دل کی بزم تھی روشن
 کسی کی نوک ثرہ تھی جگر پہ نشتر زن
 کہ آئی فصل بہاری چلی نسیم چمن
 شراب پیلو کہ اٹھا ہے ابر تو بہ شکن
 سبب تھا لغزش ایمان دزدہ کا دشمن
 ہما تھا میرے لئے سایہ سپہر کہن
 ہر اک مذاق سے قلب و دماغ تھے روشن
 کبھی جنون محبت سے عقل کا دشمن
 کنشتیوں کا ہوا خواہ تھا کبھی ہمتن
 کبھی تھا خود میرے پہلو میں یا تو بہ شکن

<p>کبھی تھا شام سے تا صبح محو یاد خدا برنگِ شمع کسی بزم میں تھا چربہ بان کبھی طوافِ حرم میں تھا محو شکلِ خلیل کبھی تھا شورِ قیامت کے خوف کے لرزان کہیں پہ تیغِ زبان سے مویدِ اسلام کسی مقام پہ گھمائے نغمہ سنجی سے مشاعر و نمین وہ بڑھتا تھا شعر و ردائیز قصیدہ خوان تھا کبھی مدحتِ امیر میں قبولیت تھی خدادادِ نظم میں میری پھر آج ہوتی ہے تائیدِ ناظمِ دو جہان امامِ خاس و دانشدہِ علیمِ خدا شہاِ خدا نے وہ رتبہ دیا ہی جد کو تیرے تری نگاہِ کرم و دستِ نپہ گو ہر بار بلند ہو جو تری آتشِ ستم کا شرر خدا کی شان ہے انکے بزرگِ صلِ علی خیالِ مطلق نو چاہئے تجھے محشر صریحِ کلکِ ارنی کا جواب ہو جائی</p>	<p>کبھی تھا صبح سے تا شام دیر میں سکین بصلحتِ کہیں خاموشِ صبرِ استِ الکن کبھی تھا سجدہ کن شکِ آستانِ دشمن کبھی تھا صورتِ کی آواز خود میرا شیون کہیں پہ منکرِ امین کفر تھا سا ہمہ تن لگاتا تھا میں ہر اک رنگ کے ہزار چین کہ جن سے روحِ فغانی تھی مارلِ شیون پسندِ خاطرِ اربابِ علم و اہلِ سخن مزا پہ تھا کہ نہ تھا نام کو بھی ماہرین پھر آج جو شہین لکھتا ہوں مع شاہِ زمین امیر کون و مکان ابنِ شاہِ قلعہ شکن چراغِ صبحِ ازل جن سے ہو گیا روشن تری نگاہِ ستم و دشمنو نہ برقِ افکن برنگِ نپہ جلے دل ہی دلمین چرخِ کن محمد است و علیؑ فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ دردِ طرینے لگین جس سے دوست اور دشمن کلیم کو بھی بخش آئے وہ مطلعِ رہن</p>
---	---

بوقتِ دیدِ جوئے آپ کا ہوں نورِ الکن
 تو مردِ مالک نے چشمِ وادے امین

<p>خدا نے آپ کے در کو دیا ہے وہ مرتبہ لحد میں حضرت یعقوب بھی اُرد و ڈھین جو اپنے ناخن تدبیر سے نہ سلجھاتے جو انکا دوست ہے وہ دوستِ کردگار کا ہی</p>	<p>ادب سے خم ہے جانِ انبیا کی بھی گردن جو سو نگہ لین کہیں طرہ کر شہیمِ پیرین کبھی سمجھتی نہ خورِ مشہدِ نادری کی کرن جو دشمن انکا ہے اللہ کا ہے وہ دشمن</p>
--	---

سکرن زمین کو ہے کوہ وقار سے لکے
 متاع دین کے لئے یوں ہوئی تھی دنیا گ
 انھیں کا قلب مبارک سخا کا مخزن ہو
 بڑے جو پر تو عارض سیاہ طینت پر
 عزیز دل ہو جو کم پائے رحم سے اُنکے
 ولا کا ان کی جو ہو دلمین داغ بد فنا
 کبھی نگاہ عنایت ہو کو ردل پہ اگر
 کبھی جو دیکھ لے انکی نگاہ تقویٰ کو
 شمیم حلقہ گیسو سے انکے شرما کر
 حضور کے اسد غضب سے اگر بھاسے
 نیکے خیال جلو سے نصیب ریل
 سکروی پہ چو باندھے کمر شوخی
 زبان سے ان کی اگر سن لے نعرہ توحید
 تو کھائیں مجسّمہ داؤد کا حضور اگر
 جہان بھر ہو عدو تو بھی کچھ بنا سکے
 گلیم قح جو افتادہ طینتوں کو اوڑھائیں
 ہے آتش لب لعلین کے حسن کا یا اثر
 زمانہ آپ کا وہ تھا زمانہ عشرت خیز
 نثار ہوں مہ و خیر شیدہ شکل پر واد
 خدا کے فضل سے پایا ہے وہ قدموزن
 جمال رُخ ہو اگر کھل دیدہ ہست
 اجل نصیب ہو غربت میں انکا دوست اگر
 زبان کلک یہ کہہ کر تھکی ہے لے عشر

انھیں کی راسے سے ہے گردش بہر کہن
 کہ گردشک سے نہ واقف ہوا بھی دامن
 انھیں کا سینہ اقدس عطا کا ہر معائن
 فردغ مہ پہ ہنسی داغ لالا گلشن
 گر ان بہا ہو خدشا بھی رنگ لعل میں
 تو کنج قبر بنے رشک داد ملی امین
 جو اسب چشم حسنان ہو ح ہر آہن
 تو نشہ شیر غزال ختن سے بھی ہو ہرن
 چھپی ہے تنگی نامہ میں بوسہ مشک ختن
 جہان بھر میں نہ ممکن ہو شیر کو امن
 اگر ہو مالل سرعت حضور کا تو سن
 بڑے نہ گرد کے دامن میں نام کو بھی شکن
 میان دیر اذان دے برہن الکن
 تو نرم موم کی صورت سے ہر دل آہن
 پناہ سکولے آپ کے تہ دامن
 تو سایہ غنم نا تو ان ہو شیر افکن
 کہ جس سے خشک ہی خون دل عقیق میں
 نہ تھا بخر غم شہسپر کوئی اور محن
 بہان پہ آپ کی شمع جمال ہو روشن
 لباس قدرت معبود کی ہے جبہ پھین
 میان کنج لحد شمع طور ہو روشن
 فرشتہ آکے کرین بندوبست گور و کفن
 کوئی بھی لکھ نہیں سکتا مہیج شاہ زمین

شہا یہ ہر یہ میرا ہو قبول اہل سخن دیار ہند کو سمجھیں نہ دوست اپنا وطن	کلام اپنا دعا بر تن سام کرنا ہوں فلک کی کج روی اتنی تو کام آجائے
	بدن سے نکلے دم نزع جبکہ جان حنین ہر ایک کا نجف و کر بلا میں ہو مدفن
<p style="text-align: center;">قطعہ</p> <p style="text-align: center;">احمد علیہ السلام</p>	
<p>ہم سیرت دہنام بنی نام ہے باقصر مکن ہی نہیں لکھ سکیں اوصاف و مسافر ٹھہرے بھی دم بھر جو سوئے کمنہ مقابر رفتار میں گفتار میں پیدا وہ مافر وہے حکم جو مابین نواہی و ادا مر پوچھے جو کوئی کہہ دے یہ حالات خفا کر قسمت سے ہوا رہ ضلہ اقدس کا جو راز کلمہ پڑھیں اور ترک کریں سحر کو ساحر اچنے جد و آبا کی طرح دین کا ناصر اک شان خدا ہے کہ ہیں پیکر کے مناظر کیون بختیں پاک کے بندے ہند ان شاگر</p>	<p>پیدا ہوا اسلام میں وہ طیب طاہر یہ مانا کہ ہم عقل کے نیلے سہی پھر بھی اقرار امامت کے لئے جی اٹھیں مرے محبوب نہ رکھئے کہ کہئے اسدا اللہ عالم میں رہے نام نہ پھر کفر کا باقی ہمشکل علی علم لدنی کا ہے عالم جنت کی بہار ادنیٰ نگاہوں نہ تصدق دنیا سے حقیقت میں جو اعجاز دکھائے جو قول ہے جو فعل ہے نمایان امامت موسلی بھی نظر پھر کے جو دیکھیں نہیں مکن پہلی کو رجب کی یہ ملا پانچواں رہبر</p>
	<p>بیمار تھا صحت ہوئی محشر کو اسی سے پھر مرج ایسے کو سر بزم ہو حاشر</p>
<p style="text-align: center;">قطعہ</p>	
<p>حضرت سید سجاد کا دلبر آیا مشش جہت میں ہوا غلیٰ پونچھیا</p>	<p>لو مبارک ہو کہ ہننام ہمیں بر آیا اہل باطن میں نئی عید ہوئی لے محشر</p>

در مناقب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

بلند کیوں نہویں سخن کا رتبہ و جاہ
ہر ایک بات میں نیز نگ حسن و کثرت ہے
جو میری فکر کی رفعت کو دیکھتا چاہے
کبھی دکھاؤں جو روشندی کا آئینہ
جو میری طبع منور کا ہر عالم ہو
طریق صبر سکھاؤں جو عشق باز دلی کو
زمین مملکت تقسم کی ہو کیا بدعت،
نہیں یہ ہاتھ میں قمراس و خاتمہ و زبان
وہ خوشنوا ہوں کہ گلزار میں جو غنم کر دین
گل معانی از لکین کھلے ہوئے ہیں تمام
میں ایسا چرب زبان ہوں کہ گفتگو سے میری
قدم جو معرکہ جنگ میں رکھے میرا کلاک
میرے سواد قلم کا لگائیں سرمد اگر
کبھی ہے شاہد معنی کو خود تلاش میری
اگر بلند ہی مضمون کا لاؤں ولین خیال
دہن نے قوت گفتار پائی حسیہ مراد
جبین حور کا لکھوں جو وصف کا انداز
کیا ہے دل کو لہو و تون اثر کے لئے
کہوں زبان سے جو دیر و حرم میں کلمہ حق
وہ خوش بیان ہوں کہ ہر فقرہ گفتگو کا میری
ہوا ہے مشق سے سحر کلام میں یہ اثر

کہ اپنے قول کا صادق ہوں اور زبان ہی گواہ
طبیعت اپنی حسینان دہر کی ہے نگاہ
بہید کیا ہے کہ گر جائے آسمان کی کلاہ
نہ سونچے شرم سے خورشید کو گریز کی راہ
ترکھٹ کے نقطہ فرضی ہوا جہ جہ راہ
غم فراق سے یہ بھر ہو کبھی نہ حال تباہ
ہر ایک ذرہ ہوا ان کا ہے رشک انجم و ماہ
مگر مہین قبتہ قدرت میں سب سفید و سیلہ
تو دل سے باہل شیدائے نکلے نالہ و آہ
دوا کو بھی نہیں ممکن میرے مہین میں گیاہ
ہمیشہ زندگی شمع بزم ہے کوتاہ
تو اپنی قبے کے رستم سے کہے پناہ پناہ
تو رشک چشم مد و مہر ہوئی کی نگاہ
کبھی ہے حسن مضامین نو کی محکو چاہ
تو بات منہ سے نکلتے ہی لے فلک کی راہ
میری زبان کو طلاق ملی ہے خاطر خواہ
بیاض رخسار سے جھپکے جان کا وقت بگاہ
بہت دنوں میں ہوئی ہے پیشق نالہ و آہ
تو بت پکارا و ٹھین لالہ لالہ لا اللہ
بھلا دے یار جفا آشنائے ظلم کی راہ
کہ باندہ دیتا ہوں کل بھرتی دلیں دلیں نگاہ

ستم زدوں کو خبر دے دوں جو شادمانی کی
اگر ہو جرم محبت پہ مجھ کو حاجت عذر
غم فراق کے قصے میں بھر دوں درد اگر
حسین اپنے سر آنکھوں پہ دین جگہ مجھ کو
ہر ایک بزم میں شیریں زبانوں سے میری
اسی خیال سے منہ بھی نہیں لگاتا ہوں
اگر میں چاہوں قیامت کی آئے سب کو ہنسی
صریر کلک ہے شور نشور سے بڑھ کر
چراغ داغ جگر لیکے ساتھ راتوں کو
خوشا نصیب کہ ہاتھ آئی منزل مقصد
مبالغہ نہ تسلی نہ خود ستائی ہے
بھلا شعار مارا راستی نہ کیونکر ہو
سرور قلب علی وہی امام ششم
بیان عصمت مولایہ ہے کہ کانوں تک
جد ہر اشارہ کر میں آنکھ کا وہ تابع ہو
مثال آئینہ کرتی ہے صاف کفر کا رنگ
ہر ایک کو باعث تذلیل انحراف انکا
جمال خط جبین آپ کا جو دیکھے کوئی
سکر دی جو دکھائے دوش میں انکا فرس
چراغ راہ ہدایت میں انکے نقش قدم

تو منہ سے تمہیں بن بن کے ٹھہرنا نہ آہ
تو کچھ نہ دوست کو سونجھے بغیر عفو گناہ
تو شکے یلی شیریں کا بھی ہو حال تباہ
میں لکھنے بچوں جو توصیف چشم و زلف سیاہ
ہمیشہ دختر رز کو ہے مجھے بات کی چاہ
بگاہ کر دے غیبا اور میں معاذ اللہ
اگر میں چاہوں تو برابر ہوش نہ نالہ و آہ
جواب عرصہ عشر ہے میری غلط گاہ
میں خیال نے طے کی ہر ایک نظم کی راہ
ہر ایک کو ہوئی آخر مرے کلام کی چاہ
کہ اپنے قول کا پتہ ہوں میں خدا کا گاہ
فلانم حضرت صادق ہونین جگر کی شہناہ
خدیو مصر پرمان بادشاہ عرش پناہ
کبھی نہ لائے ہوا بھی صدائے نام گناہ
خدا نے کر دیا مختار کل سفید و سیاہ
دم جہاد جب اڑتی ہے انکی گرد سیاہ
ہر اک کو انکی غلامی دلیل عزت و جاہ
بنے عمود مسدود مسدود سکا تذنگاہ
تو گردِ شمس سے نہو چشم مورچہ آگاہ
کہ جنکے نور سے آئے ہیں راہ پر گراہ

دم جہاد دکھائے جو صوت ان کی سیاہ

عدم میں روح سلیمان کے پناہ پناہ

یقین ہے اداسی نکا ہونین ہو جان سیاہ

جمال رخ کے تظار سے جسکو ہو پیر

<p>جوان کا مہر شفاعت ہو ہمہ جلوہ فگن زمین پہ آپ کا نقش قدم اگر دکھیں بیان حسن میں شرمندہ ہے رخ مضمون اگر ہو سایہ فگن نور ان کے عرفان کا جوان کے زہد کا نظارہ چشم دل سے کرے یہ ان کے طول فضائل کا مختصر ہے بیان دم اول جو نہ ان کی جبین کا کرتے طواف بغیر ان کی تو لاکے سن رکھ او غافل و فور جوش میں مختصر ہو وہ مطلع نو</p>	<p>تو آئینہ بنے حسن عمل کا فسر و گناہ فلیل و حضرت موسیٰ کی ہوز یارت گاہ یہ آفتاب جمال اور عزیز مہر نچھے ماہ بتان دیر و حرم کے ہوں قلب غی آگاہ تو پھر کے کفر سے بوجھل ڈھونڈی دین کی راہ کہ جس سے قضیہ ازل اور ابد کا بھی کوتاہ ستارہ طالع خورشید و مسہ کار مہاسیاد عجب زبان پہ ہے لا الہ الا اللہ درود پڑھنے لگیں جسکو سن کے حق آگاہ</p>
---	---

جہان ہجوم ملک سے ہوا کو بھی نہیں راہ
 وہ رشک عرش برین ہے حضور کی درگاہ

<p>سخاوت ایسی اگر طبع جوش پر آئے عدد کو ان کے نضائے جہان ہے تنگی قبر کوئی جو روضۂ اقدس پہ جائے قیمت سے بچلے جو صرصر قبر و غضب سوئی رفت اگر جلائین دم عیسوی سے کافر کو چلے جو ان کے چمن کی ہوئے لطف آمین اگر مسافر لاغر پہ ہو مدد ان کی نثار ادا سکے گنا ہو نیہ آ کے حورین ہوں ہر اک کو اُس سے تنفر ہو صورت شیطان مراتب اسکے کوئی سمجھے کیا سوائے خدا بلا وہ رکن ہدایت انھیں چھٹا فرزند مئی کی دید کا وہ اشتیاق ہو دل میں</p>	<p>گدا کو بخشدین فرط کرم سے رتبہ شاہ جو ادنکا دوست ہے اوسکو لحد ہی راحت گاہ ابد تک اوسکو نہ قصر باغ خلد کی چاہ ذلک ہوا بر تنک کی طرح ہوا میں تباہ تو زندہ ہو کے کہے لا الہ الا اللہ گل مراد اوسکے ہر زمین پہ جائے گیاہ قدم سے اوسکے پٹ جائے بڑھکے منظر لگاہ حضور شہر کے دن جسکے ہوں شفاعت خواہ ذرا بھی انکے مودت سے جو کرے اکراہ کہ جسکے جد ہین نبی و علی دلی اللہ جہان بھر کا ابد تک ہے جو کہ بشت پناہ کہ مدتوں سے ہمیں عیسیٰ و خضر چشم براہ</p>
---	--

دعا کے ساتھ ہی دل میں اگر ہویا دلی زمانہ آپ کا ممنون فیض ہے مولا - جان آنکھوں میں تیرہ ہے رنج دنیا سے مسترون کا ہو کس شکل سے گذر مجھ تک اسید دار ہے محشر کہ جلد لیجئے خبر	جان بھر کی مراد میں بر آئین خاطر خواہ خدا کے واسطے اس سمت بھی کرم کی نگاہ مثال شام لحر کے ہے میرا روز سیاہ فلک سا رنگ گران بار جبکہ روکے راہ تباہ باد خزان کی طرح ہو حال تباہ
---	---

بزرگ غنچہ جنت ہو جس کو دل جمعی نہ بیکلے صورت بلب بھی منہ سے نالہ دآہ	
---	--

پیما نہ گردانی ساقی خامہ بیخا نہ ملح ہادی ہفتم امام موسی کاظم علیہ السلام	
--	--

رند آزاد ہوں مشرب ہی میرا لطف عیم ہفت ظلم بھی اگر مے کے مرے ہاتھ آئین ہفت گنجینہ مرے فخر کی شاہی پے نثار ہفت خط میرے خط جام کے ہیں حلقہ گوش صدقے ہیں ہفت فلک دور پاس ساغر کے ہفت اندام میں مغلوں کے دورہ کر خون روکش ہفت جنان وانکے ہو شعلوں کی بہار ہفت اختر ہیں یہاں پنبہ مینا کی جگہ ہفت درنگ ہیں اس مے کی ضیائی حیران مختلف طرز سے اس مے کی جو تعریف لکھی ہفت ناگ اس مے خوتا بسکی زنگت سی ہین گرد نشہ میں اسکے جو رسم کرے شیراز غول وہ مے صاف جلا بخش جو ہو درد اس کا	خواہش جاہ نہ ہے آذر دے ہفت اقلیم سب کو زندان الو الغرم پہ کردون تقسیم جام دشت خم مے ہیں میری تخت و تہیہ جام وہ جسکی ہے جمشید پہ در جب تظلم بلکہ خجالت سے مہ و مہر بھی ہیں شرم کی میہ پی لے گراں مے سر جوش کا قطرہ وہ یقیم ہفت دوزخ تک اگر جاے میرے گیم میسے شیشو پہ فدا ہے دل اہل خیم درد سے اس کے محل ہفت زمین کے زردیم دفعہ عقل نے کی ہفت ظلم کی تقسیم پُر عرق شرم سے ہے روئے گل باغ نسیم ہفت خان دادی امین ہو رہے کوئی نہ سیم روکش مہربنے آئینہ طبع سلیم
---	---

سب پر روشنی ہو میرے جام کا اوج ازاد
 چشمِ عرفان سے جو دیکھیں میرے ساغر کی ضیا
 اس کے ناب کی خوشبو سے اگر بس جائے
 جو ہر اس مے کا اگر اوڑھ کے ہوا سے بنابر
 نشہ میں اسکے جو ہو بلبلِ دل نشہ سرا
 چشم بد دوزِ عینِ میرے ساغر کی
 پی لے اس سے کو جو معشوقِ نفاذِ طینت
 سطحِ دریا پہ جو ہو عکسِ فلک چھبسا
 سطح کی ہے گرانِ قدر یہ مے جسکے لئے
 اسکے ہر چہرے میں ہے وہ اثرِ عقل آموز
 عشق کی گز مٹی بازار ہے اسکے دم سے
 نشے سے اسکے ہے کافور بلائے شبِ ہجر
 پیشوا کف کے بطلان کا مانا ہے اسے
 جانِ عشاق بجا لیتا ہے تنہائی میں
 قدرتی اسکے سیہ مست نے پایا ہی یہ اوج
 باغ میں نشین جو اس پھول سی سے کا کھل جائے
 اُس نے وہ بیخ و دست بست بنا یا ہے مجھے
 رات دن شغل ہے آزادی و مدہوشی کا
 نہ حرم سے کوئی مطلب نہ غرض دیر سے کچھ
 واسطہ شمع سے بجو نہ برہمن سے غرض
 سر پہ دستار نہ ماتھے پہ نشانِ مندل
 شیدہ نہ ہر ربائی سے غرض کیوں رکھوں
 خیر یہ ہے کہ ہوں ہم نامِ اہم ہفتم

ہر شام کو جھکتا ہے برائے تقسیم
 کیا عجب ہاتھ اٹھا لین پد بیضی سے کلیم
 وصل گھمائے چین سے ہو خفا باد نسیم
 حشر تک برسے زمانے میں زلالِ نسیم
 سکے طوطی کا ہو دل شکلِ دل پتہ و نسیم
 شیشے میخانے میں جھکتے ہیں برائے تقسیم
 موبو یا داوے آجائے ہر اک عہدِ قدیم
 لعلِ ثنابِ صدف میں ہو ہر اک در نسیم
 شاہ بھی رہن کرین عزتِ تخت و دہریم
 طفلِ نادان کو بناتا ہے جو فروت و نسیم
 حسن کو ہوتے ہیں لاکھوں ہی کرشمے تعلیم
 دلِ عشاق میں رہتی نہیں کچھ دہشت و نسیم
 مقتدا دین کا اسے سب سے کیا ہے تسلیم
 بزمِ خوبانِ جہان کا ہی انیس اور نسیم
 کہ گھٹا چرخ پہ اڑھتی ہے برائے تقسیم
 ڈال دے جانِ تن مردہ بلبل میں شمیم
 ہوشِ رفتہ کی طرح دل سے اوڑا خوفِ حیم
 مدتوں خجستہ تقویٰ سے رہا قلبِ نسیم
 او سحر ط جاتا ہوں لیجائے جدِ طبعِ سلیم
 حیف اس عقل پہ دشمن کو بناؤں جو نسیم
 دور ہی سے میری اس دردِ سری کو تسلیم
 ہے نظر میری سوسے عفوِ حسد او نہ کریم
 نارِ دجنت کے جو ہیں حکمِ الہی سے قسم

	شاہ کا نظم ہمہ تن نور خداوند کریم مثل جنکا کہ ہوا دور خدائی میں عدیم	
ہفت منزل کی ہواک دم میں قنارت تعلیم ہفت دوزخ کو بھادے اثر باد نسیم اولار روح سلیمان پہ ہو واجب تنظیم جب نہوشت نمونہ بد بیضا ہی کلیم اک اشار میں فلک مثل قمر کے ہو دو نیم جو حسد فردا بھی لاکھ جگہ ہو تسیم یون ہو لیزان کہ گرے خاک پہ گہرہ یوم شعلہ شمع نہان ہو تہ رمان نسیم ہوا بھی مثل ازل سلسلہ عہد قدیم دل عاشق کرین تیسر فنا پر تقدیم نور پر عقد شریا کے ہنسے درتیم کیا عجب پھر رانی کہ نہ سکین منہ سے کلیم		طفل الکن کو جو دین سبغ شانی کا سبق گلشن عفو میں اسکے ہوا اگر آکے خشک بہر تسخیر جہان آپ جو فرما میں قیام آپ کے عکس سرخ صاف کا پھر کون ہو مثل زور اعجاز جو ظاہر کرے شان ہوی غیر ممکن کو صلاحیت اسکان دین اگر آپ کا رعب جو شاہوں کو دکھائے جرأت میں اضداد کا دے حکم اگر عدل حضور رسم کہنہ میں اگر طبع سے جدت بخشین آپ کے حکم سے جاری ہوا اگر حکم جل آپ کے گوہر دندان کا اگر عکس پڑے آپ کے نور کی ممکن ہو زیارت جو کہین
	چارہ سازی پہ ہو آمادہ اگر لطف حسینم توصیلے پر عتقا کو سنے گوش حسینم	
معدن جملہ علوم آپ سے طبع سلیم صورت چرخ پڑے بوسہ جھکے عرش عظیم سنگ خارا بن چھو نیشتر موج نسیم کھنکھ کے آنکھوں میں اگر آگئی ہو روح سفیم ورق نور بنا نامہ اعمال زمیم اوج گردون پاسد صورت جو زبا ہو دو نیم ہر طرف بند کرے راہ ہوا فرط حسینم		مخزن جملہ فنون آپ کا قلب روشن آستان درخشش کا اگر دیکھ لے اوج سخت طینت کو سبک دے جو دلوں میں ہوا اک نظر آپ کو دیکھے تو ہو پھر سے زندہ آپ کے ہر شفاعت کی یہ اذنا ہے ضیا جنگ میں مابل رفت ہو جو شمشیر غیب بارغ عالم کو اگر حکم ہو شادابی کا

<p>دین سبک خیز کو کج رویہ اگر فتح و ظفر اوسکے عرفان و شرف پر ہو ملائک کو بھی فخر بہر دی اپنے بزرگوں کی سخاوت میں یہ کی آپ کے ربُّ تعالیٰ کو نہ سمجھا کوئی ختم کر مدح کو محض کہ ادب کا ہے مقام ہاتھ اڑھٹا بھر دعا آنکھوں میں آنسو بھر ہفت و فوج کی شراروں میں لبیک ہی جب تک</p>	<p>سو جب جس کو پا مال کرے سوچ نسیم کر دین انسان کو جو اسرار حقیقت تعلیم جان تک نذر خدا کر دی رہے نفس کریم حق سمجھنے کا جو سمجھا توحید اوند علیم تو کمان اور کمان خسرو تخت و دیہیم آئین آئین کی صدائیں وہ ہلا عرش عظیم پھولوں میں ہفت جہان کے ہے جتنا کہ شمیم</p>
--	--

اے خدا اے عدو کو ہو جہنم ہی نصیب
وقف احباب پہ ہو سیر گلستان نسیم

در قضا بسلطان الخیر سید الامام الزین جعفر بن موسیٰ الرضا علیہ السلام

<p>الوقت میں فنا اسکے لئے عین بقا ہے یوں جلد چلے منزل مقصود کی جانب صحرا کی حقیقت ہو نہ دریا کی حقیقت عشاق کے جذبات پہ تخی نہیں رہتا سراپہ عشرت ہوا ہر قطرہ لہو کا جنش ہونے کو جھپکتی نہیں آنکھیں کھٹکے ہوئے سینے پہ گل زخم محبت وہ نفس جو مستغنی احساس حوادث مرنے کو حیات ابدی جاننے والے وہ جذر و مد شوق کا بہتا ہوا دریا اللہ ری خوشی دل کسی کو چرمین بڑھچوڑا کی نسبت اور کلام مٹی اوقات غم سے</p>	<p>جو راہ سرد و جادہ تسلیم و رضا ہے کو سون ہی رہے پیچھے اگر ساتھ فضا ہے ٹھہرے وہیں جو سرحد دنیا کے وفا ہے کلاک یہ قدرت نے جو قسمت میں لکھا ہے ہنستے ہیں گلے پر جو روان تیغ جفا ہے یوں پیش نظر دست کا نقش کف پا ہے ہر سانس میں گویا اثر باد صبا ہے وہ دل کہ مخالف جسے دنیا کی ہوا ہے ٹوکے جو کوئی کہہ دین یہ جینے کا مزا ہے یوں کہئے کہ اُٹھتی ہوئی سادوں کی گٹھا ہے پردہ انہیں آئینہ سر راہ پر طرا ہے ہر چند شب ہجر قیامت کی ہلا ہوا ہے</p>
---	---

وہ مشق فغان جس سے پسینہ نہیں آتا
حیرت مکدہ عشق میں یوں بیٹھنے والے
قیمت پہ تو کل جو بڑھے عشق کا آزار
آئے ہیں بہت زلزلے دنیا کی سکون میں
خلو تکدہ عشق سے باہر نہیں جاتے
اور نگ حکومت کو بھی ٹھوکر نہ لگائی
وہ تارک دنیا صفت حیدر صفدر
وہ صابر و شاکر وہ شہید رہ معبود
خضر رہ دین دوستوں کو جسکا اشارہ
وہ خلق کہ دل سینے میں مانند چھڑ
وہ جلوہ نصیری بھی بڑھے کلمہ جو دیکھے
فرزند امام دو جہان موسی کاظم
میراث میں نو پشتوں کی پائے ہوئے شاہی
رگ رگ میں بھرا دور علی عون کے بدلے
مانند ہزرگون کے عطا باش و خطا پوش
اسلامیوں میں قدرت ادراک اگر ہو
ایمان کی کتاہوں میں اے شاہ و عالم
اللہ کا گھر کعبہ دل کہتے ہیں جسکو
خورشید ہو جس شکل سے دور فلکی میں
محشر سر محفل ہو کوئی مطلع مقبول

مانا کہ ہر اک سانس میں دل ڈوبا ہوا
تصویر کے مانند نہ حس ہے نہ صدا
اور مطمئن ایسے نہ دوا ہے نہ دما
نام اہل محبت کا ترپنے سے ہوا
جینے کا مزل ہے یہیں مرنے کا مزا
یہ قدرت امکان شہنشاہ رضا
جسکے لئے مہمل اثر حرص و ہوا
ظاہر کی فنا جسکے لئے عین بقا
مانند دید اللہ کے جو راہنمیا
وہ رعب کہ جو دیکھے کسے شیر خدا
وہ حسن کہ تصویر حبیب دوسرا
ہمنام علی زبیب وہ عرش علا
مشہور زمانے میں غریب الغریب
کیونکر نہ کہیں ہم کہ نعین الضعفا
نسر یاد رس است جہر و جزا
ایمان پکارے یہ امام دوسرا
کچھ بھی نہیں دنیا میں فقط تو بخدا
اے خسرو عالم وہ ترا دار قصدا
دربار میں کاموں کے یوں جلوہ نما
مداحوں کے دست میں اگر نام لکھا

اے شاہ ترا عیض و گرم شان خدا
اک رمز فنا و سر انشراح بقا

سب چھوٹے بڑے ہیں ترے کہنے کی سادہ
تو بھی وہی جیسا کہ نصیری کا خدا

مضمون سے جلوے میں ہیں انوار آگے
 جذبات نظارہ میں خدائی اُمنڈ آئی
 گھسیٹ کر ہوئے جیسے مسہ کاہل کوتاہی
 تشریف تری ملکہ انشا پور میں شاما
 شبہم کو کشش جیسے کہ ہو جانب خوشید
 معصوم کے دیدار کی اللہ ری مسرت
 ارمان یہ ہے پردہ عماری کا لٹ جائے
 دیکھے تو کوئی جلوہ قدرت کا کرشمہ
 ارباب نظر شوق سے یوں کہتے ہیں باہم
 اک شور ہوا پردہ اٹھے اسے شہ عالم
 حد سے بڑھا مشتاقوں کا حبوت کہ صرار
 چار آنکھیں ہوئیں شور اٹھا صل علی کا
 کی عرض اکا برنے یہ بڑھ بڑھ کر اوسے
 ارشاد ہو مولا وہ حدیث اپنی زبانے
 جناب ہوئی یوں موج بزبان بحرین میں
 گویا ہوا جسوقت کلام اللہ ناطق
 فرمودہ معبود کی دیتا ہوں بشارت
 توحید کے کلمے کو مرا حصن سمجھ لو
 لو ختم ہوا موعظہ ہر ہدایت
 یہ موعظہ تھا یا کہ تھا اک آیہ غیبی
 جاتی تھی سواری کہ اٹھا پردہ مکرر
 پھر نہ روز بر جنبش بسے ہوئی دُنیا
 فرمایا کہ کچھ شرط و شرط اور ہیں منہم

کل ملک خراسان صفت طور ہوا ہے
 سوجان سے ایک ایک کو دعویٰ وفا ہے
 یوں گرد عماری کے ہجوم علما ہے
 یوں تھی مہ و خورشید کا دل صیہ فدا ہے
 اس شکل سے ہمسرا گردہ اُسر ہے
 جو ہے وہ نیکار دل پر شوق ہوا ہے
 پروا ہی نہیں صن اگر ہوشربا ہے
 ہر اک کی نظر اپنی طرف کھینچ رہا ہے
 ہشیار کہ یہ برق تجلی کی ادا ہے
 اب شوق میں دیدار کے جو چشم ہوا ہے
 بس پردہ اٹھا حسن سے اک حشر بیا ہے
 سمجھے کہ بلا شبہ یہ محبوب خدا ہے
 حقا کہ مسلمانوں کا تورا ہنسا ہے
 جس سے کہ رخ شاہد ایمان کی جلا ہے
 میں نے یہ مسلسل جدو آبا سے سنا ہے
 عنوان سخن دفتر اسرار کشا ہے
 جب بے ریل نے جو کچھ کہ مجھ سے کہا ہے
 جو آیا بیان امن عذاب اُسکو ہوا ہے
 مرکب صفت ابر کریم آگے بڑھا ہے
 سونے سے سر دفتر دین سننے لکھا ہے
 دیکھو جسے وہ پھر ہم تن گوش ہوا ہے
 دل کیون نہ پھین انصاح عالم کی صدا ہے
 بس ہم میں شرط و اد سے یہ فرمان خدا ہے

<p>نہ نقش قدم مثل دل الہی صفا ہو دل محو ولا اور زبان محو شاہی دیکھو جسے تاجہ نظر دیکھ رہا ہو اک خاص اثر شکل سے آئینہ ہوا ہو مولا مرے تو مثل علی عقدہ کشا ہو جس شخص کا جد قوم نصیری کا خدا ہو آنکھوں سے خراسان بھی دیکھے یہ عا ہو</p>	<p>تو آگے بڑھی خسرو ایمان کی سواری پچھے چھٹا یون مجبوعہ باب حقیقت پلٹیں تو بہت شوق پلٹنے نہیں دیتا آسان نہیں جلوہ قدرت کا نظارہ لاکھوں میں ہزاروں میں کوئی پوچھے تو کہہ دے کس طرح خدائی کو وہ بندہ نہ بنائے محشر کی طرف اک نگہ لطف ہو مولا</p>
--	--

راضی برضا

<p>راضی ہیں ہم اُسی میں حسین تری خدا ہو مقصود یہ وفا کا کچھ ہم سے حق ادا ہو جذبات باطنی سے ہر سانس مجھڑا ہو فرصت کا ہی زمانہ کیا جانے پھر کیا ہو زردی عیان ہو بیخ سے دل درد آشا ہو بنجائے جبکہ دم پر نالہ بھی بے صدا ہو نوک زبان پہ نام شاہنشہ رضا ہو دنیا ہو اور ایسا ہادی و رہنما ہو سیرت کا جو محمد صورت کا مُر تضا ہو تشریح لافتا ہو تفسیر اتسا ہو دیکھے اگر نصیری سو جان سے فدا ہو آدم سے تابہ عیسیٰ تم سب کے مقتدا ہو اصنام کی زبان پر شورِ خدا خدا ہو طبع مریض غم کو خود ہی مرض شفا ہو</p>	<p>اے دوست رحم کر تو یا مائل جفا ہو شہرگ ہو زیرِ خنجر اور مُٹھ پہ نام تیرا سوداے عاشقی میں ممکن محال ٹھہرے مشق خیال جانان شامِ فراق بہتر تصویرِ حال بنکر ہی لطفِ زندگانی ماند شمع و شعلہ اظہارِ حال کیجیے تخلیفِ نزع سے جب ہونٹوں پہ جان آئے سرمایہ زندگی کا ایک اک نفس پہ صدقے کلب خیال ایمان نقش اُس کا کیا بنائے تیغِ سخا جو کھینچے یہ جانشینِ حیدر اے ہمشبہ حیدر قربانِ حسن صورت آدم سے تابہ آدم تم پیش رو تھے سب کے عقدِ نماز باندھو مولا جو تم حرم میں بالین پہ تم جو آؤ داروے درد لیکر</p>
---	---

<p>پایا دلون پر قبضہ تم ایسے بادشا ہو ایان اوسکا گویا تسلیم اور رضا ہو وہ سبکا بڑھ کے کہنا تم دلکا مدعا ہو اس عشق میں خدایا جو ہے وہ مبتلا ہو باز آئے زندگی سے ایسی اگر قضا ہو درج رضا کرو تم و عمل کا مرتبا ہو</p>	<p>ملک خدا تمھارا ہم سب تمھارے بندے خدمت میں جو تمھاری دم بھر کو بیٹھ جائے وہ شہر قم میں آنا وہ حسن رخ کا جلوہ شیدائے تمھارا پہونچا یہ کہہ کے سوئے جنت پائی لحد میں راحت تو دل پکار اٹھا اہل زبان ہو مشرچہ کیے کبھی نہ رہنا</p>
---	---

ریاضِ رضا

<p>ساقیا تیش برق ہے یا موجِ شراب قطرے ہیں دامنِ سبزہ پہ کہ دُرِ نایاب نغمہ دوست کی تصویر پہ گلشن میں گلاب چمنستانِ جہان کا ہوا بھسہ پور شباب ہنگیلا ہر گل تازہ دل عاشق کا جواب جیسے معشوق کا ایامِ جوانی میں حجاب سبزے کو آگیا اس حسن سے گلزار میں خواب کس میں یہ تاب جو ہے نغمہِ بلبل کا جواب اپنا سرمایہ دیئے دیتے ہیں دریا کو سحاب لے جاتا ہے کہ نہ آج دلِ خانہ خراب خود بخود کھل گئے زندان کے جو سرد و قہاب جو ہوا جو شر میں دامنِ دگر بیان بہ عذاب قطرے شبنم کے اڑے جتے ہیں شلِ سیما کھینچ لیے کسی محبوب کی تصویرِ شباب موسمِ گل کے تصدق میں کھلی راہِ ثواب</p>	<p>بوشکال آئی اٹھا جھوم کے گردن پہ سحاب جذب گیتی کے ہوئی نذر متاعِ گردن کیون نہو حسنِ خدا ساز پہ شیدا بلبل فصلِ گلِ شکلِ زلیخا میں جو ہے آئی ہوئی رنگ ہے پتوں پر خونِ تمنا کی طرح توتِ نامیہ اشجار میں یوں مضمر ہے گر گئی آنکھ سے محبوب کے سونے کی ادا سازِ قدرت نے بھرا قوتِ امکان سے اثر وسعتِ دامنِ طفیان کا ہو کیا اندازہ کھلے دیوانے مگر اسکی خبر کچھ بھی نہیں یہ کراست ہے خون کی کہ ہے اعجازِ بہار دیکھنے والے یہ کہہ اٹھتے ہیں توبہ توبہ گرمیِ عارضِ گل کرتی ہے کارِ خورشید بے خبر چلتی ہے گلزار میں یوں بادِ صبا بیشب یہ آئی گیا تانا بہ فلکِ شور و ود</p>
--	--

کثرت گل کی نو سے ہے یہ ادنیٰ تشریح
 قدرتا مکھلے ہین یوں پھول پئے زیب چمن
 دل کے دل آرہے ہین جھوم کے کالے بادل
 سیر کو تافلہ در قافلہ مکھلے معشوق
 کر لب آتے ہی دور چمنستان اپنا
 پھول کھیل کر ہم تن گوش براواز ہوئے
 گونج اٹھے درو دیوار قیامت آئی
 فیض موسم سے خدائی ہوئی محو آرام
 جرم میں قتل رضا کے ہوا اس فکیل سے مسخ
 پیئے والا ہو کہ جس کا ہو پلانے والا
 جانشین ساقی کوثر کا ہے مولا میرا
 خسرو ملک طوس امام ہشتم
 صوری و معنوی اوصاف علی آپ میں ہین
 آپ کے جد ہین زمانے میں در شہر علوم
 معجزہ ساقی کوثر کا اگر دکھلائیں
 قلب ماہیت اشیا پہ وہ قدرت حاصل
 طوس میں لائے جو تشریف امام ضامن
 جلوہ حسن کے نظارے کا اللہ سے جوش
 المدد المدد اے شاہ رضا حاکم طوس
 اپنے روئے پہ برج ناصیر ملت بکھو
 گرم بازاری خورشید عنایت ہو اگر
 وہیں سائل کی طرح در پہ دعائیں مانگوں
 ساتھ مامون کے معشور ہوں اعدا یا رب

آسمان کر نہ رکا بسجہ انجسم بہ حساب
 بزم میں جیسے ہوا کینے کا آئینہ جواب
 تہ بہ تہ ہین رہے ہین اٹھ کے بجلالت سبح
 کوئی مدہوش جوانی کوئی مست مے ناب
 پڑ گئے جھولے دختون میں چھرا چنگ باب
 عند لیون نے دیا نغمے کے پڑے میں جواب
 اہل دل ہو گئے افراط اثر سے سیما
 مگر انگور ہے مثل دل عاشق بیتاب
 جوش کھا کر ہم تن بن گیا گندیدہ شراب
 حشر تک و نو کی تقدیر میں ہو سخت غلاب
 سرو ہو جسکے مے عشق سے ویرج کا عقاب
 بل گیا عالم ظرت میں علی جسکو خطاب
 کیون نہ جبریل کو تعلیم کریں درس صواب
 آپ بھی کھولیں اشارہ میں نہ کیوں علم کے باب
 سرحد طوس میں آجائے تو سر کہ ہو شراب
 سنگریزے پئے سائل ہوئے دُر خوش آب
 جذب ایمان سے خدائی ہوئی ہمارا رکاب
 مہر کی فکیل سے سینے میں ہوئے دل بیتاب
 قہر ہین شوق میں جذبات دل خانہ خراب
 جلد بلوایے اب روح روان ہو بیتاب
 اڑ کے پل بھر میں پہنچ جاؤں نال سباب
 اہل دنیا کے ضرر سے رہیں محفوظ جناب
 رہیں ہمراہ رضا بارغ جان میں احباب

کار آگور وہ نختہ عالم میں کرین یہ پین دستِ پیدائش سے کوثر کی شراب

رُبائی

سجیان ہوں میں نہ رشکِ حسان ہوں میں دعویٰ کروں کیونکر کہ سخن دان ہوں میں
وہیل سے سخن کی داد لوں گا محشر مداحِ شہنشاہِ خراسان ہوں میں

مکتبہ امام محمد علی محمد علی

آگئی سر پر سپیدی ہوشیار اسے رویا
یہ شکست رنگِ رخِ ہر دیر پیغامِ اجل
ہو گیا بے نور و بے رونق چراغِ عمر یوں
روح کو بجلی سمجھ لینا کہ آئی اور گئی
اور اعضا نے کیا جو کچھ اب اسکا ذکر کیا
ضعف کی شدت تک تن بھک کر ہوا شکلِ لہلہا
پیرِ دی نفسِ امارہ کی آخر حد بھی ہے
عشقِ دنیا میں زمین گیری ہو اصلِ مدعا
سو زلفت سے بُتانِ دہر کے کیا مل گیا
کعبہ مقصود کی جانب چلا آئے خطر
کل نہیں سراور ہوئی رہروں کی ٹھوکرین
یہ جواہر تیرگی قبر کھو سکتے نہیں
یہ بختی جو کہ ہے بزمِ طرب انگیز میں
پہلو سے دلدار میں سونے کی اندری خوشی
ہوش کی صورت اُڑا دل سے خیالِ مرونی
پردے آنکھوں پر پرے ہیں راحتِ آرام کے
شانہ و آئینہ رکھ دے ہاتھ سے او خود نما

چوڑے جہل جوانی چاہیے شرم گناہ
سر کا بھک جانا دکھاتا ہو تجھے دفن کی راہ
جس طرح آخر مینے میں قریب صبح ماہ
منقض ہو جائے گا دم بھر میں وقتِ انتباہ
وقتِ آخر ہے ہوں کو کر دے توبہ کا گواہ
او تھی مغراب تو دل سے دور کر دنیا کی چاہ
اس جنون میں کر دیا سرمایہ دین کو تباہ
گو دنیا ہر ضعف سے گر پڑے تو چلتا ہو راہ
تن گھلا یا کیوں نہ عشقِ کبریا میں شکل کاہ
ترک کر بندہ سکر راہِ دیو و خالفاہ
جسے کج رکھی ہو تو نے آج نخوت سے گلاہ
جو کہ ہیں بلبوس میں تابندہ شکلِ ہروماہ
صبح ہوتے ہی دکھا دیگی تجھے روزِ سیاہ
حشر تک کے واسطے بھولا عدم کی خواہ گاہ
بادِ عشرت سے یوں بخود ہو خالق کی پناہ
کیا نہیں در پیش تنگدلیا کی دن مشکل کی راہ
غرق بحرِ شرم کر دے گی تجھے زینت کی چاہ

شاہدِ حال حقیقت پر بھی زیبا ہے نظر
 باز آشفٹ شکستِ توبہ سے او کہنہ مشق
 آفتابِ جام کی طلعت نہ کام آئیگی کچھ
 عقل کے ناخن لے اودلدادہ گیسوے دست
 ابر تیرہ مین بجائے شکر مینوخی کا شغل
 وصلِ مشق سے امیدِ دہمچی نہ کر
 دل کا بندہ ہو کے جینا تیرے کس کام آئیگا
 شاہِ حسنِ عمل کے وصل کی تدبیر کر
 تلخی سے ہے تو جو یان شیرینی عیش
 جنسِ اعمالِ حسن کچھ پاس ہو اوندگست
 بھلعتِ تقویٰ سے اُس تن کو چھپانا چاہیے
 اپنے دل میں دے غمِ عشقِ حقیقی کو جبکہ
 میرے ساتھ آ محفلِ تقویٰ میں تجھ کو لچلون
 کون محفل جس کا ہے سردارِ ہادی نہم
 زیب اور نگِ امامت بانی جو دو سخا
 بسکہ ہمنام محمد تھے خدا کے فضل سے
 قلمِ عفو و کرم میں اتنا تھا جوش و خروش
 وقتِ نظارہ اگر ہو ضوِ ملکِ قصرِ رفیع
 عدل انکا سا کنانِ ارض سے کیا ہو بیان
 وہ نہیبِ عدل ہی حاضر ہوں بہرِ داد اگر
 انکے سنگِ آستان کا لے اگر بوسہ کبھی
 رحم انکا دے اگر جمعیتِ خاطر کا حکم
 ذات سے انکی نظامِ دنیوی کو ہو قرار

نذر دیدارِ حسینان ہو چکا نورِ نگاہ
 کب تک آخرِ بزمِ دنیا میں یہ تجھ پر گناہ
 بند آنکھیں ہوتے ہی تربت بنے کی خواہ گاہ
 بال سے ہار یک طو کر نی ہے آخر کوئی راہ
 دیکھ ناحق نامہ اعمال کرتا ہو سیاہ
 ورنہ یہ سودا عدم میں تجھ کو کر دیگا تباہ
 آستانِ یار پر سجدہ نہ کر شام و بچہ
 بالش زانو سے جانان کو نہ جان آرام گاہ
 عقلمندوں نے کہا ہو اسکو بے لذت گناہ
 لے چلا کیا نذر دینے کو حضورِ بادشاہ
 سر سے پاتک جیسے ہیں بے اتہا داغِ گناہ
 ڈھونڈھتا ہے آسمان افکن اگر تاثیر آہ
 ترک کر کر نفسِ امارہ دکھائے کوئی راہ
 جو ہوا موسیٰ رضائے بعد عالم بھر کا شاہ
 قیصرِ تاجِ ریاست خسرو گیتی پناہ
 ہر زبان پر ان کے صدقے میں تھا شور و آہ
 آبِ رحمت سے تھا ملو جزا نے میں تھا چاہ
 اشک کی صورتِ نشین سے گریے مرغِ نگاہ
 جھکے در پر آسمان والوں کو ملتی ہی پناہ
 ایک ہی حالت میں ہو مقتول و قاتل کی نگاہ
 نکلے ہر بت کی زبان سے بے تکلف لالائے
 کر کے صرصر نہ ہر گز خاکِ صحر کو تباہ
 حکم سے انکے ہی ہر و ماہ کی بخوف راہ

مطلع بُر نور محشر مرح آقا میں پڑھو خیرہ ہو زخندگی سے جسکی چشم مہر و ماہ

شوق آتی دیکھا دین اگر پا جائے راہ

پائے وسعت اور بھی یوسف کا دامن نگاہ

ارتفاع آستان شہ جو دیکھیں شوق میں
وہ مقام کبریا یہ نور خالق کا مقام
چند محتاجوں کو کچھ دے کر بنا حاتم سخی
دو متون کے واسطے ان کی مددگاری بہر
بینو اکو آپ اگر بخشیں شکوہ و منزلت
عرش سے تخت الثریٰ تک جتنے مخلوقات ہیں
بادشاہی آپ کے نقش قدم سے پست ہو
نا تو ان کو عطا فرمائیں زور جذب اگر
ہو اگر اک پل نگاہ و لطف اسیر عشق پر
ہو نگاہ قہر مولا کی جو وقت گیر و دار
رحم انکا ہو اسیروں کا اگر راحت رسان
بچنے میں یوں دیے بھیجی ابن الہم کو جواب
ناصیہ سائی جو کی تھی آستان پر آپ کے
بسمل مجبور کو بخشیں جو زور امکان کا
آپ کے بدخواہ سے قہر اتنی متصل
انکے خورشید مرآت پر چمکنے نہ ہو غیر
نزع کے ہنگام جس کے دل میں ہو یاد آپ کی
آگیا محشر خدا کے فضل سے وقت دعا
اپنے افعال زہون پر منتقل ہو رہا خدا
دیکھتا کس وقت اور کس طرح ہر روز

گر پڑے سطح زمین پر سر سے عیسیٰ کی کلاہ
عرش سے کچھ کم نہیں رتبے میں انکی بارگاہ
آپ کے دست کرم نے کر دیا لاکھوں نگو شاہ
دشمنوں کو جنگ میں تلوار انکی بے پناہ
قصر اسکندر سے بڑھ کر ہو گدا کی خانقاہ
آپ کی شان مراتب پر ازل سے چون گواہ
آپ کی نعلین مشرق عرش عظم کی کلاہ
بے تکلف کھینچ لائے کمر باکو برگ کاہ
دل کو قید گیسو سے دلیر بنے آرام گاہ
سامنے سے بھاگے مثل تیر دشمن کی سپاہ
مثل آغوش زلیخا ہو مہر کنعان کو چاہ
ہر طرف تھا مجلس دشمن میں شور واد واد
نیر اعظم اسی سے ہن ملائک کے جباہ
ریگ میں دریا کے بڑے کر سکے باہی شاہ
رحمت اللہ سے موصول انکا خیر خواہ
اسکی نظردن میں ہو مثل شہر دنیا سیاہ
صورت آغوش اور دے اجل اسکو پناہ
عرض کر خلاق اکبر سے پئے عفو گناہ
کم نصیبی نے دکھایا مجھے روز سیاہ
پندہ ہوا اور پر ہر سون رہی میری نگاہ

پسندناصح سے تعلق تھا نہ کچھ واعظ سے کام
ایک دشمن ہو تو خیر اُس کی شکایت کیجیے
وہ تم کی لذتیں تھیں التجا سے دوست میں
بھول بیٹھا تھا وہ عالم کو وہ بکھرنا رہتا
ابھر دلبر میں بہت دن روئی ہیں آنکھیں میری
خوبی قسمت سے آج اشکِ ندامت کا ہر خوش
چارہ معصوم کا دامن ہی دستِ شوق میں
ایسی حالت میں ہو جو کچھ حکم تیرا ہی کریم

کیا کہوں کسکے تصور میں نہا شام و پگاہ
حسرتوں نے دل کو اور دل نے کیا مجھ کو تباہ
تا زبان آیا نہ بھولے سے بھی ذکرِ لاکہ
ہاں اگر اک یاد تھی تو کو چہ دلبر کی راہ
مذتوں کی ہے دل بیتاب نے فریاد و آہ
عفو کا طالب ہوں اور تیرے کرم پر ہی نگاہ
گو کہ لاغر ہوں غم دنیا سے میں مانند گاہ
جاؤں میں سوئے جہنم یا کہ لونِ جنت کی راہ

اے میرے گھر رہنماؤں میرے مہر محمدؐ تھے علیؑ السلام

اس دور میں اجل بھی کوئی دل لگی ہوئی
سمجھے ہوئے تھے کھولین گے بالین پر آکے بال
امید تھی کہ پھول بنے گی مزار پر
حسرت یہ تھی کہ لاش کو ٹھکرائیں گے ضرور
یہ آرزو تھی پوچھیں گے غواروں سے ضرور
ہم جانتے تھے آئین اور آئین وہ لاش پر
دم آکے یاں الجھ گیا دور دن میں آنکھ کے
پونجی حدیثِ عشق تو اتر کی شان پر
تیرا اگر ہوں ٹھیک تو اتنا بھی پوچھ لیں
شیدان گاہ برقِ فلک کا تو چپل بسا
کون اب زبان درازیوں پر ہنسکے دے دعا
اب کسکے آہ گرم سے پٹرا گئے ہیں ہونٹ
اب کو سننے پہ کہیں سنا است رہ ہو سکے

ہم مگئے اور اُنکو خوشی سی خوشی ہوئی
لائے گی رنگ زلف مسلسل بنی ہوئی
رونے کے وقت اسے کی افشان چھٹی ہوئی
آئے گی تازہ روج بدن سے گئی ہوئی
کسوقت قطع رسم درو دوستی ہوئی
اُبھریں اور ابھریں پھرے پھنسیں رُکی ہوئی
ہوتی تھی وان تمام نہ سرمہ کشی ہوئی
کہدین سب اُن سے جا کے بھاری شہی ہوئی
اگلی سی بدرمزا جیون میں کچھ کمی ہوئی
اب آپ کسپہ پیچن کے تلوار اُپی ہوئی
جو سننے والا تھا اُسے چپ سے لگی ہوئی
وہ بچہ گئی جو آگ تھی دل میں لگی ہوئی
سُہر کو مت مُنہ پہ زبان سے تھکی ہوئی

وہ آنکھ بند ہو گئی جو تھی کھلی ہوئی
 خود بھی نگاہِ شوق ہے سب سے بھی ہوئی
 سینے پہ دونوں ہاتھ ہیں نبضیں رکی ہوئی
 دنیا سے دل ہے شہرِ خموشانِ نبی ہوئی
 ایزا سے نزعِ دستہ جذبِ دلی ہوئی
 قدرتِ نامہ آج ادا کوئی بھی ہوئی
 پیدائشِ امامِ محمد تقیؑ ہوئی
 بنیادِ شرع جسکے سبب سے قوی ہوئی
 عالم پہ راہِ دین خدا منجلی ہوئی
 لیکن اب اُسکے عکس کی صورت گری ہوئی
 گویا کہ پھر زیارتِ شکلِ نبیؐ ہوئی
 ہنستی نہیں ہیں پیار کی نظرین جی ہوئی
 ہے ایک گل سے جیبِ تست بسی ہوئی
 شاذنی ولی عہد کے میلاد کی ہوئی
 پھر تازہ جبریل کی پیغمبری ہوئی
 دل ہاتھوں بڑھ گیا تھا کچھ ایسی خوشی ہوئی
 لو پھر علی سے قوتِ دینِ نبی ہوئی
 دنیا سے دین انھیں کے سبب متقی ہوئی
 شاخِ نہالِ بے ثمرِ آخسر ہری ہوئی
 رکھا قدم جہان پہ وہ بزمِ آپکی ہوئی
 خضرِ طریقِ حنلہ ہمیں دوستی ہوئی
 سب میں اسی سے شورشِ یالیتنی ہوئی
 مسرورِ خوب بزمِ سخن گسری ہوئی

اب جھپٹے گا کس سے تقاضا سے دید پر
 اب کس سے نازِ حسن کی وہ لن ترانیان
 اب کون پوچھے رہی کتنی حیاتِ عشق
 اہلِ عدم کو نالوں سے کون اب جگلے گا
 اب شور یا جیب سے کیونکر بپا ہو حشر
 کیا ہو گئی وہ شانِ میجائی اے حضور
 خیر اب یہ مژدہ پیکر ہے جس کی روح ہر
 آیا عدم سے جانبِ دنیا وہ دینِ پناہ
 دسویں رجب کو یہ مہِ کامل ہوا طلوع
 اک دن وہ تھا علیؑ تھے محمدؐ کی گود میں
 فرزند وہ امامِ رضاؑ کی ہے گود میں
 نظارہِ خالِ و خطِ میں ہی اسرارِ غیب کا
 لذت اٹھا رہے ہیں خود اپنی بہار کی
 دارالامارہ رضویہ میں دھوم ہے
 فہرستِ علمِ حق میں محمدؐ بڑھا اک اور
 بیٹا ہو اسی پیر اللہ کے گھر میں جب
 پیدا ہوئے ہیں آج محمد علیؑ کے گھر
 دامانِ خلقِ جو دے ان کے بھرا ہوا
 مسجد میں سجزہ یہ دکھایا پس نماز
 جذبِ نظر سے غیرون کو اپنا بنا لیا
 دشمن کو رہنما سے سقران کی دشمنی
 مرنا ہے ان کی راہ میں گویا حیاتِ خضر
 محشرِ مدحِ ابنِ رضا اب تمام کر

ہر دور دگا زردی طبیعت بڑھا دے اور
طے خیریت سے تیرھوین کا مرحلہ بھی ہو
ہو وقت نظم سنکر کی قوت بڑھی ہوئی
ہو گاستم جو مدح علی مین کی ہوئی

اے میرے گھر کے رہنے والے! اے میرے گھر کے رہنے والے! اے میرے گھر کے رہنے والے!

نہ چھپے نہ بھر خدا محب کو ناصح نادان
اگر ستون بھی تو کیا فائدہ عمل جو نہیں
بلا سے پیرو آذر کے کوئی محب کو
بلا تقیہ ہے بتھانے میں معتام مرا
شکست تو یہ کادمت سے شوق ہے تجکو
میں گو کہ پہنے ہوں زنا پر چشم ظاہر میں
خوشا نصیب یہ ہیں؟ قت میری طاعت کے
نظارہ رُخ و لبس میں عمر کتنی ہے
پڑھا ہی کرتا ہوں کلمہ حبیب کا شب روز
عبث نہیں غم فرقت میں جا نگدازی بھی
ہم سے خلد برین ہو ہر ایک گو ہر اشک
ہر ایک رنگ میں ہوں اور پھر الگ سب سے
فضائے خلد کی خواہش نہ خوف نار سقر
آل کار کا آحشر کسی کو ہوش بھی ہے
نگاہ غیر میں گو رند لا اُبالی ہوں
نثار راہ محبت ہے گو کہ جان عزیز
امور مصلحت آمیز گو پسند نہیں
ہر ایک کو مری حالت پہ آرہی ہے ہنسی
ہزار لغزشوں میں یہ خیال ہے لیکن

میں اور تیری سنون اتنی دلوں تاب کمان
ہو گا ترک کبھی زندگی میں عشق بستان
کچھ اور ہیں مرے مذہب میں رزم و زہان
کہ دل ہے صورت ناقوس رات دن نالان
کسی کو کیا غرض اس سے اگر ہوں زردمان
مگر ہے مقصد شیرازہ بندی ایمان
کہ شام بولت کی اور صبح گیسوئے جانان
نصیب ہو مجھے دایم زیارت قرآن
یہی وظیفہ ہمیشہ ہے میری ورد زبان
فراق روح سے میں ہوں وصال کا جویان
فراق دوست کے غم میں اگر ہوں میں نالان
ہے مدعا مرا آزادی اور سیر جہان
اُٹھائے بیٹھا ہوں لطفِصال و بھرتان
مری جنون پہ عبث خندہ زن ہیں اہل جہان
مرے لیے ہوا رم گو کہ کو سے پیرمغان
فدا سے ناز حسینان ہے گو مرا ایمان
جہان میرے فرد سے گو کہ ہے نالان
میں یوں خموش ہوں گویا نہیں پڑھتا زبان
کہ ہے مدد پہ مری ایک ہادی دوران

فدا ہے جسکے غلاموں کے سر پہ باغِ جنان
 ملکِ خصال ہو جسکے اشارے میں انسان
 بزرگ چرخ ہو گردش میں عالمِ امکان
 تو بدینِ گردِ دین تربت میں پیکرِ بجان
 قدم پہ آنکھیں ملین آ کے عیسیٰ دوران
 یہ مجبوزہ تھا کہ اندازِ لطف بے پایاں
 چسراغِ مہر کو لے آسمان تہ دامان
 کہ جس سے سب پہ ہوا ظاہرِ حقارِ احسان

ہم امامِ مصلحتی نفیِ وصیِ رسول
 ہم رہتا ہے حقیقی و معرفتِ آموز
 نہ وہ جو تکم سکون آپ کا ثباتِ قدم
 زبان سے آپ کی نکلے جو لفظِ تم کا بھی
 جو ان کی مرتبہ خاکِ پا کا دیکھیں وقار
 ہزاروں کافروں کو اپنا کر لیا بندہ
 ہوا سے عقل جو ان کی بلند ہو جائے
 و نورِ ہوش میں محشر پڑھو وہ مصلحِ نو

کرم سے آپ کے مملو ہے یوں تمام جہان
 کہ جس طرح دلِ عاشق میں سیکڑ دنِ رمان

جو دیکھ لیتے کبھی ان کا عارضِ تابان
 کبھی نہ کھینچ سکی تیغِ نگاہِ نازِ بہتان
 کمان سے لائیں یہ اندازِ عیسیٰ دوران
 وہ کون ہے جو نہیں انکا بندہ احسان
 اٹھائیں سر کو ادب سے نہ قیصر و خاقان
 تمام عقدے ہوں دم بھر میں ہل اور سان
 تو ڈر کے مارے ہوں جبریل طائرِ بجان
 علی اسی سے ہے نام آپ کا سیانِ جہان
 جو در پہ آپ کے آجائے طالبِ ایمان
 فراقِ یار میں عاشق کبھی نہون نالان
 و نورِ شرم سے پانی ہو بارشِ باران
 کسی سے برشِ تیغِ دو دم کا کیا ہو بیان
 اڑا دین سر کو جو مر حب سے آئینِ لکھ جوان

آئی دیدہ یعقوب تک گزند کبھی
 ہوا یہ امن کا دور آپ کے زمانے میں
 شمعِ بیض گشتِ کو ہے آپ کے دم سے
 موتین آنکھِ درِ الجھ سے دہر کے سرکش
 جو ان کا رعب ہو فرماں روا زمانے میں
 جو رہا آپ کا شکرِ کلاشاے بیکس ہو
 جو ان کی تیغِ زنی کا ہو چرخِ پرِ شہرہ
 منور بھی ہیں محمدؐ کے جانشینِ وصی
 بنائیں اُس کو اشارِ دن میں نثرِ بوزر کے
 بہت سے اثرِ غم جو دورِ کر دین آپ
 کی ہیں آپِ سخاوت میں اپنی جوشِ لگ
 تو بہت فوٹ کے مارے زبانِ کلاکِ تم
 میں سے پاتے ہیں ہمنام بھی انھیں کے ہیں

<p>ہو اے رعب سے بھاگے وہ تیر کی صورت جو ان کے رُخ سے نہ کسب ضیا کا قصد کر غبار کو چسپہ سولا کا ایک ذرہ ہے انھین سے معرفت ایمان کی بک کو چھل کر مٹا دین باغ جہان سے جو نام بربادی علی سے آپ کو میراث میں ملا وہ علم جو ان کی عقل کا ماند ڈھونڈھے افلاطون خیال جائے عقول عشر کی سمت اگر پھر اُس کو یاد نہیں کچھ بجز خدا در سولی نیچھ سکے کوئی کیا اُسکی شان قرب خدا مدیح نائب حیدر کو حشم کر محشر دعا کا وقت ہے جو انگنا ہو مانگ لے تو اتھی اور نہیں کوئی دعا سے دلی یہ آرزو تری چشم کرم سے رکھتا ہوں</p>	<p>حدود کو آپ اگر ٹوک لین سیر میدان نگاہ ماہ بین تاریک ہو تمام جہان بہت نہ اپنی تجلی پہ مہر ہو نازان یہی جہان میں ہیں قبلہ زمین و زمان نہ دل میں لائے کوئی گل کبھی خیال خزان کہ جس کے سامنے جبریل طفل الجذوان تو مثل آئینہ رہ جائے شستہ در حیران وہ خود کہیں ارے نادان ہم میں پھران وہ عیش پاتا ہے قسمت سے آپ کا مہان کہ جسکا پوتا ہو مہدی دین امام زمان کہان یہ کار محال اور کمان بشر کی زبان بیکارتی ہو تجھے رحمت خدا سے جہان صلے میں مدح کے ہو میری بخشش عصیان بتا دے حشر کے دن راہ بوستان جہان</p>
--	---

قصیدہ

بگوں دل یہ حدیث حسن سنین و ساز
 وہ راز عقل بشر جکے درک میں قاصر
 وہ راز جنسے ہویدا طریق مرضی حق
 مرے بیان میں نہیں وصل و تخر کا کہیں کر
 کسی جگہ پہ نہ تعریف نہ نگ عارض گل

<p>بگوں دل یہ حدیث حسن سنین و ساز وہ راز عقل بشر جکے درک میں قاصر وہ راز جنسے ہویدا طریق مرضی حق مرے بیان میں نہیں وصل و تخر کا کہیں کر کسی جگہ پہ نہ تعریف نہ نگ عارض گل</p>	<p>مری زبان ہے کلید در حشرانہ راز وہ راز جنہیں کہ مخفی ہیں سیکڑوں اعجاز وہ راز جنہیں کہ پیدا نجات کے انداز نہ عیش ست کوئی مطلب نہ حال سوز و گداز کسی جگہ پہ تو صیف بلبلس شیرانہ</p>
---	---

نہ دلفسری بجی جانان کا تذکرہ ہو کہین
 اثر بھرا ہے خدا داد حسن بندش میں
 بشر کو چاہیے۔ اے کام راست مازی سے
 نظر فریب ہے آئینہ جمال بتان
 لٹا دے راہِ رضا میں متارِع عمرِ روان
 نہ دیکھ خواب پر نشانِ شباب میں سو کر
 عبث تناسپ اعضا پہ اس قدر ہو غرور
 جبین اٹھانہ دید دوست سے ارے غافل
 کہین نہ ٹھوکرین کھلوائیں تجکو ہوش میں آ
 یہ دل ہے سینے میں تیرے امانتِ محبوب
 جنازہ دلِ عاشق تجھے جہان میں جائے
 نہ بھول موت کو ہر ایک رنج و راحت میں
 کلیدِ شمس ہے ترے ہاتھ میں یہ خنجرِ قہر
 جہان میں کچھ عملِ خیر چاہیے تجکو
 برہنگی قیامت کی ذلتیں ہن قریب
 اس آئینے میں سراسر بھرے ہن جو ہر رنگ
 ارے یہ نفس ہے تیرا عدوے جان عزیز
 خدنگ عقلِ فساد اور نشانِ عرفان
 تلاشِ رزق میں اہلِ دول کی درباری
 یہ مانا شکرِ غم کی چڑھائی ہے تجھ پر
 وہ کون امامِ حسنِ عسکری ولیِ خدا
 مدد کرے جو وہ اپنے غلامِ بیکس کی
 درود پڑھو کے لکھو محشر ایک مطلع نور

نہ جان سپاری عشاق کا کہین انداز
 بلا صداقتِ معنی کا لفظِ ن کو اعزاز
 نہ یہ کہ دیدہ دل پر پڑا ہو پردہ ساز
 یہ دیکھنے ہی کے ہن عشوہ و کرفتمہ و ناز
 اگر ہے عشق کا دعویٰ تجھے ارے جان باز
 اندھیری رات اور اُسپر خیالِ زلفِ دراز
 بہت رو لائینگے جس دن بین گے یہ غماز
 اسی طریق سے اک روز ہو گا سرفراز
 بلائے بد ہن زمانے کے یہ نشیب و فراز
 ہمارے کہنے سے کہ جلد اسے سپرد ناز
 تو فرضِ عین سمجھ کر ادا کر اُس کی نماز
 عبث ہے مثلِ خضر آرزوئے عمرِ دراز
 قلم نہ کر سیرِ خلق و کرم کو او جان باز
 کہ ہو کفن کے عوض تن پہ خلعتِ اعزاز
 وہ کام کر کہ ہو ہر اک نظر میں تو ممتاز
 کہ حسرتِ سار ہے حسنِ زمانہ طراز
 سمجھ رہا ہے جسے بچپنے کا تو دسار
 کہان گئی ہے سمجھ تیری او غلط انداز
 بھٹلائے بیٹھا ہے اُس کو کہ جو ہی بندہ نواز
 چکار اُسے کہ جو ہے تیرا باطنی دسار
 علیمِ علم لدنی و صاحبِ اعجاز
 تو اُسکا بندہ ہو سو جان سے بادشاہِ ایاز
 کرو مدتیہ شہنشاہِ دو جہان آغا

<p>صفائے محفل شہر کا بیان ہو کیا انداز جہان تھے مثل سکندر ہزاروں آئینہ ساز</p>	
<p>خدا نے آپ کے در کو وہ منزلت بخشی ہو بیخ سکیں نہ کبھی انکے بامِ عرفان تک حقیقت شب معراج سب پہ روشن ہے زمین کی شمس فلک کو چاچا بن بست کرین نسیمِ رحمت شہ جو ہو ہزار آور جوان کے قمر کا شہسہ بلند ہو جائے یہ رفعتیں مہ و خورشید کی کہاں ہوتیں محمدؐ آپ کے جدا اور پسر محمدؐ ہیں اگر وہ مقصد گن ان سے ہی قیام جہان گئے جو دوشِ نبی پر وہی قدم تو یہ ہیں ہر ایک سرخشی و جلی سے واقف تھے جو اہل شہر کی بنیاد ان بن عیش سے آپ ہی ہیں نزع کی اُلجھن میں بھی شفیق و انیس دکھائے رفعت و ادج ان کا مرغِ عقلا اگر سریرِ حکم پہ بیٹھے جو ان کا شہسہ عدل بجائیں آپ جو ظالم سے جان بے پر کو نہ کرنا چشمہ فیض انکا آبیاری اگر بعید کیا جو وہ فرطِ خوشی سے جی اٹھیں خبر براق کی جا کر عدم سے لے آئے رکھے جبین ادب جو کوئی در شہ پر اسید و اہل نگاہ گرم ہے محشر بھی</p>	<p>جہان پہ آ کے فرشتے بھی ہو گئے ممتاز ہزار سال جو روح الامیں کرین پرواز وہی تھے آپ سے بھی اور خدا سے راز و نیاز زمین کو مثل فلک آپ کر دین سرِ افراز چمن سے طائر رنگ خزان کرے پرواز دعاے حفظ پڑھے آسمان شعبہ باز قدم پہ ان کے نہ رکھتے اگر جبین نیاز خدا نے کون و مکان میں جنھیں کیا نماز خوشا نتیجہ سرخ نشان رُسے آغاز کون نہ عرش کو کیوں انکا فرش پا انداز بجائے آپ کے دل کو کون جو دفتر نیاز برنگ غم نہ طوبے ہو صورت کی آواز میان قبر ہی مومنوں کے ہیں دساز حواس طائر سدرہ نشین کرین پرواز کمر نہ ظلم پہ باندھے زمانہ طساز بنے نشیمن عصفور چنگل شہباز نہال عمر جناب خضر نہ ہوتا دراز اگر ہوں تربت موسیٰ پہ آپ جلوہ طراز دکھائے انکی سواری کا اسپا گرتا تراز مقدور اسکا ہوا دون جہان میں ممتاز ستار ہائے بہت آسمان شعبہ باز</p>

میں تاکہ ہا دل پر آزد کو دون تسکین	و فور یاس کو بکشت بناؤن میں دمساز
مری مرادون پہ لازم ہے اک نگاہ و کرم	بحق حیدر گزار بادشاہ و حجاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

<p>مہربا اے دل بگو منہ جام ہے لقب تیسرا مرجع آفاق تیرے ہی دم سے حشرین زندہ تیری عزت کریم سے پوچھے کوئی تیرا تبسم سمجھ سکا نہ کوئی تیرے سپا پہ مثل عرش برین شرر انگیسہ تیرا نالہ عنہم تیری ہمت کے اورج درخت نے مثل پیما نہ ٹھکے ہیں تو درد تجھ پر نثار درد پہ تو تو نمک ریز بادہ عشرت کا دشن عشق میں نہ سمجھا کچھ کعبہ اہل دین و دنیا تو راز یوسف کا پرودہ دار ہے تو تیرے ہی دلہ لون سے عاشق کو تیرے نمخانہ مسترت میں اس سے میں یا خدا ہی واقف ہوں تیرا احسان کس کے سر پہ نہیں قیس نے وادی محبت میں</p>	<p>مجمع شوق کے امام ہمام تجھے کئے اُمید گاہِ امام ہے تو ہی روح عاشقِ ناکام بھاک کے کرتا ہے تیرا سلام تھا جہان تک تعلقِ اودام ہے نقش کسی جیب کا نام تجھے روشن ہے دردِ ہجر کی شام منہم کہے کے کئے اصنام تو صراحی میں ہے مئے گلخام بہتر آغاز سے ترا انجام تیرے نالوں سے سب کی نیند حرام صبح کو صبح اور شام کو شام تیرے بندے ہیں سب خواص دعوم تو زلیخا کو کرتا ہے بدنام نہیں ملتا ہے تاحد آرام مست ہیں بادہ نوش دردِ آشام تو نے جو ہجر میں دیئے آرام شاہ محمود اور ایازِ عنلام پاؤں رکھا تھا لے کے تیرا نام</p>
--	---

تو نکالے اگر نہ یار سے چھیڑ
 میں فدائیرے اسے انیس مشراق
 جانگداز انتظار دلبر ہے
 نکل آنکھوں سے اشک خون نگر
 ہو روان جلد نیشل پیک نظر
 حشر فتنہ مبتلا ہے وہ
 وہ جسے غم پرست کہتے ہیں
 وہ جسے کہتے ہیں فنا فی العشق
 جسے آخر کو بندگی میں تیری
 وقف سیلاب مستلزم ظلمات
 جس کی شمع حیات کا رشتہ
 جو نظریں تری بحسبم دفا
 بقرادی نصیب میں جس کے
 وہی محشر کہ جو ہے کافر عشق
 خسرو دین امام یازدہ ہجڑ
 اسے مرے نگار و مونس جان
 تجکو اس دین پناہ کی ہے قسم
 اس کی تیج نظر کی تجکو قسم
 اس کی ہمت کا واسطہ تجکو
 اس کی زلف دہاڑ کی ہے قسم
 اس کی آنکھوں کا واسطہ تجکو
 اس کے رخسار کی قسم تجکو
 میرے خلوتکدے میں شام سے آ

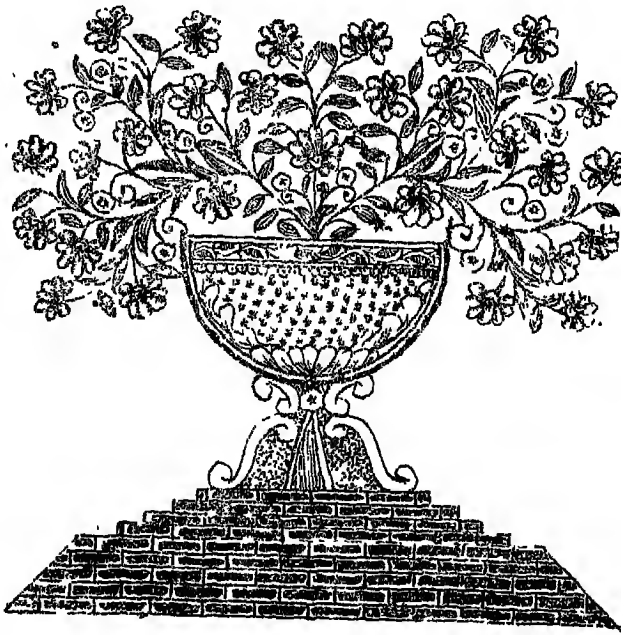
کسکو جاہل ہو لذت دشنام
 آج پھر تجھ سے ہے مرا اک کام
 نیند آنکھوں کو ہو گئی ہے حرام
 سینے میں تاکتا یہ جس دوام
 اس ستم آشنا کو دے یہ پیام
 جو کہ فیدا ہے تیرا محشر نام
 نامرادی کا بندہ بے دام
 جی رہا ہے جو نے کے تیرا نام
 زندگی کو کیا بشوق سلام
 جس کے تائیک گھر کے سب دروہام
 وقت سے پہلے ہو رہا ہے تمام
 سر سے پاتک ہے مورد الزام
 جس کی قسمت سے اٹھ گیا آرام
 اور حسن عسکری کا دل سے غلام
 حامی ملت رسول انام
 اسے مرے دلبر کو فرجام
 میری امداد کر بسعی تمام
 کات دے جلد ہجر کے ایام
 کر دے لبریزہ ابو وصل کا جام
 مائل طول ہو نہ ہجر کی شام
 شکل دکھلا دے ادب گل فام
 اور وہ رخسار جو ہیں ماہ تمام
 رہے تا صبح دور مشائخ و جام

قسم اس کے دہن کی دینا ہوں
 معجز عیسیٰ کی حسرت ہے
 واسطہ اس کے ہاتھوں کا تجھ کو
 ہاتھ اٹھا دینا طرہ نخواست سے
 ہے قسم اس کے کعبہ دل کی
 رحم کر میری ہیبت رازی پر
 واسطہ اس کے قدیوں کا تجھ کو
 اک ادب کرم کی ٹھوکر ہو
 اس قدر واسطے دے تجھ کو
 اب بھی ناراض ہے تو نے خوش ہو
 بو محمد امام یاز دھم
 جگہ جد و جبر خلقت عالم
 جگہ دادا ہے قتال کھنار
 جگہ مسدزد حافظ قرآن
 جن کا جد مقتدا ہے روح امین
 جسکے بیٹے نے تیغ جسد پائی
 جس کے جد ہیں محمد عربی
 جس کا فرزند اور سب اجداد
 جس سے آباد دامن سوسن
 معرفت اس کی ہو اگر منظور
 وہ بہادر کہ جس کی ہیبت سے
 جس کی رگ رگ میں خون کے بدلے
 آستانے پہ جس کے سر پہ جود

وہ دہن جو کہ باب رحمت عمام
 تزع فرقت میں کرے مجھ سے کلام
 جن سے پایا فرشتوں نے انعام
 عاجزانہ کردن میں جبکہ سلام
 جو ہے فرزند کاسر اصنام
 واپس آئے گیا ہوا آرام
 بڑھ گیا جن سے عرش کا اکرام
 جبکہ میرا ہو سر ترے ہون گام
 آخر کار کچھ حد برابر ام
 سن کے مجھ سے مدیح شاہ انام
 جانشین رسول عرش مقام
 جسکے فرزند سے جان کو قیام
 جسکا بیٹا ہے حامی اسلام
 جس کے جد سے کیا خدا نے کلام
 جسکا فرزند رہنما ہے انام
 جس کے جد کو خدا نے بھی حام
 جس کا فرزند اوئین کا ہے ہنام
 قدرت ذوالجلال والا کرام
 جس سے نرجس کا کل جان میں نام
 کیئے دس بار امام ابن امام
 منززل ہے ترنت بہرام
 کرتی ہے دورہ قوس السام
 مدقون سے ہے چرخ نیلی نام

حکم جس کے خدا کے ہیں احکام
 جبکہ آیتیں ہیں قوتِ اسلام
 مدح کب تک کہ ہے ادب کا مقام
 ختم کر دو دعا پہ اپنا کلام
 ہر ہر اک شیعہ کا بغیر انجام

کہتے ہیں سب جے رسانِ اشر
 جس کی قدرت کا یہ ہے ادنا فیض
 محشر اب دل کے دلوں کو
 تاکجا مثل زلفِ طولِ سخن
 یا الہی بحقِ ہمدیٰ دین



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَ عَلَىٰ اٰلِهِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
 بِزَمِ نَجْمِ

پیشوائی کو بڑھی روشنی شمع نجوم
 سونے والوں کو سرشام کے یہ کیا معلوم
 کروٹیں لے رہے ہیں وصل صنم کے محروم
 در پہ استادہ کسی کا کوئی شاق قدم
 فن رقاصہ گردن کے بھی جاگے مقسوم
 اور کسی چشم سے ہے خواب عدم بھی موزوم
 سورہ نور کے احکام کا کوئی محکوم
 سوچتا ہے کوئی تفسیر وفا کا مفہوم
 کوئی روتا ہے سیریت قلب مرحوم
 پردہ شرم میں یوں جیسے کہ سر بکرتوم
 سورہ چین سے پھر دیکھتے ہی سوسے نجوم
 سورہ بالش حسرت پہ کسی کا مقسوم
 اشک آنکھوں میں ہیں اور شرم گنہ نغموم
 کہیں آتار سحر صورت امرؤ ہو موزوم
 جانب ملک عدم پہونچا پتنگیت کا نجوم
 لکھ رہا ہے کوئی دلدار کو نامہ منظوم
 سکر اسے وہ پس در جو کھڑے تھے محروم
 ساقی ماہ جبین کے ہوئے شفاق قدم

نیم شبے چلی دل سے فغان منظوم
 مجاگئے والوں پہ کیا جانے کیسی گزری
 سوزش دل سے ہیں سیاب برآتش گویا
 قائم لیل ہے محراب عبادت میں کوئی
 زینت صدر ہوا شاہرہ بزم انجم
 مثل مستی کہیں نیند آنکھوں میں دنیا بھر کی
 رعل زانو پہ دھر سے مصحف رخسار حبیب
 پڑھ رہا ہے کوئی آیات جفا سے فلکی
 وصلت دوست سے خلوت میں ہو دکھنا و بکا
 کوئی جا آئے کسی شوق کے بندے کی طرہ
 اتفاقات زمانہ سے موزن بھی اٹھا
 کاٹ دی جاگ کے آنکھوں میں کسی نے شب بھر
 یوں اٹھ زاہد دیندار نماز شب کو
 بات کی بات میں آنسو چوئی شفاق کی رات
 جل چکی تاہ کر شمع مزار شہدا
 قوت ذہن تصدق بسر شوق و اثر
 بزم دلدار کے دربان کو جا ہی آئی
 بادہ نوشو کی بھی انگڑائیاں کا و قوت آیا

خواب راحت میں ہیں وہ غمگین تھنا
 اشک آنکھوں میں بھرے قیدی عشق کا کل
 ہو گیا بند درخسکہ میکش نکلتے
 آسمان بے غم کی طرح کانپ اٹھا
 نشہ میں زانوے ساتی، ہر کسی سر کو نصیب
 سیج پر بچوں کی آرام سے سوتا ہو کوئی
 ہنسنے ہیں تذکرہ موت پہ جان داد زلف
 کئے بیٹھا ہے کسی سے کوئی انسانہ درد
 لکھنے بیٹھا کسی حاکم کو عریضہ کوئی
 محتسب بھلا اور دھڑل شہاب ثاقب
 شمعہ ماہ جہان گرد کو ہر دم ہے یہ فکر
 کون ہے توحش مار گزیدہ کی طسج
 کس نے کی نفس پرستی پہ تصدیق توہ
 کس کے اعمال ہوئے عشرت جہنم کا سب
 کئے اعمال کئے ایسے کہ جس کی خوشن
 قائم آل عبا حجت حق نور حسدا
 ڈوب کر آبِ تولد میں عریضے لکھے
 وہ سمان نور کا وہ صبح کی آمد آمد
 وہ اثر نور کا زیر فلک نیلی فام
 رگ ہستی پہ شمعہ عون کی وہ نشتر بازی
 جاگ اٹھے خلوت دلدار کے سونو والے
 باب مسجد پہ نظر آئے عامر والے
 در پہ میخانے کے آبیٹھے شرابی بندے

جاگتے ہیں جنہیں قیمت نے کیا ہو منوم
 دیکھتے ہیں طرے صورت رفتار نجوم
 لطف ساتی سے کوئی مست تو کوئی محروم
 عرش تک جانے لگی دل سے غنائی غم
 بھوڑ تاخست خم سے ہے کوئی مقسوم
 اور کہیں تارون بھری رات میں راحت معلوم
 سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہے رات گزرا معلوم
 دل اڑائے لئے جانی ہے صدائی منوم
 جس کا ہر لفظ ہے تشریح رموز مکتوم
 یان ہوئے اشک فشان دیدہ زند مظلوم
 کون دنیا میں ہے مست صفات مذموم
 کس کو ہے شغل طاعت حی القیوم
 کون ہے حکم لب جام کا دل سے محکوم
 کس کو اذخالی پہ گرین ہو خود کا مقسوم
 قائم آل عبا مدئی ہادی مصوم
 جن کی تشریف نے زندہ کئے قلب مظلوم
 کوثر آشامون کا دریا کے کنارے ہی ہجوم
 سب پہ کیسان نگہ رحمت حی القیوم
 جھپکی جاتی ہیں جسے دیکھ کے چشمان نجوم
 مضطرب ماہی بے آب سا شبنم کا ہجوم
 جس قدر رات کا سامان تھا دیکھا معلوم
 دی موزن نے صدا اٹھ کے بصوت منوم
 پاسے ساتی پہ کیا سجدہ کہ جاگے مقسوم

وان نقاب شہ خاوند رخ روشن سے اٹھی
 تمکو اسے نر جس خاتون یہ مبارک ہو
 جس کو اس عہد میں نامی محمد کیے
 آپ کو فردہ ہو اسے عسکری راہ فنا
 تجھ کو اسے مادر گیتی وہ زمانہ ہو نصیب
 آپ کو اسے اسد اللہ مبارک ہو سپر
 کہدو جبریل سے پھر تھوڑی سی تکلیف کریں
 تابع حکم اسی طفل کے ہیں کون و کان
 ساتی کو ثروت و تنیم اسی کے جد ہیں
 ساقیا نام علی آیا خدا خیر کرے
 صاحب مہر نبوت کے پسری ہے ثنا
 آج ہے ملک سید مست حریف مشرب
 جوش مستی میں ہو جب نعرہ عمل فرجہ
 اس طرح دورہ پیمانہ کو قائم رکھنا
 حبس نڈا گری بازار مسرت ساتی
 تیری غیبت کا زمانہ ہے قیامت ہمکو
 ہمتو ہیں بادہ کش سبکہ صبح الست
 گو کہ اس لطف کی صحبت کو بہت روز ہوئے
 آج پھر ہمکو پلا دے پئے تجھ یحیال
 سا زبان جوش میں یوں مطلع پر نور آئے

پھیلا عالم میں ادھر سر نور امام معصوم
 جو کہ ہے توں نصاریٰ کے خدا کا خدوم
 جو ہے سزا بہ قدم قدرت حی القیوم
 کہ پہ بچہ ہے امام اور خضر ہیں ماموم
 کہ تری گو دین پروان چڑھے یہ معصوم
 آیا دنیا میں نگہبان دردار علوم
 سکھیں اس طفل سے وہ علم ہون جہ علوم
 بز خدا در کسی کا بھی نہیں ہے محکوم
 جھکے ہاتھوں کبھی بھر جائیگا جام قدیم
 دیکھنا جذر و مد قلام طبع محروم
 بھر کے ساغر میں پلا ہمکا شراب مختوم
 ہوشم زد نہ ہمارا خط جام مقنوم
 کھولنا شیشے کا گنجد صورت سر مکتوم
 کہ نظر سے روش دور فلک ہو معدوم
 تیسرے چٹانہ کو قائم رکھے حی القیوم
 کوئی کس منہ سے کہے حالت قلب منوم
 ہو چکا جو کہ مقدر میں تھا ہونا مر قوم
 جاگزین قلب میں اتنا کہ ہے وہ فیض معنوم
 تاکہ ہوں گوہرا نکما رہ پریشان منظوم
 بجز پر شام کو بس شکل سے سلطان نجوم

آگیا گنم دم سے وہ امام معصوم
 جسکا دل جوہر آئینہ سر لکھنوم

صفت حریف غلط ہو گیا باطل معدوم

لو مبارک ہو کہ حق نے کہا عالم میں نہور

ذوالفقار اسد اللہ کی ملاوین آئین
 آگیا چارہ گرز حسم گلو کے شبیر
 باز صوان یرخ امامت کا رستار اچکا
 آپ کو دیکھ کے پڑھنے لگے جبریل درود
 آیا وہ جس کا لقب صورت تمت بالخیر
 بل گئی معجز عیسیٰ کو حیات ابدی
 پردہ چشم سے پوشیدہ ہے یون تیرا حال
 عالم کون و مکان تابع فرمان تیرے
 اب اگر چاہیں تو سب بل کو تعلیم کریں
 وہ نظر اوردہ اسدی تیرا ظہور
 فرق پر آئے مگر ران ہو ہمارے اقبال
 مستند دست کر نہ ہوتا نہ ہرگز شاہ
 تو ہے وہ سرسرا آئی مولا
 خلوت و حدت خالق میں ہے یون جل جلالہ
 اللہ اشدری غلاموں کی تری شان لاش
 تیرے ایما کے موافق تری مرضی کے خلاف
 نائب خاص ترے جو ہیں مہربا قمر
 حق تو پیکر انسان میں فرشتہ صورت
 مہربدین میں جنت و حاکم شرع
 انکے عرفان میں نہ کیوں عقل بشیر و حیران
 بوالحسن نام پدر اور برادر ہاوی
 درس خارج میں بتاتے ہیں وہ اسرار اصول
 تو ہی فیض ندر لسان اللہ و جنب اللہ ہے

جی اٹھا اپنے سید خانے میں ہر اک مظلوم
 آگیا داورس قلب امام مسموم
 عالم تیرہ و تار یک کے جاگے مقسوم
 پھر گئی آنکھوں میں تصویر نبی مخدوم
 دفتر علم خدا میں تھا ازل سے مرقوم
 عندل تن میں ہوا دورہ خون بندوم
 جس طرح جسم میں انسان کے جان پر مکتوم
 سب تھے ایک اشارے کے ہیں لئے مظلوم
 تو نے عیسیٰ و خضر کو وہ پڑھا لئے ہیں علوم
 تیرا اخفا عدم دہر خدا کا مقبوم
 تو بدل دے کیسی بد بخت کا گڑ طالع شجر
 خاتمہ پر جو تیرا نام نہ تا مرقوم
 سب کی امداد کہ موجود بھی اور غیر معدوم
 جیسے قرآن میں اسرار الہی مکتوم
 رو برو جن کے ہے کشکول دل قیصر و مرقوم
 بخدا جنت و دوزخ کا ہی ہے مقبوم
 حامی شریع نبی ماسد اسرار علوم
 جن کی توصیف ہوئی عیسے نہ ہوگی مرقوم
 جن کے ادراک کی ہے قوت عرفان مکتوم
 جن کے اجداد خدائی میں ہیں چودہ مسموم
 انکو دشوار ہی کیا کھولیں اگر اب علوم
 جو نظر آئے ہیں اللہ بکو مانع نجوم
 کیا تری مدح کے پہلو ہوں بشیر مکتوم

وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ إِذَا نَزَّاهُ مِنْ مَرْثِيٍّ إِلَى عَلِيٍّ ذِي الْقُرْبَىٰ

کس اشتیاق سے تمکو سلام کرتے ہیں ہم
پکارنے پہ ہمارے سکوت کیا معنی
کنا رقبہ میں نیند آئی کس قیامت کی
طلسم گاہ اجل میں یہ نمنے کیا دیکھا
کہاں لگئی وہ پیش زخمِ فرقت جاگئی
ذرا خبہ لو ہمارے کہ کیا گذرتی ہو
وہ بزمِ جمین تھی مانند زلفِ جمعی
نزد حیرے گھر میں شبِ روزگشتی ہو کیونکہ
اب اسکا سطحِ زمین پر نشان تک نہا
وہ بقراری در و فراق اب ہو کہاں
کہاں گیا وہ شباب اور ہتھاری سستی
جگہ ہو اس سر سودازہ کی اب نشت
وہ بال جن سے کہ آتی تھی بوئیِ عنبر بہر
وہ گوش جو کہ تھے مشتاقِ نثرانی کے
نہی ان آنکھوں میں اب ہو گئی ہو شکلِ سرب
وہ نظریں آج ہوئیں نذر تیرگیِ لہر
اب ان لبوں سے ذرا کچھ کہو کہ کیا گذری

دہان نے فرصت تو یہ بھی باقی تھی کہ نہیں
اب اس گلے کے نشان خطِ عفو میں نہ نہیں
کہو کہ اب دل ویران میں کسی کی ہستی ہے
سکون پذیر ہوا اب بھی وہ جگر کہ نہیں
یہ سلب ہو گئی کیون ان کی طاقتِ فطری
فضا یہاں کی پسند آگئی تمھیں کیونکہ
کلیجہ کا پتہ رہا ہے وہ قہرِ ستاروں کا
یہاں پہ غم بھی ہے اہل فنا کا شکلِ مراب
ہزار چاہتے ہیں نفسِ سرین فاتحہ پڑھکر
نظر اٹھا کے چہرہ دیکھتے ہیں کچھ بھی نہیں
فسردہ غنچہ کہن کہہ رہے ہیں یہ سرِ قبر
ساتی ہو گئی نہ آنکھوں میں یاں کی اندھیری
قسم بھی کھاتے نہ تھے دوسو سے تین تم جلی
خدا کو علمِ طلسم سکوت کب لوٹے
یہ کیسی نیند کی شدت ہے تمکو متوالو
اُٹھو اُٹھو کہ جگاتا ہی تم کو نالہِ صور
اُٹھو کہ ہو گئی کا فور تیسرگی لحد
اُٹھو اُٹھو ہوا تا بندہ غم صبحِ ابد
اُٹھو کہ قیدِ علائق سے پائی آزادی
اُٹھو تمھارے الم میں فلک ہنسا تھا بھی
اُٹھو زرا دل سہل کو پھر سنبھال کے تم
اُٹھو اُٹھو وہ زمانے کو یاد کر کے اُٹھو
اُٹھو زرا اسی قوت کے بل پہ اُٹھ بیٹھو

رہا تھا نزع میں بھی یا کہ فکرو غم وہم
پھری تھی جہہ کسی مہربان کی تیغِ ستم
بنا تھا جو کہ خود اک اضطراب کا عالم
ہمیشہ جس میں رہا اک نہ ایک تیر الم
کہ صرف لغزشِ ستارہ رہتے تھے جو قدم
زرا سی دہر میں اپنا تو بس اُلٹ گیا دم
کوئی نہیں ہے بجز ذاتِ خالق اکرم
برائے نام ہے شب بھر کو گرے شبنم
غضب ہو اکھڑی ہی جلنے میں مارو ڈر کر دم
نہ کوئی دشمن جانی نہ ہی کوئی ہدم
کسی کی شامِ جوانی کے یادگار ہیں ہم
جو یاد ہوگی شب ہجر گیسوئے برہم
انھوں نے کھائی تمھیں ٹرکے دیکھنے کی قسم
ہر ایک قسبہ تصویرِ غربتِ عالم
اُٹھو کہ ہے خطر انگیز راہ ملکِ عدم
نخلِ خواب ہوئی ہے یہ شورِ شمعِ ہم
اُٹھو کہ بھیل گیا نورِ نیرِ عظم
اُٹھو اُٹھو کہ زمانہ ہے درہمِ دہر ہم
ہوا شکستِ طلسماتِ ہستی عالم
اُٹھو کہ آج فنا ہے فلک کا ہوا تم
اُٹھو کہ ملنے لگی داد جو عشقِ صنم
کسی کی یاد جگاتی تھی تمکو جب غم
کبھی اُٹھاتے تھے جس سے کسی حینِ کسم

اُٹھو جوجا ستنے ہو دید گیسوئے برہم اُٹھو کہ رو کے جگائے پھین کوئی ہرم اُٹھو کہ صاف کرو دل سے اب غبار الم اُٹھو کہ آگیا شیر الہ کا ضیفہ جلے ہین مشرق طاعت سے عیسیٰ مریم	اُٹھو تھاری فنان کے بھی کئے فریادی کنار قبر میں راحت سے سونہو اُٹھو ضیائے اشک نہامت دکھانے کو اُٹھو اُٹھو کہ آگیا سلمان کی روح کا ناصر نوید آمد شہ سنتے ہی یہ شوق بڑھا
--	--

جہان میں آیا جگر گوشہ شفیع آدم
بلائین لینے بڑھی روح حضرت آدم

یہ چاند ہے کہ امامت کا نیر عظم خدا کا نور ہے یا روح خلقت آدم کہ لاؤ اپنے محمد کو لے لین گو دین ہم یہ بچہ خوبی سیرت میں ہے شفیع آدم محیط علم خدا کا یہ عالم اعلم یہ بچہ دینت سرکار خالق اکرم یہ طفل وجہ وجہ ثبوت لفظ قدم اسی کے ہاتھ میں محبوب کبریا کا علم اسی کا آیہ فتح میں بھی ہے ہمد یہی ہے مثل رسول خدا امین حرم ابھی سے لاکھ ہمیں دیدہ و لفقار و علم ملے تو دیکھ لون میں زور اثر و تسلیم کہ میں ہوں روکش اقبال نیر اعظم وہ سر کہ جسپر رکھا خود خدائے تاج حشم ہزار ادب سے رکھا سوئی خالق اکرم بتا رہے ہیں یہ مولا سے گیسوئے پر غم	یہ چاند تم کو مبارک ہو زجن خاتون کئے لئے ہو یہ آغوش میں کو تو سہی یہ روح آمنہ کتنی ہو شوق سے بڑھکر یہ بچہ ثانی حیدر ہے حسن صورت میں یہ بچہ دائرہ دین کا نقطہ احسن یہ بچہ رونق بازار عرصہ محشر یہ طفل علت فانی صبح روز ابد اسی کے ہاتھ میں ہے ذوالفقار حید کی یہی ہے غزوہ صبح ابد کا بھی فاتح یہی ہے مثل ید اللہ کے کارسنام ضد میں بھی گو دین مادر کہین اگر تو ہی بچل کے ہاتھو نہر طفل ابھی سے خواہان ہر جگہ کے مانگے پہ کتا ہے کو کب طفلی سراسر کا کنگرہ عرش پست تیر جس سے جبین وہ وقت ولادت زمین پر جس کو ہمیں ہین باعث شیرازہ بندگی دنیا
---	---

جبرے ہوئے ہیں صدای اذان سے جو کہ گشت
 وہ رعب چشم کہ ضیغم شکار کئے جسے
 حصارم برن فلکن ہے نگاہ بے قابو
 اسی کی اک نگہ لطف سے عدم کو بقا
 زبان کلید در شہر علم و حکمت ہے
 لہو نہر عہد رضا عت کی کہہ بھی ہو ہنسی
 بتا رہی ہیں اشاروں سے ننھے ننھے ہاتھ
 یہ انگیلیوں سے کلانی کا زور کہتا ہے
 زمین پہ یہ سہی محسوس کئے کیا
 ضیا فلکن ہے امامت کا نور یون و یمن
 کلیم شوق ارنی کہہ رہا ہے سن وہ سن
 خدا سے یون ہی جدائی و اتحاد اسکو
 اسی کے جد ہیں ملک کے مدرس دل
 حر و مت کفر کو فرد جہان سے دھو ڈالے
 اسی کے شوق زیارت میں صبح روزا بد
 دکھائے وقت سخاوت اگر ید الہی
 نصیب صبح قیامت کو جسکے جاگین گے
 جو اس کا شاہنشاہان ہو محو جمیت
 یہ اسکے دور سخا میں ہوئی زبان بندی
 ہوائے لطف خبر گیب کی بیان ہو اگر
 مدیح خشت رحمت تمام کر محشر
 دعا یہ مانگ بدرگاہ قاضی الحاجات
 ظہور قائم آل عبا کا دور آئے

کبھی جو سن نہیں سکے کسی کا شبون غم
 نظر وہ جس سے کہ ہون صیدا ہوان حرم
 کہ جس سے کھائی گئی گھونگھٹ باہل تنم
 اسی کی اک نظر قمر سے بقائے عدم
 دہن خزینہ اسرار خالق اکرم
 کہ جام نور سے نکلا ہے پھوٹ کر زفرم
 جلاؤں گے یہ کبدن چراغ اہل کرم
 ہزار اگر درخبر ہوں تو اکھاڑ لین ہم
 کہ گود میں رہ معراج ڈھونڈتی ہیں قدم
 کہ جس طرح سے علی دلی بیان حرم
 جلال وہ کہ جسے دیکھنے پہ غش عالم
 کہ جس طرح نگہ عام میں خط توام
 یہی رموز امامت کا حامل و خاتم
 برس بڑے کبھی دم بھر جو اسکا اکرم
 اتر کے چرخ سے آئیگا نیسرا عظیم
 تو دنف عام ہو تنیم و کوثر و زفرم
 دکھائے گی انجین تقدیر بڑے کے اسکا ختم
 نیم گیسوئے دلبر نہ کر سکے ہر دم
 کہ کوئی کہہ نہیں سکتا مراد مند ہیں ہم
 لحد کے پھول نہیں گر کے قطرہ شبنم
 کہ وقف ہیں ترے دم کیلئے قصور دم
 تر قبوں پہ رہے ملت شفیع اُمم
 بلند نصرتِ دین کیلئے ہوتیخ و علم

حجاب حسن

<p>نظر باز و ثبوت نفی رویت دیکھتے جاؤ خموشی میں نہان توصیف لکنت دیکھتے جاؤ حسین ہو کر یہ شغنائی طینت دیکھتے جاؤ اُمنڈ کر کیونکر آتی ہے قیامت دیکھتے جاؤ کرشمہ سنجی چشمِ محبت دیکھتے جاؤ اگر چشمِ بصیرت ہو یہ صورت دیکھتے جاؤ قسم گیسو کی طولِ شامِ قمرت دیکھتے جاؤ اڑی کس شکل سی جہرہ کی رنگت دیکھتے جاؤ اگر میری نظر سے اپنی صورت دیکھتے جاؤ و فور شوقِ باطن کی نزاکت دیکھتے جاؤ ضرورت اسکی ہر اک اک کی تربت دیکھتے جاؤ نگاہ ناز پرورد کی عنایت دیکھتے جاؤ عداوت دیکھتے جاؤ محبت دیکھتے جاؤ ظہور جلوہ میں نہانِ شرارت دیکھتے جاؤ مری تقدیر کا سامانِ رحمت دیکھتے جاؤ کہ چھپڑا اور بتیابی کی حالت دیکھتے جاؤ کسے کہتے ہیں اعجازِ کرامت دیکھتے جاؤ فصاحت دیکھتے جاؤ بلاغت دیکھتے جاؤ نگاہِ لطف سے طرزِ کتابت دیکھتے جاؤ چلور و روحِ الامین دجی عبات دیکھتے جاؤ کہاں سے ہر کہا تک معنویت دیکھتے جاؤ</p>	<p>حجاب حسن میں لبس کی غیبت دیکھتے جاؤ سوال دید پر وہ لب تراقی بھی نہیں کہتے خدائی ایک جانبِ اکطرف ہی مصلحت اپنی بہت رو کا دلِ مضطر کو لیکن اپنے رو کیں گے حجاب ناز کے پردوں میں جنبش جبکہ پیدا ہو تمنائے نگاہِ اہل عالم کیا بتاتی ہے بحسن اتفاق اک دن وہ بلجائے تو کہتا گراں نمی آمد و رفت نفس بھی طبعِ نازک پر ہزاروں جدتیں پیدا ہوں فساد میں ہوس کے نظر خواہان دیدار اور ادا کہتی ہی پہننے دو تھامے مریو لے جا بسے شہرِ خموشان میں رگ ابر بہاری کو دیا ہے دیدہ ترکو ہجومِ دوست دشمن ہی طلسماتِ زمانہ میں کلیمِ اللہ پہ نخلِ وادیِ امین کو ہنس دیا فرخِ غلکہِ فرقت کی شب ہی نالپرِ غن دل بسلی ہی اعجازِ نگاہِ حسن کا طالب شہیدِ ناو کی میت پہ چلتے چلتے اک ٹھوکر عریفہ لکھ کر بھیجا ہر زبانِ اہلِ باطن میں نگارستانِ معنی میں یہ اک نقشِ نہا ہی تعلق ایک اک کہتے کو ہر قرآنِ سامطی خدائی کے نوا ہر اور بوا طنِ لغو سے پیدا</p>
---	--

<p>شب فرقت کی طولانی حکایت دیکھتے جاؤ محبت خیز لہجے میں شکایت دیکھتے جاؤ سرے دلیں ہجوم شوق صلیت دیکھتے جاؤ لمبورونے کا انداز ریاضت دیکھتے جاؤ ذرا حال مریمان محبت دیکھتے جاؤ خدائی بھر کے دل ہو کی حالت دیکھتے جاؤ سخی مصطفیٰ کی مغنیت دیکھتے جاؤ دم رفتار یہ حسن نزاکت دیکھتے جاؤ سخن کی رنج کو لے اہل بہت دیکھتے جاؤ</p>	<p>دم تحریر مضمون روشنائی بولے ٹھٹھی ہر وفا کی داد پائی دلوں پھر بھی تاتے ہیں نئے انداز پر خلوت میں اک محفل بیا کی ہے بنایا روکش باغ جنان صحرائے الفت کو بفضل ایزدی تم مقتدا بی ابن مریم ہو امام عصر ہو اور قائم آل محمد ہو وہاں سایہ نہ تھا اور تم سر پا ہو گئی مہیاں قدم روکے ہوئے ہیں فتنہ روز قیامت کو یہ میرا مطلع نو ایک تفسیر حقیقت ہی</p>
--	---

بشر اور دیدہ عالم سے غیبت دیکھتے جاؤ
 وجود نور میں اثبات وحدت دیکھتے جاؤ

<p>کہ غیبت مقرر لکار رویت دیکھتے جاؤ بلا فصل اب نبوت اور امامت دیکھتے جاؤ کلام اللہ کی ایک ایک کیت دیکھتے جاؤ کہ کلمہ پڑھتے جاؤ اور صورت دیکھتے جاؤ نماشاے گلستان حقیقت دیکھتے جاؤ محال عقل یہ انسان کی قدرت دیکھتے جاؤ جناب نرجس خاتون کی عشرت دیکھتے جاؤ گیا دنیا سے باطل حق کی قدرت دیکھتے جاؤ آداب وسعت و امان دولت دیکھتے جاؤ جوانی ہوگی یا خالق کی قدرت دیکھتے جاؤ ہماری آنکھ سے مندر فطرت دیکھتے جاؤ یہ سن انقلاب رنگ و صورت دیکھتے جاؤ</p>	<p>بتا دوں اہل دل کو معنی اس خلوت پندی کے رسول اللہ کی صورت اور سیرت پائی حیدر کی سراپا مہدی دین کا نظر بازوں سے اکتا ہو جمال احمدی اصنام کعبہ سے یہ کہہ آیا صدائیں دیتے ہیں جبریل انبوہ ملائکہ میں نگاہ خلق سے غائب عانت کیلئے حاضر محمد گو دین آیا تو خود دین آمنت گویا جناب قائم آل محمد کے قدم آئے چھپائے ہیں امام عسکری سرایہ باقی ملائکہ کہہ رہے ہیں بڑھلے یہ محبوبہ حانی کدھر ہو نو ہزالان چمن دیدار کے طالب کلا گلشن ایجا در جس سے ہوا پیدا</p>
---	--

امام حمی سے جو کتنا ہوشیار کیوں نہیں کہتے وہا کا نکتہ نکتہ مرکز حل مطالب ہے امام عصر ہیں نور خدا نظارہ کیونکر ہو انہیں کے مسد آراہیں عباب با صر الملک	کو اور جانب باب اجابت دیکھتے باؤ یہ ادنی قدرت اعجاز مدحت دیکھتے باؤ یہ کافی ہے کلیم اس کی حالت دیکھتے باؤ وہ غائب ہیں اگر تو ان کی سورت دیکھتے باؤ
--	---

نکالو نہ نہیں ارمان تا طور مضمت قائم
بجگاہ دیدہ باطن کی رست دیکھتے ہو

قصیدہ در مدح حضرت امام رضا علیہ السلام

ہاکی کو آج محمد بن عبد اللہ

بہار آئی اٹھا گردون پہا بر حمت باری نقاب الٹی جو انان چہن نے بہر آرایش لباس نو ہر اک وحشی نے پہنا ہوشین اگر قریب تاک یوں ڈیرے پڑی ہیں بادہ نوشوں کے کین بیل کو سوزا بڑھ رہا ہے دلفروشی کا نسیم جھکا ہی اسطرح تمھم تمھم کے چلتی ہے فرقی خیر دین ہے وہ فصل صحت افزا کا گنگا کی طرح شاداب ہیں جوشن ہلال ہے نور کے تاب نے یوں جوش مارا کوہ مدین سین چلو سمجھ کر ابدتے ہیں اپنے بھل ہیں چٹک کر غیبی یوں اندر رہ کر نے ہیں غیب کو عمر کو زلف سپہیل نے کھنکھای بہر آرایش جوشم رہا ہے دیکھے اس بہاؤ را افزا کو زہرے تقدیر آئی ہیں مٹھان کی آسیدین	زمین خشک پر سیلاب رنگ گل ہوا جاری وہ نکلا ہر مشرق سے براے آئینہ داری پڑھا دین تربت مجنون پہ جا کر ہجیان ساری نظر الطاف ساقی پر دل نہین جوش میخواری کین تھخون کو جوش شوق سہہ بہر خریداری شرابی کہ ہو جیسے کیف میں مستی و ہشیاری طبیبوں کو ہوا جس کی بدولت شغل بیکاری برغن کے گلے میں حلقہ ہائے تازہ ناری کہ آہن او تپھر ہوئی جو ہر کی تھکاری ہوئی فیض ہوا سے مقید ہر ایک بنگاری مسافر کو جو ہوش نہ مل پھیل سکاری نشین کہ پھرے طائر سمجھ کر رات اندھیری برنگ چرخ ہو آئینہ خورشید زنگاری کہ پکانوں کے تھخون ہیں ہوئی بوی و ناری
--	---

<p>بنائے مسکدہ دار الشفا فصل بہاری سے تزاکت دست ساقی اور گلبن کی برابر ہے نہا کر آب شبنم سے سحر کو اہل گلشن نے شرر زایون ہوئی فریاد بلبل گلشن میں مناسب اپنی حیثیت کے ہر اک نے جگہ پائی کھلے ہی جاتے ہیں غنچی ہوا سے روح افزا ہے بگس مہر و ترحم دل میں معشوقوں کے پھولا ہے تیرتی پر یہ اب ہے ناز کی حسن لطافت سے دکھاتا ہے روش مستانہ حبیباً برسیا ٹکڑے</p>	<p>ہر آن آتے ہی جاتی رہتی ہو تو بہ کی باری اُسے ساغر تو اسکو بار ہے گل کی گزیناری پہن لی ہے شعلہ ہر کی پوشاک زرتاری کہ حسن و عشق کی ٹھنڈی ہو جس گرم باری بنے ہیں داغ لالہ نافہائے مشک ناماری اوپڑا ہی جاتا ہے عالم سے آزار جگر خواری جفا عاشق پر کرتے ہیں بانڈاز و فاداری شرابِ ناب کا جو ہر دل ساغر ہے ہر بھاری تو بڑھتے ہیں یہ مطلع زند و وقت جوشِ مخاری</p>
---	--

لگا دے منہ سے ساقی ساغر صبا کی کلناری
تصدیق میری سرستی چہ ہو داغ کی ہشیاری

<p>سوال سے کیا انکار کے پر ہے میں ساقی سے پئے لبتا ہے آنکھوں میں شبابِ جن گلشن کو خیابان در خیابان خار صرصر نے سمیٹے ہیں پر شعلہ ہے شکل برگ گل جوشِ رطوبت سے دہانِ انجم بیان بکھڑ ہوئے ہیں پھول سبزی پر چلے آتے ہیں خوبانِ جہان زلفوں کو بلجھاتے ہمیشہ صبح ہے باغِ جان کی طرح عالم میں پتا دیتی ہیں شام وصل کا معشوق و عشق کو کیا بایدگی نے بڑھ کے آخر کام مرغم کا نہیں پھولوں سماتے گل و فور شادمانی میں زبان عن لبِ بان پر یہ ہے نظمِ بفرزا دہ خسر جس کے عہد سلطنت میں در عالم سے</p>	<p>زبان پر حضرت زاہد کی حرفت لاہو اجاری دل عاشق چھین لیتی ہے نرگس کی بھاری بیابان و بیابان کی یہ قدرت نے گلکاری بزرگ قطعہ شبنم بنی مجھ میں چٹپٹاری زمین بلغ ہے گویا جواب چرخ زنگاری جوانانِ جن سے سکھنے انداز و لداری پہن کی سیر سے خورشید بھولا گرم قناری گلے مل کر تحریک ہوا سو ڈالیاں باری بھرائے عاشقوں کو زمین جتنی زخم تھکاری ہنسنے دیتے ہیں شبِ بنم کی جوتی ہر گم باری کہ آئے مدی دینِ روزنِ سخت جان باری فرود کر دیگی ہر اک کفر کے فتنے کو دین باری</p>
---	---

تعالیٰ اللہ یہ ایسا بادشاہ ارض و سما کا ہے
 جمال پاک سے آٹھ آنکھیں چند ہیائی بہن
 ثبات عالم فانی ہے موقوف انکی غیبت پر
 مجھے گوارے میں فائز ہر اک رمز امت پر
 ظہور اس بادشاہ دین کا جسد ہو گا نامین
 نہوتی آپ کے دم کی اگر رکت زمانے میں
 نہرتے اپنے شیعوں کی اگر آمد اور پردہ،
 مثال مردم دیدہ چھپے گوشے میں ہر ظالم
 جسے اک پل بھی نیند آئے خیال و حضرت میں
 میسر ہو جسے دیدار روئے پاک مولا کا
 کیا ہی آپ کے فیض کرم نے لطف عام ایسا
 بیان کیا ہو سکے حسن ان کے بازار حکومت کا
 و فخر میں بھی اس قدر رعب و تہور ہے
 حکم کر لیں جو درخیزی سے تیج بران کو
 خیال آئے جو انکے دل میں قیادت پر شان کا

کر نیلے خضد و عسلی فحش سے جس کی جلو داری
 دکھائی کچھ نہیں دیتا بتوں کو جز نگو ساری
 ظہور احکا کر گیا حشر کے طالع کی بیداری
 نہ ہے عصمت خوشا اہلار لطف و رحمت باری
 سوانیرے پہ خورشید آہنگا ہر علم داری
 نہ آگنا کچھ نہ ہوتا ابر کا فیض کھڑ باری
 بھری ہوتی بلائے آسمانی سے زمین ساری
 زمانے سے اٹھا دین آپ اگر ہم دل آزادی
 اشار اس خواب راحت پر کلیم اللہ کی بیداری
 اشار زمین وہ موسیٰ کو پڑھا لے در شہاری
 ہوا جس شکل سے ہو کل موجودات ہیں باری
 جہان مذموم ٹھٹھری ماہ انگھان کی خریداری
 کہ مذکر کبریا شاہوں نے کر دی شان پنداری
 پر جبریل کو ہوا عرش پر بچنے میں دشواری
 شکنجہ ہون برہمن کے گلے میں تار زناری

اگر ان کی تواضع دے صلائے میمانداری
 شریع جنان کے آئین مثل رحمت باری

مثالی ہے عدالت آپ کی فتنے جفاؤں کے
 مدد کو کی موجود اور پھر غافلنگاہوں سے
 ترقی عیش کو ایسی ہے انکے حدود و ملت میں
 بگاڑ لطف اگر ہو چارہ گنازک طبیعت کی،
 پٹے تاویب ماگر دیکھیں نگاہ قہر سے مولا
 کیا کہا کہ نہ ہو بچنے آپ کو عرضی غلاموں کی

اٹھاتی ہے حکومت آپ کی رسم دل آزادی
 یہ شان مجز ہے یا کہ شان ایزد باری
 کہ رشک خدائے گل ہے حد لے کر پڑ زاری
 نہ ہو ہرگز جابون کو شکست دل کی بیماری
 دل سہ کی طرح خورشید میں سوختم ہون کاری
 اگر ہو قلزم بدطالی میں مست و تقاری

موافق طبع کے کر دین جودار دے مخالف کو
یہ انا حال ہے امن و امن کا دور میں انکے
جو کوئی ایک لمحہ آپ کے مسلک سے بچ جائے
فنا خصلت کو قید سخت سے آزاد اگر کر دین
حصام انکی حکم ہوگی ہر اک مظلوم و ظالم میں
زمین پر پہنچنے لے خورشید کو شبنم کا قطرہ
دیا اللہ نے وہ دل انھیں ردّ حوادث میں
ہر اک مخلوق با مال حوادث ہو گیا ہوتا
راہی جیتے جی ہم بنے پائی خوف عقبی سے
جہات سے اک نئے سے کم ہیں ردّ جس کے
شفیق ایسے علی کی شکل سے خادم شیون کے
فضائل اور بنات قب جتنے تھے گیارہ امون کے
کہ حضرت اہل بنیش دیکھ لین دنیا میں حق آیا
ہدایت وہ بتایا سب کو رستہ کنز مخفی کا
شہا مختصر بھی ہے امیدوار نقد آ مرز شمس
دکھا دیکھا میں کس صورت سے مہ اہل قیامت کو
خدا رالے شہ ارض و سما وقت شفاعت ہو
میان شربون پہونچون نکھر کنج مدفن سے
بشارت دیتے ہوں روح الامین گلزار جنت کی

دل عشاق کے زخموں کو بھرے مشک تازی
جھا کا نام بھی آنا زبان پر ہے گنہ گاری
اب تک صورت شیطان ہوا سکو زلت خواری
نہو پھر سنگ کو ممکن شراروں کی گرفتاری
ملیکی ہاتھ سے انکے سزاے مردم آزاری
جو ہوا فدا دگی میں ناتوانوں کی نسد دگاری
قیامت تک رہی زندگی مصروف غمخواری
نہ کرتے عالم اسکان کی گر حضرت نگہ رازی
نزل اشک ہے دنیا میں نزل رحمت باری
خانہ اپنی قدرت سے وہ دی تاکو عملداری
خلیق ایسے نبی کی شکل سے کرتے ہیں دلاری
وہ سب میرا شہین پائے بحکم ایزد باری
ہوئی آسان ردّ دعویٰ باطل کی دشواری
سخت وہ کیا وقت غلامان گنج دینداری
رلائی ہے لہو کے اشک حصیان کی بھوناری
کہ آفرین ہے لحد کی تیرگی سے بھی سیہ کاری
مٹا دیجئے دل بنیاب سے خوف گنہ گاری
کفن کے بدلے تن میں ہو لباس رحمت باری
دور شوق میں رضوان برے ہر جلو داری

	جگہ پاؤ زمین دل کی شکل سے پہلو میں حوروں کے ہمیشہ ہو بہار غلہ صرف ناز برداری	
مہنما عالم اسکان میں ہمارا آیا خانہ زرجس خاتون میں سارا آیا	حجت اللہ خدائی کا سہارا آیا قطعہ کیون نہو فاطمہ زہرا کی پہون آخر	

پیرودہ راز

حجاب حسن میں اخفا تر ہے عین دہائی
 بشوق بے محل کچھ یاد ہے سو ہی کیا گزری
 آل جذبہ بے پردگی کا مصر شاہ ہے
 رلیخا کی وہ پاکد ستیان، پیرودہ و حال
 زرا و کیمین ندائی روشنی ملک مغرب کے
 فلک پر مستی منہ پھیر کر قطارہ بازو سے
 غم نظارہ سے خونتاب نذر چشم کرتا ہے
 دم تقریر اظہار غرض بھی باک نایا ہے
 نہ جانے خندہ اغیار سے کیا دلکی حالت ہو
 قضیہ طے ہوا معراج کا پر سے ہی پر ہمیں
 وہ فصل درگمان کا ہلکا سا طرین میں یہ
 حقیقت میں اگر پردہ خلافت و نش فطرت تھا
 رابع انسان کا بھٹا محل روح نفسانی
 ذیل پردہ ہاے چشم اگر باگرد ہیا کی
 سرکت وہ شورش لیلی و مجنون کی بی پردہ
 حسینان جان کر اشکی زلف بیچان میں
 پھپھا، شوق کو جذبات کا میں صرست تھی
 میان پردہ اندیشہ مخفی ہوئے طاعت میں
 حجم و جنت الرشوان و عرش و چہرہ کوثر
 قریب آئے نہ طوفان ہوائے بال پردانہ
 دعا کے عاشقان بھی پردہ شب میں نکلتی ہو

وگرنہ تالاب الاتی کس طرح چشم تماشا ئی
 محاذ اشک جال حسن کی ہنگامہ آرائی
 چیمب زرا سے کو لایا سر بازار رسوائی
 کسی کو چاک امن کی صدا اللہ تک آئی
 میخانے حجاب جرح پارم میں جگہ پائی
 دکھایا عالم امکان کو سن الم آرائی
 نہان رہتا ہے سینے میں مگر قلب تماشا ئی
 نقاب شاہد مطلب نہ اٹھنے دے تمنائی
 پراسپہ عام میں اظہار وردن اسکیت بانی
 وہ آنا پیک کا اور وہ سواد شہد تہنائی
 وہ دلکش لہو زبانوں کے پردے میں گویائی
 میان پردہ دل و جسم نے کیونکر عکس پائی
 تھی منور خلافت پردہ پھر کیا عقل آرائی
 طلسم حسن میں بیمار ہے عجب اربینائی
 زمانے بھر کی پیارے کو پسینے خاک بھولائی
 پریشان رہتے ہیں بہر تلاش جائے نہائی
 اگر بیدار نہ ہوتا پردہ تالاب تمنائی
 نگاہ شیخ سیرایغ جنت کی خبر لائی
 نہان نظروں سے ہیں اور ماحول اک دہائی
 اسی سے شمع عقل پردہ فانوس ہیں آئی
 وہ عالم خوب راحت کا وہ عالم نہائی

ہے اک طوار شرح دست شوق تمنائی
 مگر ہو جلوہ دو شیرگان سے نیم آرائی
 جسے حد نظر پہنچے ہوئے ہو تیری بنیائی
 مخالف زندون کو پرے ہم ہوں بلے نہائی
 کہ کلی چشم سے اور قلب عاشق بین آرائی
 نہان ہو پردہ دل بین برعم خوف رسوائی
 خدا معلوم دیکھا کی کسے چشم زلیحائی
 میان باغ جنت زندگی ہی بین جگہ پائی
 کہ جب تھی فوج اسماعیل کی ہنگامہ آرائی
 قیامت کر چکا تھا آفتاب داغ رسوائی
 غم فرزند چشم نوبح سے لیجاتا بنیائی
 زمانہ مستند اپنے کئے کی خود سزا پائی
 نہان ہیں پردہ معنی میں کیا کیا ریز وانا پائی
 وہی نسیان زمین پر صورت ذرات صحرائی
 نہوتی نسیم پہچان میں ناشر ہمو لائی
 دروہ اس کار کہ میں ہو چو پرستہ کا تہرائی
 دگر نہ ہوگی اس دیا کی ہچشمون میں رسوائی
 جو ہوتی رہے پرستے کی خلاف عقل دروائی
 اگر بے پردگی ہے باعث انوار بنیائی
 مبارک ہوا نچین آزادی ہنگامہ آرائی
 مبارک بزم آزادی میں دور بادہ پائی
 مبارک خلعت یورپ میں ہوا نظار زیبائی
 مبارک پیکر نازک کو ہوا اظہار عنائی

دم اظہار مطلب پردہ خاموشی جانان
 میان پردہ مینا بچھی ام انھیائے تک
 یہ سلج چرخ پردہ ہے نگارستان نہیں کا
 چھپائی جائے نیست بھی میان پردہ مدفن
 نگاہ یار کا آفتاب اور انجسام پردہ ہے
 جواب ہر تابان یعنی داغ فرقت دلبس
 شکست پردہ غفلت کا وقت خواب کیا کیے
 کیا اور پس نے جو وقت پردہ اہل دنیا سے
 پڑا تھا پردہ شفقت خلیل اللہ کی آنکھوں پر
 پٹے بوسنم اگر پردہ ہوتا بظاہر ماہی کا
 نہوتا غرق بین پردہ اگر امواج طوفان کا
 بہرزم ویر کیوں یوسف کو پہلے پردہ بلایا تھا
 کتاب اللہ درادیکھیں یہ موج بیجاابی کے
 گمرنبتا ہی پردے میں صدمت کو آب مینا پائی
 اگر پردہ نہوتا ہر درخشش کو لطف اور کا
 نگارستان عالم پردہ اسرار قدرت بھی
 نہ جانا پردہ ملک عدم میں بے مرنے کے
 خدا کیون چشم میں چھپتا رہتا شدنی بنیائے
 حریف بزم ہر شوق سے اٹھائی پنہین
 ہمارے اہل کج بھوشی زندان ہی بہت ہے
 مبارک گلشن بے پردگی کی ہو ہوا خوری
 مبارک ان کو رہو از خود پر گرم جولانی
 جلو میں مام جمع شاعران پاک باطن کا

یہ مانا صورت اعمال بد ہے اسودت نظر
 رہا وہ نور برسوں پردہ اسرار حکمت میں
 معلم کون تھا جبریل کا ایمان سے کہنے
 زرا کھول آنکھیں سیر خلوت لاہوت کر غافل
 جمال ایسا سواد عالم دل عرش ہی جس سے
 شہم گل کا احوال زبون بھی وجہ غیبت ہی
 نہان رہتی جو نالے لمبلوں کے پردہ دلہین
 امور مصلحت مضمرا گر ہوتے نہ پرے میں
 عروج گرمی بازار نظارہ جو پردے سے
 کوئی مانے نہ مانے ہکو تو وہ بات حجت ہی
 بشکل مہر پردہ اور پھر ناسب کی نظرون میں
 نہ جانے وہ بھی صاحب سراج کس جا ہو
 کھلی ہی رہتی ہیں آنکھیں بزرگ دیدہ انہم
 وہ شب حبلی طوالت رفتہ رفتہ یوں ہوئی آخر
 وہ شب چشم و چراغ عالم انوار جو شب ہے
 دھندلے کے گوجلو میں لیکے وہ باد صبا نکلی
 بقدر سیری خواب تنافل جس ہو اس کو
 نمود صبح کی خشکی میں اک عالم کے دل سینچے
 جناب نر جس خاتون بھی اٹھیں خواب آست
 حکیمہ کی زبان پر سورہ قدر اب دلیضرہ ہو
 میان بطن کب تک قرأت آیات قرآنی
 ظہور معجزہ شامیل ہی گوتیسے خدا صریح
 دکھائے اب ہر جگہ سے موی کو نشانی

چھپاتا ہی خدا خود لے رہی الطاف کیتائی
 محمد آج جسکو کہتے ہیں اُسکے تو لائی
 بے درس حقیقت پر دیے کسکی صدا آئی
 کہ پرے ہی میں نہان ہے جمال شان کیتائی
 جو صوفی کی نظر کو باعث شوخی بنیائی
 ہوئی حاصل گلستان سے نکل کر دشت پائی
 جوانان چین ہستے نہ سکر بانگ رسوائی
 پسند آتا نہ ایسا خُصیب کو کچ تہائی
 کہ ہیں مہدی دین غیبت میں اور عالم تاشائی
 ہمارے رہنا معصوم کو جو خود پسند آئی
 وہ غیبت اور حسن انتظام عالم آرائی
 مگر بتیاب ہیں شوق نظارہ میں تو لائی
 وہ جوش شوق میں بیداری شہنائے تنائی
 کہ چلیے کا کل مرغولہ سوہوتی جو بل کھائی
 کہ جسکی صبح اس دنیا میں بنکر شکل حور آئی
 وہ بحر خضریٰ نے موج نیلوی اپنی دکھلائی
 کسی ذہنی کر دٹ کوئی اٹھا لیکے انگوٹائی
 خدا جانے حکیمہ کس لڑی پھرتی ہیں ٹھہرائی
 چھپائے اپنے دلہن شادی آغوش آرائی
 بگا ہیں شوق نور حجت اللہ کی تمنائی
 خدا کیو اسطے ظاہر ہوا بے روح شیدائی
 مگر تا بعد شتاؤن سے ضبط نا تشکیبائی
 رکھائے آنکھوں کو تصویر اعجاز مسیحائی

بہار گلشن بہتی عالم تیرے ہی دم سے
 بڑھا جب سوز اند شوق و دیدار اہل عالم کا
 ابو القاسم جاب مجتہد اللہ مدنی درلن
 زمین پر آئے ہی شل علی سجدہ کیا پہلے
 زلزلے بھر میں پھلی بوجے خوش جسم محمد کی
 نہیں پھولوں سے تاج جبریل فرط خدا و پسر
 مبارک والفقا حیدری کہ مزدہ تازہ
 زمین سامر سے آسمان جھکے کیسا ہے
 مبارک آگیا کتم عدم سے دیدہ عالم
 مبارک شان لبوس امامت عہد طفلی میں
 جہان میں جان شین را کہے دش رسول آیا
 جہان میں عیسیٰ بحسبہ فالضرا امامت پر
 خدا کا دھڑکا بتا نصیری کیا کہیں اسکے
 اشارہ کر ہی میں جھکے شاخین تجل میں کی
 کہو کیسے سے لبوس سیر نذر بتان کرے
 جمال نظر لے نگ آئند و کیلے آکر
 مبارک باد چشم انتظار نہ عیسیٰ آکر
 مبارک کہ ملا د کا ظمین اہل شرب کو
 مبارک ہو یہ مزدہ خرد ملک خراسان کو
 مبارک ہو منشاہ نجف سانی کو شمر کو
 راعی بن تاکستین موج باد ہو چنگی
 جتنی سانی نسیم کو شمران مرے سانی
 ہوا کھا تا غدیر خم سے آیا بھر خضر تک

ترا ہی نام بیکر جی رہی جین سب لائی
 ہوا ظاہر وہ زینت بخش بزم قدر آرائی
 امام منتظر صلح لقب آقا و مولائی
 خدائی میں دم رکھتے ہی ہدایت شان کھلائی
 پکارا گلشن اسلام تو تازہ بہار آئی
 کہ پھر تصویر محبوب خالق نے دکھلائی
 کر میں قائم آل محمد کے جگہ پائی
 مبارکباد مثل عرش تیری عزت افزائی
 بس تو زمر خاتون ہوا در آغوش آرائی
 تصور کرتے ہر کچھنے لگی جان تمنائی
 مبارک لے تہاں ہر تکرور دلغ ہوائی
 دکھا دی میری مولانے دم میں شان آرائی
 جو چھپکر چشم عالم سے دکھائے شان کیتائی
 کہ باغ سامر میں نور کی تازہ بہار آئی
 میان در عالم چاندنی ہی نور کی چھائی
 جو ہوہ نظر تجھ کو حصول کمال بنائی
 کہ جبکا ذوق تھا اللہ نے وہ شکل دکھلائی
 کہ آخر انتقام خون ناش کی گھڑی آئی
 کہ آیا خلق میں نوابہ بنان عنائی
 بزور ذوالفقار اب پھر چلیکا جام مینائی
 ہم ایسے ستون کو جب ہوگا جیش بادہ پائی
 صبحی لاکہ ستر سے اٹھا ہوں بیکر اگدا ئی
 ٹھکانے سے لگا بند میری جادہ فرسائی

<p>قیامت تک ہے قائم الہی تیرا میخانہ حصہ یکدہ پر ہو نماز حست عیسیٰ پلاوہ بارہ گلگون کہ جب ٹھون قیامت میں اے غمخانا تہی میں بس یہ دور آخر ہے جلا سراج ساغز درون نشی کا افزون ہو نہا ہے باہر کئے پردہ اسرار مینا سے دعائی خضر طرہتا جانب بچھا آ یا ہوں شب کی نیم شبان کی درہ شام ای ساقی دور نشہ سے جب چاندنی میں ہوش بنگلیں گے ادا کر نی ہی رسم تو بہر ہمو آخر شب میں وہ نور صبح اور میری زبان پر مطلع روشن</p>	<p>حیات خفیلے نشو و نما ہنگامہ آرائی دلخ مہر تک جائے شیم جام مینائی یہ ہے مکھو مین سرخی یادگار یادہ بیائی بشکل چشم ز جس نظر تھے اسکے شیدائی کہ جس سے لکھنے والو نگے دلو ہو تو انائی پے لگا کہ کے جاؤ الحق ترا ہر اک تنائی بس اے جلا ساغز مراد بادہ بیائی نمازین شجہ پڑھنے کی ہوتن میں تو انائی دعا میں دیکھ نصف شب کو مست جام مینائی بعنوان دگر ہو گی وہ نظم ہم بزم آرائی شہ خاورد سے وہ چشم جہان میں خود مینائی</p>
--	--

اما غصہ کیا آئے کہ عالم کی مراد آئی
ہزاروں ہی عریضے ہیں سپرد آب دریا ئی

<p>امید میں ہیں جواب لطف کی بہا و سال سے کوئی خاطر شکستہ کہ ہا ہی سوچ آبی سے اشا و غیر کہیں انظار مطلب ہی جہاں سے سیکی باہیان کب سے یا التجا میں ہیں کوئی کہتا ہی طہیانی تو بہو پنا خیر میری عریضے کہ کسی کا اسلئے ملفوف مٹی میں کسی کا ہاتھ پڑھنا ہے بسوی پردہ غبت بہا و رفیع باغ جہان ہر تیرے پر دیے قسمت کی نگاہ آسمان کا جو کہ باعث تھا جہاں کہتے اللہ شوق ہوئی ہے جسکی خاطر سے</p>	<p>کھڑی ہیں دامن مقصد کو پھیلائی تمنا ئی کہ جا کر پوچھ لا دار سے دروازہ کیبا ئی دلا دواس خیال سے ہیں آنکھوں کی بیسنا ئی تھیں کہ آؤ جا کر میرا حال دشت چمائی کہ جزو مدح عرش سے ہو ٹھونہ جہان آئی لے اس بوترا ئی کو متاع عزت افزائی دکھائے کہ وفور شوق میں طرز زینائی مگر اب کل دکھلا اوگل بستان رعنائی دعا شغف اعطا کی انکے ہیں تیرے بیائی اسی کا واسطہ دکھلا جمال کن بیسنا ئی</p>
--	--

<p>شباب سبکی میت اٹھی تھی شہر مدینہ میں یہ ہزار اعجاز تیرے انتظار بے نہایت کا تجلی بزم وحدت میں تھی شمع امامت کی اگر تو سامنے آجائے جانے دل پہ کیا گزرنے علی کا نام اس بنیامین تیرے دم زندہ ہو وجود پاک تیرا علت انبیا خالق ہے عقیدہ صاف کتا ہے تجھے نور خدا کسے سردار القضاۃ شہر جب و فتنہ فرا ہو گا بنار نقش تیرا اُن کے رشک صانع عالم بصد اقبال پیدا پر قائم جو دنیا ہے ایسے اوچھپنے والے پردہ اسرار غیبی کے بر در کز تیرے عام منتظر معاذ اللہ</p>	<p>اسکی واسطہ آسانے اور روح شہیدائی کہ عالم جہان نہ ہو گی کو آنکھ نہیں جان آئی بقای عالم امکان کا تو ہی علت غائی کہ بڑے کچھ ہوئے تجھ کو زمانہ بھر ہی شہیدائی نصیری سے کہو کچھ زرا شان سیمائی نیرے غیب سے ظاہر ہو خدا کی شان کیتائی تری غیب سے اے مولا دلیل عالم آرائی ملاک صنف نصف آئینکے ہر نصیبائی کہ تاصبح قیامت اک جھکا کی کو نہ کھلائی قیامت ہی میں تجھ کو دیکھ لینے تیرے شہیدائی خدا کی حفظ میں تھی ہر اوج شہر نماشائی تے بند لقا لب و ناخن دست تو لائی</p>
<p>دہن یہ کہہ کے بخشش کو بھی پاس اپنے بلا لیا کہ آہمراہ او وحدت سرے بزم کیتائی</p>	
<p>عالم اسرار</p>	
<p>در مقام ابامرحوم علیہ السلام علیہ الرحمہ ورحمۃ اللہ علیہ</p>	
<p>نہ چھپر محکو ہنفس کہ وقت انتظار ہے مجھے یہ ضد حجابنا زائٹ ہی میں کسی طرح مرا یہ قول موسوی نظارہ بے سواد تھا دلوں کا شوق بڑھ چلا نگاہیں ملے آنکھیں جہاں سخن عشق کے حود سے گزری سکون مرے نصیب کے خیال خواب ہو گیا</p>	<p>سوائے شوق جذب کے نفس بھی لبہ بار ہے انہیں یہ شوق دیکھے وہ کہ جو نگاہ بار ہے وہ کہتے ہیں یہ تھاج چشم اعتبار ہے سمند ناز چل چکا کہ راہ پر غبار ہے یہ مختصری وسعت نگاہ انتظار ہے نہ ہجکے سترار ہی نہ اُس جگہ سترار ہے</p>

بزمِ زکس اثبوتین ہون محدود یہ فطرۃ
 جگہ اٹھکے تاپ دے کے ہن پھیر کر کس قدر
 کبھی خوشی وہ آئینکے کبھی یہ غم نہ آئینکے
 نشان اضطرابِ دل عیان ہے چشمِ شوق سے
 دیارِ دل اندھیر میں لٹے فوڈر رہا ہنہون
 وہ جانِ کب آئینکا نقاب لڑا اٹھا کوکن
 فنا دہر ہوا گر ز آرزو میں جی اٹھیں
 میں طوالتِ ستیا ق پر فدا ہوں لجا کر دن
 بتا دین آکے فائدہ بھی طولِ انتظار کا
 زمین نقشِ بانی ہے وہ آہے ہن نانے سے
 نقابِ مخفی جنبشیں سب سکونِ دل کا ہن
 نصیب جاتے لگے اڑی وہ تیر خستہ ری
 کشاکشِ اضطراب کی سب جنبش کا ہوئی
 دوفرِ شتیاق میں بڑھی جوابی بڑھی
 یہ انا انتظار میں نمودِ شہر کیوں نہو
 حجابِ حسنِ نازک فرستہ بھی نہ جاسکا
 فنا ہوں سرھٹے کبھی جواز فانی خیال سے
 سپر بھر شوق کو جتا کے میں نے خط کیا
 تمام موبین اک زبان ہو کے بون بکا اٹھیں
 دہن کی شکل بنگیا ہر ایک قطرہ کہنے کو
 یہ دیدہ حباب نے اشاروں سے بتا دیا
 نہ نصیب آگیا وہ نوگلِ رانیض دین
 مقام اپنا دہی کیا خدا کے نذر نے

چمن میں غل ہوا کرے کہ فصل نو بہا ہے
 شبانہ روز مشغلہ ہی ہزار با ہے
 امید و بیم کا سامن کہ شرحِ انتظار ہے
 بنگاہِ جستجو نہیں فیضِ بغیرا ہے
 جوابِ زلفتِ یار ہے کہ سیرِ انتشار ہے
 نہ پاتھنشین کوئی نہ کوئی ٹکسا ہے
 ہمارے انکے درمیان حشرِ زدہ داس ہے
 نظامِ ہست و بود کا انہیں کو خیال ہے
 وہ جبکہ خود بتا چکے حیاتِ ستار ہے
 چمن چمن کھلے ہن گل قدم قدم بہا ہے
 روش میں ایسی معتدل ہوئی لالہ زار ہے
 جہانِ لہوین شورا اٹھا کہ آمد بنگا رہے
 نہ اختیارِ ضبط پر نہ دلچستِ سیاہ ہے
 نہ دردِ ناگوار ہے نہ موت ناگوار ہے
 مگر وہ پھر بھی آئینکے ہن تو اعتبار ہے
 کہے یہ کون جان لب کوئی وفا شعار ہے
 تصوراتِ باطنی پہ زیست کا ماہ ہے
 حقیقتاً یہ خطا نہیں دلِ امیدوار ہے
 خوشا نصیب تہرا راسِ عجب زار ہے
 چرخِ جستجو مثلِ ابر کوئی اشکار ہے
 کہ بارہوین امام کا کسی کو انتظار ہے
 بہارِ گلشن وجود جس سے برقرار ہے
 زمین ملکِ سامرہ کو عرش کا وقار ہے

<p> بہا ربیع جاودان جو زینت کنار ہے فروغ نور حسن سے تمام جلوہ زار ہے کسی کا اسمین زور کیا عطا ہی کر دگا ہے ظہور جس کا مرکز نگاہ آغلا ہے تہ نیکین جہان کا نہان و آشکار ہے نبی کا تاج زیب بکر مبین و فقار ہے جال عجب حسن ہو کہ شان کر دگا ہے جمال وہ کہ ہو بہو نبی کا یاد گار ہے </p>	<p> خوشی تو جوں بکل بکل گل بہن خند زدن جناب عسکری کا گھر حریم قدس بنگیا ملی وہ دولت ابد جو پھر کوئی نہ پایگا جہاں جکا چشم دل کو سرمہ رنگ طور کا حقیقت ظہور و غیبت آواہل دل سنو ام و شاہ انس و جان خدائی بھر چکر ان بنا تھا یہ محاورہ اسی جگہ کے واسطے جلال وہ کہ موبہو مرتع علی کہو </p>
<p> فروغ بزم مطلع فصیح و محسن اب پڑھو قلم تمھارا ہے ہاتھ میں بہ منت منت نگار ہے </p>	
<p> یہ انتظار روشنی چشم روزگار ہے زمین جلوہ زار ہے زمانہ جلوہ زار ہے نہ کوئی مضطرب رہا نہ کوئی سہیقر ہے نہ جانیں جذب ہل ہو کیہ حکم کر دگا ہے حق آگیا شکل وحی یہ ہر طرف پکا ہے سفید اور سیاہ کا تمام اختیار ہے کہ جو بظن ایزدی و صی ہفت چار ہے غلام جس کی بزم کا شہ فلک قار ہے جو داورس جہان کا نہان و آشکار ہے خدا نہیں خدائی پر تمام اختیار ہے وجود کائنات کی بقا کا ذمہ دار ہے علی کا جانشین ہو شہ فلک قار ہے اولے قمر و محبت قسیم خلد و نار ہے </p>	<p> زیارت امام عصر شرح انتظار ہے ضیاء خدا کے نور کی فروغ دہر بنگی وجود و حجت خدا ہی قلب مطمئن کی شکل مسیح بہر افاقہ آج آسمان سے آئیلے مثال بادند کے ہانسی ابل ارگیا علی و صی نبی کے ہیں خدائی حکمران شمار اسکی قدرت و ناکار نہ بانسی کجے ملا ہمیں وہ پیشوا مسیح کا جو مقتدا نصیبی اگے دیکھ لے تو وہ بشر دکھا دین بشکر صفات وہ الگ جو کمالات سے اس ایک دم کی قدر تو ہیں کہ جونی نہیں جہات ستہ زیر حکم امام جن و انس کے نظر عود دوست کی کسانخت کرے قبرین </p>

جہاں بھر کر ایشیں سائیں کیا نگاہ میں
 سب بے حجاب ناز سے نمود حسن چاہیے
 امور مصلحت کی شرح کیوں ہو نرم عام میں
 حیا شفیق اذن گریہ دی اگر تو جان آئے
 زمانہ وفا سے وعدہ بے بلبلے آگیا
 جمال حسن کو خدا بڑھائے ادبیری جان
 تجلی چراغ عمر کیا عجب جواب دے
 کون جو غلبہ شوق کو تو ماتھا اچھا جینے
 میں اپنے رنگ عاقل بیٹھا ہوں مٹا ہوا
 بنام حسن قدرتی سے تیغ ناز بیکھے تو
 ذرا مرے عریضے پر نگاہ سرسری سی
 اگر ہو خوشی ہی میں تم تو نہیں چھپے رہو
 طریق دید پوچھیں گے تمہاری جاہلین سے
 جناب ناصر حسین وقف رموز دین
 زبان دل سے قوم کو ہمتیں ہیں اتدن
 راض دین سے تازہ مانہ کیوں بائیں ہم
 وقت وعظ جو کہا قبول اہل علم تھا
 صدائیں دلسوزے ہی ہیں بندگان علم فرین
 جس کو گنج در سے اٹھائے ہاتھ کچھ دیا
 بحق حجت زبان نصب اور سبیدی بھی
 ملاوٹ شہر آگئی اور آگے بڑھ کے آئے گی

تل نبیا کا بادشاہ ہمارا تاجدار ہے
 کہ مثل برق طور کے نگاہ بقیار ہے
 زبان جلے اگر کون کہ ہجر ناگوار ہے
 ہر ایک اشک غم فزا دل خریق بار ہے
 جواب حشر نفس میں طول انتظار ہے
 جلاد و شمع اہل دل کا جس جگہ مزار ہے
 بزرگ شمع شام سے سحر تک انگبار ہے
 خلافت عقل و ہوش کے دل میاں ہے
 غرض ہی کیا جہان میں خزان جو یا بہا ہے
 کیسا ادعا سے عشق کون جان شار ہے
 کہ نقش آرزوئے دل کا تازہ یادگار ہے
 مزاج حسن باطنی مطیع خستیاں ہے
 کہ جنبہ علم و معرفت کا آج انحصار ہے
 کہ جنکا علم اور عمل قبول کر دگا رہے
 طریق نشر شرح کا نہان دشاں کار ہے
 قلم نہیں ہے ہاتھ میں نہال باردار ہے
 سخن کا سلسلہ نہیں صراط اعتبار ہے
 خدائی میں یہ مجتہد و حیدر روزگار ہے
 اسی کے پاس نقد علم کامل البیار ہے
 حکیم طور علم ہوں دعا یہ بار بار ہے
 سکون دل کو ہو گیا نظر امید وار ہے

نظری بھی امید کو بر آئے دیکھ میں گئے ہم
 امام عرصے اگر نسیام روز بگا رہے

دیدار دوست

چلے میں ہم بھی چشمِ دل کی قوت آزمائے کو
 نقاب سے دوست اٹھیکلی اور اٹھنا ضروری ہے
 جہان میں انقلاب آئیگا اور آنا ہی لازم ہے
 جمال اپنا ہے حسن اپنا کر شمعِ سنجیاں اپنی
 بڑھائی کس قدر شش خرام مار چھپ چھپ کے
 اودھروہ اور لطیف حام کا آواز دھڑ دھکس
 نہ جانیں پردہ اسرار میں پھر چپکے کیوں بیٹھے
 کرات دفائے عشق پر سو جان سے صدر تے
 اسی حسن ادا کو حاصل دنیا و دین کیئے
 وہی طرزِ عمل روحانیت کا بھی متم تھا
 اور اسے حسن غیبت خواب ہی میں یہ بتا جائے
 حقیقت طور و موسیٰ کی زمانے میں بان زد ہے
 بزرگ نقطہ موعوم دورِ زندگی ہے
 حیات اہل دلو ہر نفس میں صبر نے روکا
 ہوئی جب سچی بجا نقش ہستی اور بھی ابھرا
 حقیقت جذبہ دل کی نہ سمجھا آج تک کوئی
 لگا یا اُس نے وہ زخمِ زبان جو بھرنہیں سکتا
 تینر دوست دشمن ملخص ہے چشم جو ہر زہر
 بر انداز غزل اک اور مطلعِ زیب معنی ہو

میان حشر آتا ہے کوئی جلوہ دکھانے کو
 مدد سے ضبطِ باطن مٹھ دکھانا ہے زمانے کو
 بہانہ چاہیے مقصود ہستی کے مٹانے کو
 اٹھائے جاتے ہیں فتنہ نبہ قتلے از اٹھانیکو
 لگا کر ٹھوکر اہلِ قسب کی قسمت بھگانے کو
 اور ہر ساری خدائی اپنے افسانے سننے کو
 کہا تھا روزِ اول جو محبت آزمائے کر
 کہ چالیس اہلِ دل اٹھے ہیں اک عالم بیانے کو
 بسر کر لیگے جس طرح فرقت کے زمانے کو
 کہ قائم رہنے رکھا جس طرح دوستانے کو
 کہا تک طولِ آخر شوقِ باطن کے فسانے کو
 کہ کس نہر سے کوئی حسن کا جلوہ دکھانے کو
 زمانہ ساز مانہ چاہیے حسرت بر آنے کو
 بڑی زور و دھن اٹھا تھا فلکِ ناک لگانے کو
 زمین نے کیسے کیسے کھائے ہیں چکر مٹانے کو
 کہ کتب میں گیا تھا قیس بڑھنے یا بڑھانے کو
 کہا آسان نافسی سے جس نے دل لگانے کو
 اٹھے تو تیغِ برانِ خون کے دریا بہانے کو
 زبانِ خامہ تحریر ہے جنبش میں آنے کو

حیات ہجر میں کیونکر نباہا دوستانے کو
 لئے اوستنے والے سن تو لے پر غم فسانے کو

<p>بیان کیونکر کوہن مضمون کے دریا بہانے کو جواب کسبہ سمجھے جاکسی کے آستانے کو اگر تو عالم ہستی میں آیا دل لگانے کو غم فرقت نہراں آوارہ ہو جائے رُلانے کو مرادین ساتھ ہیں ہموار سارستہ تبانے کو چلو ہیں سامری سوتی ہوئی قیمت جگانے کو کوئی نشہ ہو آئے کو تو کوئی سرے جانے کو برزنگ سیل آیا نقش ہستی کے ٹٹانے کو اٹھا ہے شاہ حسن حل زلفین بنانے کو محمد آگئے پھر عالم امکان بسانے کو سودا عرش اعظم میں ہے شام عید آنے کو مبارک ہو آگئی پھولنا پھلنا زمانے کو خدائی دور میں آیا وہ راحہ دکھانے کو شرف عرش معلیٰ کا ہے جسکے آستانے کو جسے بھیجا خدا نے دین کی راہیں تانے کو عبادت لیون نہ بھیجیں نفس میں ناز ٹھانے کو مجھ سے نہ رکھا حشر تک خالی زمانے کو امام عصر کی رحمت میں ہو مطلع سنانے کو</p>	<p>عزیز حبیب لکھا ہر لفظ اک سیلاب معنی تھا جبیں عجب سے یہ قول آداب محبت ہے نہیں جاتا قیامت بھی جو آئے ظلم گردون میں چشم میں شکل سرب آئینہ نظر آئین ہجوم شوق نظارہ میں چڑھنا طور کیسا کلمہ اللہ کا مرکز اور اپنا اور ہے محشر سحر وقت نیند نگہنیں انگڑائی پہ انگڑائی سحر وہ دست گیتی میں نور حق نما جسکا سحر وہ نور جس کا جوہر آئینہ فطرت امام عصر ہمدی زمانہ کی دلالت ہے چرخ نور بیت المحر کے یوان میں جل اٹھا گل زجس کی خوشبو پھیلی دور میں مسکین محمد جدا علی جسکے اور خود بھی محمد ہے ملک تخت پر حاضر ہو یہ جہین سائی امام اس جن نور نگاہ زجس خاتون جناب جسکری کی گود اور طفلی محمد کی خدا کو اپنے محبوب ولی سے اتنی الفت تھی میان پیکر نظم آئے روح تازہ لے محشر</p>
---	--

لگا کر ذوالفقار آیا کوئی قدرت دکھانے کو

زبان تیغ سے بیا نیوں کے کلمہ ٹڑھانے کو

<p>خیال جستجو ہے خلوت تہ رت میں جانے کو اذان کہی کی جھپٹ پر دیکھ شان اپنی دکھانے کو مگر روکا تھا کہنے فرش سے نعرش جانے کو</p>	<p>بچھا دھپنے لگے ید دل سے کمان ٹھونڈین سیوا دشمن سر کا مقتدا بننا مبارک ہو یہ مانا قوت سرج ہے عجب از موروثی</p>
---	--

<p>نہیں کتا ہی زہرست شوق لب کی نہیں سکتا بجا ہی رشک اگر سائون کو ہر مقد پر طلب کرے ہمیں بھی محفل اسرار قدرت میں وہ جلوہ دیدہ دل کو بنا لے وادی امین کتا شبق کا دکھیں ورق کیونکر التا ہے تری تصویر عرشی اور شوق اہل دل سلی نقاب رخ الٹ کر خود طرز گفتگو بتلا تری جن جان آرائی تمثیل اب نہیں باتیں الٹ جائے ورق دنیا کا شل قلمہ خیر امین اللہ موردی لقب کیونکر نہ تو پاتا نصیری کے خدا کی جانشینی اسکو کہتے ہیں بزرگ قدرت غیبی یہ ہے عجا زو تیرا حدود عالم غیبت سے جلوہ بکھلے گا کب تک نصیری دیکھے یہ قدرت تو کیا معلوم کیا کچھ تسے مداح محشر کی ہر جھٹھے التجا مولا</p>	<p>قیامت لہار ہا ہی پردہ غیبت اٹھائے کو اجازت تو ملی تھی وادی امین میں جانے کو کما تک طول ہوگا جلوہ رخ کے چھانے کو کہ برسم ہی میں اپنا کر لیا جس نے زمانے کو چلا آسانے تاب غمشل آڑ ملنے کو معاذ اللہ کس منہ سے کہیں جلوہ بکھلے کو منائیں جبرہ پرداز سخن کیونکر فسانے کو وہ آنکھیں جو کہ دیکھے ہیں خدائی کا خانیکو اگر تو ایک سا اشارہ دے زمانے کو بچا پاتا ابد اسرار غیبی کے خزانے کو حیات خضر سبلی تونے ہی ہے زمانیکو کہ رو کا شتر کسا اپنی جوانی کے زمانے کو کما تک دیکھے چشم منتظر آئینہ خانے کو نگاہ خلق سے چھپرے کھا قلم زمانے کو اثر بھرے زبان میں رخ کی ظہیر شانے کو</p>
<p>نہ رو کے زندگی بھر کوئی قوت فکر دنیا کی نقاب حسن معنی جبکہ ہی چاسے اٹھانے کو</p>	
<p>لے صل علی ہمدی دوران ہوا پیدا ارباب نظر صورت دسیرت کو نور دکھو</p>	<p>مسرور و فرخاک علی بھی ہیں نبی بھی یفضل خدا رکھے نبی بھی ہے علی بھی</p>
<p>انداز محبت کے مرادون کو دکھانا ہے رسم کہن لے کا آنا کسی طہرین</p>	<p>یہ وقت سحر سب میں ہے شہور بھانا لے کو کب دڑی سکے دل میں اُتر آنا</p>

جذباتِ روحانی

ہم اپنے جذبِ روحانی کی قدرت دیکھ رہے ہیں
یقین دہل کے قرآنِ دلیں میں بہت مضمون
ہولے شوق کے بھونکے نقابِ شیخ الہدیکے
نتیجہ خیرِ وقت کی شب میں شش تنہائی
لیگا پاٹ بھرا شکِ غم کا بھر خضہ سے
ہزار دنِ فتنے دل کے دیکھے ہیں شورشِ محبت میں
بہت کم ہے جفا سے آسمانی ہمت اُل سے
دور صبر کا کیا حشر ہو گا زندگانی میں
شبِ فرقت کی یہ اندھیا ریاں کمالِ بصرت کی
کبھی تو دامنِ صبحِ قیامت ہاتھ آئیگا
جالِ لہر کا ہلکا سا پردہ درمیانِ رکاب کے
لحد کی تیرگی میں بے تکلف کھول کر آنکھیں
نظر میں طاقت آجانے دیکھیں کے نظارے
نتیجہ غیبتِ صغریٰ کے کب سے کا یہی ہو گا
کسی کو طورِ ہم کو محفلِ جانانِ مبارک ہو
وہ جلوہِ جبرِ کلیم اللہ نبی کو غش میں لایا تھا
سودِ قبر کا پار نیلے کا جلِ شمعِ الفت سے
ماہِ سامری سے راسکے ٹاؤنڈ اکبہ دل کا
چھپائے لاکھ کوئی اپنے دامانِ محبت میں
مبارک ہو جہان میں نیمہ شعبان کی عید آئی
نواذاتِ مطلقہ اور عادتِ مہموم غائب میں

اگر دنیا ہے قائم تیری صورت دیکھ ہی لین گے
کبھی تو کھول کے اسرارِ غیبت دیکھ ہی لین گے
کہ مہرِ حسن کا اندازِ رجعت دیکھ ہی لین گے
خدا چاہے تو زنگِ بزمِ وحدت دیکھ ہی لین گے
یہ ہنگامہ دمِ جوشِ طبیعت دیکھ ہی لین گے
اب کھولنی بھی آتا زہ قیامت دیکھ ہی لین گے
ہم اپنی آذرِ خودِ محبت دیکھ ہی لین گے
یہ مانا ایک دن صبحِ قیامت دیکھ ہی لین گے
سلامت میں جہاں آنکھیں صبحِ صلیت دیکھ ہی لین گے
کبھی تو ہفتِ سہم روزِ رحمت دیکھ ہی لین گے
عجب کتنی انکسے خسار کی رنگت دیکھ ہی لین گے
بہ اطمینان تصویرِ محبت دیکھ ہی لین گے
جوانی کی بھی شوخی و شرارت دیکھ ہی لین گے
کہ ہم آتی ہوئی آخرِ قیامت دیکھ ہی لین گے
حیاتِ عشق میں گلزارِ جنت دیکھ ہی لین گے
ہم اپنے شوقِ باطن کی بدلت دیکھ ہی لین گے
امامِ عصر کی بے پردہ صورت دیکھ ہی لین گے
چلے اور جل کے وہ آبا جنت دیکھ ہی لین گے
خدا نے جو کہ دی ہو وہ امانت دیکھ ہی لین گے
نظرِ اربابِ ہلالِ عیش و عشرت دیکھ ہی لین گے
مرا زورِ سخنِ اہلِ بصیرت دیکھ ہی لین گے

<p>محمد با رھوین رہبر کی صورت دیکھ ہی لین گے امامت آئینہ دار نبوت دیکھ ہی لین گے</p>	
<p>محال عقل کا بطلان ثابت ہو ہی جا لیگا ہوا سامنے میں باغِ خدیجِ حرم کی چلتی ہو چھپے گا چھپنے والا کب تک آخر چشمِ عالم سے وہ وں آئے کہ نکلے ذوالنقارار بابِ بختِ پیر</p>	<p>بشر صورتِ نما سے شانِ قدرت دیکھ ہی لین گے کہ پھر شکامہ انسا مِ نعمت دیکھ ہی لین گے سلامت ہو اگر زورِ بصیرت دیکھ ہی لین گے نبی کی شان اور حید کی شوکت دیکھ ہی لین گے</p>
<p>قصیدے رحمت نورِ خدا میں کہتے ہیں خوشتر اکسیدن چلکے صبح باغِ جنت دیکھ ہی لین گے</p>	
<h2>نیازِ عشق</h2>	
<p>نیازِ عشق و نازِ حسنِ پستان دیکھ ہی لین گے جمالِ عالمِ آرا ذوقِ وجدانی بڑھائے تو نقابِ رُخِ ربوگی کب تک آخر شاہدِ معنی کسی خلوتِ کدے میں لہب کر کے دل کا آئینہ حقیقیِ عشق اور نا کا میابی غیر ممکن ہے مبارک تج کو جلا نگاہِ حسنِ ناز میں پھرنا جنونِ پہرا بٹھا سکتا نہیں چشمِ تنہا پر برنگِ زلفِ طولِ شامِ ہجر اک آدائش ہی تلاطمِ خونِ دل کا ساتھ دے گا ہجر میں کتنا خدا کی چھوٹ جائے یہ تعلق بٹھ نہیں سکتا بہدیتِ رنگی سے اگر چشمِ بصارت کا جمالِ نازِ سوپردہ وں میں بھی ہو چھوٹ نکلے گا بیا کرنا قیامتِ قدرتِ نامہ سے کیا شے ہے</p>	<p>تکھے او چھپنے والے تاجِ امکان دیکھ ہی لین گے بستانِ دیر ہو کر نو مسلمان دیکھ ہی لین گے کبھی تو بطنِ آیتہا سے قرآن دیکھ ہی لین گے کوئی مجموعہٴ زلفِ پریشان دیکھ ہی لین گے اگر ضدِ ابر سے گی حُسنِ جانان دیکھ ہی لین گے نگاہِ شوق کے کارنایان دیکھ ہی لین گے تماشاے گلستانِ ویا بان دیکھ ہی لین گے کسی پر مریزے والے صبحِ خندان دیکھ ہی لین گے نئے دعوے گر لے چشمِ گرین دیکھ ہی لین گے کہ جب چاہیں گرمِ نردنگ جان دیکھ ہی لین گے تو کیا پردے غیبتِ فضلِ جانان دیکھ ہی لین گے تجلیِ چسراغِ زبردِ ماسان دیکھ ہی لین گے پنظر بھی مسیانِ بزمِ امکان دیکھ ہی لین گے</p>

<p>بجست میں ہر اک ششکلی کو آسان دیکھ ہی لینے خدا چاہے تو اک دن ہو سکے قربان دیکھ ہی لینے سینچل آگے نہ بڑھنا ورنہ دربان دیکھ ہی لینے جمال صورت مسکری دوران دیکھ ہی لینے تو چشم دل سے نور مہر ایسا نہ دیکھ ہی لینے کوئی بکچہ منہ رخ یوسفستان دیکھ ہی لینے جہان ہونگے دہان موسیٰ عمران دیکھ ہی لینے کسی دن یہ خدائی راز پنهان دیکھ ہی لینے جمال فکر مخمل میں سفند ان دیکھ ہی لینے</p>	<p>بڑھائی جب قدر روحانیت ایناے فرقت ہے وصال دوست اہل عقل کہتے ہیں کہ ناممکن اربع جذبات کو یوں ٹوکتا ہی کوئی جالامین پڑھا ہی کہ تب نظارہ میں علم الیقین برسوں یہ قدرت جلائے شمع صبح نیمہ شبعبان جناب تر جس خاتون کی آغوش محبت میں جمال اس طفل کار و شکر کون و مکان ہوگا بڑھاتے جالین نظارے کی مشق یا غمیت میں جواب نیشہ غم جو محشر مطلع روشن</p>
--	---

بڑھے جذبہ نظر اسے نور یزدان دیکھ ہی لینے
تجھے بھی ایک دن نزدیک جان دیکھ ہی لینے

<p>مکمل نظم نام بزم امکان دیکھ ہی لینے کہ اہل معنی ایک ایک حرف قرآن دیکھ ہی لینے جو موسیٰ نے نہ دیکھا ہو وہ سامان دیکھ ہی لینے اگر قسمت موافق ہے تو اب جان دیکھ ہی لینے کہیں دیکھا تھا پھر کہتے ہیں ہاں دیکھ ہی لینے وہی انجام میں یہ حسن نہ پسان دیکھ ہی لینے زمانہ صبر کو سرد گر پسان دیکھ ہی لینے بشر مجموعہ اسرار یزدان دیکھ ہی لینے خدائی دور میں اب درایمان دیکھ ہی لینے تھے قدموں سے چنگل کو گلستان دیکھ ہی لینے نصیری کے خدا کا بھمیں اسکان دیکھ ہی لینے کہ چوں میں جلال شیر یزدان دیکھ ہی لینے</p>	<p>جگہ دی تھی اسی دن کے لیے نظر دکھانے کو خط و خال چھ عارض روشن پہ کہتے ہیں پہنسیے گا سامے کا ذرہ ذرہ کوہ سینا پر کہان تک غیبت کبریٰ میں طول انتظار آخر مسلمان ہو کے تقلید کلیم اللہ سے حاصل کیا مگا ہیں جن کی محبوب خدا کو دیکھ بھالے ہیں نقاب حسن یوسف ساز میں جنبش تو پیدا ہو مگا ہیں مرکز روحانیت پر ہو تو لین قائم تری شریف سے مولا حق آیا اور گیا باطل بقائے دائمی تجھ سے بہت بار باغ عالم کی بڑھے جذبہ غلو تو دکناز و دامست سو نظر کفار کی مٹل شعاع ہر کلپے گی</p>
---	---

<p>محال محفل ہے، دیت خدا کی خیر ہو جائے رہے قائم جوانی تیری صبر حسن میں مولا محمد اول و اوسط ہیں اور آخر محمدین نگاہیں بعد دیدار محمد آگے بڑھتی ہیں رہو نگاہ آپ میں نور خدا کو بھی میں رکھوں گا نگاہ عام سے غائب نگاہ خاص میں حاضر فلک سے اتریں تو معراج ہوگی اقتدار کے قیامت تک اگر ہے کوششوں کا سلسلہ باقی</p>	<p>وہ کیساں ہر نگاہ نور یزدان کچھ ہی لینگے بن یغویب کے سوئے کو ارزان کچھ ہی لینگے ہم اس تثلیث میں تصویر ایمان کچھ ہی لینگے دفر شوق میں حاضر اوان کچھ ہی لینگے کہ موسائی مرا کار نما یا ان کچھ ہی لینگے کبھی تقیم اور تخصیص کیساں کچھ ہی لینگے خود اپنے اوج کو عیسیٰ دوران کچھ ہی لینگے یقیناً اک نہ اکدن صلا مکان کچھ ہی لینگے</p>
---	---

نصیر و ناصر ملت سار ہر آگے آگے ہو
 تو محشر محفل ہمدی دوران کچھ ہی لینگے

شوق لقا

<p>شوق لقا ہے: دست حب اپنی کشش دکھا گیا نظروں سے نظر مل گئیں راہیں دونیں ہو گئیں قدرت شوق پر شمار وصل ہوا حیات میں جس کا خیال بھی نہ تھا محل بصر ہوئی وہ رات مثل ہلال سامنے آئے بھی اوچھپ گئے ابر کرم کی شکل سے دور رضا کو چھالیا بادبہار کی طرح آبد و لرزا ہوئی رخ سے نقاب کیا اٹھی جلوہ حسن عام تھا حسن کرشمہ ساز کے دیکھے طلسم بارہا خیرہ کاری کلیم ہوش کے پہلے جل رہی بنگلے شمیم پیر میں ساتھ تھا ماہِ مصر کے</p>	<p>جہن کے نقاب جس سے جلوہ نظر تک آ گیا پردہ غیبت اٹھ گیا نقش دوئی ملا گیا حوصلہ محال عقل رنگ وفا جما گیا جس کی امید ہی نہ تھی شوق وہ دن دکھا گیا ٹھوڑا ساحن التفات کام ہمت کچھ آ گیا جس کی طرنت برس بڑا دل کی لگی بٹھا گیا بلغ جہان کو روکش بلغ جہان بنا گیا دامن چشم منتظر اپنی مراد پا گیا پہننے کو یہ رُلا گیا رونے کو یہ ہنسا گیا پردے میں صاعقے کے جہاں جھک دکھائی نکلا تو چشم شوق میں صوفیہ زرا گیا</p>
---	---

عشق جنون نہو یا کچھ اور اپنا عقیدہ اپنا دل
اہل نظر کے واسطے سرمے کی کھول دی نکاح
جس سے خلاص ہو گیا او سکون لایا غلام
حسن کی دلیر بیان عشق کی جاگداز بیان
فرش پتھریاں رات میں وہ جوداوی خواب
وصل میں دست یار پر رنگ خنا بنا تھا وہ
حسن وہ ہے کہ عشق کے زاز نہان بتا دیئے
اسکے سبب سے وصل کا تذکرہ با اثر ہوا
اسنے غریب قیس کے دل کو لٹ دیا اگر
اپنا جمال قدرتی اسنے دکھایا رات بھر
چشم و فابریست کی اسنے نگاہ دروہین
عقدہ کشائے روح تھا اسکا جمال ہر نفس
اسکا کرشمہ یہ ستم جس سے بچا نہ ماہ مصر
اس سے تصورات کین قدرت بے فنا ہوئی
بستر خواب ناز پر وہ جو ہے برہی زلف
ملکے خرام ناز سے اسنے جو ڈھائیں آئین
خند و گل کی شکل میں اسکا ہوا اگر طور
دیرو حرم کا اختیار اسے بتوں کو دیدیا
تیغ جھانکے آب کی اس سے بڑھی جو آبرو
عصرہ جلوہ گاہ میں وہ جو غور ناز تھا
نیکے کسی سے کس طرح جیتے ہیں اس سے پرچھے
ہند نقاب دوست میں اسنے جو ڈال دی گرہ
خواب شباب نیکے وہ باغ میں بچو دی چھٹا

ہم یہ کہیں گے آنکھوں کا علم یقین بڑھا گیا
سمجھے نہ چشم بد گمان طور کا دل چلا گیا
جسپہ یہ مرہبان ہوا پھر کے شباب آگیا
کشتوں کو وہ بنا گیا کشتوں کو یہ مٹا گیا
پردہ جذب وصل میں آتے ہی یہ جگا گیا
فرقت دلربا میں یہ دل کا لہو ہما گیا
عشق وہ ہے کہ حسن کے راز خفی بنا گیا
اسکے سبب سے ہجر کا قصہ فرغ پا گیا
آکے یہ جی بہنے کو راہ جنون دکھایا
قبر شہید ناز کی شمع جو یہ بجھا گیا
قلب کے مرتبہ کو یہ کہے سے بھی بڑھا گیا
زلف سیاہ تاب میں دل کو جو پھینکا گیا
اسکا فریب وہ بلا جس میں فرشتہ آگیا
یہ جو خیال دوست کو روح روان بنا گیا
یہ کسی خفتہ بخت کو تابہ سجھا گیا
اہل فنا کی سیکڑوں تروتین یہ مٹا گیا
بلیوں کو چین میں یہ طرز نشان بنا گیا
دیدہ دل میں آتے ہی اپنا یہ گھر بنا گیا
خون وفا کی شکل سے یہ رگ جان میں آگیا
شوق اتھائی دوست کو اور بھی یہ بڑھا گیا
چھٹ کے کہیں سے کس طرح مڑتے ہیں یہ بنا گیا
پردہ عجب غیب کے آنکھوں سے یہ ہٹا گیا
کلمہ وفا میں آنکھوں کی فہم آگیا

<p>اسکا ستم وہ لطف عام سیکڑوں کو جلا گیا اسکا یہ لطف جلوہ ہمدردی دین دکھا گیا ویدر دہل میں دامن اپنی جلد بنا گیا واقتمہ کلیم و طور آج فروغ پا گیا محبت حق جان میں کتم عدم سے آ گیا دامن آرزو سے عشق اپنی مراد پا گیا عشق نہ تاب لا سکا شہر چشہ اٹھا گیا عشق خدا کے فضل سے راہ جان دکھا گیا عشق کا زور دیکھئے کلمہ ہمیں پڑھا گیا عشق مسیح و خضر کو عمر ابد دلا گیا بزم دلا میں محشر آج رنگ سخن پا گیا</p>	<p>اسکا کرم وہ قہر کتنے ہی حبیب مرٹے اسکا یہ ظلم پردہ غیبت اٹھنے نہ تا ابد جلو بھی وہ کہ روح حسن جلوہ بھی وہ کہ جان عشق شوق نقاب میں اہل دل نگاہیں کو تھے ورنہ یہ وہ نوید عام ہے جس سے زمانہ جاگ اٹھا بند نقاب حسن کے ناخن شوق سے کھلے چشمک حسن آمد محبت حق ہے خلق میں برق جلال حسن نے اپنا فریفتہ کیا حسن نبی کی شکل میں لایا عدم سے آپ کو دیکھا جو حسن بے فنا ہو گئے آپ پر فدا مطلع تازہ یوں پڑھوں جو شبنم جو شمع اٹھ</p>
--	---

پیش بنگاہ مسکری وہ گل نہ جس آ گیا
جو کہ عرب سے تاج گلشن دین لگا گیا

<p>ہر گل تر کے چہرے پر رنگ بقا جا گیا شکل حبیب کبیر بزم جان میں آ گیا میشل علی تہمتی شان خدا دکھا گیا دور جان سے کفر کا نام و نشان مٹا گیا اہل نظر کو دجال ایک جگہ دکھا گیا جوش پہ جوش متصل بحر کرم میں آ گیا چھپ کے بنگاہ خلق سے شان خدا دکھا گیا جو کوئی ہنستے بولتے ناز و نفا اٹھا گیا حب علی کی شکل سے خانہ دل میں آ گیا کیا کہیں اسکو چھپ کے جو کار خدا دکھا گیا</p>	<p>دور زمانہ کی بار جس کے قدم سے برقرار صل علی کر شورش کیے کہ بت بھی چونک اٹھ مرے جلے بیسیوں بنے بنائے سیکڑوں بام حرم پہ دی اذان حق کو عروج دیدیا ہاتھ میں تیغ حیدری سر پہ عامہ نبی اہل غرض نے حب لکھی حالت دل عرض میں حسن سے کیوں نہ وہ کام ہمیں مناسبات ہوں اسکی شاع زندگی خیر میں صرت ہو گئی بارہویں ہفت ہو گئی کیوں نہ منجی ہوئی ہورہ کتا ہے دل علی کو شکل وہ ہے نبی کو</p>
---	---

جلوہ احمد و علی ایک ہی شکل سے عیان ہاتھ میں ذوالفقاری فتح کے باب کُل گئے سب سے الگ یہ معجزہ سب سے جدید و ش حسن شباب وہ ملاجھکی زوال ہی نہیں جملہ صفات انبیا ایک ہی ذات میں نہان چہرے پر خال کی عنیا شرق سے غرب تک گئی محشر امام عصر کی معین میں طول تاکجا	اہل نظر کی آنکھوں کو عرش برین بنا گیا جوش شباب قدرت شیر خدا دکھا گیا پیکر روزِ حشر کو ٹھوکروں سے جلا گیا سیکڑوں دل فدا ہوئے سامنے جبکہ آ گیا اپنا ہی نقش اعتقاد اُمتوں پر جما گیا نکتہ سورہ قمر صحر کی ضو دکھا گیا رات بہت گزر گئی نیند کا وقت آ گیا
---	--

شکل امام منتظر روئے دعا نہان ہے
دل کی صدا سہ ہر نفس مانگا تھا جو وہ گیا

دینا قیام ثانی عشر عجل اللہ ظہورہ

جس جوتے دوست میں پُر نور ایسا دل ہوا بند کی چشم تامل اور بیڑا پار تھا ہر قدم راہِ محبت میں تھا صحرایِ عدم صدائے ایسے ذری کی خلقت بیگمزل معجزہ ہے دل پیدا ہو جو حسن التجا تسفرِ خفا ملتا ہے میانِ حُب و عشق قیمتِ فولا دین ہر وقت کی ہی ہر گزست شامِ وعدہ آمد جانان کی شد ہی خوش اس تمنائیت اب آتا ہوا اب آتا ہوا کوئی اس تصویر میں ملیگا کو کب دُوری ضرور اس سرت میں کہ آہو بچا کوئی محبوبِ خلق نعرِ شہاب ہوئی راہِ حقیقت میں خال	جذبہ باطن چراغِ جادہ منزل ہوا قلزمِ امیدیوں سمٹا کہ بس ساحل ہوا مرحلہ آسان جو سمجھتے تھے وہ مشکل ہوا جو تھا اک آشوبِ بادی وہ میل دل ہوا دیکھئے لکنت پہ بلوہ طور کا بسمل ہوا خونِ رگ جان کا شمارِ خیرت آہ ہوا پہلے آئینہ بنا بنکر جو ٹوٹا دل ہوا دل کا نلوتِ خاشا آخرِ رکش محفل ہوا دور چشمِ قنطر دیدار کا محفل ہوا سینہ پر داغِ شمعِ ہجران مہ کابل ہوا بچہ فرقت کا شالِ معوی باطل ہوا فت الحُم آں محمد رہبرِ کابل ہوا
--	--

<p>گوشہ گوشہ سامری کا عرش کی منزل ہوا جس کے دم سے صورتِ حریف غلط باطل ہوا جس کے باعث عالم اسکان میں جن و نسل ہوا سراٹھا نافستہ محشر کو بھی مشکل ہوا جس کا جبر عرش خدا پر زینت مہفل ہوا دورِ امامت کا حقیقت یہ کہ اب کامل ہوا زینت کا خلعت زمین کے جسم کو حاصل ہوا جو ہوا ان میں کا مولود حرمِ دل ہوا شعر جو محشر بڑھا وہ زینت مہفل ہوا</p>	<p>چشمِ باطن کو ہوا نظارہ نورِ خدا گود میں زجس کی ہے ہنام و ہم شان نبی آج وہ ہے زیب آغوشِ جنابِ سکری جنش گوارہ اللہ کیا قیامتِ خیر ہے آج اس بندے کے لئے ہیں خدائی ہن قدم ہئے مانا ہو چکی تکمیلِ دین روزِ خیر روزِ میلادِ امامِ حی کی برکت دیکھے بعدِ میلادِ علی کعبہ نہ چھوٹا آج تک مطلعِ تازہ در گوشش احبا ہو ضرور</p>
--	---

ہام آل محمدؐ کا قاتل ہوا
ذو الفقار حیدر کرار کا حامل ہوا

<p>اس تخی کے آستان پر جو کوئی سائل ہوا اقتدار سے خستہ طالعِ سرکہ کا ریل ہوا جو نفس تھا باعثِ نزدیکی منزل ہوا بطنِ مادرِ مین و مین قرآن کی منزل ہوا کون حضرت کی طرح سے سالکِ راجل ہوا پر تو مرضی حق آئینہ دارِ دل ہوا اسکا جینا ہو کہ مرنا سہمی لا حاصل ہوا عالمِ ہستی میں وہ فرزانہ دعا قیل ہوا دوزبان سے کلک معنی آفرین قابل ہوا سانس لینا اب نصیری کو بڑی مشکل ہوا پھر کہیں روحِ الامیزِ بدینہ خدا کا ریل ہوا ہو گیا زندہ جو پہنچ ناز کا سہل ہوا</p>	<p>کھینچی دستِ جود سے تصویرِ شرحِ انا اللہ اللہ کیا ہی جاگے خضرِ علیؑ کو قیاب طولِ غیبت سے کھلایا امرِ راہِ زیست مین سورہ قدر آپ کے ورد بان تھا نفس راہِ غیبت کیسی آسانی سے طے کی نا بد آپ کے نذر و لا کو جب خوشی سے ہی گلہ جس نے جھوٹوں ہی کیا مولا کا انکارِ جود ہو گیا جسکی زبان و دل سے قرارِ جود صورتِ زیبا ہے یا تصویرِ اسرارِ قدم منظرِ اسرارِ قدرت یہ بھی ہیں شل علی آج پھر ہو شور اُنتم علیکم تعین حسنِ ہیں ہی قدرتِ احیائیست یونان</p>
--	--

نام نامی سے میسائی کی تاثیر میں عیان
 جمع اوصاف خدا داد آئندہ رہنمائی میں
 خدمت مولا سے ادا بھی سلیمان ہو گیا
 جذب اوصاف خدا کو بارہویں آئی بخت
 دیکھ سکتا صاحب معراج کے پوتے کو کون
 ذوالفقار پاک کی رفتار سے حشر آگیا
 دیکھ کر ہنسل و ہنس نام محمد کا جمال
 عشق مولا کی نہ دل سے جو چھانی نہ قدر
 آفتاب و نجم اگر آئے تو اسکا فز کیا
 آپ کو دے کر عریضہ جس کی برائی مراد
 آپ کے شیدا کا امن قمر گزار بہشت
 آگیا آنکھوں سے دلیں نورین بوزار
 یہ عریضہ ہدیہ محشر ہے لے بھر کر م
 ہو اگر چشم عنایت بڑھکے دین جین مید
 رہبر ملت جناب مولوی ناصر حسین
 وہ ادیب مکتبہ پروردہ فقیہ اہلبیت
 یوں کی تفسیر آئی جاہل فی الذہن کی
 قوت تقریر و تجرید اللہ اللہ کیا کہوں

جب بکار اٹھا کوئی در دنیا زائل ہوا
 فخر سے قرآن جن کا حامل منزل ہوا
 مدحت شہ جس نے کی وہ قبل باذل ہوا
 حکمران سہمدی یہ خسر و عادل ہوا
 اسلئے عینیت کا پردہ بیچ میں حاصل ہوا
 کفر کا پیسہ بزرگ طائر بسبیل ہوا
 غلامین پھر مائل نصرت علی کا دل ہوا
 قی خانہ دو فرشتوں کو سپہ بابل ہوا
 آپ کا گھر ہے وہ گھر قرآن جہان نازل ہوا
 عالم خود بخود مین وہ دریا دل ہوا
 آپ کے دشمن کا مسکن دو رخ سا فل ہوا
 اب یہ گھر کعبہ ہے یا قرآن کی منزل ہوا
 نظم کے پرے میں ظاہر مدعاے دل ہوا
 گو ہر مقصد سے ملو دامن ساحل ہوا
 جن کو محفل میں ہر اک اہل سخن باذل ہوا
 جن کے دم سے ہر غزل گو عارف کامل ہوا
 بس خلافت کا علی کی غیر بھی قائل ہوا
 جو کیا دشمن نے دعویٰ دعویٰ باطل ہوا

یارب انکے دونوں فرزند دن کو دکھلا دو دن
 سب بکار اٹھیں کہ ہر اک عالم و عادل ہوا



جلوہ طور

نہیں نیند آنے دیتی حسرت دیدار جانہ
 کہا تیک سنگ طور شوق سے لکراؤں ہر آخر
 خدا ہی خیریت رکھے اب لعل جبریل بتیابی
 کہا تیک انتظار آخر خیم شوق اب رات بھتی ہی
 بس ای شوق نظارہ آتو آنکھیں بند کرنے دے
 تلاش دوست میں اُجڑا ہوا دل قمر ڈھاتا ہی
 آگاہ ہر اہل سہل کہ دیکھیں روزِ ششرا کو
 تراوشے خوناب جگر اور چشم پر ہم ہی
 حجابِ تسلیمت میں دان بنگاہ شمع پوشیدہ
 وہاں یہ حکمِ شمعِ حق جتنا ہو سکے چھپے
 وہاں فضلِ خدا سے وہ مقلد "لن رانی" کے
 فراقِ کپک بھی بان ہی جوابِ غیبتِ کبریٰ
 ادھر شل سہ نوخمِ شوقِ آستانِ بوسی
 بدوقِ حجبِ چنے بیان لاکھوں کنوین جہان کے
 عریضہ لکھ کر ان ہم مایس سے کچھ اور کھو بیٹھے
 وہاں دنیا منور انکے شمعِ حاض سے
 بنگاہِ لطف میں دانِ لطفِ فیضِ شہد کوثر
 بنائے کعبہ شوقِ حقیقیِ حق سے اُنکے
 ادھر تابان ہی رخ سے نورِ اعجازِ میحائی
 ترقی پر حیاتِ خضرِ عیسیٰ اُنکی برکت سے
 ادھر ہی درہامِ بادہ دیدارِ محفل میں

سنا لختِ فحشہ حضرت موسیٰ کا افسانہ
 رہوں تا چند نورِ داوی امین کا دیوانہ
 خلیلِ دل ہوا ہی شمعِ نظارہ کا پروانہ
 اجازت دے تو اُٹھ کر بند کر لون ایکل شانہ
 کہ داماں نگہ برکنج گئی تصویرِ جانانہ
 جدھر جا ہوں میری ساتھ ساتھ آتا ہی پرانہ
 خدا کیواسطے پہننے دے طولانی یہ افسانہ
 دل پر شوق ہوا اور جوش دیدِ حسنِ جانانہ
 یہاں ارمانِ شوق دیدِ مین ہر نالہستانہ
 یہاں قولِ سیزینِ عشق ڈھونڈھو بجایانہ
 یہاں پیشِ نظرِ ناکامی موسیٰ کا افسانہ
 قیامت پر وہاں موقوفِ لطفِ صہلِ جانانہ
 جہاں افروزِ ادھر خورشیدِ اقبالِ ملکمانہ
 ادھر پہ نہ قیامت تک تبلا بیٹے کا شانہ
 جواب آیا بھی دان سے تو جوابِ دلِ بلبلانہ
 یہاں افسردہ دلِ شل چراغِ عمتِ روانہ
 یہاں گردش سے شہمت کی شکستہ دکا پیانہ
 تصور سے خراب آبادِ دل اپنا صحنہ خانہ
 دثارِ شمعِ غم ہے روحِ ادھر مایند پروانہ
 یہاں اک سپہیں دم ہی تو وہ بھی ہے بیکانہ
 یہاں گردش سے شہمت کی شکستہ دکا پیانہ

<p>ہی ہی طرز آزادی ہی اندازِ زندانہ زرا مجھ سے ملا تو او سنگ چشمستانہ ہے تا حشر آگہی گرمی باز اسجستانہ بڑی مشکل میں چھوڑا حضرت اعظمی یارانہ راہ ہے مدون تک ساتھ تو یہ کار قیابانہ بجھ جو شش کھلا تو بھی انداز کرمانہ کہ میخانہ میں آیا چھوڑ کر راہ صحنانہ مرا تقویٰ ہی آزادی مرا مذہب ہی زندانہ سے دیدار سے مدی میں کے ہوں میں شانہ اسی نشے میں دونا ہو گا جوشِ صول حجابانہ اسی نشے میں بھر جائیگا چشمِ بول کلیانہ نقابِ شاہِ مقصود اٹھلے بے حجابانہ اٹھو نگا جھوٹا کنج لہر سے جبکہ مستانہ سرمدی دین پر ہو گا اکیلے ملوکانہ ادھر حشیں ملوکانہ اُدھر دربارِ شامانہ کہ جسکے سامنے حق نہ کنگان ہوں فسانہ جمال شاہدِ مدحت دکھا دو بے حجابانہ</p>	<p>بُری قسمت سی لیکن بچاؤن تو میں ساقی کو کمان ہو ساقیا ہیشیا ہر خواب جوانی سے دکھا دے آفتاب ساغرِ گل رنگ کی طلعت طوافِ میکہ کو خوبی تقدیر لائی ہے بہارِ وصل میں ظالم نے کیا کیا آفتینِ طہائیں بقدر شوقِ دل کو آج ذوقِ بادہ نوشی ہو ہوا دل کی بدولت پہ گناہِ فاشِ ہوساقی غلابِ دین و دنیا ہانتا ہوں پابندی کو مری لایعقلی کو دیکھیں سب چشمِ بصیرت سے یہی نشے ہی میلِ منزلِ مقصود کا رہبر اسی نشے کی لغزش جھکو پھپھائیگی کوثر تک اسی نشے میں دوسرے ہونگے ارمانِ یزدل کے اسی نشے کی ہوگی انتہا صبحِ قیامت پر تہِ فرمانِ حق ہوگی حکومتِ ملکِ مسکون کی زمین و عرصہ محشر کی رونق دیدنی ہوگی دُناؤ محشر ایسا مطلع پر نور و باشوکت کلم طور اوجِ نطق کے ارمان بکھنے دو</p>
<p>اگر ہو مجھ سے لے شیخِ کرم کا رسیخانہ پڑھے کلہاڑا شلِ نقیری روحِ پرواہ</p>	
<p>اسی صورت کے اکھا چشمِ بنیامین ہو کاشا عبادت گاہِ عالمِ سورت کعبہ ہو تھانہ جو دیکھیں چشمِ حتم میں سے تراد بارِ شامانہ خدا فی بصرِ پیمبر اور بھر صورتِ فقیرانہ</p>	<p>دل پر شوقِ مین جب کہ عشقِ حیدِ صفہ اگر شل یا شہرِ سیرے ای مولا قدمِ آئین راہِ ضلّہ پھر سنسان چشمِ سلیمان میں لوہین کو نہ کہ تسمیر امیر المومنین تسکو</p>

نہ ہوتا اے گل خوبی جو تیرا دم زمانے میں
 دم تعلیم تھکے ہو اگر شان علی ظاہر
 یہ سب صدقہ ترالے جانشین ساقی کوثر
 نہیں بھرتا ہو باران آب رحمت حق سے
 حکم کچھ ہرے جو تیرا عدل بزم عشق میں آکر
 قدم رکھے جو اگر تیرے دشت رہنمائی میں
 سر قرآن ہو جس صورت کو سیم اسد کا جلوہ
 خراج ملک مغرب کیے حاضر ہوش غاور
 ہرایت تیری اے مولا جو شکل کفر کو بدلے
 فرزان ہو جو شمع حسن مولا بزم عالم میں
 قطار اختران سیم و زر سائل کو دیتا ہو
 کبھی بھرتا نہ دامن نقد عمر جاودانی سے
 چربہ برلاقبال سلاطین صانت اوط جانین
 کسے حسنت روح ضیہ حق فرط شادی سے
 ہلال عید ہو سسکی نظر میں جلوہ ابرو
 دل کا وزین کو مہر کی صورت سی لرزہ ہو
 تجلی زار ہو تنیدیل عرش کسب لائی سے
 کھلین انکی بھی نکھین تیرے خورشید ہریت سے
 مجھ کیون نہ کیے صدق دل سے بھجولے مولا
 مثل یہ است ہی اول باختر نیلے دارد
 اگر نام خدا وہ باعث ایجاد عالم تھے
 بقائے ملت اسلام تجھ سے تاقیاست ہی
 محافظ پیکر ایمان جن و انس کا تو ہے

بہار صبح محشر تک اگ سکتا کوئی دانہ
 دل پر شوق کو جبریل سے دین جائے نذرانہ
 ہم ایسوں کیلئے جنت نبی ہو بزم زندانہ
 وسیع آنا ہو لے مولا ترا صحن جلوخانہ
 مثال رشتہ وصلت ہو بیان شمع و پروانہ
 معلّم عقل کل کا ہو بھی مجنون سادیوانہ
 فریق فرق انور پر ہی دین و سیم شاہانہ
 اگر ہو شکم فرما تیرا جلال ملک کانہ
 ہیولا لے دل کمون ہونا قوس صحنخانہ
 بلا گردان جلال بوسفی ہو شیل پروانہ
 پتیری تیرے بخشش نے دل پایا ہو شاہانہ
 ترسے در پر اگر آتے نہ روح اللہ گدایانہ
 اگر شمشیر زان ہو تیرا جلال ملک کانہ
 قدم رکھے اگر تو جگہ کی سید نہیں شیلانہ
 مریض غم کو لے مولا جو تو دیکھے مسعانہ
 جو میدان و غامین تو کرے نعرہ دیوانہ
 تراقبال اگر ہر پا کرے جشن ملک کانہ
 برنگ سایہ جنگے ساتھ ہی رفتار کو روانہ
 زمانے سے یہ کہتا ہی تر حلق کر عیانہ
 تراعب وزارت اٹکا ہی اجلال شانہ
 تو قائم نیلے قدموں ہی اس دنیا کا کاشانہ
 جو وہ تھے ناخ قانون ادیان قدیمانہ
 شادی گر انھوں نے سوت اہل صحنخانہ

<p>دل عالم میں گرائی محبت نے جگہ پائی خدا نے تجھ کو عالم میں کیا ہی حافظ قرآن اگر تجھے ہائشیں انکے جناب حیدر صفد ید طولا اگر شق القمر میں انکو حاصل تھا ترے سر پر بھی ہر دم سایہ دامان رحمت ہی داغ افروز اگر خوشبو وہاں تھی محکم لہر کی اگر ہی قبضہ قدرت میں انکے بادہ کوثر اگر دان مصلحت نمی جسم کے سایہ ہونے میں تقابل کب تک محشر فضیلتی ہو لا کا دم حیرانی عقل و خود ا بجا زہی بہتر تو لے شاہ دو عالم عالم علم لدنی ہے زبان کو باز رکھ لکھنا اب تکلیف بجا ہے غضب نڈھیر کر رکھا ہی فوطا ماردی نے</p>	<p>ترا ای نور حق چہر چشم میں ہر کاشا بہین اگلی کتابین در میں انکے جو منام خدا کا تو ہی نائب ہے فروغ بر شاہانہ تری شمع تجلی کاش خا در ہی پروانہ جو دان تھا ابر سر صورت چتر ملو کا نہ دل پر صف ہی تیری نیلے پلیر میں کا دیوانہ تری صہبک الفت سے بھی اک عالم ہشتانہ ترا پوشہ رہنا بھی ہو اک فعل حکیمانہ داغ و دل ہو کب تک منظر انداز فرزادہ حضور خسرو دین عرض مطلب کر گدایانہ میں چہ پیشین خود عطا کر دیکھ کر صورت فقیرانہ سپاس قیمت بابر گشتہ میں ہوں شل دیوانہ ادھر بھی ہاں ذرا اک جلوہ چشم کر گمانہ</p>
--	---

یہ مع نور حق ہی جلوہ طور سخن مختصر
نہ کیوں رخ نگاہ چشم موسیٰ بھی ہو پروانہ

در شای صلا النعمان عجل اللہ فرجہ

<p>کیکی دوستی میں دشمن جان آسان کیوں محبت میں میری شوریدگی عین فرست ہی نظام کا نہ ہستی پندنا صبح سے بگڑتا ہے مخالفت اور موافق دونوں کی صحبت از آیا دفا کی داد شق خامشی سے مل ہی جائیگی دل مردہ کو دقتا یا ہے کو سے تیرہ بختی میں</p>	<p>بلائے عشق کیا کم ہے بلائے ناگمان کیوں نصیحت گریسے حالات کا دور جان کیوں برا ہو وصل اگر تو اتحاد جسم و جان کیوں کہ کوئی مہربان کیوں ہو کوئی نامہربان کیوں بزرگ شمع سوز باطنی صرف زبان کیوں کسی رہر کی ٹھوکر مانع خرابی ان کیوں</p>
--	--

خلیل دوست کو زندان تنہائی مناسب ہو
مری ز قمار ظاہر کر رہی ہو دشت الفت میں
خیال و صعداری عین ہر ہنسی ہو الفت میں
ہمیں بھوڑینگے سر اپنا کہ مٹا سے وفا یہ ہی
نظر کیوں ہو تلاش دلیں سوئے گیسوئے دلبر
زبان پر ہو گانا مودت اگر سو بار کشتہ ہوں
قیامت بھی کین آئیگی تعجیل ہی کیا ہے
رضائے بہت میں بیاہری دخل شوق و بیتابی
شکستہ دل ہوں میرا خون ہی زاہد کی گردن پر
مرا جب ہو دعائیں دے گی کی سر مہری پر
میں خود ہی شوق سے آیا ہوں ہر گردن ہونیکو
اگر سیلاب دل کشتہ ہو جلکر سوز باطن سے
اٹھاندا ستم پر ہوا بہانت بہت دل کی
دلخ و دل ہر اک کو مختلف بخشی ہیں خالق نے
جہاں شاہد مقصد سے مجھ کو عشق نہ آئیگا
میری چشم حقیقت میں مین ہو دلبر جدا گانا
وہ دلبر عید ہی دین نو چشم حیدر و نہرا
رضائے ادب اپنے سر تسلیم خم کر لیں
خدا نے اسلئے غائب کیا ہنگام احمد کو
حنیا باری ہے بان اس کو کب بچ اماست کی
مٹا رت غلط کی طبع باطل حق ہو اظاہر

مثال حضرت یوسف شریک ارمان کیوں ہو
زمین کیوں پاؤں کو نیچے ہو سر سیمان کیوں ہو
وہ بکروں بار ہا ہم پوچھے جائیں سر لان کیوں ہو
جبین اختیار کی اور انکا سنگ آستان کیوں ہو
تلف ہورات کو جو چیز بھر اسکا بیان کیوں ہو
نصیری کی طرح میرا مکر راستان کیوں ہو
زبان پر شکوہ انداز جو رہا نستان کیوں ہو
وہ نہان ہوں تو کیوں کیوں کہ پردہ میان کیوں ہو
کوئی اللہ والا مانع عشق بتان کیوں ہو
ہنگلہ سوز شکوہ قلب صرف نہان کیوں ہو
زمین کو چڑ جانان جواب آسمان کیوں ہو
یرنگ شمع شعلہ کیوں اٹھو بھکھو ہوا کیوں ہو
کھلے جب ہاتھ قاتل کا تو شو لا مان کیوں ہو
کلمہ اللہ کی صورت سے میرا امتحان کیوں ہو
پہلے کر دیکھ لے برق تجلی بد گمان کیوں ہو
وہ دلبر نور خالق بے وضو صبا بیان کیوں ہو
زمین ہو عالم اوار جس سے وہ نسلان کیوں ہو
کہ بے نفیسم آخر ذکر مہدی زمان کیوں ہو
کہ راز عاشق و معشوق لاکھ نہیں جہان کیوں ہو
ہماری بزم میں خوشید خزان فہوشان کیوں ہو
کسی بکریں یہ دنیا میں کوئی نامہ لکھ کیوں ہو

سخن سخن کو لے محشر سنا دو مطلع و لکھ

نہو طاق تکلم کی تو بھر منہ میں زبان کیوں ہو

ازل سے جو کہ زمین ہوئے آنکھوں کے نہان کیوں ہو
 کہ مولا دشمنان دین کو اب ہم بھلا مان کیوں ہو
 غلاموں کی تنہا پرہ و لمین نہان کیوں ہو
 مسیحا سے بھی بھرا نڈا سے درد دل بیان کیوں ہو
 زلزلے میں کسی کو خواہش لیج گران کیوں ہو
 میسائس قول سے مجھ پر نصیری کا گمان کیوں ہو
 کیسے رو برو پھر آرزو سے دل بیان کیوں ہو
 فرشتہ ہی ہی لیکن ہمارا راز دان کیوں ہو
 یہیں مطلب نکلیجائے تو پھر شوقِ جناب کیوں ہو
 فرشتے خود ہی منصف ہوں کہ ناراں کا گمان کیوں ہو
 نظر میں کچھ بھی اسکی عزتِ شاہنشاہ کیوں ہو
 مبدل اب عزتِ رنگِ بستان کیوں ہو
 مسیحا و خضر کو نازِ عمر جاودان کیوں ہو
 فنا کے بعد اسکی خاک بربادِ حمان کیوں ہو
 دلون کو عاشقوں کے شکوہ جو رتبان کیوں ہو
 نشیمنِ بلبلوں کا بڑق کے ہاتھوں خزان کیوں ہو
 گمان کم ہوں کو کچھ اور سے کمشان کیوں ہو
 جہازِ ہستی اہلِ جہان پر بار بان کیوں ہو
 کسی پر رازِ معجبہ حقیقی کا عیان کیوں ہو
 کسی بندے کو اسکی بندگی میں خوفِ طاب کیوں ہو
 گنگارِ دن کو بارِ فستِ عصیان گران کیوں ہو
 خدایا جسے مشتاقوں کی محنتِ رایگان کیوں ہو
 جلالِ انکا ہمارے دیدہ دل سے نہان کیوں ہو

خدایا جسے نہان نورِ مہدی نہان کیوں ہو
 زبانِ ذوالفقارِ حیدری کا یہ تقاضا ہے
 خدا کے حکم سے فرساید رس آیا زمانے میں
 حکیم روحِ بخش ایسا ملے جب حاضرِ غائب
 نگاہِ فیضِ حضرت کی طلا ساز مس دل ہو
 تعالیٰ اللہ جلالت سے مرے بھی غائب بھی ہیں مولا
 جب ایسا بادشاہِ دین و دنیا ہو کہو لجاؤ
 یہ خود پہچان لین گے قوتِ علمِ لدنی سے
 مبارک بادِ بلغِ سامرہ کی سیرِ شیون کو
 زمینِ سامرہ بھی نورِ حق سے ہو گئی روشن
 میسر جس کسی کو ہو حضرت کی درانی
 قیامِ سردی ہے قائم آلِ محمد سے
 انھیں کے اتھارِ دید کا سارا تصدق ہو
 میسر ہو جسے از بنگلِ دامانِ حضرت سے
 کیا کہے کو جس نے پاکِ ہمنام آگیا اسکا
 بسیر کی اگر بستانِ لطفِ مہدی دین میں
 زمین کو چڑھ مولا کے یہ تھوڑے سے ذرے ہیں
 محیطِ دھند میں موجود ہو جب اک انپا
 وہ ہیں این غیبتِ مولا سے جو انکار کرنے ہیں
 خدا کے فضل سے جو ہو مسیحِ عیسیٰ ورن
 شفیعِ امتِ عامی کا ہمنام آیا دنیا میں
 پئے دیدارِ مولا قیدِ ہستی میں ہے ہر دن
 بیانِ تابِ تحملِ چشمِ موسیٰ سے زیادہ ہے

مرا دین آئین اگر قیمت سے آنکھیں جا رہیں خس خاں عالم سے برق تابانی ہو جو اسے محشر ہمیشہ خزن رہے شیدا تر عالم میں لے مولا	سمجھ لیں بے کے احوال از دل بان کون ہو و فور عیش میں ایذا سے جو کہ سماں کون ہو عدو مانند کافر کے بھی پل بھر شادمان کون ہو
کبھی کے اور کہیں کے ہم ہیں تیرے جاننے والے بڑھاتا ہے اقبال کو اور بھی یہ پردہ غیبت	قطعہ ادا پہچانے والے نظر پہچانے والے نہ مانے کوئی ماین گے وہ ہیں جو ماننے والے

کرم کا نام لکھنا عین کمال ہے

فائل مختار ہوں فوق نظر پیدا کروں بل رہے گی داؤد لہری کے پروانے بہت چھٹرون ناموں سے کیوں افسانہ حسن قبح کا جلدا دا ہو جائیں یارب واجبات حسن و عشق در حقیقت سایہ سیکر بھی تنگ روح ہے دوست کی غیبت میں یوں نہیں نظر احوال ہو اگر ترک مولات ایک عالم سے تو ہو پردہ امکان اٹھے گا ہوگا دیدارِ جمال جہہ سائی در در لہار ہوگی یا نہیں دوست کی خدمت تاب جلوہ ہو تو پھر اٹھے نقاب پڑھ لے بے دیکھ جو شب کو فرح حال اہل دل شوق کے آگے غم فرقت کی گھڑیاں کچھ نہیں حکم قدرت بھی یہی ہے ذوق طینت بھی یہی شاہ مقصد کا جلوہ آنکھ تک آنے کو ہے بات جو بکھلے دہن سے لن ترانی کا ہو عکس	پھر نظر میں کوئی روحانی اثر پیدا کروں شمع محفل کی طرح سوز جگر پیدا کروں اس سے کیا حاصل کہ بحث غیر و شر پیدا کروں درو دل پیدا کروں پھر چارہ گر پیدا کروں کیوں رہ اسنت میں کوئی ہنس پیدا کروں دل سے آہیں اور آنکھیں ششدر پیدا کروں واہمہ جس کو نہ پائے ایسا گنہ پیدا کروں کیوں نہ میں بھی دعوت علم انظر پیدا کروں اذن دے خوش قسمتی تو در رہ پیدا کروں مجھ کو یہ کاوش کوئی آئینہ گر پیدا کروں ڈھونڈھ کر عالم میں ایسا باخبر پیدا کروں شام کے ہوتے ہی نورانی سحر پیدا کروں قلب میں حب امام منتظم پیدا کروں دنکی یہ کوشش کہ جذبات نظر پیدا کروں گفتگو میں اتنا روحانی اثر پیدا کروں
--	--

جسکی دنبالہ دوی میں خضر بن علی کے ساتھ راز آبادی کا پنہان خانہ ویرانی میں ہے کلاب کا حشر دوم تحریر مطلع قول ہے	اقداس کے واسطے وہ راہب پیدا کروں چھوٹ جائے گھر تو اُنکی دامن گھر پیدا کروں لفظین معنی مہین معنی میں اُتر پیدا کروں
--	--

دیدہ دل منتظر ہے منتظر پیدا کروں
دور بین نظرون کا کوئی راہب پیدا کروں

دیکھنا ہے نرجس خاتون کے دلبر کا جمال سامرے میں مادر گیتی کی یہ آوار ہے موجہ دریاے اخضر سے یہ آتی ہے صدا مرح عثمان ہو نہیں گل نرجس کا اسے صل علی قول ہے نیرنگ عالم کا زیارت کے لئے عشق ہمنام محمد میں جراحہ بھی ہے حسن حجۃ اللہ قائم آل محمد کا ہے دُور اسے نہ ہے تقدیر آتا ہے سہمی مصطفیٰ عالم عرفان میں آیا جانشین باعہل امد کے جارہی ہے آوازہ ام الکتاب ختم مداحی پہ محشر لون ہو آداب دعا یا آہی بوستان مرح میں جب تک رہوں	میں خورشید مبین نورِ نظر پیدا کروں جو ہو تصویرِ محسودہ پس پیدا کروں ناخدا کے دین امامِ کبر و پر پیدا کروں منقبت کے باغ میں گلہائے تر پیدا کروں پیشتر چالیس اربابِ نظر پیدا کروں دور دل میں صورتِ شقِ القمر پیدا کروں تابِ نظارہ کو اعجازِ نظر پیدا کروں آنکھ سے تاعرشہ دل رہنڈر پیدا کروں اسے جہادِ کعبہ دل تجھ میں در پیدا کروں بطن سے ہادی ثانی عشر پیدا کروں دونوں ہاتھ اٹھنے کے پہلے ہی پیدا کروں نخل جو پیدا کروں وہ بارور پیدا کروں
---	--



انجمن رانمہ

مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند
مکتبہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

ہستہ

مجموعہ قصائد گلشنہ منقبت حضرت مصلوٰۃ اللہ علیہم ائینہ مضامین

سحر گین پناہ چمن خوش بینانی و برہم رنگ خانہ بانی گلگوۃ ہفت نصاحت

سنخ رانی ناز و آواز غزل گشتار و قافلہ انصاف سیم ہا رسی است بنظر وائے سرشد

دیم و تنہیم و پسندیم و از شجارت پناہ نشان ہار شتر چیم و خلی مسرگر و دیم

خدا و عالم نام بلکہ احوال مقال خلیبتان مضامین تازہ کاغذ ریشہ خار

معانی کبریا شاعر شیرین گفتار و ملاحطہ لطیفہ جناب زکام حسین صاحب محبت و اکمالہ

الجزء اخیر عطا فرماید

محمد آسن عفی عنہ

پچھیر مخمشر کے متعلق جناب منیر اعجاز صاحب شہر سرگرمی گوی نمونہ ہانی انکسٹیاور کے خیالات

اشعار خوش گوی و جلی بروق نگار
(نظریہ)
الفاظ خوش بیار و شکر در گلاب گیر

انسان سرور روحانی کے مختلف سہارے پیدا کرتا ہے۔ اور ہر سبب میں اس کی نوعیت کے لحاظ سے سرور کی ایک حد میں ہے مثلاً کوئی شخص پھول سوگوتا ہے اور فرحت داغ حاصل کرتا ہے۔ کوئی عطر آمیزی کا دلدادہ ہے۔ اگرچہ دونوں چیزیں باعث فرحت روحانی ہیں مگر ہر ایک کی کیفیت جدا ہے۔

اسی طرح ادبی درخت کی مختلف شاخیں اور ہر شاخ میں مختلف رنگتوں کے پھول پائے جاتے ہیں۔ کوئی مثنوی نگاری کا شہساز ہے کوئی نعل گوئی کا متوالا۔ کوئی مستشرق کا فریتہ ہے۔ کوئی قصیدہ گوئی کا شیفہ۔

جب غزل گوئی کی مشق شاعر کو پختہ کار بنادیتی ہے اور مضامین عالیہ کے خزانے کی کٹی اور کے قبضے میں آجاتی ہے تو اس کی طبیعت کوئی دوسری صنف سخن تلاش کرتی ہے جس کے ذریعے سے اسے بلند پروازی خیال۔ خستی بندش۔ روانی کلام۔ قدرت الفاظ کے اظہار کا مزید موقع ملے۔ اگر اس کی طبیعت اس صنف سخن کے موافق ہوئی تو سوجان اللہ چارچاند لگ گئے۔ اور اگر مناسب نہیں تو کم از کم اتنا ضرر ہوتا ہے کہ صنف طبیعت کو ایک وسیع میدان طارے بھرنے کیلئے مل جاتا ہے۔

قصیدہ کیا ہے؟ فکر تجربہ کار کا ایک وسیع میدان ہے جس کا ایک کنارہ ہجو کے ناگوار مناظر سے ملو جس کا دوسرا کنارہ مدح کے نہایت ہوسے سبزہ زار ہے ہر بہار جعفر شاعر نے رُخ کیا سیکڑوں مضامین دماغ کے پوشیدہ خزانوں سے نکل پڑے۔ حجاب تکلف اٹھ گیا تصویر طبع جلد سے شاعری بیکر نمودار ہو گئے۔

اس وقت شاعر کے سرور روحانی کا کیا پوچھنا۔ اگر میدان مدح اس کا جولا نگاہ ہے تو اس کا مرتبہ شہناش سلم عالم مرتبہ کی ہر ایک خوش رنگ خط ڈالتا ہوا۔ ممدوح کی ذات پر ہر فضیلت کے تازہ

پھول پنچھا کر کرتا ہوا اپنا دور شاعری ختم کر دیتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مدوح سے مدح کا تعلق اور وہ ذریعہ (نظم) جسکے سبب اسکا ذاتی تعلق دنیا کی نظر کے سامنے قصیدہ بنکر نمودار ہوتا ہے۔ دونوں چیزیں دو مختلف کیفیات سے خالی نہیں۔ یا تو مدح کا طرح نظر باوقار مدوح سے فائدہ دینی حاصل کرتا ہے۔ یا مدح اُن ملکوتی صفات ہستیوں کی مدح پر مائل ہوتا ہے جن کے فیوضات کسی زمانے یا کسی صورت کے پابند نہیں بہر وقت اور ہر ساعت اُن کو قدرت حاصل ہو کہ دنیا کا سفید ورق سیاہ کر دیں یا سیاہ ورق سفید۔ انہی مدح کو اس ناپائدار دنیا کا ہر اطمینان عطا کر دیں یا خوش ہو جائیں تو اور اسکو آئندہ روحانی زندگی کی وہ اس کشمکش بخشدین جو احاسل انسانی سے باہر ہیں۔

فرخوس اور اوس کے بے مثل مناظر۔ کوثر اور اوس کی شراب طہور حوروں کی اچھوتی۔ تصویق غلمان کی نورانی تسکین اور اُن کی لالہ و زریان۔ عالیشان بیوت اور اُن کے زندگوار درو دیار۔ یہ سب ایسی نعمتیں ہیں جو اُن کے قبضہ قدرت سے باہر نہیں ایسے مدح کیلئے اسل رشاد و تقویٰ بنیاد کا اعادہ کافی ہے کہ من قال فینا بدینا وجبت لہ الجحیم۔ حقیقت امر یہ ہے کہ وہ تمام ہشیا جن کا سلسلہ کرہ ارض کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے قابل اعتبار نہیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَبِهِ الْمَعَادُ

ان وہ شے جسکا نام روح ہے دنیا میں جسم خاکی کے ساتھ بھی رہتی ہے اور جب نیا سے قطع تعلق کر لیتی ہے تو بھی عالم تجرک کا قدیم مسکن اسکا جولا نگاہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ برکات جو اسنے ذخیرہ کئے تھے کام آتے ہیں۔

ایرانی شاعر دن میں جنکی تقلید اردو شاعری نے کی اعنفت قصیدہ کا صرف صحیح بہت کم پایا جاتا ہے۔ امکا زور قلم بیشتر سلطنت کے تاجداروں اور عظیم دولت کے مالک امیر اوصاف میں صرف ہوا۔ یہی ایک صنف سخن ایسی تھی جو کبھی شاعر کو ہزار دن اشرفیان دلا دیتی تھی تو یوں سے منہ بھر دلاتی تھی۔ کبھی ہاتھی کے وزن کے موافق سوتا تو لواتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اغراض دنیوی میں اضافہ بھی ہو جاتا تھا۔

یہ وجہ تھے جنہوں نے مدح رہنمایان میں کی طرف شاعر کے قلم کو مست کر دیا۔ مگر اسپر بھی ہر شاعر ممتاز کی زندگی میں چند ساعات ایسے بھی گزر گئے ہیں جن میں اس کے نفس مطمئنہ نے خواہشات دنیوی کی بالگاپنے ہاتھ میں لے لی۔ شاعر کے قلم کو میدان مدح میں دوڑا دیا۔ اور اس طرح ذخیرہ ثوابِ آخرت ہتیا کیا۔

شاید اس وقت تک کسی فارسی شاعر نے ایسا مجموعہ تصانیف نہیں مرتب کیا جو صرف رہنمایانِ مذہب کی مدح سے شروع ہو کر انہیں کی مدح پر ختم ہو جاتا ہو۔ ہاں مختلف شعراء فارسی کے جتنے جتنے قصیدے جو نعمت و مقبست میں ہیں ان کے متعدد مجموعے ملتے ہیں۔

دنیا سے اسلام میں صرف رسول کی ایک ذات ایسی ہے جس کا احصاء تکمیل شاعرانہ سے بھی ممکن نہیں۔ شاعر کا خیال مبالغے کی تینوں سنزلیں طے کر چکنے پر بھی پست ہو جاتا ہے اور اظہارِ عجز کرتا ہے۔ اس مقدس ذات کے بعد مذہب انشا عشری ان متبرک ہستیوں کو پیش کرتا ہے جو جانشینِ رسول ہونے کا جائز اتحاق رکھتی ہیں۔

فلکِ امامت کا پہلا آفتاب جس نے اپنے فلسفیانہ اقوال سے دنیا کی نگاہوں کو خیرہ کر دکھایا کہ خالق کی شان کیا ہو اور مخلوق کے فرائض کیا ہیں۔ جس نے اپنے اعضا کی قوتِ زبان ضعیف کی خدمت کیلئے وقف کر دی بقول قاضیؒ

روز روشن خواجہ ہر شیر مرد

شام تارے خادم ہر سپہ مرد

جس کے دہن کے فصیح فقرے آیاتِ قرآنی کے صحیح چربے۔ جس کی زبان کے بلیغ جملے معانی و بیان کی جان۔ جس کا ایک مختصر جملہ سائل کے ہزار سوالوں کا جواب۔ یہ مولوم دستِ قدرت نے یہ قابلِ پرستش تصویر کیوں بنادی؟ کیا اسی سے مقصود تھا کہ دنیا اس کے افعال و اقوال کی پیروی کرے اور شاعرانہ نیملات کی بلندی اس کے اوصاف کے مقابلہ میں پست ہو جائے۔ یا شاعران کو ایک ایسا مدحِ لجاجتے جسکے دہن صفات کو ہر فلکِ پیا خیال چھوڑنے کی کوشش کرے مگر بقدر یہ بلند ہو جائے یہاں تک کہ اس کی ذاتِ باری سے اس قدر ترس پ ہو جائے کہ اس سے جدا نہ ہو سکے۔

قصیدہ بندی فکر کا معیار سمجھا جاتا ہے۔ شاعر کی استعدادِ علمی کا اسے خیال کہہ سکتے ہیں اس کے آغوش میں فلسفہ تہذیب و اخلاق کے لئے ہر وقت جگہ موجود ہے۔ معقولات و مشقولات کا بہتر مصنف اس کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے مگر تعداد شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شعراء عرب علم و ہند نے اس صنف کو تمام اصنافِ سخن پر ترجیح دی ہے۔ تیسرے۔ سودا۔ ذوق۔ غالب زمین کے زمانہ تک جو شاعر قدرتِ قصیدہ گوئی نہیں رکھتا تھا وہ شاعر نہیں سمجھا جاتا تھا۔

المختصر قصیدے سے بہتر عروجِ فکر کی حامل کوئی دوسری صنفِ سخن نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہو مفاد و نیوی کو نظر انداز کر کے اگر مفاد و حسنِ ہوی کی طرف نظر کی جائے۔ اور پیشوایانِ مذہب کے اوصاف حمیدہ قلب بند کیے جائیں۔ اور شاعر اپنے جواہر افکار اس صنف کے ذریعہ سے نقادانِ سخن کے سامنے پیش کرے تو میری رائے میں اس کو اس خیال کی داد دینی چاہیے۔ کبھی کبھی جو شخص عقیدت میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ معمولی استعداد رکھنے والا قصیدہ کو فکر کے وہ درہے شاہِ اوز نکال لیتا ہے جو عوامانِ دریائے علوم کو بڑی کوششوں کے بعد دستیاب ہوتے ہیں۔ یہی وجہ یہ ہے کہ مدوح کی علمی مرتبہ مداح کے عروجِ خیال کا باعث ہوتی ہے۔

امیر المومنین علی ابن ابیطالب کی ذاتِ شیعہ کو ایسی نلگی ہے جو خود فضائلِ اربعہ کیلئے زینتِ ثابت ہوئی۔ پھر کیا تھا شعرا کی گویائی کا لبیل ایسے چمن میں پہنچ گیا جہاں ہر اہل آباد تک نغمہ سرائی کرے پھر بھی نہ تو خود مطمئن ہو سکے اور نہ مست۔ امینِ کیفِ سخن سے کما حقہ سیربون یہی وہ مقام ہے جہاں شاعری کی ہر کامیاب کوشش اس کو قبلاۃ جنت کا تہق بنا دیتی ہو۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ ہر شاعر اپنی زندگی کے آخریام میں اپنی فکر شاعرانہ کے ایسے متبرک ہرن کمال لیتا ہے جو اس کے لئے ذخیرہ عقبہ فراہم کر دیں۔ اس وقت اس کا خیال مدح مضامین جو عشق امید و یاس۔ ہجر و وصال کو دوسرے رنگ میں پیش کرتا ہے۔ اور بیشتر کامیاب بھی ہوتا ہے لقبِ یزین جب دیارِ سخنِ نبون نے تو خدا یاد کیا

موجودہ جدید دور کے شعراء لکھنؤ میں جنابِ محشر و جنابِ عزیز نے اس خیال کو علمی جامہ پہنایا۔ اور اپنے اپنے تھانہِ مدحیہ مجروح و مستحکم مرتب کر کے ملک کے سامنے پیش کئے۔

مدارج کلام سے یہاں کوئی بحث نہیں۔ صرف ذخیرہ ثواب اخروی کا ذکر ہے۔ دربار مدارج میں ہر مدارج سخن انعام ہوا کرتا ہے۔ صلے میں سات پارچے کا خلعت ملا تو کیا اور کوئی پنجرہ آری ہو گیا تو کیا۔ غرض ایک ہی ہے۔ البتہ ناظرین کلام اپنے اپنے مذاق کے موافق فرق نکال لیتے ہیں سو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔

دیکھنا یہ ہر کس قلم نے عظمت مدوح کا زیادہ خیال رکھا ہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ جسے قلم کی وہ کم سخن داد ہے اور جس نے زیادہ کی وہ زیادہ۔ بلکہ غرض اس سے یہ ہے کہ کسی کلام نے سامعین عقیدت آگین کے جذبات کو زیادہ برنگین کیا۔ وہ چیزیں ہیں جن سے قصیدہ اپنے حدود تعریف میں رہتا ہے۔ قصیدے میں شان الفاظ و بلندی خیال جناب محشر کی ترکیبات فارسی مزاولت سخن اور بختہ کاری کے نمایان ثبوت ہیں۔

مدارج آل محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشر اکابر نے ان سے قصائد مدحیہ کہتے ہیں۔ لکھنؤ اور اطراف کی بڑی بڑی قصائد کی محفلوں میں ہمیشہ قدم پیش رہے۔ خصوصاً جب شیخ شمس الحسن ایسا جناب مولوی سید زناحیر علی صاحب قبلہ نے مدحیہ قصائد کی محفلوں کی بنیاد ڈالی جناب محشر نے اس صفت سخن کی طرف زیادہ توجہ مبذول کرنی شروع کر دی جس کا ثبوت یہ ہے کہ تعداد قصائدنی اچانک کثیر رہے۔ اور جب کا صلہ یہ ہے کہ مدارج آل محمد کا زرین خطاب پایا۔ ایک شاعر شاق کے لئے زیبا بھی یہی ہے کہ حسنہ زندگی میں اپنے قلم کا رخ اعتقاد آگین مضامین کی طرف پھیر دے۔

غزل۔ شبنوی وغیرہ جوان دماغ چاہتے ہیں۔ زندگی کے وہ لمحے جن میں عطر حیات کہہ سکتے ہیں ان اصناف سخن کے لئے زیادہ موزون ہیں۔ اس وقت شاعر کی نظر عالم قصوں کے دلکش منظر تک پہنچتی ہے۔ شادی واداکا اوسکو احساس ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کہتے کہ خود اوسکی ذات میں ہزاروں پوشیدہ ادائیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر تاکے۔ پھر وہی پیری کیا خوب کہا ہو

پیری آمد دم شباب گذشت

صبح اتی است آفتاب گذشت

احاصل میرا قلم اس نذوق روحانی کی فہم تلمیح کرتا ہے۔ جس کا احسان ناظرین کو مدحیہ قصائد

کے پڑھنے سے حاصل ہوگا۔ اس مجموعہ قصائد میں مدح نے خالص سراہی کی طرف توجہ مبذول کی ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کے مجملات تاریخی حالات و ولادت مع ایک مبسوط مدح کے علاوہ علوہ قصیدوں میں منظوم کئے ہیں۔ یوں تو ہر مسک کا خالی از مبالغہ ہونا غیر ممکن ہے۔ مگر یہ شرف ماحیون رسول آل رسول ہی کو حاصل ہے کہ شاعر اُن کے اظہار اوصاف جمیلہ میں کیسے ہی بعید مبالغے سے کیون نہ کام لے مگر پھر بھی حمد و تحسین کی عظمت ذات و علو صفات اسکو راستگوئی کے دائرے سے نکلنے نہیں دیتے۔

و ملے بہت مبارک تھے جن میں جناب محبت نے ترتیب قصائد مدحیہ اور اُن کی عظمت کا خیال راسخ کیا۔ اور زیادہ شکر کی بات یہ ہے کہ مجموعہ قصائد پہلی ہی کوشش میں مطبع تک پہنچ گیا۔ یعنی مجموعہ عزلیات کی طرح نہ سرفرازی کی نذر ہوا اور نہ دوبارہ کاوش۔ ترتیب اٹھانا پڑی۔ ظاہر و چہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس پاک ارادے کے ساتھ توفیق آخری بھی شامل تھی۔

مدائح احمدؑ جناب محشر نے خود بھی ذخیرہ ثواب آخری ہتیا کیا ہے۔ اُمید ہے کہ ناظرین کرام بھی جناب مدح میں نزاکت شاعری کی ایسی تصویروں جلوہ آرا دیکھیں گے اور اس طرح دینی و دنیوی دونوں پہلوؤں سے سرور روحانی حاصل کر سکیں گے

والسلام

سید آغا اشرف لکھنوی

(مولف حیات رشید)



برادر جناب مرزا علی احمد صاحب دار فاری نمنٹ انٹریڈیٹ کا لہجہ انسی کی دلیل تحریر



الحمد لله كما هو له مشقة الصلوة والسلام على رسولكم كما هو ليخفف عنكم الله كما هو حقه
گو کہ باز کلام محشر دیکھنے اور سننے کا اتفاق ہوا ہے اور برادر ادیبہ بین طبع ہو کر مطبوع اہل فن ہوا ہے
مگر عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ غزلوں کا دیوان جناب ممدوح کا جس کا نام خوش سیر محشر ہے افق
شاعری پر طالع ہوا جس کے نور ضیاء سے اہل فن و ادب اب بصیرت کی آنکھیں روشن و منور ہو گئیں۔
اُسی زمانہ میں ہم نے پیشین گوئی کی تھی کہ ابھی ہنگام طلوع خورشید محشر ہے وہ زمانہ بھی
انشار اللہ قریب ہے کہ یہ قباب سمت الارس پر درخشاں ہو کر قیامت برپا کرے۔ وجہ اس
پیشین گوئی کی یہ تھی کہ خورشید محشر میں صرف غزلین شایع ہونی یقین اور قصیدہ کوئی نہ تھا،
حالانکہ قصائد جناب ممدوح مطبوع و مشہور ہیں اور حصہ قصائد یعنی جزر اس کے کلام ممدوح کا
اسوقت تک طبع نہیں ہوا تھا۔

خلقت جس طرح آفتاب کو روز مشاہدہ کرتی ہے مگر ایک دن ایسا بھلا ہوا
ہے کہ اسی آفتاب کا رخ پھر جائیگا اور اسی دن اسکے جلال کی گرم بازاری ہوگی اسی طرح
اب تک آفتاب محشر کا بھی ایک رخ آپ نے دیکھا تھا اب دوسرا رخ اس کا خط نصف النہار
کیسا سوا نیزہ پر ملاحظہ ہو۔

یہ میرا دعویٰ غالباً صحیح ہوگا اسکے کما صنف شعرین بالفاق اہل فن قصید ہی صنف
ہے اور غزل صنف ادون بلکہ ابجد شاعری و تہمتہ مشق نوآموزان ہے۔ سلم الثبوت یہی شاعر
ہے کہ جس کے کلیات قصائد سے خالی ہنوں ورنہ بہ ہتھنہ اساتذہ غزل کوئی صرف موزونی طبع کی
دلیل ہے۔ بے ساختگی حسن بندش جو غزل کے لئے پر ضرور ہے وہ ہر صنف شعر کے مقدمات
سے ہونہ کہ صرف غزل کی خصوصیات سے۔ ظاہر ہے کہ ایک ایک دو شعر دن میں غزل کہ
جو ہر مضامین از قسم جذبات - احساسات - کیفیات - مناظر وغیرہ نظم کرتا ہے۔ قصیدہ

انہیں موضوعات کو بالاستیعاب مہذب پیادہ پر اعلیٰ طریقہ سے پیش کرتا ہے ورنہ شان قصیدہ غزل سے بھی بہت ہو جائے یہی وجہ ہے کہ شعراء کم یا بہت بصیرت کی غزل اور قصیدہ ایک ہی پرداز پر ہوتے ہیں اگر شعر کم ہو غزل ہے اور زیادہ ہوے تو قصیدہ اور قصیدہ میں تغزل تو ہر کس دنا کس کا کام نہیں ان حضرات کا قصیدہ اور غزل پچھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا ہے البتہ ماہرین شعراء نے شعر خود بتا دیتے ہیں کہ غزل کے ہیں یا قصیدہ کے۔ اس عوی کا ثبوت کائنات فی رابعۃ النہار خورشید محشر اور شفیق محشر سے ہو سکتا ہے کہ غزلوں کی شان اشعار غزل میں اور قصیدہ کا وقار اشعار قصائد میں ہے اور ہر صنف دوسری صنف سے ممتاز ہے۔ بلکہ نشان غزل کوئی جناب مدوح بھی ان قصائد سے ظاہر ہوتا ہے کہ نقطہ نظر صرف شوق تحصیل کمال فن ہی نہ تھا بلکہ غلبہ روحانیت و جوش دلانہ کہ تضحیح اوقات و ہرزہ سرائی و شہرت وغیرہ۔

فی الحقیقت دونوں دیوان اسکے اہل ہیں کہ ہر ایک کے محاسن درج کئے جائیں مگر ضیق وقت و ناقابلیت ذاتی سے محرر بطور مجبور و معذور ہے ان لفظوں سے مالا لید رکھ لایہذا کہ چند محاسن و لطائف جو اہل فن معانی و بیان و بدیع کے از قبیل مسلمات ہیں ان پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بیان محاسن و محضات میں اشعار مصنف مثلاً درج ضرور کئے ہیں اب خواہ اسکو جدت خیال کہئے خواہ اس کلام سے محبت اور اگر جناب محشر صاحب کی مدح و ثنا کا الزام لگائیے تو ہم یہ ضرور عرض کر سینگے کہ خدا نخواستہ ہم ان کے دشمن بھی نہیں ہیں۔

مجموعہ مسلمات مسلمہ اول یہ ہے کہ شعراء عرب شعراء مقفے کہتے تھے اور شعراء فارس نے اشعار مردف کہہ کر آج کل شعر زیادہ کرویا دراصل شہست قافیہ پابندی چسپیدگی روایت کمال قوت نظم کا ثبوت ہے۔

جناب محشر کے قصائد بھی زیادہ مردف ہیں اور بالا اس سے یہ التزام ہے کہ زیادہ تر ردیفین شکل اور سخت ہیں بتقلید اساتذہ مسلم اثبوت شکل پسندی روایت میں مصنف کو یہ طبع حاصل ہے۔ جیسا کہ سودا علیہ الرحمہ نے شکل ردیفوں میں زور طبع دکھا یا ہے مصنف مدوح نے

ان ردیفوں کو کمال دہ دہ و زرد گشت نظر انداز کر کے اور اور ردیفوں میں داد ستاعی دی ہے۔

مثلاً نمبر ۱ (مدعا ہم بھی - خدا ہم بھی)
(مختر) بتوں کو تو سہمی یہ نہ بلوادی دم بھر میں
ایضاً نمبر ۲ (ہشیار کی باتیں - میخوار کی باتیں -

چنے ہو پور پر بننے کر موسیٰ یار کی باتیں خدا ہی اس لائے سرت دیدار کی تہیں
ایضاً نمبر ۳ (کاروان وہ بھی ہے اور یہ بھی - خزان وہ بھی ہو اور یہ بھی)
نشاخ حسن عشق آرام جان وہ بھی ہے اور یہ بھی رہ غنائ کی سرکاروان وہ بھی ہو اور یہ بھی
ایضاً نمبر ۴ (تیر بن کے چلا - پیر بن کے چلا)
ہوا کا ہمنفس ہے ہمنفسیر بن کے چلا میں راہ شوق میں گم یا کہ تیر بن کے چلا
ایضاً نمبر ۵ (میدان بہار - عنوان بہار)

دے اگر کم مایہ کو رنگ طبیعت (الفتلاب سودہ لعل میں ہو گرد میدان بہار
مسلمہ دوم کچھ شک نہیں کہ قصیدہ میں اسے درج کی بلند پروازی معنی آفرینی اور
ناظر خیالی مد نظر ہوتی ہے مصنف مدوح نے فقط معنی آفرینی ہی پر اکتفا نہیں کی ہے
استزاد الاثر ہم بھی کیا ہے کہ ایک نکتہ لطیف کا ادعا کر کے خود ہی اس سے عدول کیا ہے اور
پھر ایک نیا پہلو تلاش کر کے شعر مابعد میں اس سے بھی عدول کیا ہے اور یہ استزاد
تشبیب میں ملحوظ ہے مثال اسکی صفحہ ۱۷ کا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے۔

شب غم کا پوچھو نہ ماجرا کہ مرے دہن میں نہ نہیں جو زبان ہو بھی تو کیا کر دن کہ مجال تاب بیان نہیں
مسلمہ سوم۔ قصیدہ میں وقار مدوح کا لحاظ پر ضرور ہے ورنہ کلام تہذیب کے فروتر ہو جائے گا
بالطریقہ یہ فرض طے کر دیا گیا ہے کہ مدح سلاطین امرا و انبیا و اولیا میں الفاظ ہر ایک کی شان
کے موافق لانے چاہئیں اور اگر شاعر نے مدح انبیا و اولیا میں وہ الفاظ جو سلاطین یا امرا کے لئے
مخصوص ہیں یا العکس وارد کئے تو یہ امر کم یاگی و قلت تبصر قائل پر دل ہے۔

افسوس ہے کہ فی زمانہ ہم نے قصائد مدح المہم صمدین میں ایسے ایسے الفاظ رکھ کر کلمات

عشق گزیرے ہیں کہ اُن کے اظہار میں ہم کو خود شرم آتی ہے (اور ناظم صاحب کی بے سلیسگی پر انوس ہے۔ بزرگانِ دین کی مدح و ثنا ایسے پیرایہ میں کہ جس سے محبوبِ معشوق کی تعریف متبادر ہو سخت بے ادبی ہے اور ایسے مدح جلیل القدر کا وہن ہے۔ دربارِ مدح میں کلام اس طرح کرتے ہیں عسے مخصوص جب غیبت سے رجوع بخطاب کریں مثالیں ملخص ہوں جذبہ باطن میں خلوت گاہ محبوب و حبیب (۱) دو کمان کے فاصلہ سے بھی قزین ہو جائیگی معجزہ بھی تھا مسیحائی بھی تھی بہرِ مستسر (۲) ورنہ کس عاشق کا دل دو ٹکڑے ہو کر مل گیا خدائی صدقے اس جولا نگہ حُسنِ امامت پر (۳) جہان مہرِ نبوت کو بھی شوقِ پامالی ہے جمالِ حسن و جلالِ حق ہے کہینہ قدرت (۴) عیانِ جہر کے بولے جہین عکسِ بیشالی ہے مسلمہ چپارم قصیدہ کی تقسیم اولیٰ میں دو تین کی گئی ہیں ایک تمہید یہ اور دوسرا خطاب یہ۔

قسم اول میں چونکہ تشبیب مناسبِ ابتدا کی جانی ہے اور پھر مدح و مدح میں نہ در طبیعت دکھایا جاتا ہے۔ لہذا یہ قسم افضل واسطے علیٰ مخصوص ہیں تخلص مناسب حسب موقع کی فکر کرنا ایک امر دشوار ہے اور قائل کی بلند نظری و سلیقہ کا معیار ہے شعر اسے فائز نے اس فرض کو احسن اسلوب انجام دیا ہے۔ قافی علیہ الرحمہ نے امام ہشتم کی شان میں جو قصیدہ مرصع کہا ہے اس میں مصرعہ ثانی میں اگر زیر ہے اور مصرعہ اول تاک تشبیب ہے۔

(قافی) چمن از فروردین چنان نازان بنت چمن چطور از فرشاہ دین بدین نگہ خضر
مصنف مدح نے بھی اس فرض کو بغا دین شایستہ اپنے کلیات میں ادا کیا ہے چنانچہ
قصیدہ نعتیہ میں تلخیص معراج سے گریز مثل قافی کے کی ہے کہ مصرعہ اولیٰ تمہید یہ ہے۔ اور
دوسرا نعتیہ۔

محب محبوب کے تعلق کی راہ کثرتی ہے جلد کیونکر ملین تو روح الامین سے پوچھنی کے نقشِ قدم سے پوچھو
یہ فرض قریب قریب ہر قصیدہ تمہید یہ میں مصنف نے ادا کیا ہے اور نازک خیالی کی
داودی ہے۔

مسلمہ خیم علاوہ محاسن قصائد کے نفس شاعری کی بے سلیسگی و خوبی درکار ہے علامہ کلام
مصنف سے ظاہر ہے۔ بلند پروازی و نازک خیالی کو مد نظر رکھ کر مصرعہ لگانے کی ایسی ہمارے

کہ سجان اللہ۔

عروسان چمن نے شوخی دست خائی سے چرخ رنگ ٹھنڈا کر دیا لعل بخشان کا
دست خائی کے ذمین مفہوم سے لعل بخشان کے چرخ رنگ کو ٹھنڈا کرنا اور محاورہ کو
صرف کر کے تشبیہ فیض کے ساتھ صنعت ادا کو کام میں لانا عالی دماغی کا ثبوت ہے۔

مسلمہ ششم۔ جہت ترکیب الفاظ۔ فن شاعری میں یہ ملکہ انتہائی قوت نظم و خوش سلیقگی
و سلاست ذوق کا ثبوت ہے۔ چنانچہ شعراء انگریزی کا معیار لیاقت ہی امر ہے کہ فلاں شاعر نے
اس قدر جدید الفاظ استعمال کئے اور فلاں نے اس قدر شیریں مرحوم کے محاسن کلام میں یہ ایک امر
مخصوص ہے کہ سیکڑوں لفظین اور ترکیبیں ان کے کلام میں ایسی ہیں جسکے وہی موجد و مخترع تھے
اور ان کی خوبی کی حد یہ ہے کہ وہ ان پر دوسرا لفظ تخلیل کو بھیا ناک کر دیتا ہے۔ یہ ملکہ بھی
مصنف مدوح کو حاصل ہے

نبی وہ محبوب کبریا کا جمال جس کا جمال خالق کہ جسکے حسن لقا کا قصہ حین بزم قدم سے پوچھو
ہیاں حین بزم قدم کا حسن محتاج بیان نہیں۔

مسلمہ ہفتم۔ مصرع پر مصرع لگانا جنانہ نسخ رحمہ اللہ کے لئے مخصوص مانا گیا ہے تاسی و
پیروی و تقلید اساتذہ نلف سے بہرہ یاب تنا تو ہو جتنا مصنف موصوف چنانچہ اس شعر
سے ظاہر ہے۔

ملا عیسیٰ کو گوشہ امن کا کیسے تصدیق میں ہوا ہے کون باعث خلقت گردوں گردان کا
نفت میں لولا لک لک لک لک لک کے مضمون کو جائزہ شاعری سے ایسا آرہا
کیا ہے کہ اس سے اچھا اب تو غیر ممکن ہے۔

مسلمہ ہشتم۔ مضامین مشککہ کلام میں وارد کرنا تو چندان دشوار نہیں ہے مگر ان کو ایسا
صاف کر کے کہنا کہ جو لوگ اسکے مفہوم کا ادراک نہ کر سکتے ہوں ان کو بھی لطف و حظ حاصل
ہو جائے۔ یہ امر خدا عجاز شاعری نہیں ہے تو پھر کیا ہے۔

موجد جو کہ ہو بلوں تجرید اسکو زیبا ہے نہ تھا سایہ ہی باعث سے جہم نور افشان کا
جو شخص معنی تجرید نہیں جانتا اور لغوی معنی فقط جانتا ہے وہ بھی احسن تعلیل کو

سمجھ سکتا ہے اور جو مقولہ موت و اقبال ان تمونوا کے مفہوم سے واقف ہے وہ بھی خواہ
تجربہ کے معنی سے جواہل تصوف کے نزدیک ہیں ان سے ناواقف ہو مگر وہ بھی اس سے
خط حاصل کر سکتا ہے پھر طرہ یہ کہ جسم نور افشان کی قید نے کس قدر مفہوم کو عام کر دیا۔

مسلمہ نهم۔ ولہ

مرکز اعمال تک نیت خالص رہے خوف جہنم کا ہو اور نہ شوق ابرم
خلوص نیت کی تفسیر اس سے اچھی غیر ممکن ہے اگر مذاق حدیث میں ملاحظہ کیجئے تو
عبادت کیلئے مروی ہے کہ جو عبادت بخوف عقاب و عذاب جہنم کرتا ہے اس کی مثال عتلاام
کی ہے جو اپنے آقا کے ڈر سے خوف زدہ ہو کر کوئی کام کرے اور جو عبادت بامید ثواب و
اجر ہائے اخروی کرتا ہے اسکی مثال مزدور کی ہے کہ بشوق اجرت کام کرتا ہے اور عرفا کی
عبادت ان دونوں سے بالاتر ہے۔ اور اگر مذاق علم اخلاق ملاحظہ کیجئے تو وہاں بھی یہ سٹ
ہے کہ علو عہدت اسکا مقتضی نہیں ہے کہ بامید جسم یا خوف عقاب فعل اعمال حسنہ و ترک سیئات کرے
بلکہ بالطنج اسکو میلان افعال جملہ و ہر باب اعمال سیئہ سے ہو جیسا کہ محقق دوانی نے حدیث نبوی
کو شہادت میں اس دعوے کے پیش کیا ہے۔ نعم العبد صہیب لولہ منہ اللہ لمہ
یعصہ فط رکھا اچھا بندہ ہے صہیب (ایک صحابی کا نام ہے) کہ اگر یہ خدا کو نہ بھی جانتا ہوتا مگر
جب بھی یہ گناہ کا مرتکب نہ ہوتا یہ علم اخلاق کا مسئلہ مسلمہ ہے۔ ماول فلاسفی کا انگریزی مقولہ
ہے *He does good for the sake of his duty* یعنی نیک نفع خود
نیکلی ہے جب کچھ چاہئے تو ممدوح ہے۔ مقدر کلیات و سمات فنون مختلفہ کو ایک شعر میں لانا
آسان کام نہیں ہے۔

اسکے علاوہ اور محاسن بھی کلام ممدوح میں ہیں اور لائق غور یہ امر ہے کہ رنگ جدید و
طرز اخراجی جو اکل عالمگیر ہے اسکے دھبہ سے اس کلام کا دھن پاک ہے یعنی بے تعلید
مذاق انگریزی آپنے تصرفات پیودہ نہیں کیئے ہیں اس لئے کہ یہ شیوہ توان کم مایہ حضرات کا
ہے جو صرف روزن طبع ہیں اور مذاق فارسی وارد دیکھے بہرہ ہیں اور باجمہ کم مایگی کے اپنے
خیالات کو اس دھن میں دھت نہیں دے سکتے بلکہ انگریزی قلموں سے ہی یا بہت ہی بڑھ کر

بے طرح تبدیل ہو گئی و لباس و زبان پر لدا وہ ہو گئے شاعری کو بھی یہی لباس بچھا دیا چاہے وہ ٹکسالی باہر ہو جائے مگر ان کا خود مجمع تحسین کا فرین کو کیا کم ہے وہی داد دینے کو کافی ہے مگر مصنف مدوح نے اس سے کنارہ کشی کر کے فقط اپنے کلام کو اس عیب سے پاک نہیں رکھا بلکہ اردو ادب میں ایک کارنامہ لکھ دیا ہے کہ ناواقف لوگ اس انطاطہ میں نہ پڑیں۔ خدا مصنف کو جزاے خیر دے

مرزا علی احمد

داعوظ مقبول کر جنی شایع محمد حسین ناصری ایم اے سید یاسر نوٹسٹانی سکول ایف بی کامیون
قصائد عشرہ

ادائے محبوب کے کرشمہ تباری پر و حرم سے پوچھو
انجمن تباری میں ہو تکلف تباری ان دہم سے پوچھو

تھیں گونی کافن عرب عجم میں جس کمال پر پہنچ گیا ہے ابھی اردو شاعری میں اس صنف نظم کو وہ بلند پایگی شاید نصیب نہیں ہوئی۔ عرب جاہلیت اپنے قصیدہ میں مہتدائے کمالیت شعر معاملات حسن عشق وغیرہ بیان کر کے اہل حاکم طرف گریز کرتے تھے اور تشریح قتلح و اہتمام اختتام کو کمال فن کا بہترین ثبوت سمجھتے تھے۔ ان دہم صحرا کے پرورش یافتہ لوگوں تک تکلفات و تعذبات کا گذر نہ تھا۔ خیال بھی خالص۔ زبان بھی خالص۔ مدح و ذم بھی حقیقی۔ جو بات جتنی تھی انہی ہی ظاہر کیجاتی تھی۔ زینت کلام حسن کلام کی چھپانے والی نہیں ہوتی تھی ان کا خیال بقول مثنوی یہ تھا۔

حسن الحضارة مجلوب بنظر

وفل البدا وہ حسن عنو مجلوب

مثنوی وغیرہ سے دوریز، زینت کا غلبہ بدویت پر ہو گیا اور مجازات نے حقایق پر تسلط پایا رنگینی اور نگین سراجوں کو مبطوع ہوئی اور سادگی پسند طبع کم ہونے لگے۔ ایران میں شاعری

اسی وقت سے شروع ہوئی اور آغا نہ حال میں قصیدہ گوئی کے سوا دوسرے صنفتوں میں طبع آزمائی کا موقع شعرائے عجم کو نہ ملا اور توجہ ہوئی۔

مقدمین اس صنف نظم میں امر و سلاطین کی مدح کرتے رہے اور انعامات و جائزات سے اپنے دامان مراد کو بھرتے رہے۔ زبان اور خیال میں سادگی انکے یہاں بھی تھی مگر رفتہ رفتہ دربار سلاطین کی زیر زمینت اور عروج اسلام کے زمانے کی راحت و ثروت نے خیالات کا میدان وسیع کیا اور الفاظ و معانی کی صنعت گری کی طرف طبیعتیں متوجہ ہوئیں۔ پہلا دور لفظی صناعت کا ہوا پھر معانی کے عنوان ادا میں قوت تخیل نے نیرنگیان دکھائی اور حسن تعلیل و مبالغات نے مدح و تحسین کو کہان سے کہان پہنچا دیا۔

انہ کی کرسی فلک ہند اندیشہ زیر پائے تابوہ بر رکاب قرال رسلان دہ
تثیب بھی ان نازک خیالیوں سے جلوہ پاگئی کبھی مناظرات و مکالمات سے صد کلام کی آرائش کی گئی کبھی بہار سنہ نگار کا ریاں کین۔ کبھی حن و عشق کے افسانے و لکشی کا ذریعہ قرار پائے۔ مدح میں ممدوح کے گھوڑے کی تعریف تلوار کی مدح خطاطی کی ستائش۔ پھر حسن طلب اور اس کے بھی عجیب عنوان یہاں تک کہ دعا بھی سیدھے الفاظ میں مانگنا دشوار ہو گئی۔ آخر عمر کا کم لے گئے اور سارا زندگی طبیعت حصول زمین صرف کر دیا۔

اردو و شاعری میں بھی قصیدہ گوئی جب سے آئی پیشتر ہی کام لے گئے۔ اگرچہ اردو شعرانے اس کا بھی التزام رکھا کہ حمد و نعت میں بھی قصیدے نظم کریں تاکہ کچھ وہاں کے لئے بھی پہل نظر آئے۔ سوا کا نام اس صنف کا سرتاج ہے اردو سی نازک اور لطیف زبان کو قصیدہ کی جزالت و متانت کے لئے موزوں کر دینا اسی کا کام تھا اور شعرائے عجم کی آنکھوں سے آنکھیں لڑائے رہنا اس کا حوصلہ۔ مومن و ذوق و غالب کے قصائد کسی سے کمی کا پایہ نہیں رکھتے لیکن مضامین قصائد پر جب نظر کی جاتی ہے تو سوائے خیالی باتوں کے حقائق سے کم سروکار رکھا ہے۔ دور جدید جس طرح غزل کو مجاز سے حقیقت کی طرف لے چلا ہے۔ قصیدے کو بھی اسی معراج پر لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ سبکل کی خوش مذاق طبیعتیں فن شعر سے لذت اسی وقت حاصل کر سکتی ہیں جب اس میں کام کی باتیں ہوں۔ خصوصاً قصائد تو پایہ اعتبار تک پہنچ ہی نہیں سکتے جب تک زبان اور

مضامین کی جزالت میں علمیت بلکہ حقیقت شامل نہ ہو۔

یہی وہ خیالات ہیں جنہوں نے دنیاے شعر میں آجکل اچھا خاصہ پہچان پیدا کر دیا ہے اور مذہبِ نظم کے مجددین کی خاص طور سے کوشش ہے کہ اردو شاعری کو مفید اور معنی خیز بنانے کے ترقی یافتہ زبانوں کی مفضل میں ممتاز جگہ پر بٹھا دیں۔ انہیں مجددین میں حضرت محمد بخش لکھنوی کا نام بھی ایک خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ آپ نے اپنے قصائد کو مدح و کمال محمد کیلئے محدود کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی تخلیق حقائق کے ہمدوش رہتی ہے۔ لکھنوی شیریں زبان۔ محشر کی قادر الکلامی اور مجددین کی جلالت قدر کا مجموعہ جیسے دلاویز قصائد پیدا کر سکتا ہے اسکا اہل ذوق ہی اندازہ کر سکتے ہیں۔

اخلاقی مضامین میں غزلیت کا رنگ بھرا ہے اور فلسفہ کے خشک مسائل کو دلکش بنا یا ہے آغاز جوانی میں مادی خواہشوں کا جوش اتنا موقع نہیں دیتا کہ حسن و قبح اشیاء پر عارفانہ نظر ڈال سکے۔ پیش ہوا تو اسے ظاہری باطنی کو انسان ہوا و حرص کی نذر کر دیتا ہے اور بالآخر کتب کمال سے محروم رہ جاتا ہے انجام دنیا میں حسرت و ندامت ہے اور آخرت میں غلیبت و خسارت۔ محشر نے کیا خوب کہا ہے۔

مرے شباب کی غفلت نے مجھ کو لٹوایا کھلا ہی چھوڑ کے سویا درخزانہ دل
موسم بہار کا بیان جذبات عشق و حسن کو برا لگتے کرتا ہے محشر کو ہر بہاریہ قصیدے میں اس کا احساس ہے اور طرزِ ادبِ تشریب میں خلاوت آفرین ہے مثلاً۔

آبِ نیان کی ہے صورت گر چشم پر آب تم مرے گھر آئے یا برج شرف میں آفتاب
رحمتِ تشریف سے حاضر پر سرخی آگئی کہا ہی رنگِ حسن میں ڈوبا ہوا پھولا گلاب
تو بکلام کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ مشکل سے مشکل روایت و قافیہ پر اتنا قبضہ کر لیتے ہیں
کہ اپنی طبیعت کا رنگ ہمیشہ اپنے غالب رہتا ہے۔ بہت سے قصائد مشکل بگردن میں بھی ہیں
اور وہ ان بھی یہ خصوصیت نمایاں رہتی ہے۔

مذہب میں بیشتر روایات صحیحہ سے مدد لیتے ہیں اور احادیثِ مقدسہ کے تراجم سے اپنے کلام کو زینتِ ابدی دیتے ہیں۔ یہاں معلوم ہوتا ہے کہ ارضِ خدا داد ہے اور شوکتِ لازوال :-

قدم جب بستر محبوب پر رکھا شب ہجرت علی سویا کے پہرا دیا کی دل کی بیداری
لطف ادا دیکھئے۔

اٹھایا خیبر کا آہنی در بنایا پل تختہ فرج آری صدائیں دیتا تھا زور باطن کا تھا بھی نکلا نہیں ہے
کتنا پرانا مضمون کہ جوش بہار مردوں کو زندہ کرتا ہے محشر کی تخلیق اس پامال مضمون کو
کرسی نشین کیا ہے۔

ترا بنی ببل جواب تم باذنی ہے۔ اٹھو سے خستگان قبر آؤ وقت ہشیاہری
غرض اگر دیری تنقید ان کے کلام کی کی جائے تو یہ تحریر اپنی حد سے متجاوز ہو جائے گی
انکا خلوص انکا جوش ایمانی اور ان کا شاعرانہ کمال فی الواقع اسی قابل تھا کہ کسی ایسے خطاب
سے انھیں دنیا یاد کرے جو ان کے لئے بھی باعث شرف ہو۔

حضرت امین مرحوم کے خاندان سے اکتساب فن کیا اور جنابنا صر الملت کی زبان
معجز بیان سے ”مکداسہ ال محمد“ کا خطاب لیا یہ وہ مفاخر ہیں جن پر محشر اور ان کے ابنائے فن
جتنا ناز کریں بجا ہے۔

محشر کی شاعری میں کچھ تصرفات بھی ملتے ہیں جنھیں انھوں نے جائز سمجھا ہے بعض محشر
ناسخ کے خاندان سے ملے ہیں اور بعض دوسرے مقامات سے۔ ناسخ کی تقلید میں حرف ندا کا تلفظ
”اے“ ہے

رجب کی تیرہویں تاریخ کئی اے ساتی دکھاوے جلوہ صہبا دعائیں دے ساتی
عروج سے مکہ مل کے آنکھ بھینپے جائے پئے خدا مجھے چھلکا کے جام دے ساتی
دیکھو کتنی سچی ترنگ متوالوں کی ہے آسمان پر بدر کامل کا پھلکتے جام کی صورت میں دیکھنا
اور اپنے ہاتھ پر خالی جام پائیکون ندل بیچیں ہو جائے اور کیوں نہ پھلکتے جام کی ہوس ہو۔
”لاش“ ایک مقام پر ”میت“ کے معنوں پر نظم کی ہے اور باضافہ۔

لاش شہید عشق سے پوچھ کوئی قبول اٹھے اپنا ہے غسل اور کچھ اپنی نماز اور ہے
اسی طرح ”اندھیاری“ کو اندھیرے کی جگہ نظم کرنا۔ یا ”خدائی“ کی یاے نسبتی گرانا یا اور
تصرفات میں جبکا شمار آپ کے شخصیات میں ہے۔

شاگردوں کی طرف سے آپ بچہ خوش نصیب ہیں اور اپنی زندگی میں ایسے افراد دیکھ لئے جن کا کلام خود استادانہ مرتبہ پر فائز ہے۔

میں جناب محشر کو قصائدِ مدحیہ کے شائع کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں کہ علاوہ ثوابِ آخرت جمل کرینے کے اردو لٹریچر میں ایک ایسا گران بہا اضافہ کیا ہے جو تاریخِ ادب کے لکھنے والوں کے لئے دورِ جدید میں اعلیٰ ترقیوں کی مثالیں ہمیشہ مہیا کرے گا۔

”ناصری“

مضمون نوشتہ عالیجناب مین الشریعہ معین اللہ لسانِ لوطین فخرِ ملتِ پاک صیقلِ لافیل
”مہتمما لافیل لانا سید صاحبِ حبیبہ ام بقاۃ“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله رب العالمین والصلوة علی محمد والرخیر الخلق اجمعین . ۵

میرے محترم دوست فخرِ اکاظم حسین صاحبِ شرفِ زاد اللہ علواً وکمالاً نے مجھے اپنا دیوان قصائدِ مدحیہ دیا ہے کہ میں انکی تعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں مجھے نہایت انوس ہو کہ یہ دیوان ایسے وقت میری نظر سے گزر رہا ہے جب عرض میرے تمام قوی پر اثر ڈال چکا ہے اور میں کسی خدمت کے قابل نہیں ہوں اور میزانِ شعور میں اگر تقدیر اشعار کا تولنا زور چاہتا ہے اور میں نا توان ہوں تاہم اس دیوان کا تعلق ان دامنوں سے ہو چکی ہماروح پرور اور توان بخش ہے۔ اسلئے ممکن ہے کہ اس صنف میں بھی تائید سے خالی نہ رہوں لہذا میں کوتاہ قلبی کو آجگہ پسند نہیں کرتا۔

شعر اور شاعری کی تعریف میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ اکثر کا خیال ہے کہ شعر کلام موزون کا نام ہے جسے تکلم نے باواوہ وزن اور کیا ہو بعض کا خیال ہے کہ شعر خیال کا نام ہے بعض کہتے ہیں کہ شاعری اس قدر کلام کا نام ہے جس سے بُری شے اچھی صورت میں اور اچھی شے بُری صورت میں ظاہر ہو سکے اور دونوں مکمل میں طالع میں تاثیر پیدا کر سکے بعض کا خیال ہے کہ شاعری کا تعلق معنوی لیے کلام سے ہو جس سے انسانی جذبات ابھر سکیں مگر اس میں کسی غیر سے مخاطبہ نہ ہو بلکہ شاعر

خود اپنا آپ مخاطب ہے بعض کا خیال ہے کہ شاعر عالم معنی کا مصدق ہے بعض کہتے ہیں کہ شاعری حساس اور بادرک ہونیکا نام ہے اس تعریف میں شعور کا خیال کیا گیا ہے اور شاعر کو ہمتاقتی سمجھا گیا کہ میں اس مختصر تحریر میں بات کا محاکمہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان تعریفوں میں کوئی تعریف قابل قبول ہے اور کون قابل رد ہے اگرچہ معلوم ہے کہ ان میں سے ہر ایک تعریف صحیح نہیں ہے۔ اگر نظر غور دیکھا جائے تو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ بہتوں نے اشعار مخصوص کی موجودہ کیفیت دیکھ کر شعر اور شاعری کی تعریف کی ہو اس لحاظ سے حقیقت شعر کو سون دور ہو جاتی ہے۔ جیسے بعض کہتا ہوں نے شاہنامہ فردوسی کے تعلق کہا ہے کہ بحر متقارب بیانِ زم کے لئے موضوع ہے اور فردوسی نے ہی بحر اپنی نظم کے لئے اختیار کیا ہے لہذا حسن پیدا ہو گیا۔ حالانکہ بحر متقارب کا جنگلِ زم کے لئے موضوع ہونا کیسے کلام میں مخصوص نہیں بلکہ اسکا استفادہ شاہنامہ ہی سے کیا جاتا ہے تو اگر حسن کلام ہی کا تابع رہا نہ بحر متقارب کا۔

خیر مجھے ان تمام تعریفوں کے رد و قبح سے کوئی غرض نہیں اور نہ مقام اس قسم کی باتوں کا تقاضا ہے مجھے یہ بیان کرنا ہے کہ شعر و شاعری کی ہر تعریف کو دیکھتے ہوئے یہ دیوان دیوان شعر ہے اور اسکا ناظم شاعر کہا جاسکتا ہے۔ البتہ تیسری تعریف شاعری حسین ہمیشہ شاعری واقع کے خلاف تسلیم کی جاتی ہے اسکو مستثنیٰ کرتا ہوں اور وہ مدح اہمیت علیہم السلام میں غیر مقصور بلکہ محال ہے۔

میری کم فرصتی نے مجھے اس عالم کے تفصیلی ریاضی کا موقع نہیں دیا تاہم دیوان کا عالم تخیل | روانہ فرمائی میں جو کچھ دیکھ لیا ہے اس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں یہاں

مدیتہ اعلانی میں شعر

جمال محبوب ہے وہ دلکش کہ ہنسنے سحر میں گئے دیکھا اے یہ صفت نہیں ہو عودی حرم کے کلاک صم سے بھج
تخیل کی قوت صرف کو دیکھو جسے پھر میں لالہ دل میں انجذاب تاثیر جمال کی لکٹی کا تقاضی سے کامیت
کر دکھایا پھر یہی دیکھو کہ محبوب کے لئے جمال و جمال کے لئے جذبات و پھر اسکی تاثیر میں اتنا عموم کہ اہل
ادراک سے تجاوز کر کے جادو کا اور دوست گند کے دشمن میں ظاہر ہو کس جن سے دکھایا ہے پھر
یہی خیال کہ تخیل جو تخیل کی ایک صنعت ہے اسے یہاں اور کتنا لطف پیدا کیا ہے معلوم ہے
کہ تخیل کا گزرا کیوں تھا لیکن شاعر اس گزرنے کا نام سجود رکھتا ہے اور سجود کی وجہ صرف اس تاثیر کو

قرار دیتا ہے جو حال کے سبب پتھروں میں ظاہر ہوا پھر لفظ محبوب کا ایہام جو مضاف الیہ کے حذف ہونے پر پیدا ہوا ہے وہ اس کی تشریح کو جو سے دفع ہو کر حقیقت پر پہنچتا ہے اور جو اس کے لئے رجا تا ہو جس کے لئے وہ حقیقت میں ثابت ہو۔ پھر اس کے ساتھ ہی ساتھ تلمیح کا حسن دیکھو جس نے ایک ہی شعر میں حمد و نعت و منقبت کے جمع کر دیا ہے آخر میں قافیہ و ردیف کا مفہوم بھی سمجھو اگر چہ ظاہر میں اہل عقل سے یہ کہنا کہ ال ایک صنم سے پوچھو ایک بمعنی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب اس کو پچھنے میں کوئی مفید بات ضم ہو تو پھر ایسے سوالوں کے حسن کی کوئی انتہا نہیں رہتی جناب براہیم نے بھی اس وقت جب انھوں نے صنم خانہ آذری کے بتوں کو توڑ ڈالا تھا تو فرمایا کہ بڑے بت نے یہ کام کیا ہے انہیں اگر یہ بت ہونگے تو بتا دینگے اس کو پچھنے میں یہ راز ضم تھا کہ جب یہ جواب دیکھیں گے تو ان کی جوابی اس کے عجز کا آئینہ ہوگی اور یوں نفی و شرب پر روشنی پڑے گی یہاں شاعر نے بھی ایسے ہی نکتہ کا خیال کر کے اسے پوچھنے کی خواہش کی ہو لیکن ان دونوں مقاموں میں یہ فرق پیدا ہو گیا ہے کہ وہاں بتوں کی زبان حال مقال دونوں خاموش ہیں لیکن یہاں زبان مقال خاموش ہے مگر زبان حال گویا ہو اور یہی بات واضح سخن ہے۔ یوں ہی دوسرے نعتیہ قصیدہ میں شیعر ہے

بھرنی عالم میں آوازیں مبارکبا و کی ایسی کہ شوق ہونا بہت آسان ہوا کسری کے ایوان کا
یہ شعر حسن تعلیل میں شعراؤں کی طرح جہیل ہے لیکن الشقاق کو عالم کو چھوڑ کر تخصیص ایوان کسری
ایک بیشمار ہے جس سے ایمانی استحکام اور کفر کے نا استواری کا پتا دیا گیا ہو
اسکو یوں دیکھو کہ اگر کوئی رشتہ گرشے ایسی چیز میں داخل ہو جس کی بعض حصے مستحکم اور بعض کمزور
اور مست ہوں تو اس کی تاثیر وہیں ظاہر ہوگی جہاں کمزوری ہو اور عالم کے تمام حصوں میں کفر کے حصہ
کمزور اور مست ہیں اس لئے وہیں اثر بھی قہری ظاہر ہوا۔

پھر جو تشبیہ اس شعر میں ہے وہ قابل تفات ہے یعنی شایا غیر تعلیل کی تشبیہ ان اشیا سے
دیگئی ہے جو وزن دار اور تعلیل ہوں اس لئے ذکر الشقاق و کسرا استعارہ کی تشریح ہو گئی ہے اور یہ ایک
تخلیلی تشبیہ ہے جس کا پتا اس تشریح سے ملتا ہے۔

اسی وجہ سے تشبیہ کا حسن بہت زیادہ ہو گیا ہے کیونکہ جان تشبیہ یہ بات ہو کہ جو شے غافل و
مخفی ہو اس سے علی اور واضح امر کی جانب نکال دلائے اگر یہ بات کسی تشبیہ میں نہ ہو تو ایسی تشبیہ قبیح کہی جاتی ہے

اسی سب سے وہ چیزیں جو عاشقوں سے محسوس ہوتی ہیں ان چیزوں سے زیادہ واضح ہوتی ہیں اور وہ چیزیں جو حاضرین وہ غائب سے زیادہ واضح ہوتی ہیں اور جو چیزیں نزدیک ہیں وہ ان چیزوں سے جو دور ہیں زیادہ روشن ہوتی ہیں اسی اصول پر بنا کر کے اگر اس شعر کی تشبیہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ شاعر نے حذاقت اور ماہریت سے کام لیا ہے۔

یوہین قصیدہ معراج شوق میں یہ شعر ہے
پڑھاکے جام شراب مست براق کی پونچا اس اداسے
خداست اور حسن شباب و دل و براق را بطہ تشبیہ میں ایک ہی ہو گئی ہیں ایسی صورت میں
کلام تشبیہی جس حسن پر ہے اسکو اہل فہم سے پوچھو۔

یوہین لوح محفوظ میں یہ شعر ہے
دور ہی کیا ہے خدائی بھر سا جائے اگر اسقدر اب محبت و امانت میں ہو جائے گی
یہ شریعت میں ہر چیز کی ایک شریعت کے عموم کو دکھلایا گیا ہے اور دین کو مکان سے تشبیہ
دی گئی ہے تاکہ ایک سیاح پیادہ ظنیت تیار ہو لیکن چونکہ بدور رسالت اور انقضائے زمانہ رسالت کے بعد
بھی اب تک یہ بات جو وحی حقیقت میں نہیں آئی اور وہ وجود ظہور صاحب الامور پر موقوف ہو ان معجزات
کے اثبات کے لئے جملہ دور ہی کیا ہے اسقدر زنا سچلے ہر اس لئے کہ ہر یونیاں چیز جگہ کا ہونا ضروری نہ
قریب کی جاتی ہو۔ یونین ہی قصیدہ میں یہ شعر

باروں میں فاقون سے طاقت بڑھے گی ہند
نقل سوے امیر المومنین ہو جائے گی
ایک نیشل شعر ہے اور یہ خیال جو اس شعر میں ظاہر کیا گیا ہے ایک بیخ خیال ہے۔ ایسی
چیزوں میں شعر میں باہم کم توارد ہوتا ہے کیونکہ یہ متبادل وادی نہیں ہو جہاں ہر سال اس کے قدم کے
نشان بنتی ہوں بلکہ یہ اسے جب نکلتے ہیں اپنے چلنے والے کے ساتھ خاص ہو جاتے ہیں ضد کو
ضد کا سبب قرار دینا یعنی بھوک سے طاقت کا بڑھنا یا ایک غریب چیز ہے جس کا وجود نادر و عجائب
زمانہ میں ہو سکتا ہے کیونکہ فاقون میں طاقت گھٹتی ہے بڑھتی نہیں ہے لیکن اس میں بغیر اور اس
دوسری میں فاقے موجود تھے اور طاقت زیادہ تھی تو لامحالہ یہ ہندنا صحیح ہو جائے گی جس سے مسخ
منظر العجائب کے سمون پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ یہاں شاعر نے صرف تھا جو مقام تنقید میں

اپنی آپ ہی نظیر تھا۔ دو طرفہ تصرف جو اس سے بھی اپنے معنی خیز ہونے میں زائد ہے یہ ہے کہ قحط کی زیادتی اس حد پر ہوگی کہ ایک طرف میں اسکی ہمائی دشوار ہوگی جب تک کہ وہ کسی دوسری طرف کی طرف منتقل نہ ہو اور یہ چھلک جانے والی چیز میں فطری حیثیت سے ہر ذی شے کو محسوس ہوتا ہے لیکن یہ مطلب کہ وہ خاص امیر المؤمنین ہی کی طرف منتقل ہوگی اسکے اثبات میں نہایت چھین لفظ رکھا گیا ہو اور وہ سہولیت پر ہے یعنی بازوؤں میں اس کلمہ نے امیر المؤمنین کے تخصیص کر دی کیونکہ دوسرے شخص کا بازوؤں میں شمار نہیں ہو سکتا اور مثل کی رغبت مثل ہی کی طرف ہوتی ہے پھر یہ بھی دیکھو کہ ان دونوں طلبوں کو زمانہ استقبال ہی میں محدود رکھنے سے مساوات ظاہری کے طرفین کیونکر محفوظ رکھے گئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک ایسا شعر ہے کہ اگر اسکا سننے والا اسکو سنے کام نے تو اس شعر کے حروف و کلمات شاعر پر آفرین کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔

تخیل و تشبیہات و تعارفات کا وادی اسقدر وسیع ہے کہ اب تک متخیلہ اسکی آخری حدود تک پہنچ رہی ہے اور نہ پہنچ سکتا ہے اسلئے میں اسکا احصا کر سکتا ہوں نہ میرا یہ مقصد ہے کہ میں اس مبارک اور بلیغ دیوان کے ہر ایسے شعر پر تبصرہ کروں لیکن یہ میں نے مختصر جو کچھ لکھا وہ نمونہ کے طور پر لکھا اور یہ وہ اشعار تھے جو مجھے بغیر تفحص و تجسس قریب قریب مل گئے تھے ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ جب ان موضوعات میں محضر صاحب اس طرح کے اشعار پر قادر ہیں تو زبان تو ان کی زبان ہے اور محاورات انکے محاورات ہیں۔

چونکہ یہ دیوان مرح اہلبیت ہے اسلئے مجھے بھی اچھا معلوم ہوا کہ میری تحریر بھی اسکے دامن سے لپٹی رہے شاید امیدوار یاں اقصیٰ کا میاں بیان ہو جائیں۔ خدا انکم کرنے والے کا فردوسی ہوتوں سے منہ بھرے۔ آمین

سید بسط حسن ۱۲ دسمبر ۱۹۷۱ء



چہ وز بود کہ دوران ساس عشق نہ باد جهان خراب شد و این بنا خراب نہ شد

تین جہوں کا لفظ "عشق" جسکے معنی ہتھ دہیٹ ہیں کہ اگر لکھے جائیں تو دو فترے دفتر مرتب ہو جائیں بہر تقدیر اہل قلم و ارباب علم کے نزدیک عشق کچھ بھی ہو مگر میں اس مختصر لفظ کو دلا سے خاندانِ رسول سے تعبیر کروں گا۔ ادنیٰ ایسی روحانی نعمت ہے کہ جس کو مدتہا سے مدیت سے آفات نہ زوال ہوا ہے نہ ہوگا۔ عنوانِ مضمون میں جو فارسی شعر عوالہ قلم ہوا ہے اسکے ناظم نے یہی سمجھ کے کہا ہے اور خوب کہا۔ آریم بر سر مطلب

لکھنؤ میں نزل گوئی اور مرثیہ گوئی پرانی شاعری ہے جبکہ وقتاً فوقتاً بہت عروج و تہا پہ نصیبِ محبت ضرورت دنیا کے لئے کہا جاتا تھا جسکی صورتی و مسموی خوبانِ رؤسا کے دربار تک محدود رہتی تھیں اور بس۔ مرحِ مصدقین علیہم السلام میں قصیدہ خوانی کی ابتدا انجمنِ امامیہ سے ہوئی اوسکے ساتھ ہی ساتھ حضرت شمس العلماء زماں صاحبِ نومِ جناب مولانا صاحبِ مین صاحبِ قبلہ دام بقاؤ نے اپنے بیانِ رزمِ قصیدہ خوانی مقروفاً ہی جبکا سلسلہ بھی تنگ اسے پایا نہ پجاری ہے۔ شہر کے اکثر مشہور شعرا جوشِ مداحی میں اپنا کلام پڑھتے رہے اور ابھی تک وہی حالت باقی ہے۔ زائد اونیہ میں جناب سید ذاکر حسین یاس مرحوم اور جناب سید زوار حسین طر از مغفور نے وہ وہ قصیدے پڑھے جن کا حقیقی اثر آج تک سامعین کے دلوں پر ہے اور بدلتا رہے گا۔ اس دور میں مجھ بھیچیر کی مقبوت نگاری ابتدائی حالت میں تھی۔ شوقِ روز بروز بڑھتا گیا۔ جنابِ کبر کے بیان چاروہ مصدقین علیہم السلام کی ولادت باسعادت میں مغفیل مستقلا ہوتی رہیں اور آج بھی ہو رہی ہیں۔ بعض شعرا اپنے ممدوحین کی خدمت میں پہنچے دوسروں نے ان کی جگہ پائی۔ چنانچہ جنابِ امام صاحب جنابِ شہر صاحبِ صریحی۔ سان السند مرزا محمد ہادی صاحبِ عزیز کے کلام بلاغت نظام

کا شہرہ ہونے لگا۔ لسانِ غیبی کے ایسی ایسی داؤخن پائی کہ دامن مقصود و مملو ہو گیا۔ اتفاقاتِ زمانہ نے جنابِ ناصری سے وطن چھوڑ دیا یا مختلف اسکول اور کالجوں کی پروفیسری ذوقِ مدحتِ سرانی میں رقابت کا کام کر کے کامیاب ہوئی۔ جبکا بدل موصوف الصدور نے نشرِ خوانی سے کیا اس میں بھی ان کے لئے اتنا ہی حسن قبول ہوا۔ جتنا نظم میں تھا۔

جنابِ عزیز صاحبِ سحر شد وطن میں بن زیادہ عدمِ الفترتی شلوکِ مدحتِ گسری میں تجلی ناز ہے۔ ہر طرزیں بارگاہِ انہ میں انکے خدمات پر نینہ قابلِ قدر ہیں۔

زمانہ موجودہ میں جنابِ صرللہ فیللہ العالی کی محفل مدحِ خوانی کے سربراہ جنابِ قارِ جہانگیر جنابِ سعیدی۔ جنابِ نویس۔ جنابِ درخشان۔ جنابِ نصیری۔ جنابِ سجاد۔ جنابِ نو قیصر جنابِ لطاف۔ جنابِ یونس۔ جنابِ حنو۔ جنابِ آصف۔ جنابِ صفیر۔ جنابِ حکیم جنابِ عزیز بن زبدۃ الافاضل جنابِ مولانا تیز ذاکر حسین صاحبِ قبلہ برادرِ جنابِ صرللہ مدظلہ کا فاضل کلام ایسا لطفِ تیا ہے کہ سامعین بہت ہی مشابہ مسرور ہوتے ہیں واقعی موصوف الصدور نے زبانِ عجم میں ایسی مشق بہر ہو چائی ہے کہ قدرتِ انتخاب آپ کی نظموں کو دیکھ کر شاعرانہ ہندی ہونے کا امتیاز کر سکے گی اور کیوں نہ ہو مرکزِ مولد تو نیشاپور ہے "جہان کی شاعری ہمیشہ مست رہی اور آج بھی ہے۔ آپ کے قطعات اور حسنِ علمی خزانوں سے الامال مجھے ہیں جنکے ساتھ نکاتِ مخدوری حسنِ کلام کو دو بالا کر دیتے ہیں۔

اس نرمِ قصیدہ خوانی کو مقرر ہوئے کم از کم ستیس برس ہوتے ہیں جہلی عام شہرت اور تحقیق تقلید نے بیرونجات میں سیکڑوں محفلین مدحِ خدائی کی مقرر کردین حق یہ ہے قبل اسکے گروہِ شیعہ میں وہ غفلت پندی کے باعث سے کیسے مطلق نہیں معلوم تھا کہ ۳۰۰ حسبِ اور ۱۵۰ اشعار اور ۱۸۰ ازلی گہ میں کیا ہوا اور کیا ہونا چاہیئے۔ ہے ارجح کے فضل سے ہندوستان میں اکثر مقامات پر چاروہ مہوین علیہم السلام کی تاریخائے ولادت و وفات سے مومنین آگاہ ہیں۔ اور بکثرت قصیدہ خوانی ہوتی ہے۔ چنانچہ منجن پور ضلع الہ آباد میں میرے کرم دوست جنابِ چودہری شیخ غلام حیدر صاحب رئیس منجن پور کے یہاں روزِ عالم افروز میں بہت بڑے پیمانہ پر محفلِ قصیدہ خوانی ہوتی ہے کہو کے شعراءِ عجمیے جاتے ہیں۔ احقر کو بھی بارہا شریک ہونے کا فخر حاصل ہوا امام باڑہ

اپنے جو عملہ کے موافق پھولوں اور گلہ رتوں سے آکر ستہ کیا جاتا ہے۔ شرکاء و زعم کا یہ عام دعوت ہوتی ہے۔ اسی طرح ۱۳ رجب کو جناب چودھری محمد منظر صاحب کے یہاں منہ پور میں اسی ہی صحبت ہوتی ہے۔

۲۰ شعبان المعظم کو کسوارہ ضلع الہ آباد میں جناب چودھری سید انور حسن صاحب مرحوم و مغفور کے صاحبزادے ولادت خانبالاہم حسین علیہ السلام کی تاریخ میں بزم تصیدہ خوانی برپا کرتے ہیں اور شعرا کے لکھنے پر نجات کی خاطر ملاقات میں کافی جھڑ لیتے ہیں اللہ تعالیٰ

۱۳ رجب کو فیض آباد میں مدینہ دیدہ حبیب محترم جناب سید علی انور صاحب ہیر ٹریٹ لا کے یہاں اسی محفل ہوتی ہے کہ قابل دیدہ۔ مجھے صرف ایک مرتبہ شریک ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ درحقیقت خسرو کون و مکان کی محفل میلاد ایسے ہی شاہانہ شہنام سے ہونا چاہیے جیسا کہ بارش صاحب علی جھنگلی سے کام لیتے ہیں۔

اسی تاریخ ۱۳۲۵ھ سے لکھنؤ میں انجمن مصلح الاسلام کی کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ قریب قریب تمام شہر چراغان ہوتا ہے کوئی مومن ایسا نہیں جسکے مکان پر کچھ نہ کچھ روشنی نہ ہو بہت سے مقامات پر فضائل ولادت علی بن ابیطالب علیہ السلام شرف و نظم میں پڑھے جاتے ہیں خصوصیت کے ساتھ چونکہ سبھی تحسین علیخان مرحوم کی زینت قابل دیدہ ہوتی ہے۔ سجد کے وسیع اور پر فضا صحن میں جناب تاجدار مرزا صاحب مکر ٹیری انجمن مذکور کے ممبران انتظامی محمد کاظم صاحب کلن صاحب میلاد حسین صاحب فرخ آغا صاحب چھوٹے آغا صاحب مرزا محمد صفر صاحب صاحب وغیرہ اپنی شب و روز کی جانکاح کوشش سے محفل میلاد کو نمونہ بہشت بنا دیتے ہیں۔ اس جلسہ میں عالیجناب نواب مرزا قمر حسین خان صاحب علی حسین آباد و اسپنل مجسٹریٹ کی ظاہری باطنی امداد و انعام قابل تعریف و تکریم ہے۔ نوبت رات کو اولاً تصید و خوانی ہوتی ہے جس میں بادشاہ مرزا صاحب شرف و خصوصیت صاحب شہین اور خاکسار محشر اپنے اپنے قصائد سامعین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ بعد ازاں جناب صدیق افغان و ممتاز لافاضل حضرت مولانا صاحب دانا سید سبط حسن صاحب قلیہ دام بقا کا فضائل میلاد مولود و جسم بزم بیان فرما کر شباب کرتے ہیں۔ دوسری

شب میں جناب مولانا موصوف بظلمہ کا بیان مہراج اکمال کا مرتبہ رکھتا ہے سامعین حاکم رہتے ہیں کہ جلد سے جلد سال گزرے اور پھر یہ دن آئے۔ قریب نصف شب کے جلسہ ختم ہوتا ہے۔ مگر کئی مقامات پر رات بھر نرم فضائل ہوتی رہتی ہے۔ سکرٹری صاحب درمیان انتظامی کی ساعی چلیے گا انسان تو انسان ملائکہ شکر یہ ادا کرتے ہیں۔ ہماری اور جلسہ منین کی دعا ہے کہ اس نرم عرفانی گوہر ہمیشہ ترقی ہوتی رہے۔ چودہ رجب کو جناب شیخ الاسلام مولانا تینا حسین صاحب جیلہ بہت اندھیر کے دولت خانہ پر طولانی نرم قصیدہ خوانی ہوتی ہے جو دو بجے دن سے شروع ہو کر بارہ بجے رات کو ختم ہوتی ہے اسی محفل مبارک کی تجلی نے تمام شعبی دنیا کو منور کر کے تیرہ رجب کے اسرار حقیقی کو روشن کر دیا۔ جناب مدوح کے یہاں کل لٹہ کی ولادت کے علاوہ غدیر و فتح خیبر نوروز روز بعثت وغیرہ کی محفلیں بھی ہوتی ہیں جنہیں شعراے لکھنؤ قصائد پڑھتے ہیں۔

شب ہفتم ربیع الاول کو فیض آباد خواہر علی خان صاحب مرحوم کے امام باڑہ میں محنت مری و مکر می سید فقیر حسین صاحب درمیان گداحین صاحب کی طرف سے نرم نعت ملائکہ بھری سے برپا ہوتی ہے وسیع امام باڑے کے در و دیوار پر اسقدر روشنی کی جاتی ہے کہ دن ہو جاتا ہے۔ حال جناب مولانا حکیم سید ابوالبرہیم صاحب کے عرفانی ہدایت اور ان کے قابل ولایت فرزند کی روحانی کوشش جلسہ میں جان ڈال دیتی ہے۔ بلا مبالغہ سیکڑوں مہمانوں کی ضیافت میں چائے حقہ پان عطر کی کثرت بانیان نرم کی عالی ہمتی کا اظہار کرتی ہے۔ و حقیقت ایسے امور میں دیا ولی اور خلوص نیست کچھ انھیں بزرگوں کا کام ہے جسکے خیالات نئی روشنی کو ذرہ فانی خیال کرتے ہیں اہل محشر کو حسن اخلاق کریمانہ سے طلب کیا جاتا ہے اسکا شکریہ ادا کرنا محال اور قطعاً محال معلوم ہوتا ہے لہذا تنہا کافی ہے کہ موصوفین کے دل و دماغ و رخ خوان کے حقیقی معنی شناس ہوں۔ اسی مہینہ کی غیر معین تاریخ میں حال جناب خان بہادر چودھری سید ارشد حسین صاحب تعلقدار ندولی کے تعمیر امام باڑے واقع ندولی میں محفل نعت ملائکہ بھری سے برپا ہوتی ہے۔ جناب چودھری عجلہ نہایت سخی و باہمت ٹیس ہیں آج کل تمام ذاکرون اور مدح خوانوں سے خاص محبت ہے۔ اور بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص حصہ ہے۔ سال گذشتہ کترین کو بھی جناب کے امام باڑہ میں قصیدہ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا

برادر مرزا علی احمد صاحب مدرس فاری گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج جھانسی کے یہاں بزمِ نعت بیچ الاول میں کئی سال سے ہوتی ہے جس میں جناب سٹریڈ احمد حسن صاحب فاری پروفیسر جوبلی کالج کا قصیدہ نمایاں مرتبہ رکھتا ہے۔

ہندوستان کے اور مقامات میں بھی قصیدہ خوانی کی متعدد محفلیں ہوتی ہیں جسکے حالات اگر مجھے معلوم ہوتے تو ضرور درج کتاب کرتا۔ میری اور ہر ایک مداح کی یہ دعا ہے خدا کرے ملک کے ہر گوشے میں روزانہ وسیع پیمانے پر ایسی محفلیں ہوتی رہیں اور مناقبِ معصومین علیہم السلام میں یوں فیوضِ ترقی ہوتی رہے۔ "این دعا از من و از جملہ جہان آمین"۔

اولے شکر

انسان ذاتی قوت سے کسی ارادے میں کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کوئی روحانی امداد و تسکیری نہ کرے۔ سا اہم سال سے قصیدہ تھا کہ قصائد شائع ہو جائیں مگر ہمیشہ ناکامیابی دہن گیر رہی۔ کبھی عدیم الفرضی اور کبھی روح فرسا پیاریون نے اس مشکل کام کو انجام تک نہ پہنچنے دیا۔ کبھی اس خبیث سال سے خون خشک ہوتا تھا کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں بعد میرے جو کچھ اچھا برا نظم کیا ہے نذر کس میری ہو کر فنا ہو جائے گا۔ اسرا غیبِ عقل انسانی ہرگز ہرگز نہیں سمجھ سکتی کہ کیا ہونے والا ہے آخر کار جن کی مدح تھی انھیں کی طرف سے صوری و معنوی مدد ملی۔ اتفاقاً احقر نے ایک روز اپنی بے اثر زبان کے الفاظ معین الشریعت صدر الافاضل و ممتاز الافاضل جناب قبلہ و کعبہ مولانا سید سبط حسن صاحبِ مظلہ کی خدمت میں پیش کیے جناب نے فرمایا کہ یہ قصیدے بہت آسانی سے شائع ہو سکتے ہیں۔ کیا مبارک وقت تھا کہ جب موصوف الصدور کی خدمت میں عرض کیا گیا اور کیا ہایون ساعت تھی کہ جب ممدوح نے اپنی با اثر زبان سے لہجہ فرمایا۔ احمد شکر کہ آج کتاب قصائد مکمل ہو کر اہل ایمان کی عرفانی نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جو کچھ اتفاقاً کلام اچھا ہو وہ خزانہ غیب کا سرمایہ ہے اور جو برا ہو وہ میرا سمجھ کر عیب پوشی فرمائیں۔ شاعری حکمت ہے اور حکمت ایک ناتناہی علمِ بیسراولِ داغ علم سے بالکل خالی ہے تھوڑی سی اُردو پڑھے لکھے ناظم کو شاعر کہنا قطعاً غلطی ہے۔ لہذا میری طرف

لفظ شاعر کا انتساب گویا کہ فن سے آہنزا ہوگا۔ ہاں جا بات نظم کی بنا پر جو کچھ حوالہ قلم کیا یہ دوسرے
ہے شاعری اور چیز ہے۔ مجھ ایسے بے بضاعت اور کم علم نظم کرنے والے سے اگر غلطیان ہوں
تو ارباب نظر حقیقی واقعہ پر غور کر کے معاف فرمائیں گے

میر سے محترم جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ کی اونا تحریر ایک پر فخر الرود سا امیر الامرار
جناب نواب سید باقر علی خان صاحب یس اعظم حسین آباد نے اشاعت کتاب میں کافی تھدلیا
جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب بہادر بالقابہ تعلقہ دار پتی پور نے اپنے اجداد و طاہرین کے شہ
فضائل میں جو توجہ مزدول فرمائی اُس کا شکریہ کیا ادا کر دن۔ ابو طلحہ خان بہادر جناب چودھری
سید ارشاد حسین صاحب لقا دار نرولی ضلع بارہ بنکی نے جب تک کہ قصائد عشرت زیر طبع ہیں بہت ہی
کشاہدہ پیشانی سے اس امر خیر میں مدد فرمائی۔ جناب حکیم سید محمد تاجسم صاحب یس عالمی جاتق الملک
حکیم سید فضل علیہ صاحب عرف حکیم میرن صاحب نے جو کچھ فرکی اُس کا شکریہ زبان قلم سے ادا ہوا انیسٹن کو
جناب نوابیہ حاجدین خان عرف بابو صاحب خاں شاہ ہزارہ مرزا نعمت بخش صاحب سبب رٹھرب سبب رٹھرب
جناب اب لا وحید خاں صاحب کان فیض آباد۔ جناب مرزا بہادر مرزا ابو جعفر علیخان صاحب جناب مرزا
محمد صادق علیخان صاحب کتاہ دے ممنون ہوں کہ قبل شاعت کئی کئی جلدوں کی خریداری منظور فرما کر اس
شکل کام میں آسانی کا باعث ہوئے۔

جن کمال بل قلم نے میری ادنیٰ گزارش قبول فرما کر قطعات تاریخ یا مضامین فرخاریت کے اُکا تہ دے
ممنون ہوں حقیقت حال یہ ہو کہ میں ہر قطعہ تاریخ یا مضون نشر کو اپنے لئے سند شاعری جانتا ہوں خصوصاً
ابجد کتاب میں جناب حجۃ الاسلام ناصر الملک مولانا ثناء حسین صاحب قبلہ کا خواب جسکی تعبیر حسن قبول ہو
اور آخر کتاب میں جناب حجۃ الاسلام نجم الملک مولانا سید نجم حسین صاحب قبلہ کی جانب سے صحفہ افتخار
مجھ ایسے ہیچوان کی نازش کا باعث ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

صد الو عظیم جناب میرے لانا سید بھ حسن صاحب نے باہر دنا سازی مزاج جو کچھ تحریر فرمایا اور اُکا ایکا ایک
تہار ہا ہو کہ مداحی کی بدلت دنیا و آخرت میں انسان کی اسے کہا ہو سکتا ہو عجب کی نظر سے نکھتا ہوں
مجھ ایسا کچھ نہ جلنے والا شاعر مدح و وفا قرار پائے یہ سب ح خاندان رسول کی بدلت ہو سجدہ شکر کے لئے جب تک
نزدہ ہوں میری پیشانی ہو اور خاکشہ ہدائے طاہرین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین خاکسار شمسہ عشر عفی عنہ

نیمہ شعبان

اہل ایمان کیلئے یہ روز مسود اور اسکی خوشی دائمی ہے یہی ہونا بھی چاہیے کیونکہ امام تقی علیہ السلام نے فرمایا
 کار زو اودت با سوادت ہر ملک کے ہر حصہ میں بکثرت فضائل کی غفیلین ہوتی ہیں۔ لکھو بھی ایک
 رات پہلے سے عالم نور بن رہتا ہے۔ تمام شب تھل پل اسکی لب دریا ہزاروں مومنوں کا
 مجمع وسیع شامیانے کے نیچے آخری رات میں قصیدہ خوانی مولیان ائمہ علیہم السلام کی چنائے اور
 پلن سے غیافت عجیب لطیف کا منظر رہتا ہے جو بیان سے باہر صبح اول وقت اور کاتر کا اسلامان
 نماز کے لئے موزان کی آواز غازیوں کو خدا کی طرف متوجہ کرتی ہے جسے حضرت العصر عا حجاب مولا ذی
 الہیہ محمد باقر صاحب قبلہ کی آمد آمد اور درود کا توجہ عبادت الہی میں جن قبول کی دلیل ہے۔ غرض کہ کئی ہزار
 مومنین کے مجمع سے ناچ سچ ہوتی ہے یہ نورانی محفل منجانب میر عابد علی صاحب رحمہم غالباً چالیس سال سے
 ہوا کرتی ہے خدا کرے وہیں باقی رہے۔ اسکے بعد ہی نور شاہ اودھ نصیر الدین حیدر بہادر مرحوم کی
 کربلا میں پورا مجمع فضائل امام زمان علیہ السلام کے شوق میں پہنچ جاتا ہے۔ حضرت صدر الافاضل
 دین زالا کا محفل مولانا سید صاحب قبلہ کا مدلل درگوش بیان جس سے ہر سانس وجدانی حالت
 میں ہوتا ہے محفل کے ہر گوشہ سے یہی آواز آتی ہے کہ اِنَّ مِنَ الْاٰیٰتِ لَیٰحْضَرٰہُ دوسرے بعد دوپہر
 شبیہ مسجد کو فہمین جناب شمس العلماء مولانا النیر حسین صاحب قبلہ کا بیان اور وہ مقبول بیان کہ انسان تو
 انسان زبان ملائکہ سے آواز دہ داتی ہے۔ شب پانزدہم ریاست سلیم پور میں اجہ راجگان عالمینا ب
 راجہ تیار احمد علی خان صاحب علیی ممبر کونسل کی طرف سے پرنسٹا اور وسیع بارگاہ جہین برنی روشنی سے
 دن معلوم ہوتا ہے قصیدہ خوانی کی محفل مدون سے ہوتی ہے۔ جناب اجہ صاحب بہادر سیکرٹن ہمازون
 کی عام دعوت میں ایسے خلق عظیم سے کام لیتے ہیں کہ بیان سے باہر شہر لکھنؤ سے شعر کی طلب میں آکر
 خاص اہتمام و نہماک ہوتا ہے۔ راقم الحروف کو بھی ہلکے مرتبہ شریک ہونے کا اتفاق ہوا۔ معزز و محترم
 میزبان کی مہمان نوازی نے عشر ایسے آزاد خیال کو سحر کر لیا۔ دعا ہے اور تہ دل سے دعا ہے کہ محفل مبارک
 بانی محفل کے انتظام میں تالہو را امام زمانہ قائم رہے آمین ثم آمین

خامس

”محدث“

قطعا تو ایچ طبع شفیق محشر

فاضل جلیل المرتب جناب شریک احمد صبا حباب سی پر فیس جو بلی کا لچ شہر کے ہو

سمی کاظم حسین دزائر جناب شان
 بداد و ادشاعری تو گئی کرد ساحری
 معانی و بیان بلیج و از محنات آن
 دمید روح شاعری بہ اعظم رسم فن
 چہ خوشتر نشہ از دلا بہ نقبت چگا ہا
 حلال سحر خواندش مباح باشد و روا
 بہین درین چگا ہا شواہش جدا جدا
 بپا از شعر محشر است در زمانہ محشر

بقرا مال طبع آن مسلم چو سر نمود خم
 شفیق محشر سخن در - آمد از فلک ندا

الحجاز جناب ایرعجاز حسین صاحب گرو جناب عشاق مرجم و مغفور

مری جانب کے کوئی جا کے یہ محشر سے کہہ گئے
 کیا ہے جبے نظارہ ترے باغ قصائد کا
 شرف حاصل ہے تجکو بہت شاہ و لایت کا
 ترے اشعار شکر صاحب انصاف کہتے ہیں
 ہمیشہ رنگے بینگے یہ قصاید جب پڑھے کوئی
 نہیں خالی ہے کوئی شعر حسن معنویت سے
 حکایات ثنائے اہل احمد نظم بہن سارے
 محاسن سے نہیں خالی کوئی منظومہ رنگین
 اثر خندا صفا کا شاعر مدوح کے دیکھو
 میں ایسی بات کہتا ہوں کہ چنیائے مانی ہو
 مرے پیش نظر حسن بیان بوستانی ہو
 ترے زیر حکومت کشور شیوا بیانی ہو
 فصاحت و بلاغت ہو سلاست رودانی ہو
 ترے باغ سخن میں کیا بہار جاودانی ہو
 تو اپنے وقت کا لاریب خلاق معانی ہو
 نہ کوئی قصہ نو ہے نہ پارہ نہ کہانی ہو
 ورق سادہ بھی اسکا روش ادب رنگ مانی ہو
 معانی صاف شعور نین ہیں پامیان پانی ہو

مگر ہم پڑھیں کیونکہ اشعار قصائد کو خیال لیا نہ تھا محکو جو میں نے خواہیں دیکھا خدا شاہد یہ میں نے عالم رویا میں دیکھا تھا نتیجہ نیک اس علاج خوش انجام کا ہوگا نہ کیوں محلو ظمیر اول ہوان اشعار خوبی سے اکون تار سچ کیا میں امتثالِ مرسامی سے شما ت سے ترمذ پیشہ اہل فن کی ڈرتا ہوں نہ میں شاعر نہ محکو ہو سلیقہ شعر کہنے کا خدا کا نام لیکر آج میں کچھ فکر کرتا ہوں	ہر اک بیت معلیٰ صورت سبع المثانی ہو سُنے وہ جانبِ مدوح جس کو بدگمانی ہو کہ نرم قدس میں مدوح محو مع خوانی ہو دلیل اس قول پر میرے قیاسِ قرآنی ہو ہنیں ہو شوق گو یا یہ ذوقِ نکتہ دانی ہو نہ وہ جوشِ طبیعت ہو وہ شانِ دانی ہو زمین شعر پر نازل ہلائے آسمانی ہو ترے ارشاد سے یہ بات لیکن دلیلیں ٹھانی ہو مجھے ایجا از خود اپنی طبیعت آزمانی ہو
---	---

سنو یہ مصرعہ تالیفِ برجستہ میں آتا ہوں
یہ مکتوب قصائد گو ہر درجِ معانی ہو
۱۳۵۲

بلخ جنابِ اسبیکری میرزا صاحبِ دولت و شان اگر جنابِ خاندانِ اسبیکری علی خان صاحب
جلیس سوی نیشاپوری طاب ثراہ

بے مثل ہے کل کتابِ نظم و شعر
ہجری میں ہے محکو یاد تاریخِ بلیغ
ہر صفحہ ہے دامنِ حبیبِ داور
آسان ہے کیا وصفِ شفیعِ عشر
۱۳۵۲

ہمارے جنابِ محمد جعفر حسن صاحبِ کٹیری انجمنِ معینِ الادب

شکستہ ہیں کہ ہر شے اس دیوان کا
سالِ ہجری میں ہے یہ مصرعہ تاریخِ ہمار
مظہرِ منزلت و شانِ رفیعِ عشر
ہو بخارکِ ادب آموزِ شفیعِ عشر
۱۳۵۲

توقیر جناب فی ابی احمد مرزا خان صاحب و چھٹن صاحب

آل طہار کے مدارج جناب محشر
وہی دیوان کہ جو دیوانِ عمل ہے اُن کا
معدن و کان یاقوت ہے ہر شجر اس کا
گوٹے ناضر ملت سے بہت خلعت داد
ایسے اشعار پسندیدہ و سنجیدہ ہیں
نظم اس طرح کی ہرگز نہ سنی ہوگی کبھی
اُن کے اوصاف حمید کا بیان ناممکن

اُن کا دیوان چھپا خوب بفضیل داور
دینے کے فردوس میں مدوح ہر اک بیت پر گھر
بلکہ ہر حرف صفائے جو مصفا گوشت
نکے اب سینے گصلہ ساتی حوض کوثر
نور ایمان ہو سوا دیکھین اگر اہل نظر
وجد میں آئیں نہ کیوں جبلِ حسان سُکڑ
مختصر یہ ہے کہ ظاہر سے ہے باطن بہتر

پچھلی جب طبع کی تاریخ تو بولے توقیر
لکھو نایاب قصائد ہیں جناب محشر
۱۳۲۲ھ

ثروت جناب فی ابی علی انصاری صاحب عرف فی ابی بنی صاحب

اکبر سے بحرین سے اسے طبعِ روانِ محشر
علم بھرتی کے دریا میں یہ کی غوا صی

سگرزوں کو مرے دیکھ کے پانی ہیں گہر
بحر اشعار میں بھی کب مرے ثانی ہیں گہر

آبِ در سے ہورستم طبع کا سال سے ثروت
کہ صدفِ بیتین قصائد کے معانی ہیں گہر
۱۳۲۲ھ

دیگر

شفیعِ محشر کے دیکھنے سے خیال ہو احوال طبع محشر
اگر یہ باغی کسی تو شہر ہو ازمانے میں چار جانب

زمین ہر نظر کہہ ہی ہے ملاجھ اوجِ آسمان کا
نہیں کسی کا اگر یہ رقبہ ہو آلِ حسین کے معِ خوان کا

یہ صرعِ سال طبعِ ثروتِ قلم سے کہتی ہے طبع لکھ
قصیدہ محشر کے کیا ہی چھاپے ہو چکی ہر بیت گھرِ جناب کا
۱۳۲۲ھ

دُعا ہند جنابِ است صاحب

<p>جوشمیع قبر ہو وہ شعلہ سوز نہان لینا پند آئے جو خالق کو وہ موسیٰ کی زبان لینا خدا سے ضعف پیری میں شبابِ نوجوان لینا زمین شکر کو دے دیکے نعمت آسمان لینا نشانے آلِ احمد کر کے گلزارِ جنان لینا قصیدن سے جہان میں لطفا نذاریاں لینا سنِ ہجری میں آؤ آخر کا بھی کوئی امتحان لینا پیمبر سے جزائے مدح ہر شاہِ جہان لینا جہان تک ہو سکے گلاہے بارغِ یخفران لینا جو لینا دولتِ عقبیٰ تو حق سے بے کراں لینا</p>	<p>ضیا تحشر کوئی بہر گذر گاہِ جہان لینا اگر ہو بھی توجہ آلِ میں لگتے اُردگی درِ جنت سے نکلے گی جوانی خیر مقدم کو کہیں معراجِ احمد سے کہیں معراجِ حیدر سے ریاضِ فکر میں اشعار سے کرنا چمن بندری لسانِ دل تڑپ اڑھیں گے سب چھپنے تو دوں کو نگاہِ محسن اس بحث میں مڑتی ہوئی آئی قصائد میں اس کے ملیگی داد کیا ہم سے مگر داؤدِ سخن میں ان نصیحت سے کرتے ہیں سن لے ملجِ آلِ پاک احمد اس تمنا کو</p>
---	---

نہ تیری آرزو کم ہے نہ عطی کی عطا کم ہے
جنان میں دیکھ ہر ہریت کے بدلے مکان لینا

<p>دیکھو بسان آسمان قابو میں ہے گدوشِ مقرر کی کوئی تختِ بیلان کی حقیقت ہے نہ کشور کی زمانے کو بتاتی ہے سقایتِ حوض کوثر کی ازل سے ہو حکومت ہاتھ میں خلاقِ اکبر کی تڑپ کر کیوں رہی جاتی ہو حسرتِ قلبِ مضطر کی ترے الطاف سے نکلے تمنا زندگی بھسر کی</p>	<p>وہ کیا ہی جو نہیں ہو اختیار آلِ احمد میں جسے چاہیں عطا کر دیں دو عالم کی شہنشاہی جہانِ کبیطِ حکم حق سے جنت کی کبھی لاک نہ بن کر گیا جو طلبِ مداحِ اہلبیت وہ دین گے صلہ وہ مانگ جو کون در مکان میں سب سے بہتر ہو سنِ ہجری میں لے ڈھنسر عا کر حق تعالیٰ سے</p>
--	---

خداوندِ ارہمہ دونوں جہان میں عزتِ محشر
مشکوہ دین و دنیا ہو ثنا آلِ پیمبر کی

شہرت جناب یا قرین صاحب النشین و خلف حضرت لطافت مرحوم	
کمال کمال سے ہے حنالی دُنیا ہجری میں یہ تاریخ سادو شہرت	ہوتی ہے قصائد کی زالی دُنیا اچھی ہے یہ محشر کی خیالی دُنیا
جناب احمدین صاحب شفیق مصنف دیوان عطیہ آہی	
کیون نہودراج البیت کا ایسا و تار مچ گئی مین گذاری بنی ساری زندگی جب کہی تشبیہ سے گل کھلائے جا بجا ہے قصید گوی پورا شاعری کا امتحان اسنے جب گلشن قصیدہ کا لگا یا نظم مین عمر خالق کے شجر اسنے لگائے جس جگہ نظم کے گلشن میں اسے ہر تر ہے سرنگون چھپ گئے اس کے قصائد کیا خوشی مجھ کو ہوئی	عمر بھر جسے کیا ہو وصف شاہ ذوق نقار پنجتن کا ذکر اسکا کام ہے لیل و نہار رہتی ہے پیش نظر اس کے قصیدے کی بہار شک نہیں کچھ ماہر فن بھی ہے یہ عالی تبار کہتے ہیں مضمون زبان حال سے آہی بہار مدح گوی کے ترانہ کو لے ہیں سبے شمار بار و بار شائین کیا کرتی ہیں مشکیر کردگار مین کو نگ صاف یہ ہے قدرت پروردگار
دے شفیق اچھی طرح سے تہنیت یہ دوست ہری ہو مبارک اسے جناب محشر عالی و تار	
دیکھو کہ شفیق صاحب دیرینہ محبت کی بنا پر شفیق محشر کیلئے یہ قطع غایت کیا امین آئین نہیں؟	
عزیز لسان الہند جناب مزار احمد ہادی صاحب مصنف گلکدہ	
بھلائی چھپ کر ہو گیا مطبوع اہل دل	یہ محبت کا صحیفہ حسین ہر شعر ایک گیت ہے
لکھا فرما لکھ محشر سے یہ صراع تاریخی یہ مجموعہ نہیں مطلوبہ دستاویز جنت ہے	
۳۲ ۱۳ ۲۸	

<p>مشاق برادر معظم جناب میرصحت حسین صاحب رئیس مصطفیٰ آبادی رابرلی</p>	
<p>بھائی ہمارے مرزا کاظم حسین محشر وہ وہ قصیدے فکر روشن سے اپنی لکھے</p>	<p>موزوں ہو طبع جنکی تو صیف حیدری کو شرائین جنکے مطلع خورشید خاوری کو</p>
<p>اسی صدائے ہائے تالیخ لکھد واس کی گردیکھے یہ قصیدے شرم آئے انوری کو</p>	<p>۱۳۴۲ھ</p>
<p>بھائی مرے شفیق مرے مہربان مرے ملنے ہیں ایسے لوگ کہاں اب زمانے میں ہیں دوست جنکے ظاہر و باطن میں رت ہیں کیون شاعری نہ انکی ہر مقبول خاص و عام طبع روان نے آپکی پائی ہے وہ صفا ایسے قصیدے نظم کیے وصف آل میں ہر سطر جنکی جاوہ جنت ہے بالیقین جو وصف اسکا کینچے بے شبہ کم ہے وہ پھر کہوں گلِ سخن سے مطر نہ ہوں دماغ ہر وقت ہج ساقی کوثر میں مست ہیں ان کا خلوص آل رسالتا اب سے</p>	<p>دیگر</p> <p>کاظم حسین راہر و منزل ثواب ہیں اپنے جن خلق سے محبوب شیخ و شاب کیساں ہو دل درون و برون مثل آفتاب حاصل کیا ہونا صرمت سے جب خطاب دریا ہے جنکے سامنے غیرت سے آب آب ہر بیت جنکی بیت کا فردوس کی جواب ہر شعر جن قصیدوں کا ہے فرد انتخاب مجموعہ فضائل حیدر ہے یہ کتاب دل میں ولائے آب کہ نیشہ میں ہو گلاب دلمین بھری ہوئی ہے مئے حب و تراب روشن تمام خلق پہ ہے مثل آفتاب</p>
<p>مشاق لکھد و صرغ تاریخ طبع اب سائے قصیدے آسین ہیں بے مثل و لا جواب</p>	<p>۱۳۴۲ھ</p>



واقف جناب روضہ مرزا واجدین صاحب شہ تلامذہ جناب تیسرے مرحوم

ہر بیت میں ہے ان کی حُب علی کا شکن
معصوم چارہ کی مدحین بھری ہوئی ہیں
الفاظ ان کے گل ہیں اور بوئے گل معانی
حقا کہیں نیکس نا قوس کی صدائیں
ہیں دوست اک یر میرے کاظم حین محشر
بخشش کا اک ذریعہ محشر کے دن ہی ہے
ہوں ماہ چار ہفتہ تعریف مجھ سے کیا ہو

بنش میں ہونے گنج گنج مضمون میں نہ الجھن
انین اثر خدا نے بننا بوجہ احسن
آئی بہار تازہ پھولا پھلا ہے گلشن
زنا رتوڑ ڈالین پڑھ کر انھیں برہمن
واقف ہوں خوب انے مومن ہیں کامل فن
محشر کا ماتھ ہوگا اور پنجن کا دامن
کر کر مزیاں ہوں میں میری بان ہے لکن

ہے سال طبع روشن پڑوسے اسکے واقف
اک شمع مدح کی ہے ہزم علی میں روشن
۱۳۲۲ھ

دیگر

کن قصائد متبول رب عباد
شکر تو بر قصائد محشر
موجہ لا الہ الا اللہ
دور دیا سے محض ابھریں
این قصائد ہمہ کہ محشر گفت
بہلہ اوراق این چو جمع شند
مسکن حُب شہ بہریت است
نزد من ہفت بار اگر خواند
طبع شد حوت حرف کل بصر

بہر احمد و آلہ الامجاد
قلم قدرت نمودہ صاد
باعث خلق عالم ایجاد
کرد دامن پراز دُر امداد
جمع فرمودہ است زاد معاد
داو ہفت آسمان مبارکباد
ہست ہر لفظ این دلہ بنیاد
فورا از ہر بلا شود آزاد
چشم ماروشن دل ماشاد

گفت واقف بصرع آخر	سال منقوط شد رقم پے یاد
	حق ترا اے قصائد محشر اثر ہفت بند کاشی داد ۵۱۳۲۲
ایونس جنابید یونس حسین صاحب ید پوری (قصیدہ خوان بزم ناصیری آ)	
خبر اس امر کی نزدیک دور ہے سب کو ہمیشہ اسکی ضرورت ضرور ہے سب کو بصدا خلوص ولا پر ضرور ہے سب کو سخن شناس ہیں وہ سب شعور ہے سب کو	چھپے قصائد محشر یہ دھوم ہے ہر سو شفیع محشر اس کے کتاب کا ہے نام مری طرح سے تمسک شفیع محشر سے پسند کرتے ہیں جو نظم محشر مداح
	نہ کیوں کہیں کلا سال طبع اسے یونس چھپے قصائد محشر سرور ہے سب کو ۵۱۳۲۲

فہرست قصبات یعنی کن معصوم کی طرح مہین اور کس تاریخ پر مضافا ہے

تاریخ	مہینہ	حال	از صفحہ	تا صفحہ
۱۷	ربیع الاول	نعت جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱	۲۶
۱۳	رجب	میلاد علی بن ابیطالب علیہ السلام	۲۷	۶۶
۱۸	ذی الحجہ	غدیر	۶۷	۱۱۴
۲۱	مارچ	نوروز	۱۱۵	۱۶۳
۲۴	رجب	فتح خیبر	۱۶۴	۱۷۲
۲۰	جمادی الثانی	مرح جناب سیدہ علیہا السلام	۱۷۴	۱۷۹
۱۵	رمضان المبارک	امام حسن علیہ السلام	۱۸۰	۱۸۲
۳	شعبان المعظم	مرح سبطین علیہ السلام	۱۸۲	۱۸۵
۱۵	تاریخ ولادت پیغمبر مہینہ	ولادت امام حسین علیہ السلام	۱۸۵	۱۸۹
۱۵	تجادی الاولیٰ	ولادت ابو الفضل العباس علیہ السلام	۱۹۰	۱۹۲
۱	شہر رجب	ولادت امام زین العابدین علیہ السلام	۱۹۳	۱۹۷
۱۷	ربیع الاول	ولادت امام محمد باقر علیہ السلام	۱۹۷	۲۰۱
۷	صفر	ولادت امام جعفر صادق علیہ السلام	۲۰۲	۲۰۵
۱۱	ذیقعدہ	ولادت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	۲۰۵	۲۰۸
۱۰	رجب	ولادت امام رضا علیہ السلام	۲۰۸	۲۱۴
۵	رجب	ولادت امام محمد تقی علیہ السلام	۲۱۴	۲۱۹
۴	ربیع الآخر	ولادت امام علی نقی علیہ السلام	۲۱۹	۲۲۱
۱۵	شعبان المعظم	ولادت امام حسن عسکری علیہ السلام	۲۲۱	۲۲۷
		ولادت امام زمان علیہ السلام	۲۲۸	۲۷۰
		تہجد اللہ فرجہ		

وزیر محترم

شفیع محشر کے

مصنف کی عن نزول کا دیوان جو

ملک میں بہت مقبول ہوا اور اتنی جلد فروخت ہوا

کہ اب صرف چند جلدیں باقی ہیں جلد طلب فرمائیے

﴿دریہ طبع ثانی کا انتظار کرنا ہوگا﴾

قیمت علاوہ محصول اک صرف

ملنے کا پتہ

محمد جواد

مالک نظامی پریس

وسطی سٹریٹ لکھنؤ



